بسم اللہ الرحمن الرحیم

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ○

تفسیر قادری

الموسوم بہ اسم تاریخی

تفسیر کشف القلوب

۱۳۱۹ھ

از

امام المفسرین حافظ کلام مبین ابوالوفا حضرت سید الشیوخ مولٰنا سید شاہ محمد عمر حسینی قادری خلیق رحمۃ اللہ علیہ

تکملہ

از

مرشدنا و مولٰنا حضرت سید محمد پادشاہ حسینی قادری لئیق رحمۃ اللہ علیہ

حصہ اول **جلد پنجم**

[۳۶] یٰس [۴۸] فتح

تفسیر قادری اب ویب سائیٹ پر بھی: www.ata-e-habeeb.org

تفسیر قادری کی ویب سائیٹ

www.ata-e-habeeb.org

تفسیرِ قادری حصہ اول جلد پنجم کے ساتھ فہرست معجم (ضمنی عنوانات)

منسلک ہے جو سید غوث محی الدین حسینی صاحب قادری نصؔر الحق کی مرتبہ ہے

اس فہرست کی مدد سے کسی معین ومخصوص مضمون کے مباحث کی فہرست جو مختلف مقامات پر

پھیلے ہوئے ہیں ایک ہی جگہ دیکھی جاسکتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیرِ قادری (تفسیر کشف القلوب)

حصہ اول کے مؤلف : سید الشیوخ سید محمد عمر حسینی قادری خلیقؔ رحمۃ اللہ علیہ

والد کا اسمِ شریف : مولانا مولوی میر پرورش علی رفعت پناہ قدس سرہ
المعروف سید محمد پادشاہ حسینی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

سن ولادت و وفات : ۱۲۸۲ھ ۱۳۳۰ھ

مقامِ ولادت وفات : حیدر آباد دکن

دیگر تصانیف : فرائض قادری، (منظوم جس میں چاروں مذاہب کے وراثت کے مسائل جمع ہیں۔
رہبرِ طریقت، مصطلحاتِ تصوف، صحیفہ ٔ معرف، تحفہ فاروقیہ وغیرہ وغیرہ۔ پٹنہ کے رسالہ تحفہ حنیفہ میں بھی اکثر آپ کے مسلسل مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ جن میں بعض مشاہیر کی کتابوں کے ترجمہ بھی شامل ہیں۔ کلامِ خلیقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے آپ کا مختصر کلام بھی شائع ہوا ہے۔

حصہ دوم اور حصہ سوم کے مؤلف:
شیخ الاسلام مولانا مولوی سید محمد پادشاہ حسینی لئیق رحمۃ اللہ علیہ

والد کا اسم شریف : سید الشیوخ سید محمد عمر حسینی قادری خلیقؔ رحمۃ اللہ علیہ

سن ولادت وفات : ۱۳۱۷ھ ۱۳۸۴ھ

مقام ولادت ووفات : حیدر آباد۔

دیگر تصانیف : تصریفِ قادری، جس میں عربی کے مصادر اوران کا اُردو اور فارسی میں ترجمہ ہے۔
ماثورہ دعاؤں کی کئی کتابیں، ماہنامہ نور، ماہنامہ خلیق اور مختلف روزناموں میں بھی آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ کلامِ لئیقؔ کے نام سے آپ کا کلام بھی شائع ہوا ہے۔ صدر مجلس علماءِ دکن کے معتمد کی حیثیت سے آپ کے خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔

دیگر تفصیلات حصہ اول جلد اول میں مختصر تعارف میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیرِ قادری الموسوم تفسیرِ کشف القلوب (۱۳۱۹ھ)

پہلا حصہ	۱۷۔سورہ بنی اسرائیل تا ۴۸۔سورہ فتح ۱ تا ۲۰۲۵	از سید الشیوخ سید محمد عمر حسینی القادری خلیق رحمۃ اللہ علیہ
دوسرا حصہ تیسرا حصہ	۴۹۔سورہ حجرات تا ۱۱۴۔سورہ ناس ۱۔سورہ فاتحہ تا ۲سورہ بقرہ (صرف ابتدائی [۳۶] آیتیں)	شیخ الاسلام سید محمد بادشاہ حسینی القادری لئیق رحمۃ اللہ علیہ

۱ پہلا حصہ جلد اوّل
۱۷۔سورہ بنی اسرائیل
تا ۱۹۔سورہ کہف
۱ تا ۴۳۴

۲ پہلا حصہ جلد دوم
۲۰۔سورہ مریم
تا ۲۲سورہ حج
۴۳۵ تا ۷۷۲

۳ پہلا حصہ جلد سوم
۲۳۔سورہ مؤمنون
تا ۲۷۔سورہ نمل
۷۷۳ تا ۱۲۰۸

۴ پہلا حصہ جلد چہارم
۲۸۔سورہ قصص
تا ۳۵۔سورہ فاطر
۱۲۰۹ تا ۱۶۲۲

۵ پہلا حصہ جلد پنجم
۳۶۔سورہ یٰس
تا ۴۸۔سورہ فتح
۱۶۲۳ تا ۲۰۲۵

۶ دوسرا حصہ جلد اول
۴۹۔سورہ حجرات
تا ۵۳۔سورہ نجم
۱ تا ۷۰۱

۷ دوسرا حصہ جلد دوم
۵۴۔سورہ قمر
تا ۵۷۔سورہ حدید
۷۰۲ تا ۱۳۳۶

۸ دوسرا حصہ جلد سوم
۵۸۔سورہ مجادلہ
تا ۶۶۔سورہ تحریم
۱۳۳۷ تا ۱۹۱۱

۹ دوسرا حصہ جلد چہارم
۶۷۔سورہ ملک
تا ۷۷۔مرسلات
۱۹۱۲ تا ۲۶۱۸

۱۰ دوسرا حصہ جلد پنجم
۷۸۔سورہ نبا
تا ۹۲۔سورہ لیل
۲۶۱۹ تا ۳۲۲۸

۱۱ دوسرا حصہ جلد ششم
۹۳۔سورہ ضحیٰ
تا ۱۰۴۔سورہ ھمزہ
۲۶۱۹ تا ۳۷۰۴

۱۲ دوسرا حصہ جلد ہفتم
۱۰۵۔سورہ فیل
تا ۱۱۴۔سورہ ناس
۳۷۰۵ تا ۴۱۱۰

۱۳ تیسرا حصہ
۱۔سورہ فاتحہ تا
۲۔سورہ بقرہ [۳۶]
آیتیں ۱ تا ۴۱۶۱

اس طرح یہ تفسیر (۱۵) ویں پارہ سے آخر سورہ ناس تک جملہ (۱۳) جلدوں میں سولہ پارہ + سورہ فاتحہ + سورہ بقرہ کی ۳۶ آیتوں پر مشتمل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنہ ۱۳۱۹ھ

تفسیر قادری

الموسوم بہ اسمِ تاریخی **تفسیر کشف القلوب**

کتاب :- حصّہ ...... اول ...... جلد ...... پنجم

تفسیر سورۃ ...... [۳۶] یس تا سورۃ [۴۸] فتح

پارہ ...... پارہ ......

تصنیف :-

(۱) حصّہ اول :- سورۃ بنی اسرائیل تا سورۃ الفتح

پارہ ۱۵ تا پارہ ۲۶ تین جلدوں میں

از سید الشیوخ حافظ سید محمد عمر حسینی قادری خلیق قدس سرہٗ العزیز

(سنہ ۱۲۸۲ھ سنہ ۱۳۳۰ھ)

(۲) حصّہ دوم اور سورۃ الحجرات تا سورۃ الناس سات جلدوں میں

(۳) حصّہ سوم سورۃ الفاتحہ و سورۃ البقرہ ایک جلد

(صرف ابتدائی ۳۶ آیتیں)

تکملہ از شیخ الاسلام سید محمد بادشاہ حسینی لیئق رحمۃ اللہ علیہ (سنہ ۱۳۱۷ھ - سنہ ۱۳۸۴ھ)

سالِ اشاعت :- حصّہ اول - سنہ ۱۳۱۹ھ سے سنہ ۱۳۳۰ھ تک (سنہ ۱۹۰۰ء تا سنہ ۱۹۱۱ء)

(ماہانہ پرچوں کی شکل میں ہر ماہ دو جز یعنی (۳۲) صفحات)

حصّہ دوم و حصّہ سوم - سنہ ۱۳۷۲ھ تا سنہ ۱۳۸۴ھ (سنہ ۱۹۵۲ء تا سنہ ۱۹۶۴ء)

مولانا حبیب محمد عمر حسینی قادری مدظلہ العالی کے حکم سے مولوی سید علی حسینی علی آہ مرحوم و مغفور
کے فرزند سید غوث محی الدین حسینی نصر الحق نے
فہرستِ مضامین میں آیتوں اور سورتوں کے نمبروں کے اضافہ کیساتھ ماہانہ پرچوں کو ایک جگہ
کر کے اسے کتابی شکل دی۔ جو پرچے دستیاب نہ ہو سکے ان کی زیراکس کاپیاں حاصل
کر لی گئیں ہیں۔

نوٹ:۔ تفسیرِ قادری اور الشیوخ قدس سرہٗ العزیز کی دوسری کتابوں
کے متعلق تفصیلات سید غوث محی الدین حسینی نصر الحق سے حاصل کی جاسکتی ہیں

پتہ

مکان نمبر :19-3-1086/1

بند گلی روبرو فلک نما بس ڈپو،

انجن باولی، فلک نما، حیدر آباد 56۔

فون : 24460038

سل : 9490748463

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ النبی الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ؕ

الحمد للہ تفسیر قادری کے ماہانہ پرچوں کو ایک جگہ کرکے اسے کتابی شکل دی گئی ہے تاکہ اسکے نسخے مختلف کتب خانوں اور ریسرچ سنٹرس میں عام استفادہ کیلئے رکھوا دیئے جاسکے۔

تفسیرِ قادری تین حصّوں میں ہے۔

پہلا حصّہ :- سورۃ بنی اسرائیل تا سورۃ الفتح
(۱۵ واں پارہ) (۲۶ واں پارہ)

دوسرا حصّہ :- سورۃ الحجرات تا سورۃ الناس
(۲۶ واں پارہ) (۳۰ واں پارہ)

تیسرا حصّہ :- سورۃ الفاتحہ و سورۃ البقرۃ (صرف ابتدائی ۳۶ آیاتِ کریمہ)

حضرت سید الشیوخ حافظ کلام مبین ابوالوفا سید محمد عمر حسینی قادری خلیق قدس سرہٗ العزیز نے ۱۳۱۹ھ میں سورہ بنی اسرائیل سے تفسیر قادری کی اشاعت کا سلسلہ شروع فرمایا۔ اس تفسیر کا تاریخی نام "تفسیر کشف القلوب" ہے آپ ہر نمازِ جمعہ کے بعد مکہ مسجد میں تفسیر بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی تفسیر سے ہزاروں افراد ظاہری باطنی فیض پاتے رہے۔ ساتھ ہی شائقین نے تفسیر کی اشاعت کا تقاضہ بھی شروع کردیا۔ اس وقت تک چودہ پاروں کی تفسیر تقریباً مکمل ہوچکی تھی۔ اور پندرہواں پارہ شروع ہونے والا تھا۔ چنانچہ اسی سے اشاعت کا سلسلہ بھی شروع کردیا گیا۔ اسطرح تفسیر قادری ہر ماہ (۳۲) صفحات پر شائع ہوتی رہی یہاں تک کہ یہ سلسلہ ۱۳۳۰ھ میں حضرت سید الشیوخ (رحمۃ اللہ علیہ) کے انتقال کی وجہ سے سورۃ فتح کی تفسیر تک پہنچکر رک گیا۔

سیدی رح نے ۱۳۲۴ھ میں تفسیر قادری کا مقدمہ تحریر فرمایا۔ جو بجائے خود ایک مستقل رسالہ ہے جسمیں اُن اصولوں کا ذکر ہے جو جنکا خیال ایک مفسر کو رکھنا ہے۔ جن کتابوں اور تفسیروں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ انکا اور انکے مصنفین کا بھی ذکر ہے۔ اور بہت سی مفید باتیں ہیں جنکا جاننا ہر ایسے شخص کیلئے ضروری ہے جو قرآنِ کریم

سے ظاہری و باطنی فیض پانے کا متمنی ہو۔

اہمیت کے پیش نظر مقدمہ کی کاپیاں دوسرے حصہ کیساتھ بھی ملک کر دی گئی ہیں

سید الشیوخ رحؒ کے انتقال کے بعد آپکے صاحبزادے اور جانشین شیخ الاسلام مولانا سید محمد بادشاہ حسینی لئیق قدس سرہ العزیز نے مکہ مسجد میں تفسیر کے سلسلے کو جاری رکھا لیکن تفسیر کی اشاعت چاہنے کے باوجود ایک طویل عرصے تک ممکن نہ ہو سکی۔ ۱۳۷۲ھ میں تقریباً اکتالیس سال بعد آپنے سورۃ فتح کی دوبارہ اشاعت سے اس مقدس کام کی دوبارہ ابتداء کی اور سورۃ الحجرات سے سورۃ الناس تفسیر کی تکمیل فرمائی۔

اس کے بعد شیخ الاسلام قدس سرہ نے پہلے پارہ سے چودہ پاروں تک تفسیر کی تکمیل کا ارادہ فرمایا تھا۔ لیکن آپنے ابھی سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ البقرہ کی ابتدائی (۳۶) آیتوں ہی کی تفسیر فرمائی تھی کہ ۱۳۸۴ھ میں آپکے انتقال سے یہ سلسلہ بھی یہیں رک گیا۔ کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضرت ہی کے اہلِ خاندان میں اسی نہج پر اس اہم کام کی تکمیل فرمائیں۔ اور اس تشنگی کو کم کریں۔

یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ فہرست مضامین کو ایک جگہ کرتے ہوئے اسمیں سورتوں اور آیاتِ کریمہ کے نمبروں کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ یہ اضافہ محض اسلئے کیا گیا ہے دورانِ تلاوت یا پھر کسی اور وقت کسی آیت کی تفسیر دیکھنے کا خیال ہو تو اسے فوری آیت کے نمبر کے حوالے سے نکال لیا جا سکے۔

فہرستِ مضامین کے ساتھ فہرست معجم بھی تیار کر لی گئی ہے۔ جس پر نظر ثانی ہونی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی کاپیاں بعد میں سورۃ الفتح اور سورۃ الناس کے بعد منسلک کر دی جائینگی۔ سہولت کیلئے تفسیر قادری کی حسبِ ذیل جلدیں تیار کی گئی ہیں۔ جو پرچے نہیں مل سکے اُن کی زیر اکس کاپیاں لگا دی گئیں ہیں تا کہ سٹ مکمل ہو۔

پہلا حصہ جلد اوّل } مقدمہ تفسیر قادری — تفسیر سورۃ بنی اسرائیل (۱۵ واں پارہ) تا سورۃ الحج (۱۷ واں پارہ)

جلد دوم :- تفسیر سورۃ المومنون (۱۸ واں پارہ) تا سورۃ الفاطر (۲۲ واں پارہ)

جلد سوم :- تفسیر سورۃ یٰس (۲۲ واں پارہ) تا سورۃ فتح (۲۶ واں پارہ)

دوسرا حصہ جلد اول } تفسیر سورۃ الحجرات (۲۶ واں پارہ) تا سورۃ النجم (۲۷ واں پارہ)

جلد دوم تفسیر سورۃ القمر تا سورۃ الحدید
(۲۷ واں پارہ)

جلد سوم تفسیر سورۃ مجادلہ تا سورۃ تحریم
(۲۸ واں پارہ مکمل)

جلد چہارم :- تفسیر سورہ ملک تا سورہ المرسلات
(۲۹ واں پارہ مکمل)

جلد پنجم :- تفسیر سورہ نباء تا سورۃ اللیل
(۳۰ واں پارہ)

جلد ششم :- تفسیر سورۃ الضحیٰ تا سورۃ الھمزہ
(۳۰ واں پارہ)

جلد ہفتم :- تفسیر سورۃ تا سورۃ الناس
(۳۰ واں پارہ)

تیسرا حصہ :- مقدمہ، تفسیر سورۃ فاتحہ، سورہ البقر کی ابتدائی (۳۶) آیتوں کی تفسیر

بتاریخ ۲ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ
۳ جولائی ۱۹۹۲ء
بروز جمعہ

حق تعالیٰ ان تمام حضرات کو جنہوں نے اس سلسلے میں کوشش کیں ہیں جزائے خیر عطاء فرمائیں اور خوش رکھیں۔
میری خاص دعائیں برادر طریقی مولوی سید علی حسینی مرحوم و مغفور کے فرزند سید غوث محی الدین حسینی نصر الحق سلمہ کے لئے ہیں۔ حق تعالیٰ انہیں ہمیشہ خوش رکھیں اور اُن کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب امت کیلئے کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ اسے قبول کریں۔

آمین

والحمد للہ رب العالمین

مولانا
حبیب محمد عمر حسینی قادری
مدظلہ العالی

قادری چمن، حیدرآباد

کلامِ صوفیہ

کلامِ صوفیہ جو قرآن میں ہے۔ وہ اشارات اُن باریکیوں کے طرف ہیں جو سالکوں کیلئے کشف ہوتے ہیں اور ظاہر معنی سے اسکی تطبیق ممکن ہوتی ہے اور یہ کمالِ ایمان اور محض عرفان ہے۔ اور جو شخص یہ اعتقاد کرے کہ ظاہر معنی ہر گز نہیں اور صاف باطنی معنی ہی مقصود ہیں تو یہ اُن ملحدوں کا اعتقاد ہے۔ جو شریعت کی بالکل نفی کرتے ہیں۔ صوفیۂ کرام کا ہر گز یہ اعتقاد نہیں بلکہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ احکام تفسیر ظاہر کو حاصل کرکے اسرارِ قرآنی سمجھنے کی کوشش کرے۔ ورنہ بغیر دروازے میں داخل ہوئے گھر کے اندر پہونچنا ممکن نہیں۔

مقدمہ تفسیر قادری ص ۱۱، ص ۱۲

تفسیر اور تاویل میں فرق

تفسیر و تاویل میں جو فرق ہے اسمیں اختلاف ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ دونوں کے ایک ہی معنے ہیں۔ اور ماتریدی نے فرمایا کہ تفسیر قطعی طور سے ظاہر کرنا ہے۔ کہ اللہ کی مراد یہی ہے۔ اور تاویل احتمالات میں سے کسی ایک احتمال کو غیر قطعی طور پر ترجیح دینا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ جو روایت کے متعلق ہو وہ تفسیر ہے۔ اور جو روایت کے متعلق ہو وہ تاویل ہے۔ اور بعض نے اس کے سوا کچھ اور کہا۔ لیکن اب عرف میں تاویل اس اشارۂ قدسیہ اور معارفِ سبحانیہ کو کہتے ہیں کہ جو سالکین کیلئے پردہ عبارات سے منکشف ہو اور قلوبِ عارفین پر ابرِ غیب سے باراں ہو۔ اور تفسیر اس کے سوائے ہے۔

مقدمہ تفسیر قادری ص ۱۳

اہلبیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم

اگر اہل بیت نجات کی کشتی میں تو صحابہ آسمانِ ہدایت کے تارے ہیں۔ جیسے بحر سلوک سے پار ہونا ہو تو اس کشتی میں سوار ہو کر اُن تاروں سے راہ کی معرفت حاصل کرکے ساحل مقصود تک پہنچ جائے۔ کشتی بغیر تاروں کے اور تارے بے کشتی کے نافع نہیں اگر اس راہ کو جلد طئے کرنا منظور ہو تو پیران کبار و اولیأ عظام کی توجہ بھی ضرور ہے۔

مور مسکیں ہوداشت کہ در کعبہ رسد ❊ دست در پائی کبوتر زد و ناگاہ رسید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیرِ قادری المعروف تفسیرِ کشف القلوب ۱۳۱۹ھ

حصہ اوّل جلد پنجم

از حافظِ کلامِ مبین حضرت سید شاہ محمد عمر حسینی القادری خلیق رحمۃ اللہ علیہ

[۱۲۸۲۔۱۳۳۰ھ][۱۸۶۵۔۱۹۱۱ء]

فہرست مضامین تیار کردہ سید غوث محی الدین حسینی قادری نصر الحق

[۳۶]سورۂ یٰس [مکی]

آیتیں[۸۳] ، رکوعات[۹]

کلمات[۷۲۹] ، حروف[۳۰۰۰]

فضیلتِ سورۂ یٰس ۱۶۲۲

آیت[۱تا۶]یٰس...... فَهُمۡ غٰفِلُوۡنَ ۱۶۲۳

آیت[۷تا۱۱]لَقَدۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ ...... اَجۡرٍ کَرِیۡمٍ ۱۶۲۴

قرأتِ قرآن میں فکر کرنا ۱۶۲۴

بیانِ صوفی ۱۶۲۴

معجزہ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کا نہ دیکھنا ۱۶۲۵

آیت[۱۲]اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ۱۶۲۶

فضیلتِ اوقات ۱۶۲۶

اچھا اور بُرا طریقہ چھوڑنا ۱۶۲۷

بیان بدعت حسنہ وسیۂ ۱۶۲۷

آیت[۱۳تا۲۱]وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلًا ...... وَهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ۱۶۲۷

قصہ رُسل وحبیبؒ ۱۶۲۹

بیانِ نحوست ۱۶۳۱

کلمہ محبت ۱۶۳۲

اقسام محبت ۱۶۳۲

کلمہ شوق ۱۶۳۳

آیت[۲۲]وَمَالِیَ لَاۤ اَعۡبُدُ (ابتداء پارہ۲۳وَمَالِیَ) ۱۶۳۴

آیت[۲۳]ءَاَتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً ۱۶۳۴

آیت[۲۴]اِنِّیۡ اِذًا لَّفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ
آیت[۲۵]اِنِّیۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّکُمۡ ١٦٣٤
شہادت حبیبؒ
آیت[۲٦و۲۷]قِیۡلَ ادۡخُلِ الۡجَنَّةَ
......وَجَعَلَنِیۡ مِنَ الۡمُکۡرَمِیۡنَ ١٦٣٤
آیت[۲۸و۲۹]وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی ١٦٣٥
قَوۡمِهٖ......فَاِذَا هُمۡ خٰمِدُوۡنَ
آیت[۳۰تا۳۲]یٰحَسۡرَةً عَلَی الۡعِبَادِ ١٦٣٥
......لَدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ
آیت[۳۳]وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الۡاَرۡضُ تا ختم ١٦٣٦
آیت[۳۵]اَفَلَا یَشۡکُرُوۡنَ
آیت[۳٦]سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ ١٦٣٧
الۡاَزۡوَاجَ کُلَّهَا
آیت[۳۷تا۴۰]وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیۡلُ ١٦٣٨
......فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ
آیت[۴۱تا۴۴]وَاٰیَةٌ لَّهُمۡ اَنَّا حَمَلۡنَا ١٦٣٩
......مَتَاعًا اِلٰی حِیۡنٍ
آیت[۴۵و۴٦]وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمُ اتَّقُوۡا ١٦٤٠
......کَانُوۡا عَنۡهَا مُعۡرِضِیۡنَ
آیت[۴۷]وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمۡ اَنۡفِقُوۡا ١٦٤١
آیت[۴۸]وَیَقُوۡلُوۡنَ مَتٰی هٰذَا الۡوَعۡدُ ١٦٤١

آیت[۴۹]مَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا تا ختم ١٦٤١
آیت[۵۱]اِلٰی رَبِّهِمۡ یَنۡسِلُوۡنَ
دلیل حدوثِ عالم ١٦٤٢
آیت[۵۲]قَالُوۡا یٰوَیۡلَنَا مَنۡۢ بَعَثَنَا ١٦٤٣
آیت[۵۳]اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَةً ١٦٤٣
آیت[۵۴]فَالۡیَوۡمَ لَا تُظۡلَمُ نَفۡسٌ شَیۡئًا ١٦٤٣
آیت[۵۵]اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ تا ختم ١٦٤٣
آیت[۵۷]لَهُمۡ مَّا یَدَّعُوۡنَ
آیت[۵۸]سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ ١٦٤٥
آیت[۵۹تا٦١]وَامۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّهَا ١٦٤٥
الۡمُجۡرِمُوۡنَ......صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ
رویتِ الٰہی جلّ جلالہ ١٦٤٥
آیت[٦۲]وَلَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡکُمۡ ١٦٤٦
آیت[٦۳و٦۴]هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ ١٦٤٦
......بِمَا کُنۡتُمۡ تَکۡفُرُوۡنَ
معنی جبل ١٦٤٦
آیت[٦۵]اَلۡیَوۡمَ نَخۡتِمُ عَلٰی ١٦٤٧
گواہی اعضاء ١٦٤٧
آیت[٦٦]وَلَوۡ نَشَآءُ لَطَمَسۡنَا عَلٰی ١٦٤٧
آیت[٦۷]وَلَوۡ نَشَآءُ لَمَسَخۡنٰهُمۡ ١٦٤٨
آیت[٦۸]وَمَنۡ نُّعَمِّرۡهُ نُنَکِّسۡهُ ١٦٤٩

اشعارِ عربی در فناءِ دنیا دنی ۱۶۴۹

آیت[۶۹و۷۰] وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ ......يَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ۱۶۴۹

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر نہ ہونے کی وجہ ۱۶۵۰

شعر میں تغیر فرمانا ۱۶۵۰

شعر کا اتفاقی طور سے فرمانا ۱۶۵۱

آیت[۷۱تا۷۳] اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُم ...... اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۱۶۵۲

آیت[۷۴] وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۱۶۵۳

آیت[۷۵] لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۱۶۵۳

آیت[۷۶] فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۱۶۵۳

آیت[۷۷و۷۸] اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ ......وَهِىَ رَمِيْمٌ ۱۶۵۴

آیت[۷۹] قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِىْ اَنْشَاَهَا ۱۶۵۵

آیت[۸۰] اَلَّذِىْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ ۱۶۵۵

ایک شخص کی وصیت کہ مجھے جلا ڈالنا ۱۶۵۵

آیت[۸۱] اَوَلَيْسَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ ۱۶۵۶

آیت[۸۲] اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا ۱۶۵۶

آیت[۸۳] فَسُبْحٰنَ الَّذِىْ بِيَدِهٖ ۱۶۵۷

کلمہ سفر ۱۶۵۷

اجتماعِ سعیدہ وشقی سات مقام ہیں ۱۶۵۷

سفر باللہ ۱۶۵۸

سفر فی اللہ ۱۶۵۸

سفر الی اللہ ۱۶۵۸

سفر للہ ۱۶۵۸

مسافرین کے اقسام ۱۶۵۹

[۳۷] سورۂ صافّات [مکی]

آیتیں [۱۸۲]، رکوعات [۵]

کلمات [۸۶۰]، حروف [۳۸۲۶]

آیت[۱تا۳] وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا......ذِكْرًا ۱۶۶۲

آیت[۴تا۵] اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ...... رَبُّ الْمَشَارِقِ ۱۶۶۳

اشارہ مشارق ۱۶۶۳

آیت[۶تا۱۰] اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ ...... شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۱۶۶۴

آیت[۱۱] فَاسْتَفْتِهِمْ اَمْ اَشَدُّ خَلْقًا...... ۱۶۶۵

آیت[۱۲،۱۳] بَلْ عَجِبْتَ......لَا يَذْكُرُوْنَ... ۱۶۶۶

آیت[۱۴تا۱۷] وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً......الْاَوَّلُوْنَ ۱۶۶۶

آیت[۱۸] قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۱۶۶۶

آیت[۱۹] فَاِنَّمَا هِىَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ...... ۱۶۶۷

آیت[۲۰] ۱۶۶۷
آیت[۲۱] ھٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِیْ...... ۱۶۶۷
آیت[۲۲تا۲۴] اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا .... اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ ۱۶۶۷
آیت[۲۵] مَالَكُمْ لَاتَنَاصَرُوْنَ ۱۶۶۸
آیت[۲۶] بَلْ هُمُ الْیَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۱۶۶۸
آیت[۲۷و۲۸] وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ...... ...... عَنِ الْیَمِیْنِ ۱۶۶۸
حبِّ اہلِ بیتؓ ۱۶۶۸
آیت[۲۹و۳۰] قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا .... بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِیْنَ ۱۶۶۹
آیت[۳۱و۳۲] فَحَقَّ عَلَیْنَا...... كُنَّا غٰوِیْنَ ۱۶۶۹
آیت[۳۳] فَاِنَّهُمْ یَوْمَئِذٍ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۱۶۶۹
آیت[۳۴] اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ۱۶۶۹
آیت[۳۵] اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا قِیْلَ لَهُمْ ۱۶۶۹
آیت[۳۶] وَیَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْا ۱۶۷۰
آیت[۳۷] بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ ۱۶۷۰
آیت[۳۸تا۴۰] اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوْا...... اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ۱۶۷۰
آیت[۴۱تا۴۹] اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ...... بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۱۶۷۰
آیت[۵۰تا۵۷] فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ...... ......مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ۱۶۷۲
آیت[۵۸تا۶۱] اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ .... لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۱۶۷۳
دوشریکوں کا قصہ ۱۶۷۴
آیت[۶۲تا۶۸] اَذٰلِكَ خَیْرٌ نُّزُلًا...... ...... لَا اِلَی الْجَحِیْمِ ۱۶۷۵
آیت[۶۹و۷۰] اِنَّهُمْ اَلْفَوْا ...... یُهْرَعُوْنَ ۱۶۷۷
آیت[۷۱تا۷۴] وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ ...... اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ۱۶۷۷
آیت[۷۵تا۸۲] وَلَقَدْ نَادٰنَا نُوْحٌ ...... ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ۱۶۷۸
آیت[۸۳تا۸۹] وَاِنَّ لَشِیْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِیْمَ .... فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ۱۶۷۹
قصہ ابراہیم علیہ السلام ۱۶۷۹
آیت[۹۰تا۹۶] فَتَوَلَّوْا عَنْهُ............ مَاتَعْمَلُوْنَ ۱۶۸۰
آیت[۹۷تا۱۱۳] قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ .... وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِیْنٌ ۱۶۸۱

ذبح اسماعیل علیہ السلام ۱۶۸۳

اشارات سورۂ والصافات ۱۶۸۴

علم غیب ۱۶۸۵

نکتہ۔۔ ۱۶۸۷

آیت[۱۱۴تا۱۲۲] وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی ...... اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۱۶۸۹

آیت[۱۲۳تا۱۳۲] وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ...... اِنَّ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْن ۱۶۸۹

آیت[۱۳۳تا۱۳۸] وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ .... اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۱۶۹۰

آیت[۱۳۹تا۱۴۸] اِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ .... فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنَ ۱۶۹۱

قصہ یونس علیہ السلام ۱۶۹۱

آیت[۱۴۹تا۱۶۰] فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ ...... اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۱۶۹۳

کدو، محبوب رسولِ خدا ﷺ ہے ۱۶۹۳

آیت[۱۶۱تا۱۷۰] فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْن .... فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۱۶۹۵

آیت[۱۷۱تا۱۷۵] وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا .... وَاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۱۶۹۷

آیت[۱۷۶تا۱۷۹] اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ...... وَاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۱۶۹۸

آیت[۱۸۰تا۱۸۲] سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ .... وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۱۶۹۹

خوبیٔ وفا منظوم ۱۶۹۹

۳۸۔سورۂ صٓ [مکّی]

آیتیں[۸۸] ، رکوع [۵]

کلمات[۷۳۲]،حروف[۳۰۶۳]

آیت[۱و۲] صٓ ...... فِیْ عِزَّةٍ وَّ شِقَاقٍ ۱۷۰۰

آیت[۳] كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ ۱۷۰۰

معنیٔ عزت ۱۷۰۱

آیت[۴] وَعَجِبُوْا اَنْ جَآءَهُمْ...... ۱۷۰۱

آیت[۵] اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا...... ۱۷۰۱

آیت[۶] وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ ۱۷۰۲

آیت[۷] مَاسَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ...... ۱۷۰۲

آیت[۸] اَؤُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ............ ۱۷۰۳

آیت[۹] اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ...... ۱۷۰۳

آیت[۱۰] اَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ...... ۱۷۰۳

آیت[۱۱] جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ...... ۱۷۰۴

آیت[۱۲،۱۳] كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ...... ۱۷۰۴

آیت[۱۴] اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ...... ۱۷۰۴

آیت[۱۵] وَمَا يَنْظُرُ هٰؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً ۱۷۰۴

آیت[۱۶] وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا	۱۷۰۵
آیت[۱۷تا۲۰] اِصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ .... وَفَصْلَ الْخِطَابِ	۱۷۰۵
تفسیر فواق	۱۷۰۵
بیانِ اشراق	۱۷۰۵
ذکرِ داؤد علیہ السلام	۱۷۰۶
عبادت داؤد علیہ السلام	۱۷۰۶
آیت[۲۱تا۲۴] وَهَلْ اَتٰیكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ...... وَخَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ	۱۷۰۷
آیت[۲۵] فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ	۱۷۰۹
آیت[۲۶] یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً......	۱۷۱۰
آیت[۲۷،۲۸] وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ ...... اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ	۱۷۱۱
آیت[۲۹] كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ	۱۷۱۱
آیت[۳۰تا۳۳] وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ ...... بِالسُّوْقِ وَ الْاَعْنَاقِ	۱۷۱۲
پہلا قصّہ سلیمان علیہ السلام کا	۱۷۱۲
آیت[۳۴] وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ	۱۷۱۳
دوسرا قصّہ سلیمان علیہ السلام کا	۱۷۱۳
آیت[۳۵] قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ	۱۷۱۴
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات پر حکومت تھی	۱۷۱۴
آیت[۳۶تا۳۹] فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ .... اَوْ اَمْسِكْ بِغَیْرِ حِسَابٍ	۱۷۱۵
آیت[۴۰] وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا	۱۷۱۶
آیت[۴۱] وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَیُّوْبُ	۱۷۱۶
آیت[۴۲] اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ	۱۷۱۶
آیت[۴۳] وَوَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ	۱۷۱۷
آیت[۴۴] وَخُذْ بِیَدِكَ	۱۷۱۷
آیت[۴۵تا۴۸] وَذْكُرْ عِبٰدِنَآ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَ...... وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ	۱۷۱۸
آیت[۴۹تا۵۴] هٰذَا ذِكْرٌ ...... مِنْ نَّفَادٍ	۱۷۱۹
آیت[۵۵تا۵۸] هٰذَا ط وَاِنَّ ...... اَزْوَاجٌ	۱۷۱۹
آیت[۵۹تا۶۱] هٰذَا فَوْجٌ ...... فِی النَّارِ	۱۷۲۰
آیت[۶۲تا۶۴] وَقَالُوْا مَالَنَا ...... اَهْلِ النَّارِ	۱۷۲۱
آیت[۶۵تا۷۰] قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ...... اِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ	۱۷۲۲
علم غیب کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء ہونا	۱۷۲۳
آیت[۷۱تا۸۵] اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ .... وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ	۱۷۲۴

آیت[۸۶تا۸۸] قُلْ مَآاَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ ....وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَہٗ بَعْدَ حِیْنٍ ۱۴۲۷

۳۹۔سورۂ زمر[مکّی]

(لیکن تین آیتیں[۵۳تا۵۵] مدنی ہیں)

رکوع [۸] آیتیں[۷۵]

کلمات[۱۱۰۰] حروف[۴۷۰۸]

آیت[۱تا۴] تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ .... اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارِ ۱۴۲۸

آیت[۵و۶] خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ...... فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ ۱۴۳۰

معنیٰ تکویر ۱۴۳۰

معنیٰ نزول ۱۴۳۱

تربیت پیدائشِ انسانی ۱۴۳۲

آیت[۷] اِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ .... اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۱۴۳۲

آیت[۸] وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ دُعَا...... ۱۴۳۳

آیت[۹] اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ.......... ۱۴۳۴

آیت[۱۰] قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا...... ۱۴۳۵

حفاظتِ حواس ۱۴۳۵

آیت[۱۱و۱۲] قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ............ اَکُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ۱۴۳۶

آیت[۱۳] قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ...... ۱۴۳۷

آیت[۱۴و۱۵] قُلِ اللّٰہَ اَعْبُدُ......قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ...... ھُوَالْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ۱۴۳۷

آیت[۱۶] لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ........... ۱۴۳۸

آیت[۱۷،۱۸] وَالَّذِیْنَ اجْتَنَبُوْا...... .... اُولُوا الْاَلْبَابِ ۱۴۳۸

آیت[۱۹] اَفَمَنْ حَقَّ عَلَیْہِ کَلِمَتُ...... ۱۴۳۹

آیت[۲۰] لٰکِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ...... ۱۴۳۹

آیت[۲۱] اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ............الْبَابِ ۱۴۴۰

آیت[۲۲] اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ...... ۱۴۴۱

شرحِ صدر ۱۴۴۱

اقسامِ نور۔۔۔ ۱۴۴۱

کلمہ ذکر ۱۴۴۲

طریقہ ذکر ۱۴۴۳

ذکرِ زبان ۱۴۴۳

ذکرِ دل ۱۴۴۴

ذکرِ روح ۱۴۴۴

ذکرِ سر ۱۴۴۴

ذکرِ کل ۱۴۴۴

کلمۂ سکینہ	۱۷۴۵
آیت[۲۳]اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ	۱۷۴۶
آیت[۲۴تا۲۶]اَفَمَنۡ یَّتَّقِیۡ بِوَجۡهِهٖ .... لَوۡكَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ	۱۷۴۸
آیت[۲۷،۲۸]وَلَقَدۡ ضَرَبۡنَا لِلنَّاسِ .... لَعَلَّهُمۡ یَتَّقُوۡنَ	۱۷۴۹
آیت[۲۹]ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا......	۱۷۵۰
قولِ اہلِ عرفان	۱۷۵۰
آیت[۳۰و۳۱]اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمۡ...... عِنۡدَ رَبِّكُمۡ تَخۡتَصِمُوۡنَ	۱۷۵۱
حیاتِ انبیاء علیہم السلام	۱۷۵۱
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے گھر میں رہتے ہیں	۱۷۵۲
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاں چاہتے ہیں تشریف فرما ہوتے ہیں	۱۷۵۳
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے گھر میں رہتے ہیں	۱۷۵۴
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور پیشِ نظر رکھنا	۱۷۵۵
(پارہ ۲۴ پہلی آیت)	۱۷۵۶
آیت[۳۲]فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَذَبَ......	
آیت[۳۳تا۳۵]وَالَّذِیۡ جَآءَ بِالصِّدۡقِ .... كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ	۱۷۵۶
آیت[۳۶،۳۷]اَلَیۡسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبۡدَهٗ .... اَلَیۡسَ اللّٰهُ بِعَزِیۡزٍ ذِی انۡتِقَامٍ	۱۷۵۷
آیت[۳۸]وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ	۱۷۵۷
آیت[۳۹،۴۰]قُلۡ یٰقَوۡمِ ...... عَذَابٌ مُّقِیۡمٌ	۱۷۵۸
حدیثِ توکل	۱۷۵۸
آیت[۴۱]اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ	۱۷۵۹
آیت[۴۲]اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الۡاَنۡفُسَ	۱۷۵۹
شکستِ قادیانی	۱۷۵۹
آیت[۴۳،۴۴]اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ .... اِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ	۱۷۶۰
آیت[۴۵]وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحۡدَهُ......	۱۷۶۱
بیانِ شہادت امام علیہ السلام	۱۷۶۱
آیت[۴۶]قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ......	۱۷۶۲
آیت[۴۷]وَلَوۡ اَنَّ لِلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا	۱۷۶۲
آیت[۴۸]وَبَدَا لَهُمۡ سَیِّاٰتُ	۱۷۶۲
آیت[۴۹تا۵۱]فَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ .... وَمَاهُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ	۱۷۶۳
آیت[۵۲]اَوَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ	۱۷۶۴
آیت[۵۳]قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا	۱۷۶۴

بڑی امید کی آیت ۱۷۶۴
شانِ نزول ۱۷۶۵
آیت[۵۴تا۵۸] وَاَنِیْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ ...... فَاَکُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۱۷۶۶
آیت[۵۹] بَلٰی قَدْ جَآءَتْكَ اٰیٰتِیْ ۱۷۶۷
آیت[۶۰] وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَی الَّذِیْنَ ۱۷۶۷
آیت[۶۱] وَیُنَجِّی اللّٰہُ الَّذِیْنَ اتَّقَوْ ۱۷۶۸
آیت[۶۲و۶۳] اَللّٰہُ خَالِقُ ...... لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ ...... هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۱۷۶۸
آیت[۶۴،۶۵] قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰہِ تَاْمُرُوْنِّیْ ...... مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۱۷۶۸
شانِ نزول ۱۷۶۸
آیت[۶۶] بَلِ اللّٰہَ فَاعْبُدْ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ۱۷۶۹
آیت[۶۷] وَمَاقَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ۱۷۶۹
آیت[۶۸تا۷۰] وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِفَصَعِقَ ...... بِمَا یَفْعَلُوْنَ ۱۷۷۰
آیت[۷۱و۷۲] وَسِیْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ...... فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ ۱۷۷۲
آیت[۷۳تا۷۵] وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْ ...... الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۱۷۷۳
فضیلت سید بشر صلی اللہ علیہ وسلم ۱۷۷۴
کلمۂ توحید ۱۷۷۵

[۴۰] سورۂ مؤمن (غافر)
آیتیں [۸۵] رکوع[۹]
کلمات [۱۱۹۹] حروف [۴۹۷۰]

آیت[۱ تا ۳] حٰمٓ ...... اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ۱۷۷۶
آیت[۴] مَایُجَادِلُ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰہِ ۱۷۷۷
آیت[۵،۶] کَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ ...... اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۱۷۷۷
آیت[۷تا۹] اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ ...... وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۱۷۷۸
تیری رحمت اور تیرا علم سب چیزوں پر ۱۷۷۹
اچھے لوگوں کی برکت قرابتداروں کیلئے ۱۷۷۹
آیت[۱۰] اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنَادَوْنَ ۱۷۸۰
آیت[۱۱] قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ ۱۷۸۰
آیت[۱۲] ذٰلِکُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِیَ ۱۷۸۱
آیت[۱۳] هُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمْ اٰیٰتِهٖ ۱۷۸۱
آیت[۱۴تا۱۷] فَادْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ ...... اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۱۷۸۱
آیت[۱۸تا۲۰] وَاَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَةِ ...... اِنَّ اللّٰہَ هُوَالسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۱۷۸۳
نظرِ بد کی ممانعت ۱۷۸۴

آیت[۲۱،۲۲] اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ .... شَدِیْدُ الْعِقَابِ	۱۷۸۵
آیت[۲۳تا۲۶] وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا .... فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ	۱۷۸۵
آیت[۲۷] وَ قَالَ مُوْسٰۤی اِنِّیْ عُذْتُ	۱۷۸۷
آیت[۲۸] وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ	۱۷۸۷
شجاعتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۱۷۸۷
آیت[۲۹تا۳۱] یٰقَوْمِ لَکُمُ الْمُلْکُ الْیَوْمَ .... ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ	۱۷۸۸
آیت[۳۲تا۳۳] یٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْکُمْ .... فَمَالَهٗ مِنْ هَادٍ	۱۷۸۹
آیت[۳۴و۳۵] وَلَقَدْ جَآءَکُمْ یُوْسُفُ .... مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ	۱۷۹۰
آیت[۳۶و۳۷] وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰهَامٰنُ .... اِلَّا فِیْ تَبَابٍ	۱۷۹۱
آیت[۳۸تا۴۰] وَقَالَ الَّذِیْۤ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ .... بِغَیْرِ حِسَابٍ	۱۷۹۲
ترکِ دنیا	۱۷۹۲
آیت[۴۱تا۴۴] وَیٰقَوْمِ مَالِیْۤ اَدْعُوْکُمْ .... اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ	۱۷۹۳
آیت[۴۵،۴۶] فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَامَکَرَ .... اَشَدِّ الْعَذَابِ	۱۷۹۴
ثبوتِ عذابِ قبر	۱۷۹۵
آیت[۴۷،۴۸] وَاِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ .... قَدْ حَکَمَ بَیْنَ الْعِبَادِ	۱۷۹۵
آیت[۴۹] وَقَالَ الَّذِیْنَ فِی النَّارِ	۱۷۹۶
آیت[۵۰] قَالُوْۤا اَوَلَمْ تَکُ تَاْتِیْکُمْ	۱۷۹۶
آیت[۵۱،۵۲] اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا ...... وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ	۱۷۹۶
آیت[۵۳،۵۴] وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی .... وَذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ	۱۷۹۷
آیت[۵۵] فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ	۱۷۹۸
آیت[۵۶،۵۷] اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ .... لَا یَعْلَمُوْنَ	۱۷۹۸
آیت[۵۸،۵۹] وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی .... لَا یُؤْمِنُوْنَ	۱۸۰۰
آیت[۶۰] وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَکُمْ	۱۸۰۰
آیت[۶۱تا۶۳] اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا .... بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ	۱۸۰۲
آیت[۶۴و۶۵] اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا .... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ	۱۸۰۲
آیت[۶۶،۶۷] قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ .... لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ	۱۸۰۴

آیت[۶۸]هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۱۸۰۵
آیت[۶۹ تا ۷۶]اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ ۱۸۰۵
.... فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ
آیت[۷۷]فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ...... ۱۸۰۷
آیت[۷۸]وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ...... ۱۸۰۷
آیت[۷۹،۸۰]اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ ۱۸۰۸
الْاَنْعَامَ .... عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ
آیت[۸۱]وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ فَاَیَّ ۱۸۰۹
آیت[۸۲تا۸۵]اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ۱۸۰۹
.... وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ

[۴۱]سورۂ حٰمٓ سجدہ

(فصّلت)[مکّی]

آیتیں [۵۴] رکوع[۶]

حروف[۳۳۵۰]کلمات[۷۹۴]

آیت[۱تا۵]حٰمٓ .... اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۱۸۱۱
فضیلت قرآن شریف ۱۸۱۳
آیت[۶،۷]قُلْ اِنَّمَآ اَنَا ....
.... وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۱۸۱۵
بیانِ زکات ۱۸۱۵

رفعِ حجاب بشریتِ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۸۱۶
آیت[۸]اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوْا...... ۱۸۱۶
آیت[۹ تا ۱۲]قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ ......
.... ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۱۸۱۶
خلقتِ آسمان وزمین ۱۸۱۷
تطبیقِ آیات ۱۸۱۸
آیت[۱۳،۱۴]وَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ ......
.... بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۱۸۲۱
آیت[۱۵تا۱۷]فَاَمَّا عَادٌ ...... كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۱۸۲۲
قومِ عاد وثمود کی تباہی ۱۸۲۲
آیت[۱۸]وَنَجَّیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا...... ۱۸۲۳
آیت[۱۹ تا ۲۵]وَیَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ
.... اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ۱۸۲۴
اعضاء کا گواہی دینا ۱۸۲۵
خدا کے ساتھ گمانِ نیک کرنا ۱۸۲۷
آیت[۲۶ تا ۲۷]وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا......
.... بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ۱۸۲۸
آدابِ تلاوتِ قرآن ۱۸۲۹
آیت[۲۹]وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ...... ۱۸۲۹

آیت[۳۰ تا ۳۲] اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ .... نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۱۸۲۹

معنیٔ استقامت ۱۸۳۰

نزول ملائکہ ۱۸۳۱

آیت[۳۳] وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ..... ۱۸۳۱

بُرائی کے عوض بھلائی ۱۸۳۲

آیت[۳۴] وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ ۱۸۳۲

آیت[۳۵] وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ ۱۸۳۳

آیت[۳۶] وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ..... ۱۸۳۳

آیت[۳۷و۳۸] وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ ۱۸۳۴
...... وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ

تاویل آیتِ کریمہ وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ ۱۸۳۴

آیت[۳۹] وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ ۱۸۳۵

تاویل ۱۸۳۵

آیت[۴۰ تا ۴۲] اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ .... تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ ۱۸۳۶

مذمت ریاکاراں ۱۸۳۶

معنیٔ لحد ۱۸۳۶

آیت[۴۳] مَا یُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ...... ۱۸۳۷

آیت[۴۴] وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا..... ۱۸۳۹

آیت[۴۵] وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ ۱۸۴۰

آیت[۴۶] وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۱۸۴۰

کلمہ محاسبہ ۱۸۴۰

کلمہ مراقبہ ۱۸۴۱

۲۵ویں پارہ کی ابتدا

آیت[۴۷و۴۸] اِلَیْهِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ...... مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ ۱۸۴۲

آیت[۴۹و۵۰] لَا یَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ ...... عَذَابٍ غَلِیْظٍ ۱۸۴۳

آیت[۵۱] وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ ۱۸۴۴

آیت[۵۲] قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ ۱۸۴۵

آیت[۵۳،۵۴] سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ ...... بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ۱۸۴۵

تاویل ۱۸۴۶

وحدت الوجود ۱۸۴۶

دلیل صالح ۱۸۴۸

کلمہ بوادہ وغیرہ ۱۸۴۹

[۴۲] سورۂ شوریٰ [مکّی]

آیتیں [۵۳] رکوع [۵]

حروف [۳۵۸۸] کلمات [۸۶۰]

آیت[۱ تا ۳] حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ۝...... الْحَكِیْمُ ۱۸۵۰

آیت[۴] لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی ۱۸۵۰

آیت[۵] تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ...... ۱۸۵۰

آیت[۶]وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ...... ۱۸۵۱

آیت[۷]وَکَذٰلِكَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ ۱۸۵۱

آیت[۸]وَلَوْشَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً...... ۱۸۵۲

آیت[۹]اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ...... ۱۸۵۲

آیت[۱۰] وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ مِنْ شَیْءٍ...... ۱۸۵۳

آیت[۱۱]فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ...... ۱۸۵۳

تحقیقِ لفظ مثل ۱۸۵۳

آیت[۱۲]لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.... ۱۸۵۴

آیت[۱۳]شَرَعَ لَکُمْ مِنَ الدِّیْنِ مَاوَصّٰی ۱۸۵۴

آیت[۱۴]وَمَاتَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْ بَعْدِ...... ۱۸۵۵

آیت[۱۵]فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۱۸۵۶

کلماتِ عشرہ ۱۸۵۷

آیت[۱۶]وَالَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ فِی اللّٰهِ ۱۸۵۷

آیت[۱۷،۱۸] اَللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ ۱۸۵۸
.... یَسْتَعْجِلُ بِهَا..........ضَلٰلٍ بَعِیْدٍ

آیت[۱۹] اَللّٰهُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِهٖ ۱۸۵۹

آیت[۲۰] مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ...... ۱۸۵۹

مذمتِ دنیا ۱۸۵۹

آیت[۲۱و۲۲]اَمْ لَهُمْ شُرَکٰٓؤُا......الْکَبِیْرُ ۱۸۶۰

آیت[۲۳] ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ ۱۸۶۰

فضائلِ اہلِ بیت ۱۸۶۱

آیت[۲۴] اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی ۱۸۶۴

ازواجِ مطہرات ۱۸۶۴

آیت[۲۵و۲۶] وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ ۱۸۶۵
.... وَالْکٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ

آیت[۲۷] وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ...... ۱۸۶۶

آیت[۲۸] وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ...... ۱۸۶۶

آیت[۲۹]وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ...... ۱۸۶۷

آیت[۳۰]وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ...... ۱۸۶۷

آیت[۳۱]وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ ۱۸۶۸

تکلیف کفارۂ گناہ ہے ۱۸۶۸

آیت[۳۲تا۳۴]وَمِنْ اٰیٰتِهٖ ...... عَنْ کَثِیْرٍ ۱۸۶۹

آیت[۳۵]وَیَعْلَمَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ...... ۱۸۶۹

آیت[۳۶تا۳۹] فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِنْ شَیْءٍ
.... هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ ۱۸۷۰

حلمِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۱۸۷۱

آیت[۴۰تا۴۳] وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ ۱۸۷۲
.... لِمَنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

آیت[۴۴تا۴۶] وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ وَّلِیٍّ ....وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ سَبِیْلٍ ۱۸۷۲

آیت[۴۷و۴۸] اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّکُمْ مِنْ قَبْلِ .... فَاِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفُوْرٌ ۱۸۷۴

آیت[۴۹،۵۰]لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ .... اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۱۸۷۵

آیت[۵۱تا۵۳] وَمَاکَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا............اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ۱۸۷۶

کلمہ مکالمہ،کلمہ مخاطبہ ۱۸۷۷

[۴۳] سورۂ زخرف [مکّی]

آیتیں [۸۹] رکوع[۷]

حروف[۳۴۰۰] کلمات[۸۳۳]

آیت[۱تا۵] حٰمٓ oوَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ o ....اِنْ کُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِیْنَ ۱۸۷۸

آیت[۶تا۸] وَکَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَبِیٍّ .... وَمَضٰی مَثَلُ الْاَوَّلِیْنَ ۱۸۷۹

آیت[۹تا۱۴] وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ .... وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۱۸۸۰

دعا سوار ہوتے وقت ۱۸۸۰

آیت[۱۵تا۱۸] وَجَعَلُوْا لَہٗ .... غَیْرُ مُبِیْنٍ ۱۸۸۱

آیت[۱۹و۲۰] وَجَعَلُوْا الْمَلٰٓئِکَۃَ .... اِنَاثًا .... اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ۱۸۸۲

آیت[۲۱و۲۲] اَمْ اٰتَیْنٰھُمْ کِتٰبًا مِّنْ ....اٰثٰرِھِمْ مُّھْتَدُوْنَ ۱۸۸۲

آیت[۲۳]وَکَذٰالِکَ مَآ اَرْسَلْنَا...... ۱۸۸۲

آیت[۲۴،۲۵]"قٰلَ اَوَلَوْجِئْتُکُمْ بِاَھْدٰی ....کَانَ عَقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ ۱۸۸۲

آیت[۲۶تا۲۸] وَاِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ لِاَبِیْہِ .... لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ ۱۸۸۳

آیت[۲۹تا۳۱]"بَلْ مَتَّعْتُ ...... عَظِیْمٍ ۱۸۸۴

آیت[۳۲] اَھُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّکَ ۱۸۸۴

آیت[۳۳تا۳۵]وَلَوْلَآ اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ .... عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ ۱۸۸۵

چاندی کے برتنوں کی حرمت عورت ومرد دونوں کیلئے ہے ۱۸۸۶

آیت[۳۶تا۳۹]"وَمَنْ یَّعْشُ اَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ............ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِکُوْنَ ۱۸۸۶

ذکر دافع وسوسہ ہے ۱۸۸۷

آیت[۴۰]اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ ۱۸۸۷

آیت[۴۱تا۴۲] فَاِمَّا تَذْھَبَنَّ .... فَاِنَّا عَلَیْھِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ۱۸۸۸

آیت[۴۳تا۴۵] فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْٓ .... اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ ۱۸۸۸

آیت[۴۶تا۴۸] وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی .... لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۱۸۸۹

آیت[۴۹] وَقَالُوْا یٰٓاَیُّهَ السّٰحِرُ ۱۸۹۰

آیت[۵۰] فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ ۱۸۹۰

آیت[۵۱] وَنَادٰی فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ ۱۸۹۰

آیت[۵۲] اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ ۱۸۹۱

آیت[۵۳] فَلَوْلَآ اُلْقِیَ عَلَیْهِ ۱۸۹۱

آیت[۵۴] فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۱۸۹۱

آیت[۵۵،۵۶] فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا ...... وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ ۱۸۹۲

آیت[۵۷،۵۸] وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ .... قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۱۸۹۳

آیت[۵۹،۶۰] اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا .... فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ ۱۸۹۳

آیت[۶۱تا۶۴] وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ...... هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۱۸۹۴

قادیانی کی موت ۱۸۹۴

آیت[۶۵،۶۶] فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ .... وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۱۸۹۵

آیت[۶۷تا۷۳] اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ .... مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۱۸۹۶

آیت[۷۴تا۷۶] اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ عَذَابِ .... هُمُ الظّٰلِمِیْنَ ۱۸۹۷

جنّت کی نعمتیں ۱۸۹۷

آیت[۷۷] وَنَادَوْا یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ ۱۸۹۸

آیت[۷۸تا۸۰] لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ .... لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ ۱۸۹۸

آیت[۸۱] قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۱۸۹۹

آیت[۸۲] سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ ۱۸۹۹

آیت[۸۳] فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَیَلْعَبُوْا ۱۸۹۹

آیت[۸۴،۸۵] وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ .... وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۱۹۰۰

آیت[۸۶] وَلَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ ۱۹۰۰

آیت[۸۷،۸۸] وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ .... قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ۱۹۰۱

آیت[۸۹] فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۱۹۰۲

۴۴۔سورۂ دُخان[مکّی] ۱۹۰۲

آیتیں [۵۹] رکوع[۳]

حروف[۱۴۴۰] کلمات[۹۵]

آیت[۱تا۳] حٰمٓ .... كُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۱۹۰۲

آیت[۴تا۸] فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ .... رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۱۹۰۳

آیت[۹] بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ یَّلْعَبُوْنَ ۱۹۰۳
آیت[۱۰،۱۱] فَارْتَقِبْ ...... عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۱۹۰۴
آیت[۱۲] رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابِ ۱۹۰۵
آیت[۱۳،۱۴] اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى ......
...... قَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۱۹۰۵
آیت[۱۵] اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِیْلًا ۱۹۰۵
آیت[۱۶] یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۱۹۰۶
آیت[۱۷تا۲۱] وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ ......
...... اِلَى فَاعْتَزِلُوْنَ ۱۹۰۶
آیت[۲۲تا۳۳] فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ ۱۹۰۷
...... مَافِیْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ
مسلمان کیلئے آسمان کا رونا ۱۹۰۸
آیت[۳۴تا۳۶] اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَیَقُوْلُوْنَ ۱۹۰۹
...... اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ
آیت[۳۷] اَهُمْ خَیْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۱۹۰۹
آیت[۳۸،۳۹] وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ ۱۹۱۰
...... وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ
اشعار بشارت احمدی ﷺ میں ۱۹۱۰
آیت[۴۰تا۴۲] اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ ۱۹۱۱
...... اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ
آیت[۴۳تا۵۰] اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۱۹۱۲
...... مَاكُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ
آیت[۵۱تا۵۷] اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ ۱۹۱۳
اَمِیْنٍ ...... ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ
اہلِ جنت کی چار نعمتیں ۱۹۱۴
آیت[۵۸و۵۹] فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ ۱۹۱۴
...... اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ
محادثہ ومسامرہ ۱۹۱۵
کرامت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ۱۹۱۵

[۴۵] سورۂ جاثیہ [مکّی]

آیتیں [۳۷] رکوع [۴]

حروف [۲۱۳۱] کلمات [۴۸۸]

آیت[۱تا۶] حٰمٓ ...... وَاٰیٰتِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ۱۹۱۶
آیت[۷تا۱۱] وَوَیْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ ...... اَلِیْمٌ ۱۹۱۸
آیت[۱۲،۱۳] اَللّٰهُ الَّذِیْ ...... یَتَفَكَّرُوْنَ ۱۹۱۹
آیت[۱۴،۱۵] اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَلَكُمُ ۱۹۱۹
الْبَحْرَ ...... لِقَوْمٍ یَتَفَكَّرُوْنَ
آیت[۱۶،۱۷] وَلَقَدْ اٰتَیْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ ۱۹۲۰
...... فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ
آیت[۱۸تا۲۰] ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِیْعَةٍ ۱۹۲۱
...... لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ
آیت[۲۱تا۲۲] اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا ۱۹۲۲
...... وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ

آیت[۲۳]اَفَرَاَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ ۱۹۲۳
آیت[۲۴،۲۵] وَقَالُوۡا مَاهِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا ۱۹۲۴
.... اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ
آیت[۲۶]قُلِ اللّٰهُ یُحۡیِیۡکُمۡ ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ ۱۹۲۵
آیت[۲۷تا۲۹] وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ ۱۹۲۶
.... مَاکُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ
آیت[۳۰تا۳۵]فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۱۹۲۶
.... وَلَاهُمۡ یُسۡتَعۡتَبُوۡنَ
آیت[۳۶و۳۷] فَلِلّٰهِ الۡحَمۡدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ ۱۹۲۷
.... وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ

۴۶۔سورۂ احقاف[مکّی]

(مگر آیت[۱۰]قُلۡ اَرَاَیۡتُمۡ مدنی ہے)

آیتیں [۳۵] رکوع[۴]

حروف[۲۳۰۰] کلمات[۳۴۴]

آیت[۱تا۳] حٰمٓ........ اُنۡذِرُوۡا مُعۡرِضُوۡنَ ۱۹۲۸
آیت[۴]قُلۡ اَرَاَیۡتُمۡ مَاتَدۡعُوۡنَ مِنۡ ۱۹۲۸
آیت[۵،۶] وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوۡا ۱۹۲۹
.... بِعِبَادَتِهِمۡ کٰفِرُوۡنَ
آیت[۷،۸] وَاِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتُنَا ۱۹۳۰
.... وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ
آیت[۹،۱۰] قُلۡ مَاکُنۡتُ بِدۡعًا مِنَ الرُّسُلِ ۱۹۳۱
.... لَایَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ
اقسامِ بدعت ۱۹۳۱
آیت وماادری کی تفسیر ۱۹۳۲
اسلام عبداللہ ابن سلامؓ ۱۹۳۳
آیت وماادری ۱۹۳۴
آیت[۱۱،۱۲] وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ۱۹۳۵
...... وَبُشۡرٰی لِلۡمُحۡسِنِیۡنَ
فرق درمیان علم غیبِ الٰہی ونبوی میں ۱۹۳۵
آیت[۱۳،۱۴]اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا ۱۹۳۶
اللّٰهُ .... بِمَاکَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ
آیت[۱۵] وَوَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡهِ ۱۹۳۶
آیت [۱۶]اُولٰٓئِكَ الَّذِیۡنَ نَتَقَبَّلُ ۱۹۳۸
پیرانہ سالی کی بزرگی ۱۹۳۸
آیت[۱۷] وَالَّذِیۡ قَالَ لِوَالِدَیۡهِ ۱۹۳۹
آیت[۱۸] اُولٰٓئِكَ الَّذِیۡنَ حَقَّ عَلَیۡهِمۡ ۱۹۴۰
آیت[۱۹،۲۰] وَلِکُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوۡا ۱۹۴۰
.... بِمَاکُنۡتُمۡ تَفۡسُقُوۡنَ
آیت[۲۱] وَاذۡکُرۡ اَخَاعَادٍ ۱۹۴۱
آیت[۲۲] قَالُوۡۤا اَجِئۡتَنَا لِتَاۡفِکَنَا ۱۹۴۲
آیت[۲۳] قَالَ اِنَّمَا الۡعِلۡمُ عِنۡدَ اللّٰهِ ۱۹۴۲

آیت[۲۴اور۲۵] فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا .... الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ۱۹۴۲

آیت[۲۶تا۲۸] وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ ...... یَفْتَرُوْنَ ۱۹۴۳

آیت[۲۹تا۳۲] وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ ...... فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۱۹۴۵

آیت[۳۳] اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ ۱۹۴۸

آیت[۳۴] وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۱۹۴۸

آیت[۳۵] فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ ۱۹۴۹

اولوالعزم پیغمبر پانچ ہیں ۱۹۴۹

کلمہ۲۷ تجلی ۱۹۵۰

کلمہ۲۸ شہود ۱۹۵۰

۴۷۔سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) [مدنی]

آیتیں [۳۸] رکوع[۴]

حروف[۲۳۴۹] کلمات[۳۸]

آیت[۱] اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ ۱۹۵۲

آیت[۲] وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۱۹۵۲

آیت[۳] ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا ۱۹۵۳

آیت[۴تا۶] فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ...... وَیُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۱۹۵۳

چھینکنے کے آداب ۱۹۵۳

فضیلتِ شہید ۱۹۵۴

آیت[۷،۸] یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا ۱۹۵۵
...... وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا ...... اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ

آیت[۹] ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ ۱۹۵۶

آیت[۱۰،۱۱] اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ...... وَاَنَّ الْكٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۱۹۵۶

آیت[۱۲] اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۱۹۵۷

ترکِ دنیا ۱۹۵۷

آیت[۱۳] وَكَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ هِیَ اَشَدُّ ۱۹۵۸

آیت[۱۴] اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَیِّنَةٍ ۱۹۵۸

آیت[۱۵] مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ ۱۹۵۹

آیت[۱۶] وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ ۱۹۶۰

آیت[۱۷] وَالَّذِیْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ ۱۹۶۱

آیت[۱۸] فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ ۱۹۶۱

آیت[۱۹] فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۱۹۶۲

آیت[۲۰] وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ ۱۹۶۴

آیت[۲۱] طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۱۹۶۵

آیت[۲۲] فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ ۱۹۶۵

قرابت سے سلوک ۱۹۶۶

آیت[۲۳] اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۱۹۶۷

آیت[۲۴،۲۵] اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ
.... الشَّیۡطٰنُ سَوَّلَ لَهُمۡ وَ اَمۡلٰی لَهُمۡ ۱۹۶۸

آیت[۲۶] ذٰلِکَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡا لِلَّذِیۡنَ ۱۹۶۸

آیت[۲۷،۲۸] فَکَیۡفَ اِذَا تَوَفَّتۡهُمُ
الۡمَلٰٓئِکَةُ .... فَاَحۡبَطَ اَعۡمَالَهُمۡ ۱۹۶۹

آیت[۲۹] اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ ۱۹۶۹

آیت[۳۰ و ۳۱] وَلَوۡ نَشَآءُ لَاَرَیۡنٰکَهُمۡ ......
.... وَنَبۡلُوَا اَخۡبَارَکُمۡ ۱۹۷۰

آیت[۳۲] اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا ۱۹۷۱
عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا ....

آیت[۳۳] یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا ۱۹۷۲
اللّٰهَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ ....

آیت[۳۴] اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا
عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوۡا ۱۹۷۲

آیت[۳۵] فَلَا تَهِنُوۡا وَتَدۡعُوۡۤا اِلَی ۱۹۷۲

آیت[۳۶،۳۷] اِنَّمَا الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَا ۱۹۷۳
.... وَیُخۡرِجۡ اَضۡغَانَکُمۡ

مثالِ مالِ دنیا ۱۹۷۴

آیت[۳۸] هٰۤاَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَآءِ تُدۡعَوۡنَ ۱۹۷۵

۴۸۔سورۂ فتح [مدنی]

آیتیں [۲۹] رکوع[۴]

حروف[۲۴۳۸] کلمات[۵۶۰]

آیت[۱تا۳] اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۱۹۷۶
.... نَصۡرًا عَزِیۡزًا

آیت[۴،۵] هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ السَّکِیۡنَةَ
.... عِنۡدَ اللّٰهِ فَوۡزًا عَظِیۡمًا ۱۹۷۹

آیت[۶،۷] وَیُعَذِّبَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ ......
.... وَکَانَ اللّٰهُ عَزِیۡزًا حَکِیۡمًا ۱۹۷۹

آیت[۸،۹] اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاهِدًا وَّ ......
.... بُکۡرَةً وَّ اَصِیۡلًا ۱۹۸۰

آیت[۱۰] اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا ۱۹۸۱

بیانِ بیعت ۱۹۸۱

ثبوتِ بیعت بہ قرآن ۱۹۸۲

ثبوتِ بیعت بہ احادیث ۱۹۸۲

طرقِ بیعتِ صوفیہ ۱۹۸۳

صحابہؓ کا بیعت لینا ۱۹۸۴

آیت[۱۱] سَیَقُوۡلُ لَکَ الۡمُخَلَّفُوۡنَ ۱۹۸۵

آیت[۱۲] بَلۡ ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ لَّنۡ یَّنۡقَلِبَ...... ۱۹۸۶

آیت[۱۳] وَمَنۡ لَّمۡ یُؤۡمِنۡ بِاللّٰهِ ۱۹۸۶

آیت[۱۴] وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	۱۹۸۶	حضورِ اقدس ﷺ میں عروہ کا حاضر ہونا	۲۰۰۲
آیت[۱۵] سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ	۱۹۸۷	عروہ کو صدیقِ اکبرؓ کی دھمکی	۲۰۰۲
آیت[۱٦] قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ	۱۹۸۸	عروہ کو حضرت مغیرہ شعبہ کی دھمکی	۲۰۰۳
آیت[۱۷] لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ	۱۹۸۹	آدابِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۰۰۳
آیات[۱۸، ۱۹] لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ		قریش کو عروہ کی فہمائش	۲۰۰۳
...... وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا	۱۹۹۰	سہیل کا آکر صلح کیلئے عرض کرنا	۲۰۰۵
درختِ بیعت	۱۹۹۰	شرائطِ صلح	۲۰۰٦
ثبوتِ تعظیمِ آثارِ شریف	۱۹۹۱	ابوجندلؓ کا مسلمان ہوکر آنا اور واپس کردیا	۲۰۰٦
آیت[۲۰، ۲۱] وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً	۱۹۹۲	جانا	
...... عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا		واپسی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بمدینہ منورہ	۲۰۰۸
آیت[۲۲، ۲۳] وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	۱۹۹۳	ابوبصیرؓ مسلمان ہوکر مکّہ سے آنا	۲۰۰۸
...... وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا		ابوبصیرؓ کا راستہ میں قیام کرنا	۲۰۰۹
آیت[۲۴] وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ	۱۹۹۴	آیت [۲۸] هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ	۲۰۱۰
آیت[۲۵] هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ	۱۹۹۵	آیت[۲۹] مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ	۲۰۱۱
آیت[۲٦] اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ	۱۹۹٦	مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ	
آیت[۲۷] لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا	۱۹۹۷	اسماءِ مبارک	۲۰۱۳
قصّہ صلح حدیبیہ	۱۹۹۸	مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ	۲۰۱۵
معجزہ	۲۰۰۰	اوصافِ صحابہ	۲۰۱٦
قریش کی جانب سے بدیل بن ورقہ کا آنا	۲۰۰۰	وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ	
مبارک انگلیوں سے پانی نکلنا	۲۰۰۰	رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ	۲۰۱۵
ارشاداتِ نبوی قریش کو پہونچانا	۲۰۰۱	تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا	۲۰۱۷

يَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانًا	۲۰۱۸	لِيَغِيۡظَ بِهِمُ الۡكُفَّارُ	۲۰۲۳
سِيۡمَا هُمۡ فِىۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ	۲۰۱۹	وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنۡهُمۡ مَّغۡفِرَةً وَّاَجۡرًا عَظِيۡمًا	۲۰۲۳
ذٰلِكَ مَثَلُهُمۡ فِى التَّوۡرٰاتِ وَ مَثَلُهُمۡ فِى الۡاِنۡجِيۡلِ	۲۰۲۱		
كَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطۡاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسۡتَغۡلَظَ فَاسۡتَوٰى عَلٰى سُوۡقِهٖ يُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ	۲۰۲۱	صحابہ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کی ممانعت	۲۰۲۴
		صحابہ کرامؓ کی تسلی خاطر	۲۰۲۴
خدا کی کھیتی	۲۰۲۱		

پیر ومرشد مولانا حبیب محمد عمر حسینی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد فرمانے پر سید غوث محی الدین حسینی نصر الحق نے یہ فہرست تیار کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے اور اس کے ساتھ اس کام میں شریک رہنے والوں کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں اور اپنے کلام کی برکت سے جزاءِ خیر عطا فرمائے اور اُن کی دین ودنیا کی مشکلوں کو حل فرمائے۔ آمین

پیر کے ساتھ رہا خدمتِ قرآں میں شریک
خادمِ خادمِ قرآن ہوا نصرالحق

الحمد لله ربّ العالمین

اظہارِ تشکر

حق تعالیٰ دے تجھے اس امر کا بہتر صلہ روز افزوں ہوں مدارج اور تیرا مرتبہ
ہاتھ میں تفسیر دے کر ساتھ اپنے کرلیا جس کو جو دینا تھا دے کر تو نے اپنے نصر کو

لمعان کمپیوٹر گرافکس سے تفسیر قادری کا مکمل سٹ یا پھر مخصوص حصے حاصل کر سکتے ہیں۔
پتہ: لمعان کمپیوٹر گرافکس : ناصر کامپلکس متصل چھتہ بازار کمان، حیدرآباد۔
فون: 9440877806 مکان:24460038

۳۶ سورہ یٰس

سورۂ یٰسین

سورۃ مکی ہے جسکے آیات تراسی۔ کلمات سات سو انتیس۔ حروف تین ہزار ہیں [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کیلئے دل ہوتا ہے۔ قرآن کا دل یٰسین ہے۔
جو شخص یٰسین پڑھیگا اللہ تعالےٰ اسکے عوض دس بار قرآن کی تلاوت کا ثواب لکھیگا۔ [2]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی رات میں یٰسین یا حٰم دخان پڑھیگا وہ
صبح کو مغفور اُٹھیگا۔ [3] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یٰسین قلبِ قرآن ہے۔ جب ایسا
شخص جو اللہ و رسول اور آخرت کو چاہتا ہے اُسے پڑھیگا تو بخشا ہی جائیگا۔ اور تم اسکو اپنے
مُردوں پر پڑھا کرو۔ [4] بعض علما نے فرمایا ہے کہ اس سورہ کی خاصیت ہے کہ جب کسی مشکل کام
پر پڑھا جاے تو اللہ تعالےٰ ضرور ہی آسان فرماتا ہے۔ نزع کے وقت اُسے اسلئے پڑھتے ہیں کہ
اللہ تعالےٰ کی رحمت و برکت نازل ہو۔ اور روح آسانی سے نکلے۔ [5] مشائخ فرمایا کرتے تھے کہ
جب میت کے پاس سورہ یٰسین پڑھی جاتی ہے تو اسکی برکت سے اللہ تعالےٰ اسپر آسانی فرماتا ہے۔
[6] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے آرزو ہے کہ یعنی سورہ یٰسین میری اُمتی کے ہر ایک کے دل میں ہو یعنی حفظ کرے

[1] ابن کثیر از ترمذی مع قیل و قال [2] ابو یعلی باسنادِ جید (ابن کثیر) [3] امام احمد و ابو داؤد و نسائی
فی الیوم واللیلۃ میں۔ اور ابن ماجہ۔ [4] ابن کثیر۔ [5] ابن کثیر از امام احمد [6] ابن کثیر از بزار بروایت
ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ ۱۲

سورۂ یٰسین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ تَنْزِیْلَ

الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ حکمت والے قرآن کی

قسم ہے کہ بیشک اے نبی تم پیغمبروں میں سے ہو۔ سیدھے راستے پر ہو (یعنی قرآن) زبردست مہربان کا

اتارا ہوا تاکہ تم اُن لوگوں کو ڈراؤ جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے اسلئے وہ غافل ہیں۔

یٰسین سے مراد یا انسان ہے[1]۔ اور حقیقت میں انسانِ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہیں اسی لئے دوسری روایت میں یا محمد ہے[2]۔ اگرچہ دوسرے انبیا و اولیا بھی کامل ہیں۔

لیکن جسطرح کامل اکمل سے لاحق اور فاضل افضل سے نسبت رکھتا ہے اسی طرح سب آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں۔ غافلوں سے مراد عرب ہیں[3]۔ اگرچہ اس ڈرانیسے

یٰسٓ۔ یہ حروف مقطعات سے ہیں۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ "یٰسین کے معنی یا انسان کے ہیں"۔ (ابن کثیر)
اور ابوبکر وراق نے کہا کہ یہ کلمہ سید کی طرف اشارہ ہے یعنی یا سید البشر (خطیب) سعدی صاحب فرماتے ہیں۔

ندانم کدامے سخن گویمت	کہ والاتری زانچہ من گویمت
ترا عزِ لولاک تمکین بس است	ثنائے تو طٰہٰ و یٰسین بس است

[1] اخرج ابن ابی شیبه و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم من طرق عن ابن عباس فی قوله یٰسٓ قال یا انسان (در) [2] اخرج ابن ابی شیبه و ابن المنذر و البیهقی فی الدلائل عن محمد بن الحنفیه فی قوله۔ یٰسٓ قال یا محمد۔ (در) [3] صرف عرب کے ذکر سے غیر عرب کی نفی نہیں ہوسکتی۔

یٰسٓ وَالْقُرْاٰن ورش و شامی و شعبہ و کسائی ساتھ ادغام نون کے واؤ میں

تَنْزِیْلُ نافع و مکی و بصری و شعبہ ساتھ رفع لام کے۔ خبر مبتدا محذوف کی ہے جو ھو ہے جس کا مرجع قرآن ہے

تھوڑے لوگ مسلمان ہوں گے اکثر اسلام نہ لائیں گے جسطرح فرماتا ہے۔ لَقَدۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ

عَلٰۤی اَکۡثَرِہِمۡ فَہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝ اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِہِمۡ اَغۡلٰلًا فَہِیَ اِلَی الۡاَذۡقَانِ فَہُمۡ

مُّقۡمَحُوۡنَ ۝ وَجَعَلۡنَا مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡہِمۡ سَدًّا وَّمِنۡ خَلۡفِہِمۡ سَدًّا فَاَغۡشَیۡنٰہُمۡ

فَہُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ ۝ وَسَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَہُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝ اِنَّمَا

تُنۡذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکۡرَ وَخَشِیَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَیۡبِ ۚ فَبَشِّرۡہُ بِمَغۡفِرَۃٍ وَّاَجۡرٍ کَرِیۡمٍ ۝

سُدًّا دونوں جگہ نافع ومکی وبصری و شامی وشعبہ ساتھ ضم سین کے دو لغتیں ہیں۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) جس طرح بعض خاص افراد کے ذکر سے عام کی نفی نہیں ہوتی بلکہ آپکی بعثت عامہ قرآن و سنت محمدیہ سے ثابت ہے (ابن کثیر) غافلوں سے مراد کافر ہیں لیکن ایک غفلت مسلمانوں کو بھی لاحق ہوتی ہے یہانتک کہ تلاوت قرآن میں بھی ہوجاتی ہے جو کہ موجب محرومی ہے

رُبَّ تَالٍ یَقۡرَءُہٗ بِالۡقُرۡاٰنِ ۔ وَہُوَ یَقۡضِیۡ بِہٖ اِلَی الۡخُسۡرَانِ

لعنتست ایں کہ بہر لہجہ و صوت ؛	شود از تو حضور خاطر فوت
فکر حسن غنا برد ہوشت	متکلم شود فراموشت
نشود بر دل تو تابندہ ؛	ایں کلام خداست یا بندہ

اور صوفی غافل کے برعکس ہے

ہر کہ حق داد نور معرفتش	کائن بائن بود صفتش
جان بحق۔ تن بغیر حق کائن۔	تن ز حق۔ جان ز غیر حق بائن ؛
ظاہر او بخلق پیوستہ ؛ ؛	باطن او ز خلق بگسستہ۔
از دروں آشنا و ہمخانہ	وز بروں در لباس بیگانہ۔

حق القول۔ المراد بہ قولہ تعالی لاملأن جہنم منک وممن تبعک منہم اجمعین۔ وقال بعضہم القول کنایۃ عن العذاب۔ مقمحون۔ القمح لرفع الراس کیفما کان۔ واقمح البعیر شدت رأسہ الی خلف وقولہ مقمحون تشبیہ بذلک ومثل لہم وقصد الی وصفہم بالتأبی عن الانقیاد للحق والتأبی عن الانفاق فی سبیل اللہ۔ وقیل اشارۃ الی حالہم فی القیامۃ (مفردات) اِنَّا جَعَلۡنَا۔ عکرمہ

بیشک انمیں کے اکثر پر عذاب ثابت ہوگیا اسیوجہ سے وہ ایمان نہ لائیں گے۔ بیشک

ہم نے انکی گردنوںمیں طوق ڈالدئیے ہیں وہ ٹہوڑیوں تک ہیں اسیواسطے وہ سر اٹھائے ہوے

ہیں ہم نے ان کے آگے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار بنادی پھر انھیں ڈہانکدیا

اسلئے وہ نہیں دیکھتے (اے نبی) انکے لئے برابر ہے کہ تم انھیں ڈراؤ یا انھیں نہ ڈراؤ وہ ایمان

نہ لائیں گے۔ تم اسی شخص کو ڈرا سکتے ہو جو نصیحت پر چلے اور بے دیکھے رحمٰن سے ڈرے ہیں

(بقیہ صفحہ گذشتہ) روایت ہے کہ ابوجہل نے کہا کہ اگر میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا تو ایسا ایسا کروں گا (یعنے قتل) پس یہ (دو آیتیں) انا جعلنا سے فھم لا یبصرون تک اتریں۔ عکرمہ فرماتے ہیں کہ ابوجہل سے لوگ کہتے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہتا کہاں ہیں کہاں ہیں۔ اُسے نظر نہ آتا تھا (ابن جریر) ابن اسحٰق وابن منذر وابن ابی حاتم اور ابونعیم دلائل میں محمد بن کعب قرظی سے کہ ابوجہل وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر جمع تھے (تاکہ آپ کو ایذا دیں) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپکے ہاتہ میں ایک مٹھی خاک تھی۔ آپ نے یٰسٓ والقراٰن الحکیم کو فھم لا یبصرون تک پڑہا اور اون کے سروں پر خاک ڈالدی۔ اللہ تعالےٰ نے ان کافروں کو اندہا بنادیا۔ اور آپ چلے گئے جب یہ لوگ ہوش میں آئے تو ہر ایک شخص نے اپنے سر سے خاک جہاڑنی شروع کی (در) فقیر کہتا ہے کہ ہجرت کو تشریف لیجاتے وقت یہ واقعہ پیش آیا تہا جسطرح اہل سیر نے لکہا ہے۔ فاغشیناھم۔ یہاں مضاف ابصار محذوف ہے اور تقدیر یوں ہے فغطینا ابصارھم۔ وخشی الرحمٰن بالغیب۔ ای والحال انه لم یر الرحمن علٰی انه حال من المفعول۔ او حال کونه غایبا عن عیون الناس فی خلوته ولم یغتر برحمته علٰی انه حال من الفاعل۔ لہ وفی التیسیر جمع الایدی الی الاذقان بالاغلال عبارة عن منع التوفیق حین استکبروا عن الحق۔ لان المتکبر یوصف برفع العنق والمتواضع بضدہ کما فی قوله فظلت اعناقهم لها خاضعین (خفاجی) ۱۲۔

تم اُسے بخشش اور اچھے بدلے کی خوشخبری دو یعنی اُن کافروں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کی
گردن میں بھاری طوق ڈالکر اسکے دونوں ہاتھ اُسکی تھوڑی کے نیچے جکڑ دیے جائیں تو
وہ سر نہیں جھکا سکتا۔ اور نہ بھلائی کی جانب اپنا ہاتھ پھیلا سکتا یا ایسی مثال ہے کہ
کوئی شخص دو دیواروں کے درمیان محبوس ہو کہ اُس کے سوا اُسے کچھ نظر نہ آئے۔ پس
اسی طرح کافر بھی اپنی نفس کی جہالت میں پھنسے ہیں جس سے حق نظر نہیں آتا اور
معجزات سے بھی انھیں ہدایت نہیں ہوتی۔ اسی لئے فرمایا کہ اے نبی تمھارا ڈرانا اور نہ ڈرانا
ان کافروں کے حق میں مساوی ہے[1] کیونکہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ ہاں جو قرآن کی
پیروی کرتا ہے اور رحمان سے بغیر دیکھے ڈرتا ہے تو اُسے تمھارا ڈرانا نفع دیگا۔ پھر ایسے بندے کو
مغفرت و ثوابِ جمیل کی خوشخبری دو۔ اسی لئے قیامت کا بیان فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ

نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۚ وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ۝

[1] مخفی نہ رہے کہ انذار و عدمِ انذار بہ لحاظ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر نہیں ہے۔ بلکہ انذار سبب زیادتی ثواب
و سعادتِ دنیا و آخرت میں آپکے لئے ہے۔ اٰثَارَهُمْ ۔ جمع الاثر۔ و اثر الشئ حصول ما یدل علی وجودہ
(مفردات) وہ نشانیاں جو انہوں نے اپنے مرے بعد چھوڑ گئے۔ خواہ وہ نیکی ہو جسطرح علم کی تعلیم یا عمدہ
کتاب کی تالیف یا اوقاف مسجد و خانقاہ و پل شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

نمرد آنکہ ماند پس از وے بجائے	پل و مسجد و چاہ و مہماں سرائے
ہر آں کو نماند پسش یادگار	درختِ وجودش نیاورد بار

خواہ وہ برائی ہو جس طرح قانونِ ظلم ٹکس یا کروڑ گیری کا محصول یا ناٹک وغیرہ جو شیاطین کہ مخالف

۱۲ فضیلتِ اوقاف

بیشک ہم ہی مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ہم اُس چیز کو جو انہوں نے آگے بھیجا اور

انکی نشانیوں کو جو پیچھے چھوڑ گئے لکھتے ہیں۔ اور ہم نے ہر ایک چیز کو لوح محفوظ میں

قلمبند کیا ہی۔ آثار سے مراد وہ طریقہ جو انہوں نے چھوڑ گیا۔ اور اُن کے مرے بعد لوگوں نے اُس پر عمل کیا۔ پھر وہ اگر چال چلن اچھی ہی تو جتنے لوگ اُس پر عمل کریں گے اتنا ہی ثواب اُسے ملیگا۔ اور اگر بری ہی تو اتنا ہی عذاب اُسے حاصل ہوگا جسطرح حدیث میں آیا ہی۔ اور دوسرا قول یہ کہ آثار سے مراد وہ نشانِ قدم ہیں جو طاعت یا معصیت کی جانب چلنے میں شمار ہوں۔ چنانچہ احادیث میں آیا ہی۔ اور ان دونوں تفسیروں میں منافات نہیں بلکہ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) شرع ہوں۔ مولانا فرماتے ہیں۔ ؎

ہر کہ بنہد سنّتِ بد اے فتیٰ	تا در افتد بعد او خلق از عمیٰ
جمع گردد بروے آں جملہ بزہ	کو سرے بودست۔ وایشاں دُم غزہ

امام مبین۔ ھٰھنا ھو ام الکتاب قالہ مجاھد وقتادہ وعبد الرحمٰن بن زید بن اسلم (ابن کثیر) لوح محفوظ کو امام اس لئے کہتے ہیں کہ فرشتے اجل و رزق وغیرہ کو اسمیں لکھا ہوا دیکھکر اُسکی اتباع کرتے ہیں۔ ۱؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اسلام میں کوئی نیک راہ نکالی تو اُسکے واسطے خود اُس کے عمل کا اور اُس کے بعد جن لوگوں نے اُسپر عمل کیا اُنکا ثواب بھی ملیگا بغیر اسکے کہ عمل کرنیوالوں کے ثواب میں سے کچھ کم ہوگا۔ اور جس شخص نے اسلام میں بُری راہ نکالی تو اس شخص پر خود اس بدکاری کا اور جو لوگ اس بری راہ پر چلے اُنکا بھی گناہ ہوگا بغیر اسکے کہ اُن کے گناہ سے کچھ کم ہو (ابن کثیر از مسلم وابن ابی حاتم) فقیر کہتا ہی کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدعت حسنہ بھی ہوتی ہے اور سیئہ بھی۔ ۲؎ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے کی ایک جانب بنی سلمہ رہتے تھے (اور وہ مقام مسجد نبوی

آثار ـ نقشِ قدم طور طریقہ

زبان عربی میں سنت

قول اول عام ہی جو قول ثانی کو بھی شامل ہی کیونکہ جب آثار قدم لکھے جاتے ہیں تو جس آدمی نے نیک یا بد اثر چھوڑا جسمیں اُسکی اقتدا کیگئی وہ تو ضرور ہی اُس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائیگا اور تمام چیزیں لوح محفوظ میں پوری طور سے لکھی ہوئی ہیں۔ بعد اس کے ایک قطعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تسلی کیلئے بیان فرماتا ہی کہ جن لوگوں کو انذار و عدم انذار یکساں ہوا اور آیتوں سے انھیں کچھ بھی نفع نہیں پہنچا۔ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ ۘ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ ۝ قَالُوا مَا أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ۝ قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ ۝ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝ قَالُوا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ قَالُوا

فعززنا: الوبکر یعنے شعبہ سا تہ تخفیف زا کے۔ دو لغتیں ہیں۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سے کسی قدر فاصلہ پر تھا) انہوں نے چاہا کہ مسجد کے قریب آجائیں۔ بس یہ آیت انا نحن نحی الموتی اتری۔ آنحضرت نے ان لوگوں کو بلا کر فرمایا کہ تمھارے نشانِ قدم لکھے جائیں گے۔ اور یہ آیت پڑھ سنائی پھر وہ لوگ منتقل نہوے۔ (ابن کثیر از ترمذی) ابن کثیر نے ایک دوسری روایت اسی کے قریب قریب امام احمد و مسلم سے نقل کی ہی۔ اگرچہ یہ سورت مکی ہی اور اس حدیث میں شان نزول مدینہ بتلایا گیا ہے تو یہ انھیں آیتوں میں سے ہی جو دو بار نازل ہوئیں۔ مثلاً۔ والمثل هنا بمعنى القصة الغريبة و هو على حذف مضاف اى اجعل لهم مثل اصحاب القرية مثلا (خفاجی) فعززنا۔ قال ابن زيد التعزز القوة (ابن جرير) فعززنا بخفف وبشدد (وهما بمعنى كشدد وشدد) اى قوّينا وشددنا (مختار) لنرجمنكم قال قتادة بالحجارة۔ وقال مجاهد بالشتم (ابن كثير)

قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰی قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

(اے نبی) تم انکے بستی والوں کا قصہ بیان کرو جب ہاں ہمارے پیغمبر آئے۔ جب ہم نے انکی طرف دو (پیغمبر) بھیجے تو انہوں نے انھیں جھٹلایا پھر ہم نے تیسرے (پیغمبر) سے قوت دی تو (تینوں) بولے کہ بیشک ہم تمھاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ (بستی والے) بولے تم تو ہمارے جیسے ہی آدمی ہو اور رحمٰن نے تو کوئی چیز نہیں اتاری تم صرف جھوٹ کہتے ہو۔ (پیغمبر) بولے ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ بیشک ہم البتہ تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور ہم پر صرف کھلے طور پر پہنچا دینا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیشک ہم نے تم سے بدفالی لی ہے۔ اگر تم باز نہ آوگے تو ضرور ہم تمھیں سنگسار کریں گے اور ضرور ہم سے تمھیں دردناک عذاب پہنچیگا۔ (پیغمبر) بولے تمھاری نحوست تمھارے ساتھ ہے۔ کیا اگر تمھیں نصیحت کیجائے (تو بدفالی لیتے ہو) بلکہ تم لوگ حد سے گذرنے والے ہو۔ اور ایک شخص شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا ہوا آیا کہا اے میری قوم پیغمبروں کی پیروی کرو۔ انکی پیروی کرو جو تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگتے۔ اور وہ راہ پائے ہوئے ہیں۔ قصہ یہ ہے کہ اُس شہر کا

قصہ رسل و حبیب

سلہ قال قتادة ای ان ذکرناکم باللہ تطیرتم منا (ابن کثیر) اے جواب الشرط محذوف مثل تطیرتم او توعدتم بالرجم والتعذیب (بیضاوی) أئن ایمین دو ہمزے ہیں۔ ایک استفہامیہ۔ دوسرا شرطیہ

نام انطاکیہ تھا۔ اُس کا بادشاہ انطیخش نامی بت پرست تھا۔ پہلے اللہ تعالےٰ نے اس
شہر کی طرف دو رسول بھیجے۔ ان لوگوں نے انھیں جھٹلایا۔ اللہ تعالےٰ نے ایک
تیسرے رسول کو روانہ فرمایا کہ انھیں تقویت دی اور انکی مدد کی پیغمبروں نے فرمایا کہ
بیشک ہم لوگ تمھاری طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ تم اُس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرو
انھوں نے جواب دیا تم تو ہمارے جیسے ہی آدمی ہو۔ اگر بشر ہی پر اللہ تعالےٰ وحی بھیجتا تو
ہم پر کیوں نہ نازل ہوئی۔ تم بالکل جھوٹ بولتے ہو۔ رسولوں نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا
پروردگار جانتا ہے۔ بے شک ہم تمھارے پاس اسی کے بھیجے ہوئے آئے ہیں اور ہمارا کام تو
صرف حکم خدا صاف صاف پہونچا دینا ہے۔ اگر ہم جھوٹے ہیں تو وہ ہم سے سخت بدلا لیگا
ورنہ وہ ہمیں فتح و نصرت دیگا اور تمھیں ذلیل و خوار کریگا۔ وہ بولے ہم نے تمھیں بڑا ہی
منحوس پایا۔ اگر تم اپنے وعظ و نصیحت سے باز نہ آوگے تو ہم تمھیں ضرور سنگسار کر ڈالیں گے۔
اور ضرور ہم سے تمھیں بڑی سخت تکلیف پہونچیگی۔ انبیا علیہم السلام نے فرمایا تمھاری
نحوست تمھارے ساتھ ہے یعنے بسببِ نحوست تمھارا ہی برا عقیدہ اور تمھارے ہی برے اعمال
ہیں۔ کیا اگر تمھیں نصیحت کیگئی تو تم بجائے نصیحت قبول کرنیکے الٹا ہمیں ناحق نحوست کا

لہ قال ابن اسحاق فیما بلغہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما وکعب الاحبار ووھب بن منبہ انہا مدینۃ انطاکیہ وکان بہا ملک یقال لہ انطیخس بن انطیخس بن انطیخس وکان یعبد الاصنام فبعث اللہ تعالیٰ الیہ ثلاثۃ من الرسل وھم صادق وصدوق وشلوم فکذبہم (ابن کثیر)۔۱۲

الزام لگائے اور گالی گلوچ مارپیٹ سے دہمکاتی ہو بلکہ تم لوگ اپنی بدکاریوں میں حد سے گذر گئے ہو کیونکہ جن لوگوں کی تعظیم کرنی اور متبرک سمجہنا تھا انھیں کو منحوس ٹھیرایا جب کافروں نے اُن رسولوں کے قتل کا ارادہ کیا تو اُس شہر کے پرلے طرف سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا جسکا نام حبیب تھا کہنے لگا اے میری قوم تم ان رسولوں کی اتباع کرو۔ ایسے لوگونکی پیروی کرو جو تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتے اور خود راہِ راست پر ہیں

فقیر عرض کرتا ہے کہ مظاہرِ مختلف غور کرنیکے قابل ہیں۔ کافر انبیائے کرام کو باعث نحوست سمجھکر ان سے شگونِ بد لیتے تھے۔ اسی طرح آجکل عوام خصوصًا عورتوں میں یہ بلا عام ہوگئی ہے۔ کوئی ساس نئی بہو کو منحوس جانتی ہے۔ کوئی میاں نئی ملازم کے قدم کو منحوس سمجھتا ہے۔ غرض نحوست و بدفالی کے سیکڑوں طریقے نکالے گئے ہیں۔ رفتہ رفتہ نوبت یہانتک پہنچتی ہے کہ مالکِ حقیقی کے ساتھ علاقہ بہت ہی ضعیف ہو جاتا ہے۔ آخر میں انسان یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے کچھ نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہوتا ہے ان ہی اسباب وہمی سے ہوتا ہے۔ معاذ اللہ اگر یہی حالت موت تک رہی تو خاتمہ خراب ہونے میں کیا شک ہے۔ برخلاف اُن اللہ والوں کے جو خدا کے سوا کسی کو بھی

لہ قال ابن اسحٰق فیما بلغہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما وکعب الاحبار و وہب بن منبہ ان اھل القریۃ ھمّوا بقتل رسلھم فجاءھم رجل (ابن کثیر) ۱۲-

مؤثر حقیقی نہیں جانتے۔ اسی سے اپنی لو لگائے بیٹھے ہیں۔ اور ہر فعل کو اپنے محبوب حقیقی کا فعل سمجھکر خوش ہو رہے ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

تیر را مشکن کہ ایں تیرِ شہی ست	نیست پرتابے ز شست آگہی ست
خشمِ خود بشکن تو مشکن تیر را	چشمِ خشمت خوں شمارد شیر را
بوسہ دہ بر تیر و پیشِ شاہ بر	تیرِ خوں آلودہ از خونِ تو تر

اقسامِ محبت - مصطلم - متکلم

یہ اسی وقت ہوتا ہے کہ جب دریائے محبت آلہی موجزن ہو (کلام ۱۷) **محبت** ایک ایسی آگ ہے کہ جب دل کو محبوب کی طرف میلان ہوتا ہے تو بھڑک اٹھتی ہے۔ اور سوائے محبوب کے سب کو جلا دیتی ہے۔ محبوں کے اقسام ہیں۔ (۱) بعض میں محبت محب اور محبوب کے سوا سب کو جلا دیتی ہے۔ اس مقام میں محب محبوب کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ اور اسکے ساتھ مناجات و کلام کرتا ہے۔ یہ مرتبہ متکلم کا ہے جو عوام کو حاصل ہوتا ہے۔ (۲) بعض میں محبوب کے سوا سب کو جلا دیتی ہے یہانتک کہ محب و محبت کو بھی باقی نہیں رکھتی اس مرتبہ میں محب غلبۂ ظہورِ محبوب سے فنا ہوتا ہے یہ درجہ مصطلم کا ہے جو خواص کو حاصل ہوتا ہے۔ (۳) حق سبحانہ بعض کو بعد فنا بقا دیتا ہے۔ اس مرتبہ میں محبت باقی رہتی ہے اور بقائے آلہی کے ساتھ محب بھی باقی رہتا ہے۔ پہلا مرید۔ دوسرا مراد و عارف۔ تیسرا کامل و محقق ہے۔ پہلی محبت کو ارادت

دوسری کو محبت۔ تیسری کو عشق کہ سکتے ہیں۔ عوام کی محبت جو احسان کے سبب سے ہوتی ہے محبت فعلی ہے۔ حق تعالےٰ کی محبت اس خیال سے کہ تجھے اپنا مقرب بنائیگا۔ محض اسلئے کہ وہ لایق محبت ہے محبت صفاتی ہے۔ محبت ذاتی دیدار کے بعد ہوتی ہے عوام کو اسکی خبر نہیں۔ عوام سے مراد عُبّاد و زُہّاد ہیں۔ (کلمہ ۱۹) **شوق** طلب دل محبوب کے پانیکے لئے ہے جبکہ اس سے صبر مفقود ہو جائے۔ اور کہتے ہیں کہ اضطراب دل و عدم سکون بسبب محبوب کے ہو۔ مشتاق کئی قسم کے ہیں۔ بعض کا شوق مطالعہ جمال الٰہی سے ہوتا ہے۔ یہ مبتدی کا پہلا مرتبہ ہے۔ بعض کا شوق بحق ہوتا ہے مطالعہ جمال کیلئے۔ بلکہ بالحاظ اس بات کے کہ حق سبحانہٗ صفاتِ الٰہیہ کا مستحق ہے۔ بعض کو باقتضائے حالِ محبت کے ہوتا ہے اور شوق لوازمِ عشق سے ہے۔ ایسے شخص کو ہمیشہ مشاہدہ ہوتا اسلئے کہ قوتِ شوقیہ خیالِ معشوق کو مستحضر کرتی ہے اور قوتِ عشقیہ اسکی ملازم ہو جاتی ہے تو وہ صورتِ روحانیہ معشوق کو بسبب تعشقِ ذاتی کے جدا نہیں ہونے دیتی جبتک کہ محبت اس مرتبہ کو نہ پہونچے استحکام عشق نہیں ہوتا۔ بعض کا شوق بتحقق صفاتِ الٰہیہ ہوتا ہے۔ اور یہ واصلوں کا شوق ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الشَّوْقَ اِلٰى لِقَآئِكَ وَلَذَّةَ النَّظْرِ اِلٰى وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ بِحُرْمَةِ السَّيِّدِ الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَصَحْبِهِ الْاَكْرَمِيْنَ وَعَلٰى تَابِعِيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔ للّٰہ الحمد کہ تفسیر پارہ وَمَنْ يَّقْنُتْ ختم ہوئی۔ جو کچھ اسمیں کم و بیشی ہوئی اللہ تعالےٰ درگذر فرمائے آمین

پھر حبیب کلام کو اس اسلوب پر بیان کرتے ہیں کہ گویا خود اپنے کو نصیحت کر رہے ہیں لیکن
انھیں نصیحت قوم منظور ہے۔ **وَمَالِیَ لَآ اَعۡبُدُ الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ وَاِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ۝**
اور مجھے کیا ہے کہ اسکی بندگی نہ کروں جسنے مجھے پیدا کیا اور تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔
اسمیں معبود حقیقی کا اقرار و اثبات ہے۔ اور معبودانِ فرضی کا اسطرح انکار کرتے ہیں ءَاَتَّخِذُ
مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنۡ يُّرِدۡنِ الرَّحۡمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغۡنِ عَنِّیۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَيۡـًٔـا وَّلَا يُنۡقِذُوۡنِ ۝
کیا میں اسکے سوا (دوسروں کو) معبود بناؤں اگر رحمٰن مجھے کچھ ضرر پہنچانا چاہے تو انکی سفارش
مجھے کچھ فائدہ نہ دیگی اور نہ وہ مجھے چھڑائیں گے۔ یعنی مجھے نہ تو سفارش کرکے بخشوا سکیں گے
اور نہ اس تکلیف سے بچا سکیں گے پھر یہ جان کر بھی انھیں پوجوں تو مجھسے بڑھکر گمراہ کون
ہوگا۔ **اِنِّیۡۤ اِذًا لَّفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ۝** (اگر ایسا کروں تو) بیشک میں اسوقت صریح
گمراہی میں ہوں۔ پھر حبیب رسولوں سے مخاطب ہوکر کہنے لگے۔ **اِنِّیۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّكُمۡ**
فَاسۡمَعُوۡنِ ۝ بیشک میں تمہارے پروردگار پر ایمان لایا مجھسے سن لو تاکہ تم میرے ایمان کی

فطرنی والیہ ترجعون۔ فطرۃ و پیدایش کو اپنی طرف منسوب کیا۔ اور رجوع کو انکی جانب۔ اسلئے کہ پیدا
کرنا نعمت ہے جسکا ظہور حبیب پر زیادہ ہے۔ اور رجوع زجر کے معنی میں ہے جو کافروں کیلئے زیادہ سزاوار ہے۔ اللہ کی عبادت
نہ کرنے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ وہ خود کو ان لوگوں میں سمجھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت امید و خوف سے نہیں
کرتے بلکہ اسکی ذات کیلئے کرتے ہیں۔ ءَاَتَّخِذُ۔ یہ استفہام انکاری ہے۔ ان یردن۔ یہ شرط ہے جس کا
جواب لاتغن عنی الخ ہے۔ اور جملہ شرطیہ محل نصب میں صفت الٰهة ہے۔ لہ ابن کثیر۔ ۲ه ابن کثیر ۱۲

گواہی میرے رب کے پاس دو۔ جب انھوں نے اسطرح کہا تو کفار انپر ایک بارگی حملہ کر کے انھیں پتھروں سے مارنے لگے۔ آپ دعا کرتے کہ الٰہی میری قوم کو ہدایت دے۔ یہ لوگ کچھ نہیں جانتے ہیں۔ لیکن قوم بدکار نے انھیں یہانتک مار کر شہید کر ڈالا۔ اسوقت آپکو ارشاد ہوا۔ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۙ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَ جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ (اس سے) کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو۔ کہا کاش میری قوم اسکو جانتی کہ میرے رب نے مجھے بخشدیا اور عزت والوں میں سے کیا۔ حبیب اپنی قوم کے جاں نثار و خیر خواہ تھے کہ زندگی میں بھی اپنی قوم کو رسولوں کی تابعداری کی رغبت دلائی اور بعد شہادت بھی اپنے حال سے اُن کے آگاہ ہونیکی تمنا کی۔ تا وہ لوگ بھی ایمانِ رُسل سے اس مقام کو حاصل کریں۔ لیکن ان کے حصہ میں تو بلا کی تھی جسطرح فرماتا ہے۔ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۝ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ۝ اور ہم نے اسکے بعد اسکی قوم پر

وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ۔ لشکر آسمانی کا اتارنا ایک بہت بڑا کام ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تھا۔ کہ بدر میں پانچہزار فرشتے اتارے گئے تھے۔ جس سے انکی فضیلت ظاہر ہے۔ خٰمِدُوْنَ۔ لفظی معنی وہ بجھ گئے۔ کافروں کی ہلاکی کو خمود نار یعنے آگ کے راکھ ہوجانے سے مشابہت دی۔ اس لئے کہ وہ بھی قوت غضبیہ سے دہکتی آگ کی طرح تھے جنھوں نے اپنے ناصحوں کو قتل کر ڈالا۔ اور معجزات دیکھ کر بھی تکبر نہ چھوڑا۔

آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہم اتارنے والے تھے۔ صرف ایک سخت آواز تھی
پس اسی وقت وہ ہلاک ہو گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے انکے شہر کے دروازے پر کھڑے
ہو کر ایک ایسی سخت آواز دی کہ سب مر گئے" اور ایسے ہلاک ہوئے کہ اگر لوگ ان پر
حسرت کریں تو وہ اسکے مستحق ہیں جسطرح فرماتا ہے۔ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ
مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ
أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝ وَإِن كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝ کیا افسوس
ہے بندوں پر۔ ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر (یہ کہ) اسکے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے۔
کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کس قدر امتوں کو ہلاک کیا کہ وہ ان کے
پاس پھر کر نہیں آتے۔ اور سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کئے جائیں گے۔ اگر انھیں
اپنے حاضر ہونے اور حشر و نشر میں شک ہے تو اس دلیل سے آگاہ ہو جائیں۔ وَآيَةٌ
لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ۝ وَجَعَلْنَا

ابن کثیر۔ اور یہ بھی لکھا کہ بعضوں نے کہا کہ وہ تینوں رسول عیسیٰ علیہ السلام کے بھیجے ہوئے تھے۔
لیکن یہ قول کئی وجہ سے ٹھیک نہیں۔ پھر ان وجوہ کو بیان کیا ہے۔ یٰحسرۃ۔ قال علی بن طلحۃ عن
ابن عباس ای یا ویل العباد (ابن کثیر) لمّا۔ ساتھ تشدید کے معنے میں الا کے ہے۔ اور ان نافیہ ہے۔
اور جس نے تخفیف سے پڑھا تو ان مخففہ مثقلہ سے ہے۔ اور ما صلہ ہے اور اسکی تقدیر یوں ہے۔ وان کلھم
لمحشورون۔ اس سے ہنود کا قول بھی رد ہو گیا جو تناسخ اور جنم لینے کے قائل ہیں ۱۲۰

فِیْھَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِیْھَا مِنَ الْعُیُوْنِ ۝ لِیَاْکُلُوْا مِنْ ثَمَرِہٖ

وَمَا عَمِلَتْہُ اَیْدِیْھِمْ ؕ اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ ۝ اور مردہ (خشک) زمین ان کے لئے

ایک نشانی ہے جسے ہم نے زندہ کیا اور ہم نے اسمیں سے اناج نکالا پس وہ اسمیں سے

کھاتے ہیں۔ اور ہم نے اسمیں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے اور ہم نے اسمیں

چشمے جاری کئے۔ تاکہ (یہ لوگ) اسکے میوے کھائیں اور اسے ان کے ہاتھوں نے

نہیں بنایا۔ پھر کیوں شکر نہیں کرتے۔ اور اقلِ شکر یہ ہے کہ توحید حق کا اعتقاد رکھیں

اس لئے اپنی پاکی بیان فرماتا ہے۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّھَا مِمَّا تُنْۢبِتُ

الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِھِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ پاک ہے وہ جس نے سب قسمیں پیدا کیں

اس چیز سے جسے زمین اگاتی ہے اور انکی جانوں سے اور اس چیز سے جسے یہ نہیں جانتے

یعنی اس پاک پروردگار نے جمیع اصناف و اقسام کو پیدا فرمایا۔ زمین سے اقسامِ نباتات

اور نفوس سے اصنافِ انسانی ہیں۔ اور جو ہمارے معلومات سے خارج ہیں

جسطرح ملائکہ وجنات وہ بے حدّ وحصر ہیں۔ **بعد** استدلالِ مکانی استدلالِ زمانی

ثمرہٖ۔ ای ثمر ما ذکر ای النخیل والاعناب۔ او ھو للہ واضافۃ لہ لانہ خالقہ فالمعنی لیاکلوا مما خلقہ اللہ (خازن) وعملتہ۔ ای وذالک کلہ الامن رحمۃ اللہ تعالیٰ بھم لا بسعیھم ولا کدھم ولا بحولھم وقوتھم قالہ ابن عباس (ابن کثیر) اس معنے کے لحاظ سے ما نافیہ ہوگا۔ کیونکہ ثمر کا پیدا کرنا فعلِ الٰہی ہے

اور اگر ما موصولہ لیا جاوے تو ثمر پر عطف ہوگا۔ اور اس سے مراد انگور اور کھجور کا شیرہ ہے۔ ۱۲

ثُمُرِہٖ ... عَمِلَتْہُ ... ۱۲

شروع فرماتا ہے۔ وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝ وَالشَّمْسُ

تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی

عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ

سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝ اور رات ان کے لیے ایک نشانی ہے جس سے

ہم دن کو نکال لیتے ہیں تو وہ اسی وقت اندھیرے میں رہجاتے ہیں۔ اور آفتاب بھی

ایک نشانی ہے جو اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا ہے۔ یہ زبردست باخبر کا اندازہ ہے۔ اور ہم نے چاند

نسلخ۔ السلخ نزع جلد الحیوان۔ یقال سلختہ فانسلخ۔ وعنہ استعیر سلخت درعہ نزعتہا۔ وسلخ الشہر

وانسلخ۔ وقال تعالیٰ نسلخ اے ننزع (مفردات) مظلمون۔ ای داخلون فی الظلام والدخول مستفاد

من الھمزۃ۔ لانہ کا صبح اذا دخل فی وقت الصباح۔ لمستقر۔ المراد مستقرھا المکانی وھو تحت

العرش کما جاء بذلک الاحادیث۔ اخرج البخاری فی اماکن متعددۃ۔ ورواہ بقیۃ الجماعۃ الا ابن

ماجہ من طرق عن الاعمش بہ۔ والقول الثانی ان المراد بمستقرھا ھو منتہیٰ سیرھا وھو یوم القیمۃ

وھذا ھو مستقرھا الزمانی۔ قال قتادۃ لمستقر لہا ای لوقتہا ولاجل لا تعدوہ۔ وقیل المراد انہا

لا تزال تنتقل فی مطالعہا الصیفیۃ الی مدۃ لا تزید علیہا۔ ثم تنتقل فی مطالع الشتاء الی مدۃ

لا تزید علیہا۔ یروی ھذا عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (ابن کثیر) کالعرجون القدیم

قال ابن عباس ھو اصل العذق۔ وقال مجاہد العذق الیابس یعنی ابن عباس اصل العنقود

من الرطب اذا عتق ویبس وانحنیٰ۔ وکذا قال غیرھما (ابن کثیر) والعذق الکباسۃ۔

عرجون۔ کھجور کے خوشے کی لکڑی پرانی اور خشک ہو کر کمان کی شکل ہو جاتی ہے۔ انہیں تین وجوہ سے

چاند کو اس سے تشبیہ دیگئی۔ فلک یسبحون۔ سرعت سے چلنے کو پانی کے تیراک سے تشبیہ دی گئی۔ اور

اسی سبب سے ضمیر جمع ذوی العقول لائی گئی۔ سورۂ انبیاء میں اسکی تفسیر صفحہ ۶۳۵ میں گذری ۱۲۔

کہ ہم نے منزلیں ٹھہرادیں یہانتک کہ پرانی شاخ کے مانند (ہلال) ہوجاتا ہے۔ نہ آفتاب کو

چاہیئے کہ چاند کو پالے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے۔ اور ہر ایک (انمیں سے) فلک

میں تیر رہا ہے۔ یعنی رات اور دن۔ چاند اور سورج۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔

کوئی بے حکم الٰہی حرکت نہیں کرسکتا۔ ہمیں چاہیئے کہ انھیں دیکھکر انکے خالق سے علاقہ

پیدا کریں۔ اور اسکی یاد میں سرگرم رہیں۔ بعدہٗ مکان وزمان وغیرہ احوال معاش

انسانی بیان فرماتا ہے۔ وَاٰیَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَهُمْ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا

لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ یُنْقَذُوْنَ ۝

اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِیْنٍ ۝ اور ان کے لئے ایک نشانی یہ ہے کہ ہم نے انکی نسل کو

بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔ اور ہم نے ان کے لئے کشتی کے مثل وہ چیز پیدا کی جسپر وہ سوار

ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو انھیں غرق کردیں پھر انکے لئے نہ کوئی فریادرس ہو اور نہ وہ

بچائے جائیں۔ مگر ہم اپنی مہربانی سے اور ایک وقت تک فائدہ اٹھانیکو (بچاتے ہیں)

المشحون۔ قال ابن عباس الموقر وکذا قال سعید بن جبیر والشعبی وقتادۃ والسدی۔ وقال

الضحاک وقتادۃ وابن زید وھی سفینۃ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام (ابن کثیر) شحن السفینۃ

ملأھا وبابہ قطع (مختار) من مثلہ۔ قال ابن عباس ھی السفن جعلت من بعد سفینۃ

نوح علی مثلھا وکذا قال ابومالک والضحاک وقتادۃ وابوصالح والسدی (ابن کثیر از ابن جریر)

صریخ۔ فعیل بمعنی مفعول ای مصرخ وھو المغیث بالفارسیۃ فریادرس (روح) ۱۲-

اگر کشتی[۱] نوح علیہ السلام کی لیجائے تو اسکی مثل سے مراد دوسری کشتیاں ہیں۔ اور اگر جنس[۲]
کشتی مر[illegible] اسکی مثل سے مراد اونٹ ہیں۔ کیونکہ عرب اونٹ کو خشکی کی کشتی
کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اگر انھیں دلایل و آیات سے نفع نہیں پہنچتا ہے تو بطورِ عوام عذاب
سے ڈرنے اور ثواب کی امید رکھنے کا طریقہ اختیار کریں جسمیں زیادہ احتیاط ہے جسطرح
فرمایا ہے۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَمَا
تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ اور جب اُن سے
کہا جائے کہ اُس سے بچو جو تمھارے سامنے اور تمھارے پیچھے ہے تاکہ تم پر مہربانی کیجائے
(تو انکار کرتے ہیں)[۳] اور ان کے پاس ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی
نہیں آتی ہے مگر (یہ کہ) اُس سے منہ پھیرتے ہیں۔ یعنے نہ تو گذرے[۴] ہوے امتوں کے
عقوبات سنکر عبرت لیتے ہیں۔ اور نہ عذاب آخرت سے ڈرتے ہیں اور وہ ہر حال میں
آیات[۵] تنزیلیہ و تکوینیہ کو نظرِ صحیح سے نہیں دیکھتے جس سے ایمان حاصل ہو بلکہ وہ

[۱] اسی وجہ کو ابن جریر و ابن کثیر نے اختیار کیا ہے۔ اور اسوقت ذریت کے معنے آبا کے ہوں گے۔ یا تاویل کرنی
پڑیگی۔ [۲] دوسرے مفسروں نے وجہ ثانی کو اختیار کیا [۳] اذا کا جواب اعرضوا اس لئے محذوف ہے
کہ آیت ثانیہ وما تاتیهم الخ اسپر دال ہے۔ [۴] قال قتادة مابين ايديكم۔ وقايع الله فيمن خلا
قبلهم من الامم۔ وما خلفهم۔ من امر الساعة (ابن جرير) [۵] اگر غور سے دیکھیے تو جو
کچھ عالم میں ہے اس کے صفات کی صورت اور اُسکی اسرارِ ذات کا بھید ہے ۝

انکار کرتے ہیں۔ اور جسطرح خدا کے احکام کی تعظیم نہیں کرتے اسی طرح شفقت خلق کی
بھی پروا نہیں کرتے جسطرح فرماتا ہے۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ آیت ۴۷
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ
اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۵ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ تمھیں اللہ نے دیا ہے اس میں سے
خرچ کرو تو کافر مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ کیا ہم اس شخص کو کھلائیں جسے اگر اللہ چاہتا تو کھلاتا
تم صرف کھلی گمراہی میں ہو۔ یعنی کافر کہتے تھے کہ مسلمانوں کا اعتقاد ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت
کے موافق ہر ایک چیز ہوتی ہے اور وہی رزاق ہے تو پھر ہم محتاج کو کیوں کھانا دیں لیکن
یہ کافر کی جہالت تھی۔ اتنا نہ سمجھا کہ جسطرح اللہ تعالیٰ بے سبب کھلاتا ہے۔ اسباب
سے بھی کھلاتا ہے۔ اغنیا کو اطعام فقرا کی ترغیب و توفیق دینا یہ بھی انھیں اسباب میں
سے ہے۔ لیکن کافر بطور استہزا یہ کہتے ہیں۔ اور اسی طرح قیامت سے سوال کرتے
ہیں۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۵ اور کہتے ہیں کہ اچھا آیت ۴۸
یہ وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو۔ جواب میں فرماتا ہے۔ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً آیت ۴۹

(بقیہ گذشتہ) مغربی آنچہ عالمش خواند
وانچہ او آدمش ہمی داند
جہاں مرآت حسن شاہد ماست۔
عکس رخسار تست در مرآت
نسخۂ عالم ست مظہر ذات - مولوی جامی
فشاهد وجهه فی کل ذرات

ینظرون - یہاں نظر کے معنے انتظار کے ہیں ۱۲

تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ○ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ○

وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ○ ایک سخت آواز ہی

کے منتظر ہیں جو انھیں آلیگی اور وہ جھگڑتے ہوں گے۔ پس (اسوقت) نہ وصیت

کر سکیں گے اور نہ اپنے لوگوں کی طرف لوٹیں گے۔ اور صور پھونکا جائیگا تو ناگاہ وہ قبروں سے

(نکل کر) اپنے رب کی طرف دوڑیں گے۔ سخت آواز سے مراد شاید پہلا صور ہے جسے نفخۂ

فزع کہتے ہیں۔ اور یہ دراز ہوگا۔ اور کافر اپنی عادت کے موافق اُلٹی جھگڑوں میں

ہوں گے۔ اس صور کی آواز سنکر سب گھبرا جائیں گے اسوقت ایک آگ پیدا ہوکر

يَخِصِّمُوْنَ۔ اصل میں یختصمون تھا۔ تا ساکن ہوکر مدغم ہوگیا۔ پھر خا کو بسبب التقاء ساکنین کے کسرہ دیا گیا۔ الاجداث۔ جمع الجدث بفتحتین القبر (مختار) اخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فاذا هم من الاجداث یعنی من القبور والی ربهم ینسلون قال یخرجون (در) ینسلون۔ نسل فی العدو واسرع۔ ینسل بالکسر نسلا ونسلانا بفتح السین فیهما (مختار) ؎ ابن کثیر۔ ؎ بخاری و مسلم وغیرہا نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت ایسے وقت قایم ہوگی کہ لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول رہیں گے۔ کوئی کپڑا خرید و فروخت میں گزوں سے ناپتا ہوگا اور ابھی تہ نہ کیا ہوگا۔ کوئی اپنا حوض درست کر چکا ہوگا لیکن ہنوز پانی بھرنے کی نوبت نہ آئی ہوگی۔ کوئی دودھ دوھ لایا ہوگا ابھی چکھا نہ ہوگا۔ کسی نے نوالا اٹھایا ہوگا لیکن کھایا نہ ہوگا (در) مولانا فرماتے ہیں کہ دہریوں نے زمانہ کو قدیم سمجھا اسی لئے قیامت کا انکار کیا۔ جب مکان میں مکڑی جالا بولتی ہے اُسے قدیم جانتی ہے۔ اور جس لکڑی میں کیڑا پیدا ہوتا ہے اسے قدیم سمجھتا ہے کیونکہ اُس لکڑی کے نشو و نما کا حال معلوم نہیں ہے۔ ○

يَخِصِّمُوْنَ قالون وجہ اول میں ساتھ سکون خا کے مع تشدید صاد۔ يَخْتَصِمُوْنَ قالون وجہ ثانی میں اور بصری ساتھ اختلاس فتحۂ خا کے اور اسیطرح بغیر اختلاس کے ورش و مکی و ہشام۔ يَخْصِمُوْنَ حمزہ ساتھ سکون خا و تخفیف صاد کے ثلاثی مجرد سے جسکا مفعول محذوف ہے۔ اسکے یخصم بعضهم بعضا۔

لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف ہانکیگی۔ اسی لئے نہ انھیں وصیت کرنیکی فرصت ملیگی اور نہ اپنے اہل و عیال کے پاس جاسکیں گے۔ اسکے بعد نفخۂ موت سے سب مرجائینگے پھر نفخۂ بعث ہوگا۔ کہ سب اپنی قبروں سے نکلیں گے۔ اسوقت کافر کہیں گے۔ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ کہیں گے ہائے ہماری خرابی کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اٹھایا۔ (مسلمان کہیں گے) یہ وہی ہے جسکا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا۔ کافروں نے قیامت کو محال سمجھا تھا لیکن اللہ تعالےٰ اسے ایک لمحہ میں برپا کردیگا جسطرح فرماتا ہے۔ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝ صرف ایک سخت آواز ہوگی پس اسیوقت وہ سب ہمارے پاس حاضر کئے جائیں گے۔ پھر جو اس روز ہوگا بیان فرماتا ہے۔ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ آج کسی کچھ بھی ظلم نہ ہوگا اور تم وہی بدلہ پاؤگے جو کرتے تھے۔ چنانچہ نیک بختوں کو جو بدلا ملیگا اسطرح بیان فرماتا ہے۔ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ

مَرْقَدِنَا سونے کی جگہ کے لئے بھی یہ لفظ آتا ہے۔ اور جو وصل کریں تو صرف هٰذا سے کریں گے۔ شغل شُغُل نعمتوں میں مشغولی ہے۔ قرأت ابن کثیر کی و ابو عمرو بصری کی ساتھ سکون غین کے۔

(بقیہ)

آدمی داند کہ خانہ حادث است	عنکبوتے نے کہ در وے عابث است
کرم کاندر چوب زاید سست حال	کے بداند چوب را وقت نہال

ل‍ه اجابهم المؤمنون قاله غير واحد من السلف (ابن كثير) فى شغل - قال ابن عباس وعبد الله بن مسعود وغيرهما شغلهم افتضاض الابكار (ابن كثير) شغل بسكون الغين وضمها

ظِلٰلٍ عَلَی الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۝ لَهُمْ فِیْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ ۝ بیشک آج جنت

والے کام میں خوش ہوں گے۔ وہ اور انکی بی بیاں سایوں میں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھی

ہوں گی۔ وہاں ان کے لئے میوے ہیں اور جو وہ چاہیں انکے لئے موجود ہے۔ غرض وہ

کام لذت و سرور کا ہوگا۔ انکی بی بیاں بھی اُن کے ہمراہ۔ عرشِ الٰہی ان کے سروں پر

سایہ افگن۔ نہ کسی قسم کی وحشت۔ نہ کسی نوع کی تکلیف۔ آراستہ تختوں پر تکیہ لگائے آرام و

فراغت سے بیٹھے ہوں گے۔ جب دلمیں کسی کام کا خیال آیا کہ اسیوقت پورا ہوگیا۔ سب سے

بڑی نعمت جو اہلِ جنت کیلئے ہوگی وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اُن سے مخاطب ہوکر فرمائیگا۔

ظُلَلٍ
حمزہ وکسائی
ساتہ ضم ظار
کے بغیر الف
جمع ظلۃ ہے
جو ا(؟) ...
صفحہ کے ہے

(بقیہ) وشَغْل بفتح الشین وسکون الغین۔ وبفتحتین۔ فصارت اربع لغات۔ والجمع اشغال۔

(مختار) شغل کی تنکیر تعظیم کے لئے ہے۔ گویا کہ ایسا شغل ہے جسکے کنہ کا ادراک نہیں ہوسکتا۔ فٰکِهُوْنَ

قال ابن عباس رضی اللہ عنہما فرحون (ابن کثیر) والفکاھۃ حدیث ذوی الانس (مفردات)

ارباب سمع سیمع۔ اَزْوَاجُهُمْ۔ قال مجاھد حلائلھم (ابن کثیر) الْاَرَآئِكِ۔ قال ابن عباس رضی اللہ

عنہما وغیرہ وخصیف الارائک ھی السرر تحت الحجال (ابن کثیر) اور راغب نے مفردات میں کہا

الاریکۃ حجلۃ علی سریر اور محمد بن ابی بکر نے مختار الصحاح میں کہا الاریکۃ سریر منجد مزین فی قبۃ

او بیت۔ فاذا لم یکن فیہ سریر فھو حجلۃ۔ فقیر کہتا ہے کہ اسکی تفصیل سورۂ کہف صفحہ ۳۰۳ میں گذر چکی

یَدَّعُوْنَ۔ اصل میں یَدْ تَعِیُوْنَ باب افتعال سے تھا۔ تا کو دال سے بدلکر ادغام کیا گیا۔ اور یا کا ضمہ

ماقبل کو دیکر بوجہ التقاء ساکنین یا حذف کی گئی۔ دعا سے معنے میں طلب کے ہے۔ اسکے معنے وہی ثلاثی کے

معنے ہیں۔ یعنے جو کچھ طلب کریں گے انھیں ملیگا۔ لہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ۝ مہربان رب کی طرف سے سلام کہا ہے۔ یہ نعمت عظمیٰ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دنیا و آخرت میں نصیب کرے۔ اب کافروں کا حال سنئے کہ اُسدن اُن ظالمونکو اسطرح حکم ہوگا۔ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ اے گنہگارو آج علیحدہ ہوجاؤ۔ اے آدم کی اولاد کیا میں نے تمھیں نہیں کہا تھا کہ شیطان کی پرستش نہ کرو۔ بیشک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔ اور یہ کہ میری عبادت کرو یہ سیدھی راہ ہے۔ پھر بطور زجر و توبیخ حکم ہوگا کہ روز میثاق میں تمسے عہد لیا گیا تھا اور دنیا میں بھی رسولوں نے دلائل عقلی و سمعی سے تمھیں سمجھا دیا تھا کہ شیطان تمھارا صریح دشمن ہے۔ اسکی بندگی نہ کرو

(بقیہ گذشتہ) حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت اپنی نعمتوں میں خوش ہوں گے کہ یکایک ایک نور چمکیگا۔ وہ سر اٹھاکر دیکھیں گے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپر فوق سے جلوہ افگن ہے۔ اور فرماتا ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَآ اَهْلَ الْجَنَّةِ۔ یہی قولِ تعالےٰ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ اُن کی طرف دیکھیگا۔ اور وہ اسکی طرف دیکھیں گے۔ جبتک وہ اسے دیکھتے رہیں گے۔ جنت کی کسی نعمت کی طرف التفات نہ کریں گے۔ یہانتک کہ وہ ان سے حجاب کرے۔ لیکن اسکی نورانیت و برکت باقی رہے گی (ابن کثیر از ابن ابی حاتم و ابن ماجہ) سلٰمٌ۔ مایدعون کے ما سے بدل ہے۔ یا اسکی خبر ہے یا محذوف کی خبر ہے۔ یا مبتدا ہے محذوف الخبر ہے۔ یعنی ولھم سلام۔ قولًا۔ ای یقول اللہ۔ یا نصب بنا بر مدح بتقدیر اعنی ہے اور یہ بلحاظ من رب رحیم کے انسب ہے۔ اسوقت یہ مستقل جملہ ہے۔ وامتازوا۔ یہاں بھی و یقول اللہ مقدر ہے یہ معطوف اُس یقول مقدر پر ہے جو قولًا کا عامل ہے۔ حذفِ قول اور اس کے معمول کا اسکے قایم مقام ہونا بہت جائے آیا ہے۔ یہ توجیہ اس لئے ہے کہ یہاں بحسب ظاہر عطف انشا علی الخبر ہے۔ ۱۲۔

بلکہ میری بندگی پر ہو۔ شیطان کی مخالفت اور رحمٰن کی اطاعت کرو۔ کیونکہ یہی راہِ مستقیم ہے۔ لیکن اس نے تمھیں راہِ راست سے بہکا دیا۔ تمیز ہی کیا موقوف ہے۔ اُس نے تو بہت سی مخلوق کو گمراہ کیا ۔ جسطرح فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝ اور بیشک اس نے تم میں سے بہت لوگوں کو گمراہ کیا۔ پھر کیا تم نہیں سمجھتے تھے۔ پھر اُس مقام کی طرف جہاں مجرم مومنوں سے جدا ہو کر رہیں گے اشارہ فرماتا ہے۔ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ یہ وہی دوزخ ہے جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اسمیں بسبب اُس کے جو تم کفر کرتے تھے داخل ہو۔ اسوقت کفار اپنے کفر و جرم سے انکار کریں گے۔ تو ان کے منہ پر مہر لگا دیجائیگی

جبلا كثيرا۔ الخلق الكثير قاله مجاهد وقتادة والسدي وسفيان بن عيينه (ابن كثير) واعتبر معاني الجبل فاستعير واشتق منه بحسبه - فقيل فلان جبل لايتزحزح الصور المعنى الثبات فيه۔ وجبله الله على كذا اشارة على ماركب فيه من الطبع الذي يابى على الناقل نقله۔ وفلان ذو جبلة اي غليظ الجسم۔ وتصور فيه معنى العظم فقيل للجماعة العظيمة ۔جبل۔ ومنه جبلا كثيرا اي جماعة تشبيها بالجبل في العظم (مفردات) لہ انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ یکایک آپ ہنسنے لگے یہانتک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوگئے۔ پھر آپنے فرمایا کہ تم لوگوں نے جانا کہ میں کس لئے ہنسا۔ ہم نے عرض کی کہ اللہ اور رسول ہی کو خوب معلوم ہے۔ آپنے فرمایا میں اس لئے ہنسا کہ قیامت کے روز بندہ اپنے رب عزوجل سے جھگڑیگا کہ اے پروردگار تو نے مجھے ظلم سے نجات دی۔ اللہ تعالےٰ فرمائیگا کہ ہاں میں نے تجھے ظلم سے نجات دی ہے۔ بندہ کہے گا کہ آج میں اپنی ذات کے سوا کسی کو گواہ نہیں مانونگا۔ حکم ہوگا کہ تیرا ہی نفس

ان کے اعضا خود انپر گواہی دیں گے جسطرح فرماتا ہی۔ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ

وَتُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ ہم آج ان کے منہ پر مہر کر دینگے

اور ان کے ہاتھ ہم سے بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ کہ وہ کرتے تھے

ہم جسطرح چاہیں گویا کریں۔ اور باوجود زبان ہونیکے اس سے گویائی چھین لیں۔

جسطرح گونگے اور فالج زدہ ہوتے ہیں۔ اگر تم کلامِ دست اور شہادتِ پا کو قیامت میں

(بقیہ گذشتہ) تجہیر حساب لینے کے لئے۔ اور کرام کاتبین تجہیر گواہی دینے کے لئے کافی ہیں۔ پھر اسکے منہ پر مہر کردی جائیگی۔ اور اس سے اس کے اعضا کو حکم ہوگا کہ اس کے کام بیان کرو۔ وہ اس کے افعال بیان کریں گے پھر اسکی زبان سے مہر کھولدی جائیگی تاکہ بات کرسکے۔ اسوقت وہ اپنے اعضا سے کہے گا کہ تمہاری خرابی ہو میں تو تمہاری طرف سے جھگڑتا تھا (ابن کثیر، مسلم ونسائی وابن ابی حاتم) ابن جریر کی روایت ہے کہ جب مسلمان پر اسکے گناہ پیش کئے جائیں گے تو وہ اقرار کریگا کہ ہاں میرے پروردگار میں نے کئے ہیں میں نے کئے ہیں میں نے کئے۔ اللہ تعالٰی اسکے گناہ بخشدیگا (ابن کثیر) نَخْتِمُ۔ مہر کرنے کی نسبت اپنی ذات کی طرف فرمائی۔ تکلم وشہادت کی نسبت ہاتھ پاؤں کی طرف کی تاکہ یہ نہ کہا جائے کہ اقرار جبری غیر مقبول ہے۔ نسبتِ تکلم ہاتھ کی طرف اور شہادت کی نسبت پاؤں کی جانب کی اس لئے کہ اعمال اکثر ہاتھ کی جانب منسوب ہوتے ہیں۔ جسطرح فرمایا۔ وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ۔ یہاں ہاتھ تو عامل ہیں اور شاہد غیر عامل چاہیے اسلئے پاؤں کو شاہد فرمایا۔ انکی گواہی کے لئے ان ہی کے اعضا اسلئے مقرر کئے گئے کہ دوسرے لوگ جو صالح ہیں وہ تو ان مجرموں کے دشمن ہیں اسلئے مجرموں کو حق ہے کہ کہیں انکی شہادت ہمارے حق میں غیر مقبول ہے" یا فاسق ہیں۔ اور فاسق کی شہادت شرعاً مقبول نہیں۔ (نکتہ) مہر کفار کیلئے دونوں جہاں میں لطور لزوم تھی۔ دنیا میں دل پر مہر تھی تو منہ سے بولتے تھے۔ جسطرح فرمایا۔ یقولون بافواههم مالیس فی قلوبهم۔ جب قیامت میں منہ پر مہر لگائی گئی تو اعضا بولنے لگے۔ ۵ قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیٔ ایک مقام پر فرمایا۔ ۵ یہ بھی ربط ہو کہ جب کفر وکسب کی نسبت انکی طرف کی تو اب اپنا غلبہ مشیت تاکہ لوگ جبر وقدر میں رہیں اسطرح بیان فرماتا ہے۔ ۱۲۰

محال سمجھتے ہو تو ہم اگر چاہیں تو اپنی زبردست قدرت کے عجائبات دنیا ہی میں دکھا دیں جس طرح فرماتا ہے۔ وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ ۝ اور اگر ہم چاہیں تو بیشک انکی آنکھیں مٹا دیں پھر راستے کی طرف دوڑیں تو کہاں سے دیکھتے ہیں۔ یعنی اگر ہم چاہیں تو ان کے دل کی آنکھیں اندھی کر دیں پھر وہ راستہ چلنا چاہیں تو انھیں راہِ حق نہ سوجھے۔ یا یہ کہ ظاہری آنکھ میٹ دیں تو اندھے ہو جائیں۔ پھر انھیں راستہ کس طرح نظر آئے۔ یا اس سے زیادہ یہ کہ تمام جسم کی قوت سلب کر کے مسخ کر دیں۔ جس طرح فرماتا ہے۔ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ۝ اور اگر ہم چاہیں تو بیشک انھیں انکی جگہ مسخ کر دیں پھر وہ نہ آگے جا سکیں اور نہ لوٹ سکیں۔ یعنی اگر ہم چاہیں تو انھیں ان کے ٹھکانوں پر لنجا بے ہاتھ پاؤں کر دیں کہ ایک ہی حال پر پڑے رہیں۔ نہ آگے بڑھ سکیں اور نہ پیچھے ہٹ سکیں۔ اگر انھیں اس

فاستبقوا۔ ای الی الطریق الذی اعتادوا سلوکه۔ وانتصابه بنزع الخافض (بیضاوی) ولما کان الصراط کالطریق مکانا مختصا ومثله لا ینتصب علی الظرفیة۔ اوّلوه بان اصله الی الصراط فنصبه بنزع الخافض۔ او هو مفعول به لتضمینه معنی ابتدروا (خفاجی) له ابن کثیر مکانتهم۔ والمکانة بمعنی المکان هنا وقد تکون فی المرتبة والمنزلة (خفاجی) مضیا۔ وزنه فعول بالضم۔ واصله مضوی فلما قلبت الواو یاء لاجتماعها معها ساکنة قلبت الضمة قبلها کسرة لتخف وتناسبها۔ (خفاجی) که قال الحسن البصری وقتادة لاقعدهم علی ارجلهم وقال العوفی عن ابن عباس رضی الله عنهما اهلکناهم وقال ابو صالح لجعلناهم حجارة (ابن کثیر) ۱۲

طمس و مسخ میں شک ہو تو ہمارے فعل کو خود اپنی عمر کے تغیر و تبدل میں غور کریں اور
عبرت لیں جسطرح فرماتا ہے۔ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ اور جسے
ہم بوڑھا کرتے ہیں تو اُسے بناوٹ میں الٹ دیتے ہیں۔ پھر کیا نہیں سمجھتے۔ یعنے
جب آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اسکی ساری قوت جاتی رہتی ہے۔ ناتوان ہو جاتا ہے۔ اسمیں
تنبیہ ہے کہ یہ دنیا مکانِ زوال ہے۔ ہمیں اُس مکان کی طرف جانا ہے جو بے زوال و انتقال ہے

یہ اقامت ہمیں پیغامِ سفر دیتی ہے	زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

شاعر عرب کہتا ہے۔ ؎

أَرَى الْأَيَّامَ تَتْرُكُنِيْ وَتَمْضِيْ	وَأُوْشِكُ أَنَّهَا تَبْقَى وَأَمْضِيْ
عَلَامَةُ ذَاكَ شَيْبٌ قَدْ عَلَانِيْ	وَضُعْفٌ عِنْدَ إِبْرَامِيْ وَنَقْضِيْ
وَمَا كَذَبَ الَّذِيْ قَدْ قَالَ قَبْلِيْ	إِذَا مَا مَرَّ يَوْمٌ مَرَّ بَعْضِيْ

کافر قرآن کی آیتوں کو سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے تھے کہ یہ تو شاعر ہیں۔ اس لیے
انکار و اسطرح فرماتا ہے۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ

ننکسہ۔ النکس قلب الشیئ علی راسه۔ ومنه نکس الولد اذا خرج رجله قبل رأسه۔ قال تعالیٰ ثم نکسوا علی رؤسهم۔ ومن النکس فی العمر قال تعالیٰ ننکسه فی الخلق وذلك مثل قوله الی ارذل العمر (مفردات) ؎ یہ بھی ربط ہے کہ جب اس سورہ میں اصل وحدانیت وحشر کا متعدد بار ذکر ہوا تو اب اصلِ رسالت کو بیان فرماتا ہے۔ ۱۲

مُّبِيْنٌ ۝ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ اور ہم نے نبی کو شعر

نہیں سکھایا اور نہ انھیں سزاوار ہے۔ یہ تو صرف نصیحت اور صاف قرآن ہے تاکہ اس شخص کو

ڈرائے جو زندہ ہے اور کافروں پر حجت قایم ہوجائے۔ یعنی ہم نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

کو شاعری نہیں سکھائی اور نہ یہ اُن کے مناسب ہے۔ آپکی مبارک طبیعت بھی اسکی مقتضی

نہیں یہ قرآن تو نری نصیحت ہے۔ اور اُن لوگوں کے لئے ظاہر و واضح ہے جو اس میں غور

کرتے ہیں۔ اس سے غرض یہ ہے کہ زندہ دلوں کو ڈرائے۔ اور منکروں پر جو مردہ دل ہیں حجت

الٰہی قایم ہوجائے۔ واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر نہ ہونے میں ایک

مصلحت یہ بھی تھی کہ کہیں کسیکو قرآن کے متعلق یہ شبہ نہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے بنالیا ہے۔ اس لئے آپ امّی بھی تھے۔ اور شعر میں یہ بھی خرابی ہے کہ شاعر وزن کے

لحاظ سے لفظ کا خیال رکھتا ہے اسصورت میں معنیٰ لفظ کے تابع ہوجاتے ہیں جس کے

سبب کبھی رعایت لفظی سے معنی جسطرح چاہئے ادا نہیں ہوتے۔ غرض شعر تکلف سے پاک

نہیں رہتا تو پھر شاعر کو شارع سے کیا نسبت۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی شاعر کو

لِيُنْذِرَ۔ اس ضمیر کا مرجع یا قرآن ہے یا حضرت ہیں۔ وَيَحِقَّ الْقَوْلُ جسطرح ابتداے سورت میں لقد

حق القول گذرا۔ لہ قال قتادۃ حی القلب حی البصر وقال الضحاک یعنے عاقلاً (ابن کثیر)

لہ حسن بصری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شاعر کا مصرع اسطرح نقل فرمایا

کفے بالاسلام والشیب للمرء ناھیا۔ یعنے آدمی کو گناہوں سے روکنے کے لئے اسلام اور بڑھاپا کافی ہے

بیت کو نقل ہی فرماتے تو بسا اوقات اوسکو وزن شعر سے علیحدہ فرما دیتے لیکن کافر شاعر کو شاعر

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (شاعر نے اسطرح لکھا ہے) کفی الشیب والاسلام للمرء ناھیا۔ پھر ابوبکر یا عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) فقیر عرض کرتا ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو اس لئے مقدم فرمایا کہ وہ اقوے مانع ہے" اور بھی اسی طرح آپ نے عباس بن مرداس سلمی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے ہی کہا تھا۔ اتجعل نھبی و نھب العبید بین الاقرع وعیینہ۔ انہوں نے عرض کہ وہ اسطرح ہے بین عیینۃ والاقرع۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سب برابر ہے یعنے بلحاظ معنی۔ (ابن کثیر از بیہقی در دلائل) سہیل نے اس تقدیم وتاخیر میں ایک عجیب نکتہ لکھا ہے وہ یہ ہے کہ اقرع بن حابس کو جو آپ نے شرف دیکر مقدم رکھا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اسلام پر قایم رہے۔ اور عیینہ بن بدر فزاری مرتد ہوگیا (ابن کثیر) صحیحین میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین میں خچر پر سوار تھے۔ اور آپ دشمن کی جانب یہ پڑھتے ہوئے بڑھتے جاتے تھے۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ	اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

یعنے (مولف) ؎ میں نبی ہوں جھوٹ یہ بالکل نہیں۔ ابنِ عبدِ مطلب ہوں بالیقیں ÷

اسی طرح صحیحین میں یہ بھی روایت ہے کہ آپ کی انگشت مبارک کو صدمہ پہنچا۔ آپنے اس سے مخاطب ہوکر اسطرح فرمایا ؎ اِنْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِیْتِ۔ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا لَقِیْتِ ÷

کہتے ہیں کہ یہ اتفاقی طور سے بغیر قصدِ وزنِ شعری کے آپ کی زبان مبارک سے نکلا۔ اور آورد وقصد سے کہنا نہ تھا۔ (ابن کثیر) اسکا پورا بیان آخر سورۂ شعرا صفحہ ۱۱۶۹ میں گذرا۔ کیونکہ شعر کی تعریف یہ ہے کہ۔ الکلام المقفّٰی الموزون علٰی سبیل القصد (نکتہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان من الشعر لحکمۃ یعنے کبھی شاعر لفظ کا ارادہ (قصد اولی) کرتا ہے تو حکمت کے معنے سے موافق ہوجاتا ہے جسطرح حکیم قصد اولے معنی کا کرتا ہے تو کبھی وزنِ شعر سے موافقت ہوجاتی ہے لیکن حکیم اس وزن کے سبب شاعر نہیں ہوتا جسطرح حدیث میں گذرا تو اللہ تعالے نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شاعری کی نفی فرمائی۔ یہ اس لئے کہ لفظ قالب معنی ہے۔ اور معنی قالب لفظ اور اسکی روح۔ پس جب قلب سے جو رہوگا تو قالب کا اعتبار نہیں کیا جائیگا۔ اسی لئے شاعر کو حکیم کہیں گے نہ بالعکس۔ ۱۲

سمجھتے ہیں اسلئے توحید و رسالت سے انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ ان نافہموں کے لئے پھر دلایل توحید
بیان فرماتا ہے۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَاۤ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَ
ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا یَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَهُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ
کیا اونہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان کے لئے چوپایے پیدا کردی جنکو ہم نے اپنے ہاتھوں سے
بنایا ہے پھر وہ ان کے مالک ہیں۔ اور ہم نے چوپایوں کو انکا تابعدار کر دیا تو انہیں سے بعض
سواریاں ہیں اور انہیں سے بعض کو کھاتے ہیں۔ اور ان کے لئے انہیں فائدے اور
پینے کی چیزیں ہیں۔ پھر کیوں شکر نہیں کرتے یعنے ہم نے چوپایوں کو بغیر کسی کی شرکت معاونت
کے پیدا کر کے آدمیوں کا مملوک و مطیع بنا دیا۔ مالک کر دینے میں اتمام انعام ہے۔ کیونکہ اگر
چوپایونکی پیدایش ہوتی اور انسان مالک نہوتا تو اُس سے فایدہ نہ اٹھا سکتا۔ اور مطیع
بنانے میں زیادتیِ انعام ہے اس لئے کہ مملوکِ نافرمان سے کسطرح نفع حاصل ہو سکتا ہے۔
پھر اُن سے جو منافع حاصل ہوتے ہیں انھیں بیان فرمایا لیکن کافروں نے ان نعمتونکے
عوض شکر کرنیکے ناشکری کی جسطرح فرماتا ہے۔ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً
لَّعَلَّهُمْ یُنْصَرُوْنَ ؕ۔ اور خدا کے سوا دوسروں کو معبود بنائے شاید کہ انکی مدد کی جائے۔

اولم یروا۔ معطوف علی مقدر ای الم یعلموا ولم یروا ایم صنعنا۔ رکوبہم۔ ای مرکوبہم فہی فعول
وفعولۃ بمعنی مفعول۔ مشارب۔ جمع مشرب۔ چمڑے کے وہ ظروف جسمیں پانی وغیرہ رکھا جاتا ہے
جس طرح مشک وغیرہ۔ یا جمع مشروب جو گھی اور دودھ وغیرہ ہے (کبیر) ۔ ۱۲

مشرکوں کا یہ عقیدہ تھا کہ بت انکی مدد کریں گے۔ اس لئے اسکے رد میں فرماتا ہے۔ لَا
یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ٥ وہ انکی مدد نہیں کر سکتے اور ۷۵
مشرکین انکا لشکر بنے ہوئے موجود ہیں۔ بھلا وہ مشرکوں کی کیا مدد کر سکتے ہیں وہ اپنی
آپ تو مدد کریں۔ اور اپنے موذیوں سے بدلہ تو لیں بلکہ یہ مشرکین ہی انکے لشکر بنے موجود
ہیں کہ جو کوئی ان کے بتوں کو برا بولے اس سے لڑتے جھگڑتے ہیں۔ اے نبی کریم تم تو ہمارے
طرفدار ہو کہ جو کوئی ہمارے ساتھ کفر کرے اور تمھیں جھٹلائے اس سے رنجیدہ ہوتے ہو
اس لئے ہم تمھیں تسلی دیتے ہیں۔ فَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا ۷۶
یُعْلِنُوْنَ ٥ پس (اے نبی) انکی گفتگو تمھیں رنجیدہ نہ کرے کیونکہ جو کچھ وہ چھپاتے اور ظاہر
کرتے ہیں ہم جانتے ہیں۔ یعنے اُن کے کہنے سے تم رنجیدہ نہو اس لئے کہ ہم ان کے ظاہر و
باطن سے آگاہ ہیں۔ قیامت میں ان سے ذرہ ذرہ کا حساب لیں گے۔ اگر انھیں
قیامت سے انکار ہے تو اپنی پیدائش پر غور کریں جسطرح فرماتا ہے۔ اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ

لا یستطیعون نصرهم الایه۔ قال قتادہ والمشرکون یغضبون للالهة فی الدنیا وهی لا
تسوق الیهم خیرا ولا تدفع عنهم شرا انما هی اصنام۔ وهکذا قال الحسن البصری وهذا القول حسن
وهو اختیار ابن جریر (ابن کثیر) له یہ تو دنیا میں ہے یا یہ کہ آخرت میں بتوں کے پیچھے ہی
کفار کا لشکر بھی دوزخ میں ڈالدیا جائیگا۔ جند و لشکر کہنا تہکم او استہزا کیلئے ہے۔ انا نعلم۔ وهو
تعلیل للنهی علی الاستیناف (بیضاوی) عه یہ بھی ربط ہے کہ سزا دینے کے لئے قدرت و عظمت کا
ہونا ضروری ہے اس لئے آگے اپنی قدرت و عظمت کا ذکر فرماتا ہے ۱۲

أَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ط

قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ کیا انسان نے نہیں جانا کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا

کیا پھر وہ صریح جھگڑالو ہے۔ اور اس نے ہمارے لئے ایک نادر بات بیان کی اور اپنی پیدایش

کو بھول گیا۔ (وہ نادر بات یہ ہے) کہنے لگا کہ جب ہڈیاں گلجائینگی تو (انھیں) کون زندہ

کریگا یعنی نطفہ بھی تو ایک بیجان چیز تھی جس سے ہم نے انسان پیدا کیا۔ پھر اب ہماری

قدرت سے کیوں انکار ہے۔ کیا اس حقیر پانی کی پیدایش پر بھی یہ لڑائی جھگڑا اور اصرار ہے۔ تعجب ہے

کہ کافر اپنی خلقت کو بھول گیا۔ جو اسطرح باتیں بناتا ہے کہ بوسیدہ اور گلی ہوئی ہڈیوں کو

خلقه۔ ای خلقنا اياه فالمصدر مضاف للمفعول۔ رميم۔ رم العظم يرم رمة بكسر الراء فيهما ای بلی فهو رميم۔ (روح) فان كان متعديا فهو مفعول وتذكيره ظاهر ورمه بمعنے ابلاه۔ والحاصل انهم اختلفوا فی وجه تذكيره بان كان بمعنے مفعول والافقيل انه حمل عليه (خفاجی) لہ شان نزول مجاہد وعکرمہ وعروہ بن زبیر وسدی وقتادہ سے روایت ہے کہ ابی ابن خلف لعنہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی تھی اسے چورا چورا کرکے ہوا میں اڑا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ کیا آپ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالے پھر اسے زندہ کرکے اٹھائیگا۔ آپنے فرمایا "ہاں اللہ تعالے تجھے بھی مار ڈالیگا پھر زندہ کرکے دوزخ کی طرف روانہ کریگا"۔ یہ آیتیں اولم یر الانسان سے آخر یٰسین تک اتریں۔ (ابن کثیر) ابن عباس سے ایک اور روایت میں ہے کہ عاص بن وایل نے اسیطرح پوچھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسیطرح جواب دیا (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) غرض یہ آیتیں ابی ابن خلف یا عاص بن وایل کے حق میں یا دونوں کے حق میں نازل ہوئیں۔ لیکن ہر منکر قیامت کے حق میں عام ہیں۔ کیونکہ الف لام الانسان میں جنسی ہے ۱۲۔

کون زندہ کریگا۔ اسکے جواب میں ارشاد فرماتا ہے۔ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ آیت ۷۹
وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ (ای نبی) کہدو کہ جس نے پہلے بار انھیں پیدا کیا وہی (اب بھی) انہیں
زندہ کریگا۔ اور وہ سب پیدا کرنا جانتا ہے۔ جس نے پہلے بار انھیں پیدا کیا وہی اب بھی زندہ
کریگا۔ کیونکہ وہ تمام مخلوق سے آگاہ ہے۔ اگرچہ گلی سڑی ہڈیاں ذرہ ذرہ بھی ہوجائیں تو
اس کے علم و قدرت سے کہاں خارج ہوسکتی ہیں۔ پھر اپنی قدرت کا ایک نمونہ بیان
فرماتا ہے۔ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ ○ جس نے آیت ۸۰
تمھارے لئے سبز درخت سے آگ پیدا کی پھر اب تم اُس سے آگ سلگاتے ہو۔ یعنی جس نے پانی
سے درخت کو سرسبز کیا جسکے میوے تم کھاتے ہو۔ پھر جب اس نے چاہا تو اسے خشک لکڑی کردی جس سے
تم آگ سلگاتے ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ یہاں شجر سے مراد درختِ مرخ و عفار[۲] ہیں جو زمین حجاز

قل یحییہا۔ فارابی نے کہا کہ کاش ارسطو اس بات سے واقف ہوتا کہ قیاس جلی اس آیت میں موجود ہے۔ اور وہ
یہ ہے کہ۔ اللہ انشاء العظام واحیاھا اول مرۃ۔ وکل من انشا شیئا اولا قادر علی انشائہ واحیائہ
ثانیا فلینتج ان اللہ قادر علی انشائہا واحیائہا بقواھا (خفاجی) [۱] حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالے عنہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (زمانہ گذشتہ میں) ایک شخص تھا جب اسکی موت آئی۔
زندگی سے ناامیدی ہوئی تو۔ اسنے اپنے لوگوں کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو مجھپر بہت سی لکڑیاں
ڈالکر جلاؤ۔ جب آگ میرا گوشت جلکر راکھ ہوجائے اور ہڈیاں کوئلہ ہوجائیں تو انھیں باریک کوٹکر دریا میں ڈالدو
انہوں نے (اسکے کہنے کے موافق) عمل کیا۔ پھر اللہ تعالے نے اسے زندہ کرکے فرمایا کہ تو نے یہ کس لئے کیا۔
اسنے عرض کی کہ تیرے خوف سے۔ پھر خدائے عزوجل نے اسے بخشدیا (ابن کثیر) [۲] المرخ والعفار لا یلد ان الا النار

ایک شخص کی وصیت کہ مجھکو جلادو

میں ہوتے ہیں۔ انکی دو سبز شاخیں لیکر آپسمیں رگڑیں تو چقماق کی طرح آگ نکلتی ہے۔ جو
اُس سبز درخت[۱] سے آگ نکالنے پر قادر ہے کیا وہ تمھارے اعادہ پر قادر نہیں ہے۔ پھر اس سے
بھی زیادہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے کی قدرت کو دیکھو جسطرح فرماتا ہے۔ اَوَلَیْسَ الَّذِیْ

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝

کیا جس نے آسمان و زمین پیدا کئے وہ اسپر قادر نہیں کہ ان کے جیسے پیدا کرے۔ کیوں
نہیں اور وہی پیدا کرنے والا جاننے والا ہے۔ جس نے یہ آسمان اور اسمیں جگمگاتے تارے
اور سورج۔ چاند۔ اور زمین اور اس کے عجائبات پیدا کئے اسکے پاس ان کافروں کا
دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ وہ تو بہت سی مخلوقات پیدا کرتا ہے اور ان سب کو جانتا
بھی ہے بلکہ اس کے پاس تکرار و تاکید حکم کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ صرف ایک ہی بار حکم دینا
کافی ہے جسطرح فرماتا ہے۔ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْـــــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ جب وہ
کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسکا حکم یہی ہے کہ اس سے کہتا ہے ہوجا پس وہ ہوجاتی ہے۔ جب یہ بات
ثابت ہوگئی کہ پیدا کرنا، مارنا۔ جلانا۔ سب اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ جو چاہیگا پورا ہوکر ہی

فیکون
شامی وکسائی
ساتھ نصب
نون کے۔

[۱] کیونکہ دونوں کی کیفیت متضاد ہے اس لئے کہ پانی بارد و رطب ہے۔ آگ حار و یابس۔ جو اجتماعِ اضداد پر
ایک وقت میں قادر ہے۔ مِثْلَهُمْ ۔ اي مثل البشر فيعيدهم كما بدأهم (ابن جرير) فَيَكُوْنَ ۔ نصب کے
ساتھ یقول پر معطوف ہے۔ رفع کے ساتھ بتقدیر فھو یکون ہے۔ جملۂ اسمیہ کا عطف جملۂ اسمیہ سابقہ ہی پر ہے۔ ١٢

رہے گا۔ تو اب اسکی تنزیہ و تقدیس چاہیئے اس لئے فرماتا ہے۔ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَكُوْتُ
كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ پس پاک ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اسکی
طرف لوٹائے جاؤگے۔ یعنی تم سب اپنے اپنے اعمال کا بدلہ پانے کے لئے اسی کی طرف جاؤگے۔ اس میں
منکروں کے لئے وعیدِ عذاب ہے۔ اور محبوبوں کے لئے بشارتِ ثواب۔ اس سورہ کا خاتمہ
آدمی کے خاتمہ سے مناسبت رکھتا ہے۔ اسی لئے نزع میں پڑھنے کا حکم ہے۔ اے خدا ہمارے
اس آخری سفر میں تو ہی مددگار رہو۔ اکملہ ۱۹ سفر[ل] جاننا چاہیئے کہ مخلوق ہمیشہ عرف

ل ان کے سفر کا مبدأ حضرتِ علمیہ سے حضرتِ ارادت کی جانب۔ وہاں سے حضرتِ قولیہ کی طرف۔ پھر حضرتِ قدریہ کی جانب۔ پھر حضرتِ عرشیہ کی طرف۔ پھر حضرتِ قلمیہ کی طرف۔ پھر حضرت لوحیہ کی طرف۔ پھر حضرتِ کرسیہ۔ پھر حضرتِ روحیہ کلیہ اطلاقیہ۔ پھر کرۂ ہیولانیہ۔ پھر کرۂ ہبائیہ۔ پھر کرۂ عنصریہ۔ پھر کرۂ فلک اطلس۔ پھر کرۂ فلکِ ثوابت۔ پھر کرۂ فلکِ زحل۔ پھر کرہ فلک مشتری۔ پھر کرۂ مریخ۔ پھر کرۂ فلکِ شمس۔ پھر کرۂ فلک زہرہ۔ پھر فلک قمر۔ پھر کرۂ آتش۔ پھر کرۂ ہوا۔ پھر کرۂ آب۔ پھر کرۂ خاک۔ پھر کرۂ نبات۔ کی طرف ہے۔ حضرت علم سے مرتبۂ نبات تک سب اس سفر میں برابر ہیں۔ اسکے بعد سفر جدا جدا ہوتا ہے۔ بعض کو اللہ تعالےٰ کی عنایت سعادت کے راستے پر لیجاتی ہے۔ بعض کو اقتضائے استعداد راہ ضلالت۔ پر لاتا ہے۔ سعادت کی راہ چلنے والا مرتبۂ نباتیہ سے مرتبۂ خاکیہ کو نہیں پلٹتا۔ بلکہ حق سبحانہ اس نبات کو اسکے ماں باپ کی غذا بناتا ہے۔ تو وہ مرتبۂ نباتیہ سے مرتبۂ غذائیہ کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ وہاں سے مرتبۂ دمویہ میں۔ پھر مرتبۂ منیہ۔ پھر مرتبۂ علقیہ۔ پھر مرتبۂ مضغیہ۔ پھر مرتبۂ حیوانیۂ جنینیہ۔ پھر ظاہر دنیا میں آتا ہے۔ اور شقاوت کی راہ چلنے والا مرتبۂ نباتیہ سے مرتبۂ حیوانیہ کی طرف دوبارہ سفر کرتا ہے۔ یہانتک کہ کوئی حیوان اُس کے والدین کے سوا اس نبات کو کھالیتا ہے۔ اور وہ حیوان مرجاتا ہے تو مرتبۂ حیوانیہ سے مرتبۂ ترابیہ کی

مسافر ایک وطن سے دوسرے وطن کو ہے۔ اور سعید و شقی ان مواطن میں کبھی مجتمع اور
کبھی متفرق ہوتے ہیں۔ لیکن سعید کا انتہائے سفر جنت ہے۔ اور شقی کا دوزخ۔ اور کل
مواطنِ جمع یعنی سعید و شقی جہاں مجتمع ہوتے ہیں وہ سات مقام ہیں (۱) علمِ الٰہی۔
(۲) مرتبۂ ذریت (۳) مرتبۂ اصلاب و ارحام (۴) مرتبۂ دنیا (۵) مرتبۂ برزخ (۶) مرتبۂ
زمین حشر (۷) مرتبۂ جوازِ صراط دوزخ۔ اور آیت وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا میں اس معنی کی طرف اشارہ
ہے۔ اور اس دنیا میں اہلِ سعادت کے سفر جو اسلام میں داخل ہونیکے بعد ہوتے ہیں چار
ہیں۔ (۱) سفر للہ۔ (۲) سفر الی اللہ۔ (۳) سفر فی اللہ۔ (۴) سفر باللہ۔ لیکن سفر للہ سے

(بقیہ گذشتہ) طرف رجوع کرتا ہے۔ پھر ترابیہ سے نباتیہ کو آتا ہے۔ اور موافق بُعد الٰہی و قلت و کثرت شقاوت ان
تین مرتبوں میں متکرر ہوتا رہتا ہے۔ یہانتک کہ اس سے وہ قابلیات جو مواطن علویہ میں تھے طولِ مدت کے سبب
فراموش ہوجاتی ہیں۔ اور اسے وہ امور یاد نہیں رہتے۔ اسمیں امور ترابیہ کثیفیہ منطبع ہوجاتے ہیں۔ ان
اطوار میں درازیِ تکرار کے باعث کثیف شہوتوں کی طرف خواہش کرتا ہے۔ اس لئے اسکا سفر جہالت کی اندھیریوں
میں اور طبیعت کی کثافتوں میں ہوتا رہتا ہے۔ یہانتک کہ اسکے سفر کی انتہا دوزخ میں ہوتی ہے۔ بخلاف
اہلِ سعادت کے کہ وہ اطوارِ نورانیہ میں سفر کرتے ہیں۔ یہانتک کہ ان کے سفر کی انتہا دار القرار جنت میں
ہوتی ہے۔ ان دو جماعتوں میں سے ہر ایک ان سفروں میں بہت سے مواطن میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر متفرق
ہوجاتے۔ پھر جمع ہوتے ہیں۔ پھر سفروں کی انتہا تک متفرق ہوتے رہتے ہیں۔ (کتاب اربعین مواطن
سے جو حضرت عبد الکریم جیلی کی تصنیف ہے۔ جسے حضرت سید محمد دائم صاحب بانپوری جد حضرت شیخ الشیوخ
مولانا مولوی میر شجاع الدین حسین صاحب حیدر آبادی قدس سرہما نے فارسی میں ترجمہ کیا۔ اور اسکا نام
مواطنِ عشقیہ رکھا۔ یہ عاصی اسکا ترجمہ اردو میں کررہا ہے۔) ۱۲

مراد علومِ عقلیہ و نقلیہ کا سیکھنا ہے۔ یہ سفر ہر مسلمان پر فرض ہے۔ تاکہ اس سے دین میں راسخ ہو۔ یہہ سفر جہل سے علم کی طرف ہوتا ہے۔ سفر الی اللہ سے مراد اللہ کی طرف سنتِ نبویہ کے موافق سلوک کرنا۔ اور محبت و جذبات کے باعث نفس و شیطان کا خلاف کرنا ہے۔ یہ سفر قلبیہ یا قالبیہ عملوں پر مبنی ہے۔ پہلا سفر علوم پر مبنی ہے۔ خواہ علوم باللہ ہوں یا علوم بامر اللہ یعنے شریعت کے علوم۔ سفر فی اللہ۔ واصلوں کے سفر سے مراد ہے۔ اور وہ اسماء و صفات سے متصف ہونا ہے۔ سفر باللہ سے مراد حق تعالے سے خلق کی طرف (ہدایت کیلئے) رجوع کرنا ہے۔ مسافر کئی قسم پر ہیں۔ بعض کا سفر معصیت کے مواطن سے بندگی کی طرف ہوتا ہے۔ وہ معصیت سے عبادت کی طرف سفر کرتا ہے۔ یہ سفر عام مسلمانوں کا ہے۔ بعض کا غفلت سے ہوشیاری کی طرف ہے۔ یہ سالکوں کا ابتدائی سفر ہے۔ بعض کا سفر بری خصلتوں سے اچھی خصلتوں کی طرف ہے۔ یہ سالکوں کا انتہائی سفر ہے۔ اس مقام میں مریدوں کی مسافت سالکوں کے مقدمہ سے جمع ہوتی ہے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین بعض کا سفر مخلوق سے خالق کی طرف ہے۔ یہ شخص خالق کے سوا کسی کو موجود نہیں دیکھتا۔ یہ انتہائے سفر الی اللہ اور ابتدائے سفر فی اللہ ہے۔ یہاں سے عارفوں کا ابتدائی سفر ہے۔ بعض کا سفر اپنے صفات سے حق سبحانہ کے صفات کی طرف ہوتا ہے۔ یہ شخص اپنی صفات کو حق سبحانہ کے صفات دیکھتا ہے۔ اور اپنی طاقت و قوت سے باز آتا ہے۔ بعض کا سفر اپنی ذات سے حق سبحانہ کی طرف ہے۔

یہ شخص اپنی ذات سے بالکل فنا ہو جاتا ہے۔ بعض کا سفر فنا سے بقا کی طرف ہے۔ بعض کا سفر اللہ تعالیٰ کے صفاتِ فعلیہ سے صفاتِ جمالیہ کی طرف ہے۔ یہ سفر زاہدوں کی ابتدائی منزل ہوتی ہے۔ بعض کا سفر تجلیاتِ صفاتیہ فعلیہ سے تجلیاتِ صفاتیہ نفسیہ کی طرف ہے۔ بعض کا تمام تجلیاتِ صفاتیہ سے مجالیِ ذاتیہ کی طرف۔ بعض کا مجالیِ ذاتیہ سے خلق کی طرف ہے۔ جو نزول بعد عروج ہے۔ یہ شخص مسافرِ حضرت اور مسافرِ مطلق ہے جو اس کے سوا ہے وہ مسافرِ مقید اور مسافرِ نسبی ہے۔ اور حقیقتِ غربت و سفر اس ولیِ کامل کیلئے ثابت ہے اور یہی مسافر و غریبِ حقیقی ہے۔ سیدِ غربا و سردارِ مسافرین پر افضل صلوٰۃ و سلام ہو اتم ہو

فقیر سورۂ یٰسین کو مولانا روم کی اس دعا پر ختم کرتا ہے۔

یارب ایں بخشش نہ حدِ کارِ ماست	لطفِ تو لطفِ خفی را خود سزاست
دست گیر از دستِ ما ما را بخر	پردہ را بردار و پردہ ما مدر
باز خر ما را ازیں نفسِ پلید	کاردش تا استخوانِ ما رسید
از چو ما بیچارگاں ایں بندِ سخت	کہ کشاید اے شہِ بے تاج و تخت
ایں چنیں قفلِ گراں را اے ودود	کہ تواند جز کہ فضلِ تو کشود
ما ز خود سوئے تو گردانیم سر	چوں توئی از ما بما نزدیک تر
با چنیں نزدیکی دوریم دور	در چنیں تاریکی بفرست نور

بیحدی تو در جمال و در کمال — در کژی ما بیحدیم و در ضلال
عہد ما بشکست و صد بار و ہزار — عہد تو چوں کوہ ثابت برقرار
خویش را دیدیم و رسوائی خویش — امتحان ما مکن اے شاہ بیش
زیں دعا گر خشم افزاید ترا — تو دعا تعلیم فرما مہترا
آنچناں کادم بیفتاد از بہشت — رجعتش دادی کہ رست از دیو زشت
یاد دہ مارا سخنہائے دقیق — کہ ترا رحم آورد آں اے رفیق
ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو — ایمنی از تو مہابت ہم ز تو
گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن — مصلحی تو اے تو سلطان سخن

للّٰہ الحمد کہ تفسیر سورۂ یٰسین ختم ہوئی۔ جو کچھ اسمیں کمی و بیشی ہوئی ہو اللہ تعالےٰ معاف فرمائے آمین

بتاریخ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ کو جناب مولوی سید عبداللہ صاحب عفی عنہ شاہزادہ میاں صاحب نے خواب دیکھا کہ کسی مقام پر ایک بزرگ بیٹھے ہیں۔ قرآن شریف کھولکر چند شاگردوں سے جو اُن کے روبرو بیٹھے ہیں بیان کر رہے ہیں کہ "اگر خدا کو پانا ہے تو سورۂ یٰسین پڑھو۔ کیونکہ سورۂ یٰسین قرآن شریف کا دل ہے" یہ کہکر کتاب الٰہی بند کر دی۔ الحمد للہ کہ اُس حدیث سے اس خواب کی تقویت ہوتی ہے جسکو ہم نے ابتدائے سورۂ یٰسین میں لکھا ہے۔ خدائے تعالےٰ ہم سبکو اسکی تلاوت کا شوق دے تمت

سورۂ صافات

مکی ہے۔ اسکے حروف ۳۸۲۶ - کلمات ۸۶۰ - آیات ۱۸۱ ہیں۔ عبداللہ بن
عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو (امامت کے
وقت نماز میں قرأت کیلئے) تخفیف کا حکم فرماتے اور خود سورہ والصافات سے ہماری امامت فرماتے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ قطار ہوکر صف باندھنے
والوں کی قسم۔ پھر جھڑک کر منع کرنے والوں کی۔ پھر ذکر کرنے والوں کی۔ انسے مراد فرشتے ہیں جسطرح

ك ابن کثیر، نسائی۔ صٰفّٰت۔ صافات صافہ کی جمع ہے، اور صافہ صف کی جمع۔ تو صافات جمع جمع ہوئی (ابن جریر) جمع میں تانیث لفظ ملائکہ کے اعتبار سے ہے۔ نہ یہ کہ خود ملائکہ مونث ہیں۔ بطور اشارت صافات سے مراد وہ علما باللہ ہیں جو صف بستہ ہوکر نماز پڑھتے ہیں۔ اور تعوذ پڑھکر شیطان کو زجر کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالے کی آیتوں کو تلاوت کرتے ہیں۔ یا وہ مجاہد ہیں جو جہاد میں صف بستہ ہیں۔ اور گھوڑوں کو زجر کرکے دشمنوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ اس حالت میں بھی اللہ تعالے کی آیتیں پڑھتے ہیں اور ذکر کرتے ہیں (بیضاوی) صفا و زجرا - مصدر موکد ہے۔ اسی طرح ذکرًا بھی اور ذکرًا مفعول بہ بھی ہوسکتا ہے (خفاجی) ك عبداللہ ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہما سے اسطرح مروی ہے۔ (ابن کثیر) ك حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

دنیا میں مومنین صف باندھتے ہیں اسیطرح فرشتے بھی آسمان میں صف باندھتے ہیں۔ جھڑکنے والوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو ابر کو ہانکتے ہیں۔ بعضوں نے کہا الہام کر کے عاصیونکو معصیت سے زجر کرتے ہیں۔ یا شیاطین کو جھڑکتے ہیں کہ بنی آدم کو نہ ستائیں۔ تلاوت کرنے والوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے رسولوں کے پاس کتاب و قرآن لاتے ہیں۔ بعد قسم جس پر قسم کھائی گئی ہے اُسے بیان فرماتا ہے۔

اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ بیشک

تمھارا معبود ایک ہی ہے۔ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیانی چیزونکا مالک ہے اور مشرقونکا رب ہے۔ یعنے ان فرشتونکی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ تمھارا خدا ایک ہی ہے۔ جو تمام

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ہمیں اور لوگوں پر تین باتوں سے فضیلت دیگئی (۱) ہماری صفیں مثل صفوفِ ملائکہ قرار دی گئیں (۲) تمام زمین ہمارے لئے مسجد کردیگئی (۳) جب پانی نہ ملے تو مٹی ہمارے لیے پاک کرنے والی ٹھیرائی گئی۔ (ابن کثیر از مسلم) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں تم اسطرح صفیں نہیں باندھتے جسطرح فرشتے اپنے رب کے پاس باندھتے ہیں۔ ہم نے عرض کی وہ کس طرح ہے۔ فرمایا کہ اگلی صفونکو پوری کرتے ہیں۔ صفونمیں اسطرح باہم ملے کھڑے رہتے ہیں کہ کوئی رخنہ نہیں چھوڑتے (ابن کثیر از مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ) ؎ ابن کثیر سدی سے ؎ ابن کثیر سدی سے۔ المشارق۔ سال میں کچھ اوپر تین سو ساٹھ مشرق ہوتے ہیں۔ ہر روز ایک مشرق سے آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ اسی کے موافق مغارب بھی ہیں۔ اسی لئے مشارق کا ذکر کافی ہوا کہ وہ صفت ہے اور اِنَّا زَيَّنَّا جو بعد کی آیت ہے اُس سے مناسب ہے۔ صوفیہ بطور اشارہ فرماتے ہیں کہ آفتاب ذات مشارقِ اسماء و صفات سے طلوع ہو کر مغاربِ تعیناتِ انسانی میں مخفی ہوتا ہے۔ ع در بشر روپوش گشتہ آفتاب !!

مخلوق کا پروردگار ہے۔ تمام ستارے اسی کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ ہر ستارا ایک ایک جگہ سے
طلوع ہوتا ہے پھر غروب ہو جاتا ہے۔ ان سے اسکی قدرت کا اظہار، اور زینت آسمان و رجم
شیاطین بھی مقصود ہے جسطرح فرماتا ہے۔ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِزِيۡنَةِ ۨالۡكَوَاكِبِۙ ۝ وَ
حِفۡظًا مِّنۡ كُلِّ شَيۡطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُوۡنَ اِلَى الۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰى وَيُقۡذَفُوۡنَ مِنۡ كُلِّ
جَانِبٍ ۝ دُحُوۡرًا وَّلَهُمۡ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنۡ خَطِفَ الۡخَطۡفَةَ فَاَتۡبَعَهٗ شِهَابٌ
ثَاقِبٌ ۝ بیشک ہم نے نزدیک کے آسمان کو ستاروں کی زینت سے رونق دی ہے۔ اور ہر
سرکش شیطان سے محفوظ کر رکھا ہے۔ (شیطان) عالم بالا کی طرف کان نہیں لگا سکتے
اور دور رکھنے کے لئے ہر طرف سے ہانکے جاتے ہیں۔ اور انکے لئے آخرت میں) دائمی

حفظا۔ تقدیرہ وحفظناها حفظا فھو مفعول مطلق۔ لا یسمعون۔ اصل میں لا یستمعون تھا۔ تا کو
سین کر کے سین میں ادغام کیا۔ دحورا۔ مصدر من قولک دحرتہ ادحرہ دحرا و دحورا۔ والدحر الدفع
والابعاد۔ یقال منہ ادحر عنک الشیطان ای ادفعہ عنک وابعدہ (ابن جریر) واصب۔ ای دائم
وصب الشیئ یصب بالکسر وصوبا دام (مختار) الا من خطف۔ یہ یسمعون کے واو ضمیر سے استثنا ہے اور
مَنْ اس سے بدل ہے یعنی شیاطین نہیں سن سکتے لیکن وہ شیطان جو کوئی بات چوری سے سن
بھاگتا ہے۔ شہاب۔ ککتاب شعلۃ من نار ساطعۃ (قاموس) یہاں وہ شعلہ مراد ہے
جو آسمان سے گرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ثاقب۔ الثاقب النیر المضیئ یثقب بنورہ واضائتہ
ما یقع علیہ (مفردات) لہ ثوابت کا کرہ ثامن میں ہونا۔ اور چاند کے سوا دو سرے سیارات کا درمیانی جگہ میں نہیں ہونا اگر ثابت ہو جائے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اہل زمین کو اسی طرح نظر آتا ہے کہ گویا یہ سب پہلی آسمان
میں ہیں۔ ؂ ای فی الدار الآخرۃ (ابن کثیر) ۱۲۔

بِزِيۡنَةِ ۨالۡكَوَاكِبِ عاصم و حمزہ و یعقوب و حفص و کسائی اضافت سے او شعبہ کی قرأت بدل کل ہے۔
بِزِيۡنَةٍ ۨالۡكَوَاكِبَ شعبہ کواکب کے نصب سے۔ زینت مصدر عامل ہے یا محلاً بدل اشتمال ہے۔
لَا يَسۡمَعُوۡنَ نافع و مکی و بصری و شامی مجرد سے

عذاب ہے۔ مگر جو کوئی چوری سے (بات) اڑا لیجاتا ہے تو روشن شعلہ اسکا پیچھا کرتا ہے یعنے
ستارے سیارے ہوں یا ثوابت ان کے نور سے قریب کا آسمان منور و مزین ہے۔ اور
زمین بھی روشن۔ اور ﴿۱﴾ وہ شیاطین سے حفاظت بھی کرتے ہیں کہ اگر شیطان ملائکہ کی
کوئی بات سن بھاگتے ہیں تو روشن شعلہ انکا تعاقب کرکے انھیں جلا دیتا ہے پھر
ان کے لئے آخرت میں بھی دائمی عذاب ہے۔ کیونکہ نہ وہ توحید کے مقر ہیں نہ قیامت
کے جسطرح فرماتا ہے۔ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ط اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ
مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ (اے نبی) ان سے پوچھو کیا انکا پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا انکا
جنھیں ہم نے پیدا کیا۔ بیشک ہم نے انھیں توچکنی ﴿۲﴾ مٹی سے پیدا کیا ہے۔ یعنے ہم نے
آسمان و زمین جیسی چیزیں جنکا پیدا کرنا ظاہرا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے پیدا کی ہیں
پھر تمھارا پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ چونکہ باوجود اس دلیل بدیہی کے انھیں قیامت کے انکار

﴿۱﴾ انا المسنا السماء الخ یہ آیتیں سورۂ جن میں ہیں۔ خلقنا جسطرح فرمایا لخلق السموات الخ۔
لازب۔ قال ابن عباس من التراب والماء فیصیر طینا یلزق (ابن جریر) ای لازق وبابہ دخل
(مختار) ﴿۲﴾ اس سے مراد یا تو آدم علیہ السلام کی خلقت ہے۔ یا ہر انسان کی۔ کیونکہ اسکی اصل بھی مٹی ہے
ہے۔ اسلئے کہ حیوان کی پیدائش منی وخون حیض سے ہوتی ہے۔ اور منی خون سے بنتی ہے۔ خون کی
پیدائش غذا سے ہے۔ پھر غذا حیوان ہے یا نبات۔ اگر حیوان ہو تو اسکا تولد بھی انسان کی طرح منی سے ہو۔ اس سے
ثابت ہوا کہ اصل غذا نبات ہی ہے۔ نبات کی خلقت زمین میں پانی کے امتزاج اور خلط سے ہوتی ہے یہی طین لازب ہے

اطر ہو۔ جو قابل تعجب ہو۔ اس لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا انکے انکار پر تعجب کرنا بیان

3 فرماتا ہو۔ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۝ بلکہ (اے نبی) تم تعجب

کرتے ہو اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ اور جب انھیں نصیحت کی جاتی ہو تو نہیں مانتے۔

یعنے ان کافروں کا انکار اسقدر بڑھگیا ہے کہ اثباتِ حشر وقیامت پر تمسخر کرتے ہیں اور

انھیں سمجھایا جائے اور نصیحت کی جائے تو نہیں مانتے بلکہ اپنی ہی جہالت وحماقت پر

اڑے رہتے ہیں۔ اب اگر اثباتِ رسالت کیلئے انھیں معجزے بھی دکھائے جائیں تو انکا

15 ٹھٹھا کرنا نہیں جائیگا جسطرح فرماتا ہو۔ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ

17 اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝

اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو تمسخر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں یہ تو صرف کھلا جادو ہو۔

کیا جب ہم مرجائیں گے اور خاک اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو کیا ہم بیشک زندہ کرکے

اٹھائے جائیں گے۔ کیا ہمارے اگلے باپ دادا (بھی اٹھائے جائیں گے) یعنی کافروں کا

قیامت کے اعتقاد پر ٹھٹھا کرنا۔ اسکے دلایل کی طرف التفات نکرنا۔ اور معجزات پر

مسخرہ پن کرنا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ ہم مرکر خاک ہوجائیں گے تو پھر کسطرح

اٹھائے جائیں گے۔ اللہ تعالےٰ ان کے جواب میں فرماتا ہو۔ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۝

داخرون۔ ای اذلاء ویقال ادخرتہ فدخر ای ذللتہ فذل (مفردات) داخرون۔ صاغرون اشد الصغر ۱۲

(اے نبی) کہدو ہاں اور تم (اسوقت) ذلیل ہوگے۔ پہلے وقوعِ قیامت کو دلیلِ قطعی سے بیان فرمایا۔ اور دلیلِ سمعی اخبارِ مخبرِ صادق ہے۔[۱] اب اس سے زیادہ مدلل بیان ہو نہیں سکتا۔ اسی لئے یہاں صرف نعم کہکر انکی ذلت کو ثابت کرنا ہی کافی ہے۔ اور کچھ احوالِ قیامت اسطرح بیان فرماتا ہے۔ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ پس وہ (یعنے قیامت) ایک ہی چیخ ہے کہ پھر اسیوقت وہ دیکھنے لگیں گے۔ یعنی جب صور پھونکا جائیگا اور وہ زندہ ہو کر قیامت کا ہولناک منظر دیکھیں گے تو اپنے آپ کو اسطرح ملامت کریں گے۔ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ اور کہیں گے اے ہماری خرابی یہ تو روزِ جزا ہے۔ اسوقت انکی ندامت انھیں کچھ بھی فائدہ نہ دیگی۔ فرشتے اور مومن بطور زجر و توبیخ ان سے کہیں گے۔ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ۔ یہ فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلاتے تھے۔ پھر فرشتوں کو[۲] اللہ تعالےٰ کا حکم مومنوں سے کافروں کو جدا کرنے کے لئے اسطرح ہوگا۔ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ

[۱] کیونکہ جب آپنے معجزات دکھائے تو اب آپ کی راستی میں کوئی شک و شبہ نہ رہا۔ زجرة۔ لیستعمل فی الطرد تارة۔ وفی الصوت اخری (مفردات) [۲] فتقول لهم الملائكة والمؤمنون (ابن کثیر)۔ [۳] اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ قال تقول الملئکة للزبانية احشروا (در) وازواجهم۔ قال النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ یعنی بازواجهم واشباههم وامثالهم وكذا قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وغيرهما۔ وقال عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اخوانهم۔ وعنه ايضا قال اشباههم يجيء اصحاب الزنا مع اصحاب الزنا۔ واصحاب الربا مع اصحاب الربا۔ واصحاب الخمر مع اصحاب الخمر (ابن کثیر)

وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَاهْدُوهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۝ ظالموں کو اور ان کے ساتھیوں کو جمع کرو اور انکو (بھی) جنھیں وہ خدا کے سوا پوجتے تھے پھر انھیں دوزخ کی راہ دکھاؤ۔ اور انھیں ٹھیراؤ اس لئے کہ ان سے پوچھ ہوگی۔ کافروں کو جہنم میں داخل ہونیسے پہلے روک کر ان سے پرسش ہوگی۔ پھر بطور زجر و توبیخ اسطرح حکم ہوگا۔ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝ تمھیں کیا ہوگیا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ وہ مدد کہاں سے کرسکتے ہیں۔ کیونکہ انھیں کچھ اختیار باقی نہ رہیگا۔ جسطرح فرماتا ہے۔ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝ بلکہ وہ اس روز گردن جھکائے ہوئے ہوں گے۔ پھر آپسمیں ایک دوسرے کو اسطرح ملامت کرینگے۔ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ۝ اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر پوچھیں گے۔ کہیں گے کہ تم ہمیر چھاچھا کرآتے تھے۔ یعنی تابعین

مسئولون۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما احبسوھم انھم محاسبون۔ (ابن کثیر) ؎۱ اخرج الدیلمی عن ابی سعید الخدری ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال وقفوھم انھم مسئولون عن ولایۃ علی و کان ھذا ھو مراد الواحدی بقولہ ای عن ولایۃ علی واھل البیت۔ الخ (صواعق محرقہ صفحہ ۹۱)۔

؎۲ قال الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (ابن کثیر) یہاں یمین ملکیت و قدرت سے کنایہ ہے جیسے کوئی غلام کسی کی ملک ہو تو کہتے ہیں کہ وہ اسکی ملک یمین ہے۔ حسن سے روایت ہے کہ تم ہر خیر کے بہانے آکر ہمیں روکتے تھے۔ (ابن کثیر) یہاں یمین بھلائی سے کنایہ ہے کیونکہ عرب ہر بھلائی کو یمین کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ ابن کثیر نے اور بھی اقوال لکھے ہیں۔ دوسرے مفسرین یمین کے معنی قسم کے بھی لکھے ہیں۔ یعنی سرداران قوم ضعفا کے ساتھ قسم کھا کھا کر انہیں بہکا دیتے تھے ۱۲

اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ تم ہم پر اپنی قوت اور غلبہ سے جبر کرتے تھے۔ سردار اسطرح
جواب دیں گے۔ قَالُوا بَلْ لَّمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ
بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ ۝ کہیں گے بلکہ تم ایمان دار نہیں تھے۔ اور ہمارا تم پر کچھ زور نہیں
تھا۔ بلکہ تم (خود) سرکش تھے۔ یعنے تمھارا یہ گمان کہ ہم نے تمھیں کفر پر مجبور کیا غلط ہے۔
بلکہ تم خود ایمان کے منکر تھے۔ اور ہمیں تمھارے دلوں پر جبری قوت حاصل نہ تھی۔ بلکہ تمہاری
سرکشی نے ہی تمھیں خراب کیا۔ اب ہم تم سب حسب فرمانِ الٰہی عذاب کا مزا چکھیں گے۔
فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا إِنَّا لَذَائِقُونَ ۝ فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ ۝ تو ہم پر ہمارے رب کا
وعدہ ثابت ہوا بیشک ہم (عذاب کا) مزا چکھنے والے ہیں۔ پھر ہمنے تمھیں گمراہ کیا اسلئے
کہ ہم خود گمراہ تھے۔ چونکہ یہ دونوں گروہ گمراہی میں مشترک تھے اس لئے عذاب میں بھی
مشترک ہونگے جسطرح فرماتا ہے۔ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ۔ پس
بیشک وہ لوگ اس روز عذاب میں شریک ہوں گے۔ انھیں پر موقوف نہیں۔ بلکہ
ہر مجرم کے ساتھ یہی معاملہ ہوگا جسطرح فرماتا ہے۔ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ۝ بیشک ہم
گنہگاروں کے ساتھ ایسا ہی (معاملہ) کرتے ہیں۔ یعنے ضال و مضل اپنے اپنے جرم کے
موافق عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ اُس سے بڑھکر مجرم کون ہوگا جو کلمہ پڑھنے سے بھی
انکار کرے جسطرح فرماتا ہے۔ إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۝

واقعی وہ ایسے سرکش تھے کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو
تکبر کرتے۔ اور وہ جسطرح توحید کے منکر تھے اسی طرح رسالت سے بھی انکار کرتے تھے
جسطرح فرماتا ہے۔ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ۝ اور کہتے تھے کیا ہم ایک
دیوانے شاعر کیلئے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں چونکہ دیوانے شاعر سے ان ظالموں کا
مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے اللہ تعالے انکی تکذیب و تردید اسطرح
فرماتا ہے۔ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ۝ بلکہ (دین) حق لائے اور پیغمبروں کی
تصدیق کی۔ دین حق لانا اور رسولوں کو سچا ماننا تو بڑے عقلمند کا کام ہے
ایسے دانشمند کو مجنون کہنے والوں کی یہی سزا ہے کہ وہ
عذاب کا مزہ چکھیں جس طرح فرماتا ہے۔ إِنَّكُمْ لَذَائِقُو الْعَذَابِ الْأَلِيمِ
وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ ضرور تم دردناک
عذاب (کا مزا) چکھوگے۔ اور اسی کا بدلہ پاؤگے جو تم کرتے تھے۔ لیکن اللہ کے خالص بندے
(اس عذاب سے مستثنےٰ ہیں) بلکہ ان کے لئے ثواب ہے جنکے ثواب کی کیفیت بیان
فرماتا ہے۔ أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ۝ فَوَاكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ۝ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝
عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ۝ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ۝

معین۔ من نہر معین وھو من قولہم معن الماء جری (مفردات) یعنی شراب کی نہریں بہتی ہونگی جسکے ختم ہوجانے کا کوئی خوف نہیں۔ ۱۲

لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنزَفُونَ ۝ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ ۝ كَأَنَّهُنَّ

بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ۝ انھی کیلئے معلوم روزی ہے۔ (یعنے) میوے اور وہ لوگ معزز ہونگے

نعمت کے باغوں میں ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر (بیٹھے) ہوں گے۔ انمیں جام شراب[1] کا دور چلیگا۔ جو بہتی اور سپید ہوگی۔ پینے والوں کو لذت دیگی نہ اسمیں دردسر ہوگا

اور نہ وہ اس سے بدمست ہوں گے۔ اور ان کے پاس نیچی نگاہ اور رسیلی آنکھ والی

عورتیں ہونگی۔ گویا کہ وہ پوشیدہ انڈے ہیں۔ ان آیتوں میں جنتیوں کے عمدہ مکان

اور ان کیلئے اقسام اقسام کے میوے۔ طرح طرح کے کھانے پینے۔ اور انکی نہایت عفیف و

حسین بی بیونکا ذکر ہے۔ جو اپنے خاوند کے سوا دوسروں کو نہ دیکھیں گی اور ان کے ہمراہ

بیٹھی ہونگی۔ شراب طہور کا دور رہیگا اور باہم جنتیونکی گفتگو ہوگی جسطرح ارشاد ہے۔

غَوْل۔ وهو وجع البطن۔ قاله ابن عباس ومجاهد وقتادة وابن زيد (ابن كثير) اى ليس فيها غائلة الصداع (مختار) يُنزَفُون۔ قال مجاهد لا تذهب عقولهم۔ وكذا قال ابن عباس وغيره (ابن كثير) نزف ماء البئر نزحه كله۔ ونزف هو يتعدى ويلزم۔ وبابه ضرب۔ ولا ينزفون اى لا يسكرون۔ يريد لا تنزف عقولهم (مختار) قاصرات الطرف۔ اى عفيفات لا ينظرن الى غير ازواجهن كذا قال ابن عباس وغيره (ابن كثير) عِين۔ يقال لبقر الوحش عين وعيناء لحسن عينه۔ وجمعها عين۔ وبها شبه النساء (مفردات) بيض مكنون۔ البيض جمع بيضة مكنون اى مستور من كننته اذا جعلته في كن وقال على بن طلحة عن ابن عباس يقول اللؤلؤ المكنون (ابن كثير) عرب کی عادت کے موافق عورتوں کو انڈوں سے تشبیہ دیگئی ہے۔ کبھی عورتوں کو بیضات الخدور بھی کہتے ہیں یعنے پردہ نشیں کے انڈے۔

[1] ایسی شراب کہ جسکا رنگ بھی اچھا اور مزہ بھی اچھا۔ اسمیں دنیا کی شراب کیطرح نشہ ہے نہ دردسر نہ زوال عقل ۱۲

یُنزَفُون عقل کھو بیٹھیں گے۔

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ ۝ یَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ ۝ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ۝ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ۝ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ ۝ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ۝

ولتردینی — ورش وصل میں یا اثبات پڑھاتے ہیں۔

پھر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے انمیں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ بیشک (دنیا میں) میرا ایک ساتھی تھا۔ کہتا تھا کیا و بھی تو بھی (قیامت کی) تصدیق کرنے والونمیں سے ہے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہمیں یقیناً (زندہ کر کے) بدلہ دیا جائیگا۔ (پھر وہ جنتی) کہے گا کیا تم مطلع ہو (یہ کہکر) پھر وہ جھانکیگا تو اُسے دوزخ کے بیچوں بیچ دیکھے گا۔ کہے گا واللہ تو مجھے بیشک ہلاک کرنے ہی کو تھا۔ اور اگر میرے پروردگار کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی اُن لوگونمیں ہوتا جو گرفتارِ عذاب ہیں۔ یعنی اہل جنت شرابِ طہور پیتے وقت آپسمیں گفتگو

ترابا وعظاما۔ مٹی کے بعد ہڈیوں کا ذکر انکار میں تنزل ہے یا جسطرح بوسیدہ اجسام کا حال مشاہدہ میں آتا ہے کہ گوشت وغیرہ مٹی ہو جاتے ہیں اور ہڈیاں نظر آتی ہیں۔ لمدینون۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ومحمد بن کعب القرظی لمجزیون باعمالنا۔ قال مجاهد والسدی لمحاسبون (ابن کثیر) والدین ایضا الجزاء والمکافاۃ یقال دانہ یدینہ دینًا ای جازاہ یقال کما تدین تدان ای کما تجازی تفعلک وبحسب ما عملت ومنہ الدیان فی صفۃ اللہ تعالی (مختار) مدینون جمع مدین بر وزن مبیع ہے۔ سواء۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ یعنی فی وسط الجحیم (ابن کثیر) لتردین الردی الہلاک۔ والتردی التعرض للہلاک (مفردات) المحضرین۔ الاحضار لا یستعمل الا فی الشر (روح) ۱۲۔

کرتے رہیں گے یہ بڑی نعمت ہے کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے ۔ وَمَا بَقِيَتْ مِنَ اللَّذَّاتِ اِلَّا
اَحَادِيْثُ الْكِرَامِ عَلَى الْمُدَامِ ۔ چنانچہ اسی باہمی گفتگو میں ایک شخص کہیگا کہ
میرا ایک ہم نشین و مصاحب مجھ سے بطور تکذیب و عناد کہتا تھا کہ کیا تو بھی حشر و قیامت
کو سچ مانتا ہے ۔ بھلا جب ہماری ہڈیاں خاک ہو جائیں گی تو ہمیں زندہ کر کے ہمارے
اعمال کی جزا دی جائیگی !! یہ تو اس دوزخی کا بیان ہے ۔ پھر جنتی اہل جنت سے مخاطب
ہو کر کہے گا کہ کیا تم مطلع ہو یعنی دوزخیوں کو دیکھتے ہو ۔ جنتی کہیں گے کہ ہاں ۔ تو
یہ بھی دیکھنے لگیگا اور اسے دوزخ کے درمیان میں دیکھیگا اور مخاطب ہو کر اسطرح کہے گا
کہ خدا کی قسم بیشک تو نے مجھے بھی ہلاکت کے قریب کر دیا تھا ۔ اور اگر مجھ پر اللہ تعالیٰ
کا فضل نہ ہوتا تو تیری طرح میں بھی جہنم میں گرفتار عذاب ہوتا ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے
اپنی رحمت سے مجھے ایمان کی ہدایت فرما کر اس عذاب سے بچا لیا بعد اس دوزخی کی
سرزنش و ملامت کے اپنے ہمنشین جنتیوں سے مخاطب ہو کے اسطرح کہتا ہے ۔ اَفَمَا

نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ۙ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۝ کیا ہم ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں بلکہ) اب ہم پہلی موت کے

لمثل هذا الاية ۔ قتادہ نے فرمایا کہ یہ بھی کلام اہل جنت سے ہے ۔ لیکن ابن جریر نے کہا کہ یہ ارشاد خداوندی
جل جلالہ ہے اور اس کے یہ معنی ہیں کہ عمل کرنے والوں کو چاہئے کہ ان نعمتوں اور اس کامیابی کے لئے دنیا میں
عمل کریں تا آخرت میں یہ انھیں حاصل ہو (ابن کثیر) یہ لکھکر لکھتے ہیں کہ ضمن میں عموم اس آیت اپنے

سو امر ہونے والے نہیں ہیں (جو دنیا میں ہو چکی) اور نہ ہم گرفتار عذاب ہونیوالے ہیں بیشک

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کَانَ لِیْ قَرِیْنٌ میں اُن دو شریکوں کا قصہ بھی داخل ہو سکتا ہے جو بنی اسرائیل میں تھے
چنانچہ ابن جریر نے اپنی سند سے فرات بن ثعلبہ سے روایت کی ہے کہ دو شریکوں کا مال آٹھ ہزار دینار تک
پہونچ گیا تھا۔ اور اُن دونوں میں سے ایک شریک کو پیشہ کسب آتا تھا۔ دوسرے کو کچھ بھی نہ آتا تھا
کسب والے نے مال کی تقسیم چاہی۔ اور اپنا مال لیکر جدا ہو گیا۔ پھر ایک ہزار میں کسی امیر کا مکان
خریدا۔ اور اپنے ساجھی کو بلا کر دکھلایا۔ اور کہا کہ میں نے اسے ایک ہزار دینار کو خرید کیا ہے۔ یہ کیسا ہے
شریک نے کہا بہت ہی عمدہ ہے۔ جب شریک وہاں سے نکلا تو اللہ تعالےٰ کی جناب میں اسطرح التجا کی
کہ یا اللہ میرے ساتھی نے ہزار دینار کو یہ مکان خریدا اور میں تجھسے ایک مکان جنت کے مکانوں میں سے
چاہتا ہوں (یہ کہکر) ہزار دینار خیرات کر دئے۔ پھر چند روز کے بعد اسی شریک نے ہزار دینار پر ایک عورت
سے نکاح کیا۔ اور دعوت میں اسے بھی بلایا۔ جب یہ گیا تو اُس نے اپنے نکاح کی کیفیت بیان کی۔ اس نے
سن کر کہا تو نے اچھا کام کیا۔ جب یہاں سے رخصت ہوا تو دعا کی۔ کہ الٰہی میرے مصاحب نے ہزار
دینار پر شادی کی اور میں تجھ سے ایک حورعین طلب کرتا ہوں اور ایک ہزار دینار راہِ خدا میں دئے
پھر تھوڑے دن کے بعد اُس کے پرانے شریک نے دو ہزار دینار کو دو باغ خریدے۔ اور اسکو بلا کر دکھلایا
اس نے کہا بہت اچھے باغ ہیں۔ پھر جب باہر آیا تو عرض کی کہ میرے پروردگار میرے ساتھی نے دو ہزار
دینار کو دو باغ خریدے اور میں بھی تجھ سے جنت میں دو باغ چاہتا ہوں۔ پھر دو ہزار دینار تصدق
کر دئے۔ بعد اسکے ان دونوں کی روح ملک الموت نے قبض کی۔ پھر اُس صدقہ دینے والیکو
ایک ایسے مکان میں داخل کیا جسکی خوبی سے وہ متعجب تھا۔ اور یکایک جو نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک
ایسی حسین عورت اُس کے سامنے کھڑی ہے کہ اُس کے حُسن سے وہ مکان منور ہو گیا ہے۔ پھر فرشتہ
اسے دو باغوں میں لے گیا جنکی خوبی سے اللہ تعالےٰ ہی واقف ہے۔ جب اُس نے یہ چیزیں دیکھیں
تو کہنے لگا کہ یہ چیزیں تو ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے دنیا میں ایک شخص نے (یعنے خود) صدقہ

یہی بڑی کامیابی ہے۔ عمل کرنے والوں کو چاہئے کہ ایسی ہی چیز کیلئے عمل کریں۔
آدمی کیسی ہی عمدہ سے عمدہ نعمت وآسایش میں ہو لیکن جہاں موت کا خیال آیا
وہ سارا آرام خاک میں مل گیا اسی سلئے اہل جنت کو نہ خوفِ موت ہے نہ دغدغۂ عذاب
برخلاف اہل دوزخ کے کہ انھیں ہر طرحکا عذاب ہے جسطرح فرماتا ہے۔ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ

شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ۝ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۝ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ
رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ۝ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کرسکے اللہ تعالے سے اسی طرحکی چیزیں مانگی تھیں۔ فرشتہ نے کہاہاں یہ وہی ہے اور یہ مکان۔ عورتیں۔
باغ سب تیرے ہی واسطے ہیں۔ اسوقت اُسے یاد آیا اور کہا کہ دنیا میں ایک میرا ساجھی تھا جو مجھے طعنہ دیا کرتا
کہ کیا تو ان باتونکی تصدیق کیا کرتا ہے۔ کہا گیا کہ وہ جحیم میں ہے۔ تو یہ بھی دیکھیگا کہ وہ شخص جہنم کے درمیان ہے۔ تب
اُسوقت اُس سے کہیگا۔ کہ واللہ تو مجھے قریب تھا کہ ہلاک کردے۔ اور اگر مجھپر میرے خدا کا فضل نہوتا تو میں
بھی اسی عذاب میں مبتلا ہوجاتا۔ الآیات۔ ابن جریر نے کہا کہ یہ روایت اُس قرأت کو قوت دیتی ہے جنھوں نے
المصدقین کے صاد کو تشدید سے پڑھا۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر نے ایک اور روایت اسی روایت کی طرح لیکن اس سے
طویل ابن ابی حاتم سے نقل کی ہے۔ شجرة الزقوم۔ شجرة خبيثة كريهة الطعم (بغوی) جسکو ہندی
میں تھوہر کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا خاردار زہریلا درخت ہے جسمیں سے دودھ نکلتا ہے۔ طلعها۔ بالفتح شگوفۂ خرما
(منتخب) اس سے زیادہ تحقیق سورۂ شعر صفحہ ۱۱۵۲ میں گذری۔ اور خفاجی نے کہا۔ ای حملها وهو ما على
رأس او شجر۔ مستعار من طلع النخل وهو اول ما يبدو وقبل ان تخرج ثمار رغه ابيض غض مستطيل كالكوز فمى
به هذا الانه يشابهه فى الشكل فيكون استعارة تصريحية۔ او لاستعماله بمعنى ما يطلع مطلقا فيكون
كالمرسن للانف۔ فهو مجاز مرسل۔ كانه رءوس الشيطين۔ فى تناهى القبح والهول وهو تشبيه

لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ ۝ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَی الْجَحِیْمِ ۝ کیا یہ ضیافت بہتر ہے یا تھوہر کا درخت

بیشک ہم نے اسے ظالموں کے لئے آزمائش قرار دی ہے۔ بیشک وہ ایک درخت ہے جو

دوزخ کی تہ میں نکلتا ہے۔ اس کے پھل گویا کہ شیطانوں کے سر ہیں۔ تو ضرور وہ اسی سے

کھائیں گے۔ اور اُس سے پیٹ بھریں گے۔ پھر بیشک اُس پر ان کے لئے کھولتے پانی

کی ملونی ہوگی۔ پھر بیشک ان کا لوٹنا دوزخ کی طرف ہے۔ اللہ تعالے ہم مسلمانوں کو دوزخ کے

عذاب سے بچائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو اللہ تعالے سے جس طرح

ڈرنا چاہئے اُس طرح ڈرو۔ کیونکہ زقوم کا اگر ایک قطرہ دنیوی سمندروں میں پڑ جائے تو زمین والوں کی

عیش کو خراب کردے۔ پھر بھلا اسکا کیا حال ہوگا جسکی یہ غذا ہوگی۳؎ دوزخی بھوک کی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) بالمتخیل۔ کتشبیہ الفائق فی الحسن بالملک (بیضاوی) اہل معانی کے پاس تشبیہ خیالی اور وہمی بھی ہوتی ہے جسطرح امراؤ القیس نے کہا ہے ع وَمَسْنُوْنَةٌ زُرْقٌ كَاَنْيَابِ اَغْوَالِ۔ اسمیں تیروں کو غول کے کچلیوں سے تشبیہ دی ہے۔ اور غول ایک قسم کے جن اور دیو ہیں جو کوہ و صحرا میں رہتے ہیں۔ اسی طرح یہاں زقوم کے پھل کو شیطان کے سر سے تشبیہ دی ہے۔ اس لئے کہ لوگوں کے وہم و خیال میں شیطان کے سر بہت ہی قبیح ہیں۔ جس طرح فرشتہ سے اچھی چیز کی تشبیہ دیجاتی ہے۔ لشوبا۔ قال ابن عباس مزجا (ابن کثیر) ۲؎ قتادہ نے کہا کہ "جب درخت زقوم کا ذکر ہوا تو گمراہوں نے بہکانا شروع کیا کہ تمہارے پیغمبر کہتے ہیں کہ دوزخ میں درخت زقوم ہے۔ حالانکہ درخت کو آگ جلا دیتی ہے۔ تو اللہ تعالے نے اتارا کہ وہ دوزخ کی تہ سے نکلتا ہے۔ آگ سے پیدا ہوا اور آگ سے ہی اسکی نشو و نما ہے۔" یعنی اُس درخت کا ذکر امتحان کیلئے ہے تاکہ مومن اسکی تصدیق کریں۔ اور کافر فتنہ میں پڑیں (ابن کثیر) ۳؎ ترمذی ونسائی وابن ماجہ (ابن کثیر)۔ ۱۲

شدت سے زقوم کھائیں گے۔[1] پھر تشنگی کی سختی ہوگی تو گرم پانی پئیں گے۔[2] وہ ایسا گرم
ہوگا کہ جب منہ کے قریب لائیں گے تو انکا چہرہ گل گر جائیگا اور آخر جب پئیں گے تو انتڑیں
کاٹ کر دوسری طرف سے نکل پڑیگا۔[3] پھر انکا ٹھکانا وہی دوزخ ہے اور یہ عذاب دوزخیوں کو
اس لیے دیا جائیگا کہ انھوں نے اپنے گمراہ باپ دادوں کی پیروی بغیر دلیل و حجت کے کی
جس طرح فرمایا ہے۔ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّیْنَ ۙ فَهُمْ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ یُهْرَعُوْنَ ۝ بیشک
انھوں نے اپنے باپ دادوں کو گمراہ پایا پھر یہ (بھی) انھیں کے نشان قدم پر دوڑے
ہیں۔ گمراہی کفار عرب پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ پہلی امتوں میں بھی اکثر لوگ گمراہ و
مشرک گذرے ہیں جس طرح فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِیْنَ ۙ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا
فِیْهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ۝ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ ۙ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ۝ ع ۲ / ۵۳ / ۶
اور بیشک و شبہ ان سے پہلے اگلوں میں سے اکثر گمراہ ہو گئے ہیں پھر (اے مخاطب) تو
دیکھ کہ ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جنھیں (عذاب الٰہی سے) ڈرایا گیا تھا۔ اللہ کے برگزیدہ
بندوں کے سوا۔ (جو بچ گئے) رسولوں نے انھیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔ لیکن انھوں نے

مُخْلِصِیْنَ مکی و بصری و شامی کسرۂ لام سے۔ اس سورہ میں پانچوں جگہ اسیطرح ہے۔

[1] قال ابن عباس رضی اللہ عنہما یعنی شرب الحمیم علی الزقوم (ابن کثیر) [2] ابن ابی حاتم مرفوعاً
(ابن کثیر) [3] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حمیم اور گرم پانی دوزخ کے باہر دیا جائے گا۔ کبھی یہ عذاب کبھی
وہ عذاب جس طرح فرمایا۔ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ۔ یُهْرَعُوْنَ ۔ قال مجاهد شبیه بالهرولة
وقال سعید بن جبیر یسفهون (ابن کثیر) هرع واهرع ساقه سوقا بعنف وتخویف (مفردات)

نہ مانا اور جھٹلایا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے انھیں ہلاک کر ڈالا۔ اور مسلمانوں کو بچا لیا۔
پھر گمراہوں کے قصے جو رسولوں سے ہوئے تفصیل سے بیان فرماتا ہے۔ پہلے نوح علیہ السلام
کا قصہ جو گمراہوں کی طرف سب سے پہلے بھیجے گئے ۔ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝
وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ
فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ
عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ اور بیشک و بےشبہ نوح نے ہمیں پکارا تو ہم بہت
خوب جواب دینے والے ہیں۔ ہم نے انھیں اور ان کے لوگوں کو بڑی تکلیف سے نجات
دی۔ اور ہم نے ان ہی کی نسل باقی رکھی۔ اور ہم نے انکا (ذکر خیر) پچھلوں میں باقی رکھا[1]
نوح پر تمام عالم میں سلام ہے بیشک ہم نکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں بیشک
نوح ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہیں۔ پھر ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا۔ ان آیتوں میں
نوح علیہ السلام کے دعا کی قبولیت اور مع متعلقین تکذیب و تکلیف سے نجات۔ اور انکی
اولاد کے سوا سب کی ہلاکت۔ اور پچھلے لوگوں میں تعریف و توصیف کی شہرت۔ یعنی سارے عالم
کا آپ پر سلام بھیجتے رہنا۔ اور آپکی طرح دوسرے نیکوکاروں کی بھی حسبِ مراتب تعریف ہوتی
رہنے کا ذکر فرماتا ہے۔ بعد قصہ نوح علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان فرماتا ہے جو ان ہی کے

[1] قال ابن عباس یذکر بخیر (ابن کثیر) ۱۲۔

گروہ اور تابعین میں سے تھے۔ وَاِنَّ مِنۡ شِیۡعَتِهٖ لَاِبۡرٰهِيۡمَ ۘ‏ اِذۡ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلۡبٍ سَلِيۡمٍ ۝
اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ وَقَوۡمِهٖ مَاذَا تَعۡبُدُوۡنَ ۝ اَئِفۡكًا اٰلِهَةً دُوۡنَ اللّٰهِ تُرِيۡدُوۡنَ ۝ فَمَا ظَنُّكُمۡ
بِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ فَنَظَرَ نَظۡرَةً فِى النُّجُوۡمِ ۝ فَقَالَ اِنِّىۡ سَقِيۡمٌ ۝ بیشک ابراہیم اُن ہی کے
پیرو وںمیں سے ہیں۔ جب ابراہیم اپنے پروردگار کے پاس پاک دل لیکر آئے۔ اُس وقت
انھوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کسکی عبادت کرتے ہو۔ کیا اللہ کے سوا جھوٹے
معبودوں کو چاہتے ہو۔ پھر پروردگار عالم کے ساتھ تمھارا کیا خیال ہے۔ پھر تاروں پر ایک نظر کی
پھر کہا بیشک میں بیمار ہوں۔ اسمیں ابراہیم علیہ السلام کی توصیف ہے کہ آپکا قلب مبارک

شیعته - قال ابن عباس من اهل دينه - وقال مجاهد على منهاجه وسنته (ابن كثير) بعضے تفسیر و نمیں کہ
شیعتہ کی ضمیر کا مرجع ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اگرچہ آپکا یہاں ذکر نہیں ہے۔ اور صورۃً
بھی حضرت ابراہیم سابق ہیں۔ لیکن حقیقت میں آپکے تابع ہیں۔

پیش تو آمدند همه انبیا تو تو ۔　　گر آخر آمدی همه را پیشوا تویی ؛
خوان خلیل هست نمکدان محوان تو　　بر خوان اصطفا نمک انبیا تویی

بقلب سليم - قال ابن عباس يعنى شهادة ان لا اله الا الله (ابن كثير) أئفكا - اى اتريدون آلهة
دون الله افكا - اى للاذات - فقدم المفعول على الفعل للعناية - ثم المفعول له على المفعول به لان الاهم
ان يقوى انهم على الباطل - فى النجوم - قال قتادة العرب تقول لمن يفكر نظر فى النجوم - يعنى قتادة انه
نظر الى السماء متفكرا فيما يلهيهم به فقال انى سقيم اى ضعيف (ابن كثير) سقيم - قال العوفى
عن ابن عباس انى مطعون - فتركوه مخافة الطاعون - وقال آخرون فقال انى سقيم بالنسبة الى ما
يستقبل يعنى مرض الموت - وقيل اراد انى سقيم اى مريض القلب من عبادتكم الاوثان من دون الله (ابن كثير)

تمام تعلقاتِ غیرِ حق سے پاک تھا۔ اس لئے بتوںکی پرستش سے سخت بیزار تھے اور قوم کو
بھی منع فرماتے تھے۔ ایکؑ روز کافروں کی عید آئی۔ وہ سب بتوں کے سامنے کھانا رکھکر
عید منانے جانے والے تھے اور وہاں سے واپس آکر انکا جھوٹا کھانیکا ارادہ تھا جس طرح
انکی عادت تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی چلنے کیلئے کہا تو آپ تھوڑی دیر تک آسمان
کی طرف متوجہ ہوکر متفکر رہے اور فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔ وہ حضرت ابراہیم کو چھوڑکر چلے گئے
جسطرح ارشاد ہے۔ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۝ فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝ مَا لَكُمْ
لَا تَنطِقُونَ ۝ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ۝ فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ ۝ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا
تَنْحِتُونَ ۝ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ۝ تو وہ انکی طرف پیٹھ پھیر کر چلدیئے۔ پھر ابراہیم
بتوںکی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کہا تم کیوں نہیں کھاتے۔ تمھیں کیا ہوا کہ بات نہیں کرتے
پھر انکی طرف متوجہ ہوکر قوت سے مارنے لگے۔ پھر وہ لوگ ابراہیم کی طرف دوڑ آئے۔

يُزُفُّونَ حمزہ ضم یا سے

لہ یہ قصہ سورۂ انبیا میں اس تفسیر کے صفحہ ۵۸۶ میں مفصل گذرا ہے۔ فراغ الیٰ الهتهم۔
راغ الی کذا مال الیه سرًا (مختار) ای ذهب الیها بعد ما خرجوا فی سرعة واختفاء (ابن کثیر)
فراغ علیهم۔ قال الفراء مال علیهم وقال قتادة والجوهری فاقبل علیهم (ابن کثیر) یزفون قال
مجاهد وغیر واحد ای یسرعون (ابن کثیر) تنحتون۔ نحت الخشب والحجر ونحوهما من الاجسام
الصلبة (مفردات) وما تعملون۔ ما مصدریة فیکون تقدیر الکلام خلقکم وعملکم روی البخاری
عن حذیفة رضی الله عنه مرفوعا قال ان الله تعالیٰ یصنع کل صانع وصنعته (ابن کثیر) ۱۲۔

ابراہیم نے کہا کیا تم اُسے پوجتے ہو جسے تم (خود) تراشتے ہو۔ حالانکہ اللہ نے تمھیں اور تمھارے

عمل کو (بھی) پیدا کیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسطرح قایل کر دیا۔ اور اُن سے

کوئی جواب نہ بن پڑا تو اس خیال سے کہ عوام میں اپنا عجز ظاہر نہ ہو وہ ایذا دینے پر آمادہ ہوئے

جس طرح فرماتا ہے۔ قَالُوا ابْنُوا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ۝ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ

الْاَسْفَلِيْنَ ۝ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ

فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ع وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ

نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا

فلما بلغ معه السعی۔ بمعنی شب وارتجل والحاق ما یفعله ابوه من السعی والعمل (ابن کثیر)۔

اسلما۔ بمعنی استسلما وانقادا ابراهیم امتثل امر اللہ تعالیٰ۔ واسمٰعیل طاعة للہ ولابیه

قاله مجاهد وعکرمة وغیرهما (ابن کثیر) تله۔ قال ابن عباس ومجاهد وغیرهما کبّه علی

وجهه (ابن کثیر) اصل معناه رماه علی التل وهو التراب المجتمع کتربه۔ ثم عم لکل صرع

(خفاجی) للجبین۔ الجبین فوق الصدغ۔ وهما جبینان عن یمین الجبهة وشمالها (مختار)

بذبح عظیم۔ والصحیح الذی علیه الاکثرون انه یفدی بکبش (ابن کثیر) عظیم الجثة

سمین او عظیم القدر۔ لانه یفدی به اللہ نبیا ابن نبی واے نبی من نسله سید

المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (بیضاوی) ۱۲۔

يٰبُنَيَّ
سوائے مخفف
سبب آلیہ یا
ہے ۱۲۔
تُرَىٰ
خود رسائی
فہم بالراکسیا
ہے
يٰٓاَبَتِ
ثنا می نحو تا ہے
اور یا سے یگی کو
ثنا می وقت
کرتے ہیں ۱۲

11 عَلَيْهِ فِي الْآخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا
13 الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَ
مِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝ اور بولے کہ ابراہیم کیلئے ایک چاردیواری
بناؤ پھر انھیں (چاردیواری کی) دہکتی آگ میں ڈالدو۔ پھر انھوں نے ابراہیم کیساتھ
مکر کرنا چاہا تو ہم نے انھیں ذلیل کردیا۔ اور ابراہیم نے کہا کہ بیشک میں اپنے پروردگار کی
طرف جانیوالا ہوں۔ اے پروردگار مجھے (ایک فرزند) نیکبختوں میں سے عطا فرما۔ تو ہم نے
انھیں ایک بردبار لڑکے کی بشارت دی۔ پھر جب وہ (لڑکا) ابراہیم کے ساتھ سعی (کی
عمر) کو پہونچا۔ تو کہا اے میرے پیارے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تمھیں ذبح
کر رہا ہوں۔ اب غور کرو تمھاری کیا رائے ہے۔ (لڑکے نے) کہا اے باباجان جو آپکو حکم ہوتا
ہے کیجیے۔ انشاء اللہ (آپ) مجھے صبر کرنیوالا پائیں گے۔ پھر جب دونوں نے (حکم الٰہی
پر) گردن جھکادی۔ اور ابراہیم نے انھیں منہ کے بل پچھاڑا اور ہم نے انھیں پکارا کہ
اے ابراہیم تم نے (اپنے) خواب کو واقعی سچ کر دکھایا۔ بیشک ہم نکوکاروں کو اسیطرح
بدلہ دیتے ہیں۔ بیشک یہی بڑا امتحان ہے۔ اور ہم نے ایک بڑا جانور ذبح کرنے کیلئے انکا فدیہ
دیا۔ اور ہم نے (انکا ذکر خیر) پچھلوں میں باقی رکھا۔ ابراہیم پر (ہمارا) سلام ہو۔ ہم نکوکاروں کو

پیشانی کے بل گرایا۔

نبیا من الصّٰلحین۔ مقضیا نبوته مقدرا کونه من الصّٰلحین (بیضاوی) ۱۲۔

اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ بیشک ابراہیم ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہیں۔ اور ہمنے

انھیں اسحاق ہونے کی خوشخبری دی۔ جو نیک بختوں میں سے ایک نبی ہوں گے۔

اور ہم نے ابراہیم اور اسحاق پر برکت اتاری۔ اور ان دونوں کی اولاد میں سے

(بعض) نیکوکار ہیں۔ اور (بعض) اپنے حق میں صریح ظلم کرنیوالے۔ چنانچہ کافروں نے

ایک وسیع مکان میں لکڑیوں کا انبار جمع کرکے آگ لگائی اور گوپھن کے ذریعے

ابراہیم علیہ السلام کو دہکتی آگ میں ڈالا۔ لیکن اللہ تعالٰے نے انھیں بچا لیا اور آگ

ٹھنڈی کردی کافروں کا مکر مطلق نہ چلا۔ بلکہ خدا نے انھیں کو ذلیل و خوار کیا حضرت

ابراہیم علیہ السلام کو ہر طرح سے فتح و نصرت حاصل ہوئی اور کفار باوجود مشاہدہ معجزات

ایمان نہ لائے تو آپ نے ہجرت کی۔ اور قوم کے عوض جسے چھوڑ نکلے تھے۔ نیک بخت اولاد

طلب کی۔ اللہ تعالٰے نے پہلا لڑکا اسمٰعیل علیہ السلام عنایت فرمایا۔ جب آپ بڑے ہوئے

اور باپ کے ساتھ چلنے پھرنے اور کام کاج میں کوشش و مدد کرنے لگے۔ ابراہیم علیہ السلام

نے اپنا خواب جو حقیقت میں وحی تھا[1] بیان کیا کہ میں خواب میں تمھیں ذبح کر رہا ہوں

[1] اگرچہ بعضے اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ ذبیح حضرت اسحاق ہیں شاید کہ یہ انھوں نے اہل کتاب سے لیا ہو۔ کیونکہ اسحاق علیہ السلام ان کے باپ ہیں۔ اور اسمٰعیل عرب کے باپ۔ اس لئے انھوں نے حسد سے اسطرح کہا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ اسمٰعیل علیہ السلام ہیں (از ابن کثیر ملخصًا) [2] عن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رؤیا الانبیاء فی المنام وحیٌ (ابن کثیر)۔

ذبیح اسمٰعیل علیہ السلام ہیں

یہ آگاہ کرنا اسلئے تھا کہ ذبح میں آسانی اور اُن کے صبر کا امتحان بھی ہوجائے۔ تو بیٹے نے عرض کی۔ ای باباجان اللہ تعالےٰ نے جو تمھیں میرے ذبح کا حکم کیا ہی پورا کرو۔ مجھے بھی آپ انشاءاللہ تعالےٰ صبر کرنیوالا پاوگے۔ پھر وہ دونو منقاد و مطیع حکم الٰہی ہوے یعنے باپ بیٹے کو ذبح کرنے اور بیٹے راہ خدا میں سر کٹانے آمادہ ہوے۔ تو باپ نے اُنھیں منہ کے بل لٹایا تاکہ ذبح کرتے وقت چہرہ نظر نہ آئے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو مناسک حج یعنے سعی و صفا مروہ وغیرہ ادا کرنیکا حکم ہوا تو شیطان سعی کے پاس حایل ہوا۔ لیکن

لہ امام احمد نے طرق کثیرہ سے روایت کی ہے (ابن کثیر) ئلہ کعب نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ شیطان نے کہا کہ اگر میں نے ایسے وقت میں ان لوگوں کو فتنہ میں نہ ڈالا تو پھر کبھی فتنہ میں ڈالنا ممکن نہ ہوگا۔ پس جب ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے ساتھ لیکر نکلے تو شیطان جاکر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو بہکانے لگا۔ اور کہنے لگا کہ ابراہیم تمھارے بیٹے کو کہاں لیگئے ہیں۔ حضرت سارہ نے جواب دیا کہ بعض ضرورت کیلئے۔ کہنے لگا کسی ضرورت کے لئے نہیں بلکہ وہ اسکو ذبح کرنے لیگئے ہیں۔ بی بی نے فرمایا کہ وہ اسکو کیوں ذبح کریں گے۔ کہنے لگا ان کا یہ خیال ہے کہ پروردگار نے انکو ایسا حکم دیا ہے۔ بی بی نے فرمایا کہ اگر یہ بات ہی تو بہت اچھا ہوا کہ وہ اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کریں۔ یہ سن کر شیطان وہاں سے چلدیا اور ان دونو کے پاس آکر پہلے اس نے صاحبزادہ سے کہا آپنے اسی طرح جواب دیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا آپنے بھی اسیطرح جواب دیا۔ شیطان مایوس ہوکر چلا گیا (ابن کثیر از عبد الرزاق) جسے ہم نے مختصراً یہاں نقل کیا ہے۔ **بطور تصوف و اشارات بعض آیات سورۂ صافات کے کچھ معنے لکھے جاتے ہیں۔** قطار ہوکر صف باندھنے والوں کی قسم ہے۔ قلوب محبین نے مقام محبت میں جمال ازلی دیکھنے کے لئے صف باندھی۔ پھر جھڑک کر ملامت کرنے والوں کی۔ یہ الہامات ربانی ہیں جو

ابراہیم علیہ السلام سبقت کرکے نکل گئے۔ جبرئیل علیہ السلام انھیں جمرۂ عقبہ کے پاس لیکے

(بقیہ صفحۂ گذشتہ) عوام کو ممنوعات سے اور خواص کو رویتِ اعمال سے۔ اور اخص کو غیرِ خدا کی طرف التفات کرنے سے روکتے ہیں۔ پھر ذکر کرنے والوں کی جو اپنے احوال کے موافق ذکر کرتے ہیں۔ کوئی زبان سے کوئی دل سے کوئی روح سے۔ بیشک تمھارا معبود ایک ہی ہے۔ اسمیں اپنی وحدانیت سے آگاہ فرمایا تاکہ وہ لوگ بھی وحدانی الذات ہوکر معرفت کی صلاحیت پیدا کریں۔ کیونکہ جو شخص کل علایق نہ چھوڑیگا۔ معرفتِ واحد کی صلاحیت نہ پیدا کریگا۔ اور مشرقوں کا پروردگار۔ یعنے قلوبِ عارفین کے مطالع جن سے انوارِ حق ارواح و عقول کیلئے طلوع کرتے ہیں۔ بیشک ہم نے آسمانِ دنیا کو ستاروں کی زینت سے رونق دی ہے جسطرح آسمانِ دنیا کو زینت دیگئی ہے اسیطرح آسمانِ ارواح کو نجوم معارف اور انوارِ مکاشفات سے رونق بخشی اور زینت دی ہے۔ مگر جو کوئی چوری سے اُچک لیتا ہے تو روشن شعلا اسکا پیچھا کرتا ہے۔ یعنے شیطان قلبِ عارف کے پاس آتا ہے۔ اور وسوسہ ڈالکر قریب ہوتا ہے چاہتا ہے کہ مواجید و معارف سے کچھ اُچک لے اور اس کے وقت کو پریشان کردے۔ لیکن نورِ غیرتِ الٰہی آگ اسکو جلا دیتا ہے۔ اور انھیں ٹھیراؤ اس لئے کہ ان سے پوچھ ہوگی یعنے سالک کو ہر مقام میں اس کے مناسب ایک وقفہ ہے۔ اور اس مقام کے ادائے حقوق کی پوچھ ہوتی ہے۔ کسی سے فرشتہ اور کسی سے خدائے تعالے پوچھتا ہے جس سے خدائے تعالے پوچھتا ہے۔ نہ اس کے اعمالِ صالحہ سے کوئی واقف ہوتا ہے نہ گناہوں سے کوئی آگاہ چنانچہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالے قیامت میں ایک مومن کو نزدیک بلاکر گناہوں کا اقرار لیگا جب وہ مقر ہوگا تو فرمائیگا۔ کہ میں نے دنیا میں انھیں ڈھانپا آج آخرت میں بخشدیا۔ پھر وہ جھانکیگا تو اسے دوزخ کے بیچوں بیچ دیکھیگا۔ جو شخص حق تعالے کا مشاہدہ کرتا ہے وہ ماسوا سے حق سے بھی آگاہ رہتا ہے۔ اور اہلِ معرفت کو جو غیب کی اطلاع ہوتی ہے وہ نورِ جمالِ حق کی قوت سے ہوتی ہے جو انکی بصیرت میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ اسلئے کہ وہ اشیاءِ غیب کو نظرِ غیب ہی سے دیکھتے ہیں۔ مگر ہماری پہلی موت یعنے موت ارادی جو

وہاں بھی شیطان معارض ہوا آپنے سات کنکریوں سے اُسے مارا تو وہ چلا گیا۔ اسیطرح

(بقیہ صفحہ گذشتہ) صفاتِ نفسانی سے ہوتی ہے جس کے بعد موت نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے کی طرف انتقال ہے۔ عمل کرنے والوں کو چاہئے کہ ایسی ہی خیر کے لئے عمل کریں یعنے جسموں کو فدا روحوں کو نذر کردیں ع عَلٰی مِثْلِ لَیْلٰی یَقْتُلُ الْمَرْءُ نَفْسَہٗ۔ جب ابراہیم اپنے پروردگار کے پاس پاک دل لیکر گئے۔ وہ دل محبت و شوق سے بھرا ہوا تھا۔ اللہ کی مراد و مرضی کے سوا اسمیں کچھ نہ تھا۔ غیر خدا کا اسمیں گذر نہ تھا۔ خواہشاتِ طبیعت سے مقدس تھا۔ پھر تاروں پر ایک نظر کی۔ یعنے جب قوم نے عیشِ نفسانی اور عید کی سیر و تفریح کے لئے بلایا تو آپنے نجومِ صفات کو جو مشارقِ ذات سے طلوع ہوتے ہیں مشاہدہ کیا۔ یعنے جمالِ قدم کا معائنہ کیا۔ اور بحرِ محبت میں مستغرق ہوے۔ اور فرمایا کہ محبت کے سانپ مجھے ڈستے ہیں اس لئے فرمایا میں بیمار ہوں۔ یعنے مشاہدۂ ازل کا مریض جمالِ ابد کا بیمار ہوں۔ اس کے ماسوا کی طرف مشغول ہو نہیں سکتا۔ اور میری بیماری کی دوا اسی سے طلب کرتا ہوں جسنے مجھے بیمار کیا ؎

قَدْ لَسَعَتْ حَیَّۃُ الْھَوٰی کَبِدِیْ ۔۔۔ فَلَا طَبِیْبَ لَھَا وَلَا رَاقِیْ
اِلَّا الْحَبِیْبُ الَّذِیْ شُغِفْتُ بِہٖ ۔۔۔ فَعِنْدَہٗ رُقْیَتِیْ وَتِرْیَاقِیْ

غرض محب قرب و بعد ہر حال میں بیمار رہتا ہے ؎

فَیَبْکِیْ اِنْ دَنَوْا شَوْقًا اِلَیْھِمْ ۔۔۔ وَیَبْکِیْ اِنْ دَنَوْا خَوْفَ الْفِرَاقِ

اور ابراہیم نے کہا کہ بے شک میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں۔ یہ آپ نے اُسوقت فرمایا جبکہ آپکا دل محدثات سے گھبرا گیا۔ اور مشاہدۂ رحمٰن کا مشتاق ہوا اس لئے آپ نکلے تاکہ عالمِ عرفات کی سیر کریں۔ اور پروردگار کی ہدایت سے طُرُقِ ذات و صفات کو پہچان کر اُسمیں فنا ہوں اور پھر اسی سے بقا حاصل کریں۔ یہ جانا حقیقت میں دو جہان سے اعراض کرنا ہے۔ جس میں ایک ذرہ بھر بھی تعلق باقی ہو اُسکا جانا علت سے خالی نہو گا۔

پھر جمرۂ وسطیٰ اور کبریٰ کے پاس حائل ہوا اور آپ نے اُسے سات سات کنکریوں سے مارا ۔

(بقیہ صفحۂ گذشتہ) پھر جب حضرت ابراہیم کے صاحبزادے سعی کی عمر کو پہنچے تو کہا اے میرے پیارے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں ۔ یعنی جب صاحبزادے اپنے باپ کی طرح خلّت میں کامل ہوئے تو قربانیِ حق تعالےٰ کے اور اس کے جمال کے فدا ہونے کے لائق ہوئے ۔ اور یہ بھی ہوا کہ خلیل کے امتحان کا وقت آیا کیونکہ جب اللہ تعالےٰ کا انھیں پورا عاشق پایا تو حضرت ابراہیم کو اپنے بیٹے حضرت اسماعیل سے الفت ہوئی ۔ تو غیرتِ خداوندی کو جوش ہوا اور منظور ہوا کہ آپ کا باطن وہرِ غیر سے خالی اور پاک ہو ۔ اور اس کے سوا غیر سے خوش ہونا چاہئے اسی لئے ان کے ذبح کا حکم ہوا اسمٰعیل نے کہا اے ابا جان جو آپ کو حکم ہوتا ہے کیجئے ۔ یعنے شکرِ وصال حق میں وہ صفائی ہوئی کہ بلا کے استقبال کو آمادہ ہوگئے لیکن انشاء اللہ کہکر اس بلا پر صابر رہنے کے لئے اللہ ہی سے استعانت چاہی اور آمادہ ہوا اس لئے تھا کہ آپ نے دیکھا کہ آپکا دل اور جملہ سب اطاعتِ الٰہی پر راضی و شاد ہیں اور ابراہیم نے اسماعیل کو پیشانی کے بل گرایا یعنے قتل گاہِ عشاق میں جہاں شمشیرِ محبت سے عاشقوں کا قتل ہوا کرتا ہے اُس جگہ لٹایا ۔ اور شہودِ انوارِ ربوبیت سے حظوظِ عبودیت کو کامل ادا فرمایا ۔ حضرت ابراہیم نے اپنے دل سے محبتِ پسر نکال ڈالی ۔ اور حضرت اسماعیل نے اپنے دل سے زندگی کی محبت خارج کردی ۔ بیشک یہی ظاہری بلا ہے ۔ یہ ظاہر میں بلا ہے باطن میں نہیں ۔ کیونکہ یہ حقیقت میں منازلِ مشاہدات کو پہنچاتا ہے اور یہ تو بڑا ہی تقرب ہے ۔ اور اصل بلا وہی ہے جو کہ مشاہدۂ حق سے باز رکھے ۔ یہ بلا بلائے محبت ہے جو ساری بلاؤں کی کلید ہے ۔ اور ہم نے ایک بڑا جانور ذبح کرنے کے لئے انکا فدیہ دیا ۔ ذبحِ عظیم ایک اشارہ لطیفہ ہے وہ یہ کہ عاشق ہر وقت چاہتا ہے کہ اپنی جان کو اپنے معشوق پر نثار کردے اور جو معشوق صادق ہے تو اُسے جان فدا کرنے سے منع کرتا ہے ۔ بلکہ اپنی جان عاشق کے بدلے میں دینا چاہتا ہے ۔ چونکہ حق سبحانہٗ تعالےٰ ان سب باتوں سے منزہ ہے تو اس لئے انکے عوض میں دنبہ بھیجکر انھیں بچالیا ۔ اسی لئے اسے عظیم و بزرگ فرمایا کیونکہ عظیم کے پاس سے محبتِ عظیم کے

لـه مقام منی میں تین نشان بنے ہوئے ہیں جسے لوگ کنکریاں مارتے ہیں ۔
عـه ابن جریر از محمد بن اسحاق ۱۲

اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کیلئے لٹایا۔ اسمٰعیل علیہ السلام کے جسم پر سفید قمیص تھا۔ باپ سے
عرض کی اے میرے پیارے باپ میرے پاس سوائے اس قمیص کے کوئی ایسا کپڑا نہیں
ہے جسمیں آپ مجھے کفن دیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے[۱] قمیص اتار کر ذبح کرنا چاہا اتنے میں پیچھے
سے آواز آئی کہ اے ابراہیم تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ یعنی حکم خواب کے موافق عمل کرنے میں
تم نے کچھ قصور نہیں کیا۔ پس آپ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک سفید[۲] مینڈھا بڑی سینگوں اور بڑی
آنکھوں والا کھڑا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم اسیطرح نیکوکاروں کو بدلا دیتے ہیں یعنی
اسی طرح ہمارے مطیعوں سے تکلیفوں اور مصیبتوں کو دور کرتے ہیں۔ بیشک یہ بڑا امتحان
تھا۔ یعنی باپ کو بیٹے کے ذبح کا حکم ہونا۔ اور باپ کا حکم الٰہی سنتے ہی تعمیل کیلئے تیار ہوجانا
سخت آزمایش تھی۔ اللہ تعالےٰ نے بھی ان کے بدلہ میں ذبح کیلئے ایک بڑا جانور
جو سفید بڑی آنکھوں اور بڑے سینگوں والا مینڈھا تھا بھجوایا۔ جسے آپ نے اپنے بیٹے کی

(بقیہ صفحہ گزشتہ) سبب سے آیا جس سے نبی ابن نبی کی جان بچی۔ ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں یعنی جب
تم اپنے بیٹے کو ذبح کرنے تیار ہو گئے تو ہم نے اسکی جزا میں اپنے مشاہدہ کا تم دونوں کو شرف عطا کیا۔ اسی طرح ہر محب کو
جو ہمارے محبت میں شمشیر شوق سے مارا گیا ہو اپنا مشاہدہ سرفراز فرماتے ہیں۔

[۱] ہم غافل لوگ اپنی اولاد کے مرنے پر کسقدر رو دیا کرتے ہیں۔ اگر حکم خداوندی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کا
ہوتا تو بہت ہی تھوڑے لوگ اس حکم کی تعمیل کرتے جسطرح فرماتا ہے۔ ولو انا کتبنا علیہم ان اقتلوا انفسکم
او اخرجوا من دیارکم ما فعلوہ الا قلیل منہم۔ [۲] ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ قربانی کیلئے اسی قسم کے
مینڈھے تلاش کرتے ہیں۔ (ابن کثیر از امام احمد) ۱۲۔

طرف سے ذبح کیا۔ بعد بشارت اسمٰعیل علیہ السلام انکے بھائی اسحاق علیہما السلام کی بشارت کا ذکر

فرمایا۔ بعد قصہ نوح وابراہیم علیہما السلام کے تیسرا قصہ موسے وہارون کا اسطرح بیان فرماتا

ہے۔ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ۚ وَنَجَّیْنٰھُمَا وَقَوْمَھُمَا مِنَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ ۚ وَنَصَرْنٰھُمْ

فَکَانُوْا ھُمُ الْغٰلِبِیْنَ ۚ وَاٰتَیْنٰھُمَا الْکِتٰبَ الْمُسْتَبِیْنَ ۚ وَھَدَیْنٰھُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۚ

وَتَرَکْنَا عَلَیْھِمَا فِی الْاٰخِرِیْنَ ۖ سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ۚ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۚ

اِنَّھُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ اور بیشک وشبہ ہم نے موسےٰ اور ہارون پر احسان کیا ہے ہم نے

انھیں اور انکی قوم کو بڑے غم سے نجات دی۔ اور ہم نے انکی مدد کی تو وہی غالب ہوگئے

اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب دی۔ اور ہم نے انھیں سیدھا راستہ دکھلایا۔ اور

انکا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھا۔ موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو۔ بیشک ہم نکوکاروں کو

اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ بیشک وہ دونو ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہیں۔ چوتھا قصہ

حضرت الیاس علیہ السلام کا اسطرح ہے۔ وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۖ اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖٓ

اَلَا تَتَّقُوْنَ ۚ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِیْنَ ۖ اللّٰہَ رَبَّکُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِکُمُ

الْاَوَّلِیْنَ ۚ فَکَذَّبُوْہُ فَاِنَّھُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۖ اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ ۚ وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ

(margin: وَاِنَّ اِلْیَاسَ ابن ذکوان کے نزدیک ہمزہ وصل ہے۔ اللہ ربکم ورب ... نافع وکثیر وابو عمرو ... ضمہ اور نصب ... ١٢)

کرب۔ الکربۃ بالضم الغم الذی یاخذ بالنفس وکذا الکرب تقول کربہ الغم ای اشتد علیہ من باب نصر (مختار) المستبین۔ استبان الشئ ظہر۔ واستبنتہ انا عرفتہ۔ تتعدٰی وتلزم (مختار) بعلا۔ اسم صنم کان لقوم الیاس علیہ السلام (مختار) الا عباد اللہ۔ فکذبوہ کے واو سے مستثنیٰ ہے ۔ ١٢

فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰۤی اٰلِ یَاسِیْنَ ۝ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا

الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اور بیشک الیاس رسولوں میں سے ہیں جب اپنی قوم سے بولے کیا تم نہیں

ڈرتے۔ کیا تم بعل کو پوجتے ہو اور سب سے بہتر پیدا کرنیوالے کو چھوڑتے ہو۔ جو اللہ تمھارا اور تمھارے

اگلے باپ دادا کا پروردگار ہے۔ پھر انھیں جھٹلایا تو اس لئے وہ ضرور گرفتارِ عذاب ہوں گے۔

اللہ کے برگزیدہ بندوں کے سوا۔ سلام ہو الیاس پر۔ بیشک ہم نکوکاروں کو اسی طرح

بدلہ دیتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہیں۔ پانچواں قصہ حضرت

لوط علیہ السلام کا بیان فرماتا ہے۔ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ نَجَّیْنٰہُ وَاَھْلَہٗۤ اَجْمَعِیْنَ ۝

اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ۝ وَاِنَّکُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْھِمْ مُّصْبِحِیْنَ ۝ وَبِالَّیْلِ

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ع اور بیشک لوط ہمارے پیغمبروں میں سے ہیں جب ہم نے انھیں اور ان کے

سب لوگوں کو نجات دی۔ لیکن ایک بڑھیا باقی رہنے والوں میں (رہی) پھر ہم نے دوسروں

ال یاسین۔ لغة فی الیاس کسیناء وسینین (بیضاوی) جس قراءت میں آلِ یاسین اضافت سے ہے
اس کے معنے یہ ہوے کہ سید الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی آل پر سلام ہووے جس طرح ابن کثیر لکھتے ہیں عن عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ قال الیاس ھو ادریس و قرأ اٰخرون سلام علٰی اٰل یاسین وھی قراءة ابن
مسعود رضی اللہ عنہ ۔ وقال اٰخرون سلام علٰی اٰل یاسین یعنے اٰل محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ واخرج
ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال نحن اٰل محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اٰل یاسین (در) اَلْغَابِرِیْن۔ غبر الشیٔ بقی (مختار) دمّرنا۔ الدمار الھلاک یقال دمرہ اللہ تدمیرا
ودمر علیہ بمعنی (مختار) ۱۲

اٰلِ یَاسِیْنَ نافع وابن عامر
فتح ہمزہ بعد اس کے
الف اور کسرلام
سے۔

ہلاک کر ڈالا۔ اور بیشک تم انپر صبح کے وقت گذرتے ہو اور شام کے وقت۔ پھر کیا تم
نہیں سمجھتے۔ چھٹا قصہ حضرت یونس علیہ السلام کا اسطرح ہے۔ وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ
اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ ۙ فَسَاهَمَ فَکَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ۚ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَ
هُوَ مُلِیْمٌ ۚ فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ۙ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۚ فَنَبَذْنٰهُ النصف
بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ ۚ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ۚ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ
اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ ۚ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰی حِیْنٍ ؕ اور بیشک یونس رسولوں میں سے
ہیں۔ جب وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگے۔ پھر انھوں نے قرعہ ڈلوایا۔ تو وہ مغلوبوں
میں سے ہوگئے۔ پھر مچھلی انھیں نگل گئی اور وہ اپنے نفس کو ملامت کرنے والے تھے۔
پھر اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو بیشک مچھلی کے پیٹ میں رہتے اُس روز
تک کہ لوگ (قبروں سے) اُٹھائے جائیں گے۔ پھر ہم نے انھیں صاف میدان میں ڈالدیا

فساهم۔ ساهمه قارعه واسهم بینهم اقرع واستهموا اقترعوا وتساهموا تقارعوا۔ (مختار)
المدحضین۔ الادحاض الازلاق (مختار) فاستعیر للمغلوب لسقوطه من مقام الظفر
(خفاجی) بالعراء۔ بالمد الفضاء لاستر به (مختار) قال ابن عباس رضی الله عنهما وغیره وهی الارض
التی لیس بها نبت ولا بناء (ابن کثیر) یقطین۔ هو القرع قاله ابن عباس وابن مسعود رضی الله
عنهم وغیر واحد من التابعین (ابن کثیر) الیقطین ما لا ساق له من النبات (مختار) اَوْ قد تکون
بمعنی بل فی توسع الکلام (مختار) وقوله تعالی فکان قاب قوسین او ادنی۔ ان المراد لیس انقص من ذلك
بل ازید۔ روی الترمذی۔ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یعنی زیدون عشرین الفا (ابن کثیر)۔

اس حال میں کہ وہ بیمار تھے اور ہم نے اپر ایک بیلدار درخت[۱] اگا دیا اور ہم نے انھیں لاکھ

بلکہ زیادہ (آدمیوں) کی طرف بھیجا۔ پھر وہ ایمان لائے تو ہم نے انھیں ایک مدت تک فائدہ

پہنچایا۔ یعنی جب یونس[۱] علیہ السلام کی قوم سے عذاب پلٹ گیا۔ تو آپ چل نکلے۔ اور کشتی

میں سوار ہوگئے۔ کشتی جو آگے بڑھی تو طوفان گھیر لیا۔ ملاحوں[۲] نے کہا قرعہ ڈالنا چاہئے۔

جسکا نام نکلے اُسے دریا میں ڈال دیں گے تاکہ کشتی ہلکی ہوجائے۔ جب قرعہ ڈالا تو یونس

علیہ السلام کے نام پر نکلا۔ تین بار اسی طرح ہوا آپ دریا میں کود پڑے۔ اللہ تعالےٰ نے

مچھلی کو حکم دیا کہ انھیں نگل جا۔ لیکن انھیں کسیطرح کا صدمہ نہ پہنچنے دینا۔ چنانچہ

مچھلی نے نگل[۳] لیا۔ پھر اُگل دیا۔ اگر آپ تسبیح اور اللہ تعالےٰ کی یاد نہ کرتے تو قیامت تک

اُسی کے پیٹ میں رہتے۔ جہاں مچھلی نے آپکو اگلا وہ بیابان و ریگستان تھا۔ آپ

بہت ناتوان ہوگئے تھے۔ جسطرح[۴] بچہ کا حال پیدا ہونیکے وقت ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ

---

۱ حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ اسی تفسیر کے سورۂ انبیا صفحہ ۲۶۵ میں گذر چکا ہے۔ ۲ ابن کثیر بغوی کہتے ہیں کہ ملاحوں نے کہا کہ اس کشتی میں کوئی بھاگا ہوا غلام ہے اس لئے یہ طوفان دریا ہے۔ قرعہ ڈالنے کے بعد حضرت یونس نے فرمایا کہ بھاگا ہوا غلام میں ہوں۔ یہ فرما کے دریا میں کود پڑے۔ ۳ ہم نے سابق میں چالیس روز لکھا تھا لیکن اسمیں اختلاف بھی مروی ہے۔ چنانچہ مجاہد نے شعبی سے روایت کی کہ پہر دن چڑھے مچھلی نے نگل لیا تھا پھر شام ہوتے اُگل دیا۔ قتادہ سے تین دن مروی ہیں۔ امام جعفر صادق سے سات دن۔ ابو مالک سے چالیس دن (ابن کثیر) ۴ قال السدی کہیئۃ الصبی حین یولد وھو المنفوس۔ وقالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وابن زید ایضا (ابن کثیر) ۱۲۔

نے آپ کے جسم کی حفاظت کے لئے کدو[۱] کا درخت اگایا۔ اور وحشی جانور[۲] آکر آپکو صبح وشام دودھ پلا کر جایا کرتے۔ جب آپ توانا ہوئے تو قوم[۳] کو توحید کی دعوت دی۔ ایک لاکھ بلکہ اس سے زیادہ آدمی آپ پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو ایک مدت تک یعنی وقتِ موت تک فایدہ مند کیا۔ اور عذاب سے ہلاک نہیں فرمایا۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرماتا ہے کہ کافروں کو شرک کرنے سے ڈراؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد کا ہونا دلایل سے ثابت کرو۔ جسطرح ارشاد ہے۔ فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ۝

أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ مِنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ ۝ وَلَدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ مُبِينٌ ۝ فَأْتُوا بِكِتَابِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ

[۱] بعضوں نے کہا کہ کدو میں چند فوائد ہیں۔ بہت جلد اگتا ہے۔ بڑے بڑے پتوں سے سایہ کرتا ہے۔ مکھیاں اس کے پاس نہیں جاتیں۔ اس کا ہضم جلد ہوتا ہے۔ مع پوست و مغز کے کھایا جاتا ہے۔ حدیث میں ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کدو کو دوست رکھتے تھے۔ اور سالن کے پیالے میں اُسے ڈھونڈتے تھے۔ (ابن کثیر) [۲] ابن کثیر از ابن ابی حاتم [۳] ممکن ہو کہ یہ وہی قوم ہو جسکی طرف آپ پہلے بھیجے گئے تھے۔ اب پھر مچھلی کے پیٹ میں سے نکل کر انھیں اللہ کی طرف بلایا تو وہ ایمان لائے اور آپ کو پہچانا (ابن کثیر) اِنَاثًا جمع انثیٰ ہے۔ اَصْطَفَى اَاِصْطَفٰی ہے ہمزہ افتعال جو ہمزہ وصل تھا بسبب ہمزہ استفہام تخفیف کے لئے حذف کیا گیا۔ اصطفا کے معنے اخذ صفوۃ الشئ لنفسہ۔ یعنے اچھی شے کو اپنے لئے پسند کرنا۔ سُلْطَانٌ مُبِينٌ۔ حجۃ واضحۃ۔ الْجِنَّةِ۔ الجن یقال علےٰ وجہین احدھما للروحانیین المستترۃ عن الحواس

نسبًا ولقد علمت الجنۃ انہم لمحضرون ○ سبحٰن اللہ عما یصفون ○ الا عباد اللہ المخلصین ○

اے نبی اب ان سے پوچھو کیا تمھارے رب کیلئے بیٹیاں اور ان کیلئے بیٹے ہیں یا ہم نے
فرشتوں کو عورتیں بنایا اور وہ دیکھتے تھے۔ آگاہ ہو جاؤ بیشک یہ لوگ اپنے افترا سے کہتے
ہیں کہ اللہ کو اولاد ہوئی اور بیشک یہ جھوٹے ہیں۔ کیا اللہ نے بیٹیوں کو بیٹوں سے
پسند کیا۔ تمھیں کیا ہوا ہے کیسا حکم لگاتے ہو۔ کیا تم نہیں سمجھتے۔ کیا تمھارے پاس کوئی
واضح دلیل ہے۔ تو اپنی کتاب لاؤ اگر تم سچے ہو۔ اور انھوں نے اللہ اور فرشتوں میں ناتا
ٹھہرایا۔ بیشک و شبہ فرشتوں نے جانا کہ ضرور وہ (کفار) گرفتارِ عذاب ہوں گے۔ اللہ پاک
ہے اُس سے جو بیان کرتے ہیں۔ لیکن اللہ کے خالص بندے (ایسے نہیں) یعنے بطورِ زجر
توبیخ ان سے سوال کرنے کیلئے حکم ہوا کہ عجیب نادر تقسیم ہے کہ اللہ تعالے کے لئے فرشتوں کو
بیٹیاں ٹھہراتے ہیں۔ اور خود بیٹیوں سے نفرت کرتے اور بیٹوں کو پسند کرتے ہیں بعد
توبیخ اُن کے اعتقاد کو قسمتِ عقلی سے بے اصل ثابت فرماتا ہے اس لئے کہ سندِ دعویٰ تین

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کلہا بازاء الانس فعلی ہذا تدخل فیہ الملٰئکۃ والشیاطین فکل ملائکۃ جن ولیس کل
جن ملائکۃ وعلی ہذا قال ابو صالح الملائکۃ کلہا جن وقیل بل الجن بعض الروحانیین وذالک ان الروحانیین
ثلاثۃ اخیار وہم الملائکۃ واشرار وہم الشیاطین واوساط فیہم اخیار واشرار وہم الجن ویدل علی ذالک قولہ
تعالٰی قل اوحی الیّ الٰی قولہ عزوجل وانا منا المسلمون ومنا القاسطون والجنۃ جماعۃ الجن (مفردات) قال
مجاہد قال المشرکون الملائکۃ بنات اللہ تعالٰی (ابن کثیر) یصفون الا کو یصفون سے استثنا منقطع کر۔

طرح سے ہوگی (۱) حسی (۲) خبری (۳) نظری۔ یہاں تینوں بھی مفقود ہیں۔ (۱)
حسی اس لئے کہ انہوں نے ملائکہ کی کیفیت تخلیق کا مشاہدہ نہیں کیا۔ (۲) خبری اسلئے
کہ خبر اسیوقت مفید ہوتی ہے کہ وہ سچی ہو۔ اور کفار تو جھوٹے مفتری ہیں۔ (۳) نظری
دو طرح سے مفقود ہے (۱) دلیل عقلی کا یہ تقاضا ہے کہ اکمل موجودات جو اللہ تعالے ہے
اسکے لئے اکمل شئے لایق ہے نہ یہ کہ وہ جنس میں سے انقص اسکے لئے اور اعلے ان کے لئے۔
(۲) چاہئے تھا کہ اپنے مذہب کی صحت کیلئے کوئی دلیل لائے جب دلیل نہ لا سکے تو معلوم
ہوا کہ انکا قول باطل ہے۔ پھر فرشتوں کو بیٹیاں کہنے پر کافروں کو زجر و توبیخ فرماتا ہے۔ کیونکہ اولاد
جنسیت و مناسبت کی مقتضی ہے۔ اور اللہ تعالے اس سے پاک ہے۔ اسی لئے خالص
بندے اسکو ہر عیب و نقصان سے پاک سمجھتے ہیں اور کافروں کی وہی سنتے ہیں جو انکی
طرح گمراہ اور دوزخ کے کندے ہیں جسطرح فرماتا ہے۔ فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ۙ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ
بِفَاتِنِينَ ۙ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ۝ وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ۙ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ۝

۱؎ چنانچہ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ سے یہی مراد ہے۔ ۲؎ أَلَا إِنَّهُم مِّنْ إِفْكِهِمْ الخ سے یہی مراد ہے۔ ۳؎ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ الخ سے یہی مراد ہے۔ اگر حکم عقل اعتقادیات میں معتبر ہوتا تو بھی تمہارا قول باطل تھا۔ ۴؎ أَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ مُّبِينٌ الخ سے یہی مراد ہے۔ فانکم۔ الفاء فی جواب شرط مقدر ای اذا علمتم هذا و اذا کان المخلصون ناجین۔ (خفاجی) علیہ۔ متعلق بفاتنین ۱۲۔

وَاِنَّا لَنَحۡنُ الۡمُسَبِّحُوۡنَ ۝ وَاِنۡ كَانُوۡا لَيَقُوۡلُوۡنَ ۝ لَوۡ اَنَّ عِنۡدَنَا ذِكۡرًا مِّنَ الۡاَوَّلِيۡنَ ۝
لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ۝ فَكَفَرُوۡا بِهٖ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ۝ تو بیشک تم اور جنھیں تم پوجتے
ہو (کسی کو) اس (معبود باطل کی راہ) پر بہکا نہیں سکتے لیکن اُسے جو (علم الٰہی میں)
دوزخ میں جانیوالا ہے اور (فرشتے کہتے ہیں) ہم میں ہر ایک کیلئے ایک مقام معین ہے
اور بیشک ہم (اللہ کی عبادت میں) صف باندھنے والے ہی ہیں۔ اور یقیناً ہم
تسبیح ہی کرنے والے ہیں۔ اور بیشک کافر کہا کرتے تھے۔ کہ اگر ہمارے پاس اگلوں کی کوئی
کتاب ہوتی تو ضرور ہم اللہ کے خالص بندے ہوتے۔ پھر انھوں نے اس سے انکار
کیا۔ اب قریب میں جان لیں گے۔ یعنی سب مخلوقات قبضۂ قدرت الٰہی میں ہے۔
ہاں جس کافر کیلئے اللہ تعالےٰ نے مقدر کیا ہے کہ وہ جہنم میں پہونچے۔ تو البتہ موافق
مشیت الٰہی وہ گمراہ ہوگا۔ اور تمھاری طرح فرشتونکا بیٹیاں ہونا اللہ کی جانب منسوب
کریگا۔ حالانکہ خود فرشتے اپنی عبودیت کا اسطرح اقرار کرتے ہیں کہ ہم میں ہر ایک کے لئے
آسمانوں میں ایک جائے معین ہے کہ وہ اس سے ذرہ برابر بھی تجاوز نہیں کر سکتا۔ بلکہ ہم
طاعت الٰہی میں صف باندھے رہتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں
فرشتے تو عبادت الٰہی کا ضرور اقرار کریں گے۔ مگر یہ کفار قریش بھی آنحضرت کے آنے سے

اِنۡ۔ مخففہ ثقیلہ سے ہے۔ اور ضمیر شان محذوف اور لام فارقہ ہے۔ ۱۲

قبل کہا کرتے تھے کہ ہمارے پاس بھی کوئی کتاب مثل توریت و انجیل کے ہوتی تو اس سے
ہم نصیحت حاصل کرکے اللہ تعالیٰ کے خالص بندے ہوجاتے۔ لیکن جب ان کے پاس
بہترین کتب قرآن مجید اتارا گیا تو وہ اس سے منکر ہوے اور اسے جھٹلانے لگے۔ اب
وہ عنقریب میں اپنے کفر و تکذیب کا نتیجہ چکھیں گے۔ بعد زجر و توبیخ کفار آنحضرت صلعم کو اسطرح
تسکین دیتا ہے۔ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۝ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ ۝
وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ۝
اور بیشک و شبہ ہمارا حکم اپنے بندوں کے لئے جو رسول ہیں پہلے ہوچکا ہے۔ کہ بیشک
ضرور ان ہی کی مدد کیجائے گی۔ اور بیشک ہمارا ہی لشکر غالب رہیگا۔ پھر اے نبی!
تم ان سے ایک وقت تک منہ موڑ لو۔ اور انھیں دیکھتے رہو۔ پھر قریب میں وہ بھی
دیکھیں گے یعنے قضا و قدر میں یہ حکم ہوچکا ہے کہ ہمارے رسول دنیا و آخرت میں غالب
رہیں گے۔ اور ہماری ہی لشکر کو کافروں پر فتح و نصرت حاصل رہے گی۔ اب آنحضرت صلعم کو
حکم ہوتا ہے کہ تم ان سے کچھ مدت تک چشم پوشی کرو۔ اور انکی ایذاؤں پر صبر کرو۔ کیونکہ انجام
کار فتح و ظفر تمھاری ہی لئے ہے۔ اور انھیں مہلت دیکر دیکھتے رہو کہ ان پر کیا کیا تکلیفیں اور
بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ اور جو عذاب ان پر نازل ہوگا وہ خود بھی دیکھ لیں گے۔ جب
کافروں کو عذاب سے ڈرایا جاتا تو بطور تمسخر و استہزا عذاب کو جلد طلب کیا کرتے اس لئے اس کے جواب میں فرماتا ہے:

ع ۵ ۱۸۲

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝

پھر کیا وہ ہمارے عذاب کو جلد طلب کرتے ہیں پھر جب یکایک عذاب اُن کے صحن میں اُترے گا تو ڈرائے ہوؤں کی بُری صبح ہوگی۔ اور (اے نبی) تم ان سے ایک مدت تک منہ پھیر لو۔ اور دیکھتے رہو۔ پھر عنقریب وہ بھی دیکھیں گے۔ یعنی کافروں کا یہ جلد عذاب طلب کرنا اُنھیں کیلئے بُرا ہے کیونکہ جب اُن پر عذاب نازل ہوگا تو پوری طرح لُٹ جائیں گے یعنی ہلاک ہوجائیں گے۔ پھر تاکیداً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ تعرض کا حکم فرمایا۔ چونکہ یہ سورت مشرکین کے ایسے کلمات پر مشتمل تھی جسمیں جنابِ الٰہی وشانِ رسالت پناہی میں گستاخی تھی اس لئے اس سورت کو ایسے کلمات پر ختم فرمایا جو اُن کے جواب پر شامل ہیں جسطرح فرماتا ہے۔ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ

بساحتهم۔ الساحة المكان الواسع ومنه ساحة الدار (مفردات) یعنی کشادگی مکان کی انگنائی صحن خانہ (تعلیم اللغات) والعرب تقول نزل بساحة فلان العذاب والعقوبة وذالك اذا نزل به (ابن جریر) صباح المنذرین مخصوص بالذم محذوف ہے تقدیراً اسطرح ہے۔ فساء صباح المنذرین صباحهم (بیضاوی) عرب کی عادت تھی کہ راتوں رات راستہ طے کرکے صبح قتل و لوٹ کیا کرتے۔ اسی لئے غارت کا نام صباح رکھا گیا۔ اگر لوٹ دوسرے وقت بھی ہو تو صباح کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عذاب کو اُس لشکر سے تشبیہ دی جو یکایک اُن پر آجائے اور لوٹ و قتل کرنے لگے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قریب خیبر صبح کے وقت پہنچے تو اسطرح فرمایا۔ اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرین (ابن کثیر از بخاری ومسلم) وَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۔ یہ پہلے قول کی تاکید ہے یا یہ کہ اطلاق بعد تقیید ہے۔ کیونکہ پہلے وابصرهم میں مفعول لفظاً مذکور ہے۔ اور وابصر میں مقدر اس لئے یہاں مفعول عام مقدر کرنا چاہئے۔ اور پہلے میں خاص۔ یا یہ کہ پہلا عذاب دنیا کیلئے۔ اور دوسرا عذاب آخرت کیلئے ہے (خفاجی) ۔ ١٢

37-1

عَمَّا يَصِفُونَ ٥ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ (اے نبی) تمھارا پروردگار صاحب عزت

جو یہ (کافر) بیان کرتے ہیں اُس سے پاک ہے۔ اور رسولوں پر سلام ہو۔ اور سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے۔ جو ساری جہان کا پروردگار ہے[1] سبحان فرما کے تمام صفاتِ سلبیہ سے خود کو منزہ کیا۔ اور رب العزت فرما کے تمام صفاتِ کاملہ کو اپنے لئے ثابت کیا۔ چونکہ مرسلین اللہ تعالیٰ اور اسکے بندوں میں واسطہ ہیں[2] اسلئے ان کے علوِ شان کے لحاظ سے ان پر سلام فرمایا اور اپنی تسبیح و تحمید کے درمیان میں انکا ذکر کیا۔ سابق میں بعض رسولوں پر خاص طور سے سلام فرما چکا تھا اس لئے اب عام طور سے سلام فرما کے[3] خصوص ہمارے سرکار سید المرسلین علیہم السلام کو بھی شامل کیا کیونکہ اس کے پہلے ربک فرما کے آپکو مخاطب بھی کر چکا ہے۔ اور سب تعریف اللہ کیلئے ہے جو ساری جہان کا پروردگار ہے جسنے اپنے رسولوں اور انکی تابعین کو طرح طرح کی نعمتیں بخشیں اور عاقبت کی خوبیاں بھی انہی کیلئے خاص کیں[4] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اچھا معلوم ہو کہ قیامت کے روز اسکا ثواب پیمانے بھر پورا دیا جائے تو اسے چاہئے کہ مجلس سے اٹھتے وقت "سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ کہے"

للہ الحمد کہ تفسیر سورۂ والصافات پوری ہوئی۔ اسمیں جو کچھ کم و بیشی ہوئی ہو اللہ تعالیٰ درگذر فرمائے آمین یا رب العالمین

لہ اپنے پالنے والے سے منہ پھیرنیوالا کتے سے بدتر ہے۔ ؎ مرسگاں را چوں وفا آمد شعار ٭ آں سگاں ز ننگ و بدنامی میار ٭ چوں سگاں ہم مرسگاں را ناصح اند ٭ کہ دل اندر خانۂ اول ببند ٭ آں در اول کہ خوردی استخواں ٭ سخت گیر و حق گذاری را بماں ٭ می گزندش کاے سگ طاغی برو ٭ با ولی نعمتت یاغی مشو ٭ بر ہماں در ہمچو حلقہ بستہ باش ٭ پاسبان و چابک و برجستہ باش ٭
سلہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تم لوگ جب مجھپر سلام بھیجا کرو تو دوسرے رسولوں پر بھی سلام بھیجا کرو (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) سلہ یہ تعمیم بعد تخصیص ہے اس لئے امتیوں کی تعلیم مقصود ہے کہ کسطرح اسکی تسبیح و تحمید کریں اور اس کے رسولوں پر سلام بھیجیں
سلہ ابن کثیر از ابن ابی حاتم۔ اسیطرح ایک اور حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے۔ (ابن کثیر) ۱۲

38
Saad
Makky
Verses 88

سورۂ صٓ

مکی ہے۔ اس کے حروف ۳۰۶۳ کلمات ۷۳۲۔ آیات ۸۸ ہیں (نیشاپوری)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

38-2

صٓ ۔ وَالۡقُرۡاٰنِ ذِی الذِّکۡرِ ؕ بَلِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فِیۡ عِزَّۃٍ وَّ شِقَاقٍ ؕ آگاہ کرنے والے

قرآن کی قسم ہے (کہ وہ بات نہیں جو کافر کہتے ہیں) بلکہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ سرکشی اور مخالفت

میں ہیں۔ یعنی اپنی سرکشی و مخالفت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر وغیرہ کہتے ہیں لیکن

یہ نہیں سمجھتے کہ ان کے پہلے جن کافروں نے عیب لگایا انکا کیا حال ہوا جسطرح فرماتا ہے۔

38-3

کَمۡ اَہۡلَکۡنَا مِنۡ قَبۡلِہِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ فَنَادَوۡا وَّ لَاتَ حِیۡنَ مَنَاصٍ ۔ ہم نے ان سے پہلے بہت سی امتوں کو

صٓ ۔ حروف مقطعات سے ہے۔ ذی الذکر ۔ قال الضحاک ای التذکیر۔ وقال ابن عباس وغیرہ ذی

الذکر ذی الشرف ای ذی الشان والمکانۃ (ابن کثیر) ابن کثیر نے کہا کہ دونوں قولوں میں منافات نہیں ہے کیونکہ

قرآن شریف بزرگ اور پند و نصائح پر شامل بھی ہے۔ بل الذین ۔ قایم مقام جواب قسم ہے (ابن جریر) عزۃ ۔ عزت

دو قسم کی ہوتی ہے ایک حقیقی جو اللہ و رسول اور مومنین کیلئے ہے یہ محمود ہے۔ دوسری مصنوعی جو کافروں کیلئے دنیا

میں ہے یہ مذموم ہے اور اس آیت میں یہی عزت مراد ہے۔ (مفردات) شقاق ۔ الشقاق المخالفۃ (مفردات) و

الشقاق الخلاف والعداوۃ وشق علیہ الشیٔ من باب ردّ ومشقۃ ایضاً (مختار) لہ ما الامر کما یقول

ھٰؤلاء الکافرون (ابن جریر) یہ جواب قسم ہے۔ لات ۔ فرا کہتا ہے کہ اسمیں تا زائد ہے جیسا کہ ثمت اور

ہلاک کر ڈالا (جب عذاب آیا تو) پکارنے لگے اور چھٹکاریکا وقت نہیں رہا تھا یعنی جب عذاب
آگیا تو چلّانے اور اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگنے لگے۔ لیکن اسوقت نہ انکی مدد کی گئی اور نہ وہ کہیں
بھاگ سکے تعجب تو اسکا ہے کہ کفارِ قریش یہ سب کچھ سنکر پھر اپنی وہی ہٹ کر رہے ہیں جسطرح
فرماتا ہے۔ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ۖ انھوں آیۃ ۴
نے تعجب کیا کہ ان کے پاس انھیں سے ڈرانیوالا آیا ہے اور کافروں نے کہا کہ یہ جادوگر بڑا جھوٹا
ہے۔ کافروں نے تعجب کیا کہ جنسِ بشر سے رسول کیسا۔ اور یہ معجزات نہیں سحر کے کرتب ہیں
اور یہ ساری باتیں من گھڑت ہیں۔ **جب** کافرونکو انکی تکذیب پر کوئی دلیل نہ ملی تو اپنے
باپ دادا کی مخالفت ہی کو فرضی دلیل گردانکر اسطرح کہنے لگے۔ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ آیۃ ۵
اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ کیا اس نے سب معبودوں کو ایک معبود بنادیا۔ یہ تو بالکل عجیب بات
ہے یعنی ایسے شخص کی بات قابلِ التفات نہیں جہاں وہ توحید کی دعوت کریں وہاں ہرگز
نہ ٹھیرو۔ فوراً وہاں سے چلے جاؤ۔ چنانچہ ایک مجلس میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید[1]
کی دعوت کی تو وہ چلے گئے جسطرح فرماتا ہے۔ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى آیۃ ۶

(بقیہ صفحہ گذشتہ) دُبَت میں زائد ہے۔ بعض بصریوں کا قول ہے کہ اس کے معنے لیس کے ہیں (تا زائد نہیں ہے)
(مفردات) مَنَاص۔ ناص الی کذا التجأ الیہ وناص عنه ارتد ینوص نوصا والمناص الملجأ۔ (مفردات) النوص
التأخر یقال ناص عن قرنه ای فر وراغ وبابه قال ومناصا ایضا والمناص ایضا الملجأ والمفر۔ (مختار)۔
[1] ابن کثیر نے ابن ابی حاتم سے ایک طویل روایت میں اسطرح اسکا سببِ نزول بیان کیا ہے۔ ۱۲

اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۚۖ اور اُن کے سردار (مجلس نبوی سے) چل نکلے (یہ کہتی ہوئی) کہ
(اپنے طریقہ پر) چلو اور اپنے معبودوں (کی عبادت) پر اڑے رہو۔ کیونکہ یہ بات صرف (ذاتی
غرض کیلئے) ارادہ کی گئی ہے یعنی توحید[1] کی دعوت سے انکی یہ غرض ہے کہ تم لوگوں پر بلندی و شرف
حاصل کریں۔ اور توحید کا ذکر تو کسی ملت میں نہیں ہے یہانتک کہ جو آخری دین یعنی عیسے
۷ علیہ السلام کا دین ہے اسمیں بھی تین خدا ہیں۔ چنانچہ کہنے لگے۔ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ
الْاٰخِرَةِ ۚۖ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۚۖ ہم نے پچھلے دین میں یہ نہیں سنا۔ یہ تو صرف گھڑی ہوئی
بات ہے۔ یہ توحید کی دعوت تو محض افترا ہے کیونکہ ہم میں سے ان کیلئے نبوت کی تخصیص بلا وجہ ہے
جسطرح کافروں کے قول کو اللہ تعالے نقل فرماتا ہے۔ اَؤُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ بَلْ
۸ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ؕ کیا ہم میں سے اسی پر قرآن اتارا گیا بلکہ
وہ میری وحی سے شک میں ہیں۔ بلکہ انھوں نے میری عذاب کا مزا نہیں چکھا یعنی کافروں
نے سمجھا تھا کہ شرف مال سے ہے اور جسکے پاس مال زیادہ ہو وہی مستحق نبوت بھی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ
اُن کے شبہ کا اسطرح جواب دیا۔ کہ انھوں نے جو یہ سمجھا ہے وہ غلط ہے بلکہ انھوں نے قرآن کو جس طرح

[1] ابن جریر اور بعض نے کہا اس کے یہ معنی ہیں کہ تم جس دین پر قائم ہو وہی امر مقصود ہے جو بڑی کوشش سے حاصل کیا گیا ہے۔ الملة الآخرة۔ قال مجاهد وقتادة وابو زيد يعنون دين قريش وقال محمد بن كعب و السدى وابن عباس يعنون النصرانية (ابن كثير) اختلاق اختلقه وتخلقه افتراه (مختار) وقال مجاهد وقتادة كذب۔ وقال ابن عباس رضی الله عنهما تخرص (ابن كثير) ۱۲۔

چاہیئے غور نہیں کیا۔ اور وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ اب انکا شک دفع نہیں ہوسکتا۔ بلکہ جب یہ عذاب کا مزہ چکھیں گے اسوقت انکا شک دور ہوگا اور وہ مان جائیں گے۔ پھر انکے شبہ کا ایک اور طرح سے جواب دیتا ہے۔ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۝ (اے نبی) کیا ان ہی کے پاس تمھارے زبردست بخشنے والے پروردگار کی رحمت کے خزانے ہیں یعنی نبوت اللہ تعالے کا فضل و احسان ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ کافروں کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے ؎

چوں زحالِ مستحقاں آگہی	ہر چہ خواہی ہر کرا خواہی دہی
دیگراں را ایں تصرف کے رواست	اختیار ایں تصرف ہا ترا ست

بعد تعمیم کے اسطرح تخصیص فرماتا ہے۔ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۝ کیا انھیں آسمانوں اور زمین اور اُن چیزوں کی حکومت ہے جو اُن کے درمیان میں ہیں (اگر ان کیلئے ایسا ہی) تو چاہیئے کہ وہ آسمان پر چڑھ جائیں۔ یعنی ان چیزوں کی بادشاہت ان کیلئے نہیں ہے۔ اور یہ بادشاہت اللہ کی قدرت کا ایک شمہ ہے۔ پھر انسے بطور استہزا فرماتا ہے کہ اگر انھیں ایسی حکومت ہے تو وہ آسمان پر چڑھ جائیں اور جس پر چاہیں وحی بھیجیں

الاسباب۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ومجاهد وسعید بن جبیر وقتادة وغیرهم یعنی طرق السماء (ابن کثیر) له شرطه محذوف ای ان کان لهم ذلك فلیصعدوا فی المعارج ۱۲

لیکن اُنسے کچھ نہیں ہو سکتا اور وہ ہیں کس گنتی میں جسطرح فرماتا ہے۔ جُنْدٌ مَّا ھُنَالِكَ
مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝ وہاں لشکر نہیں ہے ایک لشکر شکست یافتہ ہوگا۔ یعنی عنقریب یہ
حقیر لشکر جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھائی کر کے آتا ہے بھاگ جائیگا تو پھر بھلا انھیں تدبیر الٰہی
اور تصرف امور ربانی میں کیا دخل ہو سکتا ہے۔ پھر ان کے حال کو پہلی جھٹلانیوالی امتوں کے
حال سے تشبیہ دیتا ہے۔ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۝ وَثَمُوْدُ وَ
قَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْــَٔيْكَةِ ؕ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ۝ اُنسے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور میخوں والا
فرعون اور ثمود اور لوط کی قوم اور ایکہ والے جھٹلا چکے ہیں یہ وہی گروہ ہیں یعنی سابقہ امتیں
جو تم سے مال و قوت میں زیادہ تھیں عذاب الٰہی کو دفع نہ کرسکیں پھر تم کس بھروسے پر تکذیب سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہو۔ کیونکہ موجب عذاب یہی تکذیب تھی جسطرح فرماتا ہے۔ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ
الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝ سب ہی نے رسولوں کو جھٹلایا تو میرا عذاب نازل ہوا۔ یعنی جب ان سبھوں نے
تمام رسولوں کا انکار کیا کیونکہ ایک کی تکذیب تمام کی تکذیب ہے تو اب ان کیلئے دنیا و آخرت میں
میرا عذاب لازم ہو گیا جسکے وہ منتظر ہیں جسطرح فرماتا ہے۔ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً

لَئیْکَۃَ بفتح و مکی و شامی ساکن بفتح لام و حذف ہمزہ و فتح تا کے۔

جند۔ خبر مبتدأ محذوف ای ھم جند و من الاحزاب صفتہ و مھزوم خبر ثان (روح) وھزم من باب ضرب (مختار) الایکۃ۔ ایک شجر ملتف و اصحاب الایکۃ قیل نسبوا الی غیضۃ کانوا یسکنونہا و قیل ھی اسم بلد (مفردات) غیضۃ بالفتح بیشہ و جنگل (منتخب) اسکی مفصل شرح تفسیر ہذا کے صفحہ (۱۱۵۸) سورۂ شعرا میں گذری۔ فحق۔ وجب علیھم او نزل علیھم عذابی (بغوی) ۱۲

فُوَاق حمزہ وکسائی ساتھ ضم فاکے دو لغتیں ہیں

آیت ۱۶-۱۷ تا ۲۰

مَالَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝ اور یہ لوگ صرف ایک سخت چیخ کا انتظار کرتے ہیں جسکے لئے دم بھر کا وقفہ نہوگا یعنی وہ صرف صور کی آواز کے منتظر ہیں جسے دم بھر کا وقفہ نہوگا۔ اور جب عذاب آجائیگا تو پلٹ نہ سکیگا۔ باوجود اس کے وہ عذاب کو جلد طلب کرتے ہیں جسطرح فرماتا ہے۔ وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝ بولے اے ہمارے پروردگار روزِ حساب سے پہلے ہمارا حصہ ہمیں جلد دیدے یعنی جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ جلد بھیجدے۔ چونکہ کافر یہ ٹھٹھے سے کہتے تھے اسلئے اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح تسلی دیتا ہے۔ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ۝ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝

تفسیر فواق

فواق۔ من توقف مقدار فواق وهو ما بين حلبتين فهو بحذف مضافين او رجوع وترداد فانه فيه يرجع اللبن الى الضرع (خفاجی) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ما لها من فواق يقول من ترداد (بمعنى الرد والصرف) وعنه ايضا ما لها من رجعة (ابن جرير) والفُواق بضم الفاء وفتحها ما بين الحلبتين من الوقت لانها تحلب ثم تترك سويعة يرضعها الفصيل لتدر ثم تحلب يقال ما اقام عنده الا فواقا وفي الحديث العيادة قدر فواق ناقة ومعنى قوله تعالى ما لها من فواق اى ما لها من نظرة وراحة وافاقة (مختار) والافاقة في الحلب رجوع اللبن۔ وكل درة بعد الرجوع يقال لها فيقة (مفردات) قطنا۔ القط النصيب المفروز كانه قط اى أفرز وقد فسر ابن عباس الاية (مفردات) قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ومجاهد والضحاك والحسن وغير واحد سألوا تعجيل العذاب (ابن كثير) الايد۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما السدی وابن زيد الايد القوة (ابن كثير) قال تعالى والسماء بنيناها بايد آد الرجل اشتد وقوى وبابه باع والايد والآد بالمد القوة (مختار) انه اواب۔ وهو الرجاع الى الله تعالى في جميع اموره وشؤنه (ابن كثير) آب رجع وبابه قال۔ واوبة وايابا ايضا والمآب المرجع (مختار) والاشراق۔ یعنی آفتاب کے طلوع ہونیکے وقت۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اشراق کے وقت بھی تسبیح و نماز ہے۔ چنانچہ ابن عباس سے روایت ہے

بیان اشراق

وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَّهُ أَوَّابٌ ۝ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝

(اے نبی) جو کچھ وہ کہتے ہیں اُس پر صبر کرو اور ہماری بندی قوت والی داؤد کو یاد کرو۔ بیشک وہ (اللہ کی طرف) بہت رجوع کرنیوالے تھے۔ بیشک ہمنے پہاڑونکو (انکی) تابع کردیا جو اُن کے ساتھ شام و صبح تسبیح کرتے ہیں۔ اور پرندونکو (بھی جمع کرکے۔ (یہ) سب انکے مطیع تھے۔ اور ہمنے انکی سلطنت کو مضبوط کردیا۔ اور ہمنے انھیں حکمت اور بات کا فیصلہ عطا کیا یعنی حضرت داؤد علیہ السلام علم و عمل میں کامل اور قوی تھے۔ چنانچہ حدیث[1] میں انکی کثرت عبادت کا ذکر ہے۔ آپ ہر حالت میں اللہ کی طرف رجوع رہتے تھے۔ اللہ تعالٰے نے بھی پہاڑوں اور پرندوں کو آپکا مطیع کردیا تھا۔ کہ وہ دن کے اولِ وقت اور آخرِ وقت آپکے ساتھ تسبیح کرتے آپکا ملک بہت[2] بڑا اور آپکی سلطنت مضبوط بنائی۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ روز فتح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت ضحیٰ یعنی چاشت کی نماز پڑھی۔ پھر میں سمجھ گیا کہ اسوقت کی بھی نماز ہے جسکا ذکر آیت میں بھی ہے (ابن کثیر ملخصاً)۔ اوّاب۔ قال سعید بن جبیر و قتادۃ و مالک عن زید بن اسلم و ابن زید ای مطیع (ابن کثیر) فصل الخطاب قال مجاھد ھو الفصل فی الکلام و فی الحکم و ھو المراد و اختارہ ابن جریر و عن ابی موسٰی فصل الخطاب اما بعد (ابن کثیر) [1] آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے کے نزدیک سب نمازوں سے داؤد علیہ السلام کی نماز زیادہ محبوب ہے اور روزوں سے بھی حضرت ہی کا روزہ زیادہ محبوب ہے۔ کیونکہ داؤد علیہ السلام آدھی رات سوتے اور تہائی رات نماز میں قیام فرماتے اور پھر چھٹے حصہ شب میں سو رہتے تھے۔ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے تھے۔ اور جہاد میں مقابلۂ کفار سے بھاگتے نہیں تھے۔ (ابن کثیر از صحیحین) [2] ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے دو آدمیوں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا۔ اُنمیں سے ایک نے داؤد علیہ السلام کے ہاں نالش کی اور دعوے کیا کہ میرا بیل اُس نے جبراً چھین لیا ہے۔ مدعٰی علیہ نے اس سے انکار کیا۔ مدعی کے

تسخیر داؤد علیہ السلام

عبادات حضرت داؤد علیہ السلام

اور اسکو حکمت یعنی نبوت دی اور کلام فصیل اور حکم فیصل دیا تھا یعنی قضیوں کے فیصلے کی قوت

عطا فرمائی۔ وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ○ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُدَ

فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ

وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ○ إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ

أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ○ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا

مِنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) پاس گواہ نہیں تھے۔ حضرت نے اس روز فیصلہ ملتوی کیا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ مدعی قتل کیا جائے۔ صبح حضرت نے فریقین کو طلب فرما کر مدعی کے قتل کا حکم دیا۔ اس نے عرض کیا یا نبی اللہ! میرا بیل بھی غصب ہوا اور مجھی کو قتل کیا جائے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرے قتل کا حکم دیا ہے۔ مدعی نے کہا یا نبی اللہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے قتل کا حکم دیا ہے تو اس سے پہلے میں نے اسپر جھوٹا دعوے کیا ہے بلکہ میں اس دعوے میں سچا ہوں مگر غالباً اسلئے حکم ہوا ہے کہ میں نے مدعی علیہ کے باپ کو دھوکے سے ایسی جگہ لیجا کر قتل کیا تھا کہ کسی کو اسکی اطلاع نہ تھی۔ پھر حضرت کے حکم سے وہ قتل کیا گیا۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس واقعے سے لوگوں کے دلوں میں داؤد علیہ السلام کی سخت ہیبت سما گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ (ابن کثیر از ابن جریر و ابن ابی حاتم) تَسَوَّرُوا۔ تسور بر دیوار آمدن (صراح) اِذْ دَخَلُوا

قال الفراء وقد جاؤ باذ مرتین ویکون معناهما کالواحد کقولک ضربتک اذ دخلت علی اذ اجترأت

مع انه یکون وقت الدخول ووقت الاجتراء واحد (کبیر) فَفَزِعَ۔ دو شخص کا ایک دیوار پر چڑھ کے

آنے سے آپ گھبرائے۔ وَلَا تُشْطِطْ۔ اشطّ فی القضیة ای جار (مختار) اِشْطَاط۔ جور کردن در حکم (صراح)

نَعْجَةٌ۔ النعجة الانثی من الضأن وجمعها النعاج (مفردات) اَکْفِلْنِیْهَا۔ ای ملکنیها لان من کفل

صغیرا کان فی تصرفه۔ وکل امن ملک۔ فاستعمل بمعناه لتقاربهما (خفاجی) پس گفت بهره من کن آنرا۔

(صراح) عَزَّنِی۔ ای غلبنی یقال عزّه یعزّه اذا قهره وغلب (ابن کثیر) بِسُؤَالِ۔ السؤال مصدر مضاف

وَظَنَّ دَاوُدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۝ اور (اے نبی) کیا تمھیں جھگڑنے والوں کی
خبر پہونچی۔ جبکہ وہ دیوار چڑھکر صدر مکان میں آگئے (اور) داؤد کے پاس داخل ہوئے تو وہ انسے گھبرا گئے۔ انھوں نے
کہا ڈریے۔ (ہم) دو جھگڑنے والے ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے اب ہم میں انصاف
سے فیصلہ کر دیجیے اور حد سے تجاوز نہ کیجیے۔ اور ہمیں سیدھا راستہ دکھائیے۔ بیشک یہ میرا بھائی ہے جسکے پاس
ننانوے دنبیاں ہیں۔ اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے پھر (بھی) اس نے کہا کہ تو وہ بھی مجھے حوالے
کردے۔ اور مجھے گفتگو میں سختی کی ہے۔ داؤد نے کہا بیشک اس نے تیری دنبی کو اپنی دنبیوں میں
(ملانے کیلئے) مانگنے کی وجہ سے تجھ پر ظلم کیا ہے۔ اور بیشک اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں
مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے اور ایسے لوگ بہت ہی تھوڑے ہیں۔ اور داؤد نے خیال کیا
کہ ہم نے انھیں آزمایا ہے پھر انھوں نے اپنے پروردگار سے بخشش چاہی اور سجدے میں گر پڑے اور رجوع
کی۔ اللہ تعالی نے اس قصہ کو بطور اجمال بیان فرمایا۔ اور اسکے رسول ہمارے سردار صلی اللہ علیہ وسلم

(بقیہ صفحہ گذشتہ) الی مفعوله وتعديته الى المفعول الآخر بالى لتضمنه معنى الاضافة والضم كانه قيل انضم
نعجتك الى نعاجه على وجه السؤال والطلب (روح البيان) الخلطاء۔ خلط الشیٔ بغيره من باب ضرب
فاختلط۔ والخليط المخالط وهو واحد وجمع۔ وقد يجمع على خلطاء (مختار) قليل۔ وفيه مبالغة من وجوه
وصفه بالقلة وتنكير قليل وزيادة ما الابهامية (خفاجی) انما۔ وما فی انما كافة (روح البيان) فتنه۔
قال ابن عباس اى اختبرناه (ابن كثير) وخر راكعا۔ اى ساجدا ويحتمل انه ركع اولا ثم سجد (ابن كثير) على
ان الركوع مجاز مرسل عن السجود لانه لافضائه اليه جعل كالسبب ثم تجوز به عنه (خفاجی) وخر لله ساجدا
يخر بالكسر خرورا اى سقط (مختار) ۱؎ اى نحن خصمان۔ خبر مبتدا محذوف کی ہے (کبیر) ۲؎ مفسرین نے یہاں

سے بھی کوئی تفصیل صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہوئی تو پھر ہماری کیا طاقت ہے کہ کچھ ہم اپنی طرف سے بولیں۔ ہاں اگر کوئی لغزش داؤد علیہ السلام سے ہوئی بھی ہو تو وہ ایسی ہوگی کہ جسے ابرار کے حسنات میں شمار کریں گے جو مقربین کے درجہ میں سیئات میں شمار ہوتی ہے۔ اور شاید ایسی ہی لغزش کے سبب سے چالیس روز تک آپ سجدے میں پڑے رہے۔ اللہ تعالےٰ نے بخشدیا اور آپ کی تعریف کی جسطرح فرماتا ہے۔ فَغَفَرْنَا لَهُ ذٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ تو ہم نے اونکی یہ (لغزش) بخشدی۔ اور بیشک البتہ اون کیلئے ہمارے پاس تقرب اور ۲۵

السجدۃ حنفیوں کے ہاں واجب شافعی اور حنبلیوں کے ہاں سجدہ شکر ہے ۱۲

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ایک قصہ (اوریا کی عورت کا) ذکر کیا ہے جو بکثرت یہودیوں کی روایات سے ماخوذ ہے اور اس بارہ میں ہمارے نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوا جسکی پیروی کی جاتی اور ابن ابی حاتم کی ایک حدیث ہے جسکی سند بسبب یزید کے ضعیف ہے (ابن کثیر) تفسیر حسینی میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے قصہ میں اور اوریا کی عورت کے ساتھ آپ کے نکاح کرنے میں بہت اختلاف ہے بعضے مفسروں نے یہ قصہ اسطرح بیان کیا کہ شرع اور عقل اوسے قبول کرنے سے انکار کرتی ہے جو کچھ صحت کے قریب معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اوریا نے ایک عورت کے ساتھ اپنے نکاح کا پیام دیا اور قریب تھا کہ اوسکا نکاح اوس عورت کے ساتھ ہو جائے۔ عورت کے ولیوں کو اوس کے ساتھ کچھ خرخشہ پڑا تھا۔ انہوں نے اوس عورت کو اوریا کے ساتھ نکاح نہ کرنے دیا۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے ساتھ نکاح کا پیام دیا اور حضرت داؤد کی ننانوے بیبیاں تھیں آپ نے اوسکی بھی خواہش کی" صوفیہ فرماتے ہیں کہ تجلی التباسی ہوتی ہے پھر آخر میں مشاہدہ عطا فرماتا ہے۔ یہ عاصی کہتا ہے کہ پیغمبروں کے بعضے حالات آیات متشابہات کی طرح ہیں۔ انکی معصومیت مسلّم ہے اس میں کسی طرح شک کرنا نہ چاہئے۔

لہ وقد ذكر انه استمر ساجدا اربعين صباحا (ابن كثير) لزلفى۔ الزلفى القربة والمنزلة وهي اسم المصدر (مختار) ۱۲۔

٢٦

اچھا ٹھکانا ہی یعنی ہم نے ازل سے انھیں نبوت کیلئے منتخب کیا جو بڑے تقرب کا درجہ ہے اور دنیا سے انتقال کرنیکے بعد انکے لئے جنت میں اعلیٰ مقام ہے۔ داؤد علیہ السلام کے اس رونے سے وہ لغزش ایسی معاف ہوگئی گویا ہوئی ہی نہ تھی۔ اور اوس رونے کے باعث اعلےٰ مقامات عنایت ہوئے یہانتک کہ آپ کو خلافت عنایت کی جسطرح فرماتا ہے۔ یٰدَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ ۝ اور (ہم نے کہا) اے داؤد بیشک ہم نے تمھیں زمین میں خلیفہ کیا۔ تو لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کرو۔ اور خواہش کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمھیں اللہ کے راستہ سے گمراہ کر دیگی بیشک جو لوگ اللہ کے راستہ سے بھٹکجاتے ہیں ان کیلئے سخت عذاب ہے کیونکہ انھوں نے روزِ حساب کو فراموش کردیا۔ اللہ تعالےٰ نے اسمیں عام حاکموں کو بھی نفس کی پیروی کرنے پر نصیحت کی۔ اور راہِ حق اور روزِ حساب کی بھولنے پر وعیدِ شدید فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالےٰ کے پاس زیادہ محبوب مقرب پادشاہ عادل ہوگا۔ اور مبغوض اور زیادہ عذاب کے لایق پادشاہِ ظالم ہوگا۔" یوں تو ہر شخص اپنے نفس کا حاکم ہے اور اوس سے بھی پوچھ ہونیوالی ہے کیونکہ تمام مخلوق کی پیدایش سے کوئی غرض صحیح

لھم عذاب شدید۔ قال السدی لھم عذاب شدید ای ترکوا ان یعملوا الیوم الحساب (ابن کثیر) لہ امام احمد و ترمذی (ابن کثیر) ۱۲۰

آیت ۲۷ مقصود ہو جس طرح فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذٰلِكَ ظَنُّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۚ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
۲۸ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۖ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝ اور ہم نے آسمان و زمین اور جو کچھ
ان کے درمیان میں ہے بیکار نہیں پیدا کیا۔ یہ انکا گمان ہے جنھوں نے کفر کیا جن لوگوں نے
کفر کیا انپر افسوس ہے آگ سے۔ کیا ہم انھیں جو ایمان لائے اور نیک کام کئے زمین میں فساد کرنیوالو
کیطرح کر دیں گے یا پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں گے یعنی آسمان و زمین کی پیدایش
محض لغو اور بے حکمت نہیں۔ ہاں کافروں کا ایسا خیال ہے کہ جو کچھ ہے یہی دنیا ہے حشر و قیامت
کچھ بھی نہیں۔ اس عقیدہ سے وہ آگ کے مستحق ہوں گے وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ عادل
و حکیم ہے۔ بھلا جو عادل ہو وہ کسطرح مومنین و کافرین اور فاسقین و متقین کو یکساں کریگا
اسلئے ضرور ہوا کہ ایک دوسرا مکان ہو جہاں مطیع و مظلوم کو ثواب اور کافر و ظالم کو عذاب ہو
آیت ۲۹ جب قرآن میں یہ عمدہ عمدہ مضامین اور یہ دلائل صحیح مذکور ہوئے اسلئے قرآن مجید کی مدح
اسطرح فرماتا ہے۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝
(اے نبی) یہ کتاب جسے ہم نے تمھاری طرف اتارا ہے بابرکت ہے تاکہ لوگ اسکی آیتوں میں غور کریں اور
عقلمند اس سے نصیحت لیں یعنی قرآن وہ کتاب ہے جسکی کنہ عظمت نہیں پہچانی جاتی ہم نے
ہمارے مقامِ عظمت سے ای اعظم خلایق تیرے اتارا ہے جسمیں ہرطرح کی بھلائی ہے۔ تاکہ آیات میں

غور و فکر کرکے استخراج علوم کریں۔ اور اہل عقل نصیحت لیں۔ بعد قصہ داؤد علیہ السلام ان کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کا قصہ بیان فرماتا ہے۔ وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ۝ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ۝ اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا فرمایا۔ بہت اچھے بندے تھے کہ وہ (ہماری طرف) بہت رجوع کرنے والے تھے۔ جب شام کو ان کے پاس عمدہ تیز رفتار گھوڑے پیش کئے گئے۔ تو انھوں نے کہا کہ بیشک میں نے مال کی محبت کو اپنے پروردگار کے خیال سے پسند کیا۔ یہاں تک کہ (گھوڑے) پردے میں چھپ گئے (سلیمان نے حکم دیا کہ) ان (گھوڑوں) کو میرے پاس لاؤ پھر وہ گردنوں اور پنڈلیوں پر (ہاتھ) پھیرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو فرزند سلیمان پیغمبر عطا فرمایا۔ سلیمان اچھے بندے تھے خشوع و خضوع سے بہت طاعت و عبادت کرتے تھے۔ ایک روز آپ کے سامنے بعد ظہر تیز رفتار گھوڑے پیش کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ میں مال کی محبت کو یعنی گھوڑوں کو اپنے پروردگار کے لحاظ سے دوست رکھتا ہوں

بالعشی۔ وھو من زوال الشمس الی الصباح (مفردات) الصّٰفِنٰت الجیاد۔ مجاہد نے کہا صافن وہ ہے جو تین پاؤں پر کھڑا ہو اور ایک ہاتھ یا پاؤں اٹھا لیا ہو۔ جیاد تیز رفتار۔ اکثر لوگوں نے سلف کے اسی طرح کہا (ابن کثیر) جیاد واحدھا جواد (ابن جریر) وصفن الفرس یصفن صفونا قام علی ثلاث قوائم وطرف حافر الرابعۃ دون قیدا یدا او رجل (تاج العروس) توارت۔ استترت فطفق ای جعل یفعل کذا (قاموس) مسحا المسح کالمنع امرار الید علی الشیء السائل۔ او المتلطخ لاذہابہ۔ ومن المجاز المسح القطع (قاموس القدیم) - بالسوق - جمع ساق - ١٢

بالسوٗق ہمزہ بجائے واو۔ پھر بالسوق ہمزہ مضمومہ قبل واو نقل پڑھتے ہیں ١٢

بیشک میں نے مال کی محبت کو اپنے پروردگار کی یاد سے (غافل) ہو کر پسند کیا یہاں تک کہ (آفتاب) پردے میں چھپ گیا سلیمان نے حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو میرے پاس واپس لاؤ پھر وہ انکی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹنے لگے

طبیعت کے لحاظ سے۔ اسی لئے جب گھوڑے سامنے سے چلے گئے تو پھر اسکے لانیکا حکم دیا۔ کیونکہ وہ آخرت باعث ازدیاد محبت الٰہی تھے۔ اسی لئے آپ انکی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو خدا تعالیٰ سے آخرت کی نعمتیں حجاب نہیں ہو سکتیں تو دنیا کی نعمتیں کیا شئے ہیں۔ بلکہ آپ جو ان گھوڑوں کو چاہتے تھے تو اسی خیال سے کہ وہ جہاد میں کام آتے ہیں۔ اسی قول کو شیخ اکبر اور صاحب تفسیر کبیر نے اختیار کیا۔ اور یہاں ایک دوسرا قول بھی ہے۔[1] پھر ایک قصہ سلیمان علیہ السلام کا اس طرح بیان فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا

دوسرا قصہ سلیمان علیہ السلام کا

سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ اور بیشک ہم نے سلیمان کو آزمایا اور اُن کے تخت پر ایک دھڑ ڈال دیا پھر انہوں نے (ہماری طرف) رجوع کیا اس قصے کو بیان کیا

[1] جس کے معنے ہم نے حاشیہ پر لکھے ہیں۔ یعنی گھوڑوں کے دیکھنے میں جنکی محبت بوجہ جہاد تھی آپکی نماز عصر نسیانی سے قضا ہوگئی۔ اسی لئے آپنے کہا کہ ان گھوڑوں کو میرے سامنے پھیر لاؤ۔ پھر آپنے تلوار سے ان کی کونچے اور گردنیں کاٹنی شروع کیں۔ کیونکہ نیک آدمی کا قاعدہ ہے کہ جس چیز کی مشغولی میں یاد الٰہی سے فراموشی ہوتی ہے اسے دور کر دیتا ہے۔ ابن کثیر نے ابن ابی حاتم و ابن جریر سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان گھوڑوں کا مارنا انکی شریعت میں جائز ہوگا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان گھوڑوں کے عوض میں ہوا کو آپکا فرمانبردار بنایا جو ان سے بہتر تھی۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے کہ اس روایت کے لحاظ سے توارت کی ضمیر کا مرجع شمس ہے بدلیل ذکر عشی اور حجاب سے مراد حجاب افق آسمان ہے۔ اور بعضوں نے کہا توارت الخیل بالحجاب اللیل۔ اور پہلی روایت پر توارت کا مرجع خیل ہے۔ کرسیہ۔ الکرسی فی تعارف العامۃ اسم لما یقعد علیہ (مفردات) جسدا۔ الجسد کالجسم لکنہ اخص۔ (مفردات) [2] یعنی آدمی و جن و ملائکہ وغیرہ ذی العقول (منتخب) ۱۲

بہت سی روایتیں ہیں لیکن سب سے زیادہ ظاہر اور عصمتِ انبیا علیہم السلام کے لایق یہ ہی
جو حدیث[1] میں ہی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آجکی رات ستر عورتوں کے
پاس جاؤنگا۔ ہر ایک عورت ایک (جوان مرد) لڑکا جنیگی جو سوار ہو کر اللہ کی راہ میں
جہاد کریگا۔ اور آپنے انشاء اللہ نہ کہا۔ پھر آپ عورتوں کے پاس گئے۔ صرف ایک عورت
حاملہ ہوی۔ اور ادہورا بچہ جنا (جسے دائی جنائی نے لاکے کرسی پر ڈالدیا تاکہ سلیمان علیہ السلام
دیکھیں) پس قسم ہی اوس ذات کی جسکے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہی۔ اگر وہ
انشاء اللہ کہتے تو سب جوانمرد شجیع اور مجاہد پیدا ہوتے۔" آ انشاء اللہ نہ کہنا ترکِ اولےٰ تھا گناہ
نہ تھا۔ لیکن بلحاظِ مرتبۂ نبوت یہ بھی لغزش تھی اس لئے حق تعالےٰ کی جانب رجوع ہوئے اور
اسطرح بخشش چاہی۔ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْۚ اِنَّكَ
اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ کہا کہ میرے پروردگار مجھے بخشدے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما کہ میرے[2] بعد

[1] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات کو جنوں میں سے ایک
عفریت یعنی متمرد گمراہ نے چاہا کہ میری نماز کے سامنے آجاے تاکہ میری نماز قطع کرے۔ اور اللہ تعالےٰ نے مجھے طاقت
عطا فرمائی کہ وہ میرے قبضہ میں مسخر ہو گیا اور میرے دلمیں یہ ارادہ آیا تہا کہ میں اسے مسجد کے ایک ستون سے باندہ دوں
تاکہ صبح کو بچے اوس سے کہیلیں اور تم سب دیکھو پھر مجھکو اپنے بہائی سلیمان کا قول یاد آیا ھب لی ملکا لا ینبغی
لاحد من بعدی الآیہ۔ پس میں نے اس مردود کا باندھنا مناسب نہ جانا پس اللہ عزوجل نے اس
مردود کو خوار کر دیا (ابن کثیر از بخاری و مسلم وغیرہما) فقیر کہتا ہے کہ اس سے ثابت ہوا کہ ہمارے سردار صلی اللہ علیہ
وسلم کو جنات پر بھی حکومت تھی۔ لیکن اسے ظاہر فرمانا مناسب نہ سمجھا۔ ۱۲

[2] ... سے ثابت ہوا کہ ... (صلی اللہ علیہ وسلم) ...

کسی کو میسر ہو کیونکہ تو ہی بڑا عطا فرمانیوالا ہے۔ آپنے مغفرت و بخشش ملک سے پہلے طلب کی اس لئے
کہ امرِ دین دنیا سے پہلے طلب کرنا نیکبختوں کی عادت ہے چنانچہ خدا تعالے نے استغفار کی برکت سے
ہر طرح کی خیر و برکت دی اور آپ کی دعا قبول فرمائی جسطرح ارشاد ہے۔ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي
بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۝ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ۝ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ
فِي الْأَصْفَادِ ۝ هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ تو ہم نے ہوا کو انکا تابع
کیا جہاں وہ چاہتے تھے انکے حکم سے آہستہ آہستہ چلتی تھی اور ہر ایک عمارت بنانیوالے اور غوطہ
لگانیوالے شیطانوں کو (انکا تابع کیا) اور دوسروں کو (بھی) بیڑیوں میں جکڑے ہوئے۔ یہ
ہماری بخشش ہے اب تم احسان کرو یا رکھ چھوڑو (تمپر کچھ) حساب نہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام
کے حکم سے جہاں وہ چاہتے تھے چلا کرتی تھی اور شیاطین بھی آپکے فرمانبردار تھے بعضے تو بڑی بڑی
عمارتیں اور حوض وغیرہ بناتے بعضے دریا میں غوطہ لگا کر موتی اور جواہر وغیرہ عمدہ عمدہ اشیا
نکال لاتے بعضے سرکش و نافرمان مقید رہتے۔ پھر فرماتا ہے کہ یہ ملک و بادشاہت ہماری عطا ہے جسے

رُخَاءً۔ وهو بالضم الريح اللينة (قاموس) او لاتخالف ارادته كالمامور المنقاد۔ لان اللاين يكون بمعنى
الطاعة۔ والصلابة بمعنى العصيان (خفاجی) اَصَابَ۔ الاصابة الارادة (تاج العروس) ای اراد
من قولهم اصاب الصواب۔ فاخطأ الجواب (بیضاوی) بَنَّاءٍ۔ صیغہ اسم فاعل بطور مبالغہ ہے۔ بنی یبنی بنا
سے۔ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ۔ وقرنت الاسارى في الحبل شدد للكثرة۔ الاصفاد القيود واحدها صفد
(مختار) صفاد بالکسر دوال۔ و بند و غل کہ اسیر را بداں بہ بندند (منتخب) اصفاد جمع (صراح)۔ ۱۲

چاہو دو جسے چاہو نہ دو۔ کچھ بھی کرو تمھیں جائز ہے جن کا تم پر کچھ حساب نہیں۔ بعد دنیوی نعمتوں کے اخروی نعمت اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَاِنَّ لَہٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ اور بیشک سلیمان کیلئے ہمارے پاس تقرب اور اچھا ٹھکانا ہے۔ اسمیں اسکی تصریح ہے کہ جو کچھ ہم نے دنیا میں انھیں دیا اسیطرح انکے لئے آخرت میں بھی بڑا مرتبہ اور اچھا مقام ہے۔ جب ایک بادشاہ نبی کا حال بیان کرچکا تو اب ایک مصیبت زدہ نبی کا حال بیان کرکے آگاہ کرتا ہے کہ یہ لوگ فراغت و مصیبت ہر حال میں اللہ تعالے کو فراموش نہیں کرتے تھے جسطرح ارشاد ہوتا ہے کہ وَاذْکُرْ عَبْدَنَآ اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۝ اور (اے نبی) ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ بیشک شیطان نے مجھے رنج و درد پہونچایا یعنی تم تم حال میں طرح طرح کی تکلیف پہنچی۔ جب آپنے دعا کی تو خدا تعالے نے انکی دعا قبول فرماکے اسطرح حکم دیا۔ اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ ھٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝ ہم نے اونکی دعا قبول کی اور کہا کہ

عَذَابٍ تا اُرْکُضْ ...

ایوب۔ عبدنا سے بدل یا عطف بیان ہے اذ۔ بدل اشتمال ایوب سے ہے۔ مسنی۔ والمس یقال فی کل ما ینال الانسان من اذی (مفردات) بنصب۔ والنصب التعب ای للمشقۃ وبابہ سمع۔ اور وجہ تکلیف رفع درجات تھی نہ کہ پہلے آپ سے کوئی لغزش ہوئی تھی (حکیم ترمذی نوادر الاصول میں) اسکا پورا قصہ سورۃ انبیاء صفحہ ۱۵۹ میں گزرا۔ ارکض۔ الرکض الضرب بالرجل فمتی نسب الی الراکب فھو اغراء مرکوب نحو رکضت الفرس و متی نسب الی الماشی فوطء الارض (مفردات) رکض بالفتح جنبانیدن پاے و برانگیختن اسپ را پای زدن برائے تاختن (منتخب) مُغْتَسَلٌ۔ جائے غسل کرنے کی یا پانی کہ جس سے غسل کیا جائے۔ شراب ھو ما یشرب ویتناول من کل مائع (روح) ۱۲۰

اپنا پاؤں زمین پر مارو۔ (پاؤں مارتے ہی پانی بہنے لگا اور ہم نے کہا کہ) تمہارے لئے یہ ٹھنڈا ہے اور
پینے کیلئے یعنی اس سے غسل کرو اور اسی کو پی لو جس سے تمہاری تمام تکلیف دور ہو جائیگی چنانچہ ایسا ہی
اسیطرح کیا اور سب بیماری دفع ہوگئی اور بی بی اور بچے جو ہلاک ہوگئے تھے اوسکا معاوضہ دوچند دیا
یا یہ کہ انھیں کو زندہ فرما دیا اور انکی نسل سے اتنے ہی دیا جسطرح فرمایا ہے۔ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَ ۴۳
مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ اور ہم نے ایوب کو ان کے گھر کے
لوگ اور ان کے ساتھ انکے مثل اپنی مہربانی سے اور عقلمندوں کی نصیحت کیلئے عنایت کئے یعنی یہ عطا و
سرفرازی کا سبب رحمتِ الٰہی ہے اور لوگوں کو نصیحت و تذکیر مقصود ہے تاکہ اس انعام کو جب لوگ
سنیں تو انھیں بھی بلاؤں پر صبر حاصل ہو۔ اور جانیں کہ ع صبر تلخ است ولیکن بر شیریں
دارد۔ اور یہ بھی حکم ہوا۔ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ ۴۴
صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ اور (ہم نے کہا کہ) اپنے ہاتھ میں گھاس کا ایک مٹھا لیکر اپنی
بی بی کو مارو اور قسم کو نہ توڑو۔ بیشک ہم نے انھیں صبر کرنیوالا پایا۔ اچھے بندے تھے بیشک وہ (ہماری طرف)
بہت رجوع کرنیوالے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام نے اپنی بی بی سے کسی بات پر خفا ہو کر قسم کھائی تھی

ضِغْثًا۔ الضغث قبضة ريحان او حشيش او قضبان وجمعه اضغاث (مفردات) ضغث بالکسر مشت
از گیاہ خشک و تر بہم آمیختہ اضغاث جمع (منتخب) وَلَا تَحْنَثْ۔ الحنث الخلف في اليمين تقول احنثه في
يمينه فحنث (مختار) حنث بالکسر خلاف سوگند کردن از سمع یقال حنث في يمينه و
احنثته (صراح) ۔۱۲

کہ اگر مجھے شفا ہوگی تو تمھیں سو کوڑے مارونگا۔ جب شفا و صحت ہوی تو اللہ تعالے نے ایوب
علیہ السلام کی بی بی پر جو انکی خدمت کرتی تھیں رحم فرما کے یہ حیلہ تبلایا کہ مٹھا گھاس لیکر مارو
جس سے تمھاری قسم نہ ٹوٹیگی اور نذر بھی پوری ہوجائیگی **اب** مشاہیر انبیاء علیہم السلام کا حال بطور اجمال
ذکر فرماتا ہے۔ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ ۝ اِنَّآ
اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ وَاذْكُرْ
اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝ اور (اے نبی) ہمارے بندے ابراہیم و اسحق
و یعقوب کو یاد کرو جو قوت و بینائی والے تھے۔ بیشک ہم نے انھیں ایک خاص بات (یعنے)
اوس گھر کی یاد کیلئے منتخب کیا۔ اور بیشک وہ ہمارے پاس برگزیدہ نیکوں میں سے ہیں۔ اور (اے نبی)
اسمٰعیل و الیسع و ذوالکفل کو یاد کرو اور یہ سب نیکوں میں سے ہیں۔ **بعد** مدح انبیاء علیہم السلام
عام طور سے متقیوں کی مدح بیان فرماتا ہے اور ان کے لئے جنت کی خوش خبری دیتا ہے۔

عِبٰدَنَا کی افراد سے ۱۲
بِخَالِصَةٍ نافع و ہشام باضافت ترک تنوین سے ۱۲
وَالْيَسَعَ حمزہ و کسائی تشدید اور سکون یا سے ۱۲

اولی الایدی والابصار۔ قال علی بن طلحة عن بن عباس رضی اللہ عنہما اولی الاید یقول اولی القوة والابصار یقول الفقه فی الدین (ابن کثیر) انا اخلصنٰهم بخالصة۔ قال مجاهد ای جعلناهم یعملون الآخرة لیس لهم همّ غیرها وکذا قال السدی ذکرهم للآخرة وعملهم لها۔ وقال مالک بن دینار نزع اللہ تعالی من قلوبهم حب الدنیا وذکرها وکذا قال عطاء الخراسانی وقال سعید بن جبیر یعنی بالدار الجنة (ابن کثیر) بخالصة ای خاصة (مجاہد) لخصلة خالصة۔ ذکری الدار۔ بمعنی التذکر مضاف الی مفعوله وهو خبر مبتدأ محذوف والجملة صفة خالصة (روح) ۱۲

آیت ۴۹ - ۵۴

هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ
فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ هٰذَا
مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝ یہ نصیحت ہے۔ اور
بیشک پرہیزگاروں کیلئے البتہ اچھا ٹھکانا ہے (یعنی) رہنے کے باغ جن کے دروازے (اُن کیلئے)
کھولے جانیوالے ہیں جنمیں وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے وہاں بہت میوے اور شراب طلب
کریں گے۔ اور انکے پاس نیچی نگاہ والی ہم سن عورتیں ہونگی (اُن سے کہا جائیگا کہ) یہ وہ ہے
جسکا تمسے روزِ حساب کیلئے (دنیا میں) وعدہ دیا جاتا تھا۔ بیشک یہ ہمارا (دیا ہوا) رزق ہے جسکو
فنا نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان آیتوں میں جنتیوں کے مکانوں اور ان کے کھانے پینے اور
انکی بیبیوں کی تعریف بیان کی۔ اور آخر میں فرمایا کہ یہ نعمتیں ہمیشہ کیلئے ہیں کبھی ختم نہ ہونگی۔
بعد متقیوں کے ذکر کے مجرموں کی مذمت اسطرح بیان فرماتا ہے۔ هٰذَا ۭ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝
جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ

آیت ۵۵ - ۵۸

مفتحۃ لہم الابواب۔ والالف واللام ھھنا بمعنی الاضافۃ کانہ یقول مفتحۃ لہم ابوابہا ای اذا جاؤھا
فتحت لہم ابوابہا (ابن کثیر) قصرات الطرف۔ وامرأۃ قاصرۃ الطرف لا تمدہ الی غیر بعلہا (مختار)
اتراب۔ ای متساویات فی السن والعمر۔ ھذا معنی قول ابن عباس رضی اللہ عنہما ومجاھد وغیرھما
(ابن کثیر) ترب بالکسر اللدۃ وجمعہ أتراب (مختار) ہم سالاں و دوستاں جمع ترب بالکسر (منتخب)۔
ھذا۔ ای الامر ھذا۔ أو خذ ھذا۔ المہاد۔ کالفراش لفظا ومعنی۔ وکذا المہد وقد یخص
بمقر الطفل (خفاجی) ھذا فلیذوقوہ۔ ھذا منصوب بمضمر یفسرہ فلیذوقوہ والفاء زائدۃ

تُوْعَدُوْنَ
مکی و بصری
یا رغیبت سے

غَسَّاقٌ
نافع و مکی و
بصری و شامی
و شعبہ بتخفیف
سین سے ۱۲
وَاُخَرُ
بصری الف
مضموم سے
۱۲

اَزْوَاجٌ ؕ یہ (سُن چکے) اور بیشک شریر سرکشوں کیلئے بُرا ٹھکانا ہے (یعنی) دوزخ جسمیں وہ داخل
ہوں گے تو (وہ) بُری جگہ ہے۔ اب اسکا مزا چکھو یہ گرم پانی اور پیپ ہے۔ اور دوسری اسی شکل کے
طرح طرح کے (عذاب) ہیں۔ ان آیتوں میں اشقیا کے مسکن اور ماکول و مشروب کی مذمت کی
پھر کافروں کا حال انکے ساتھ جنھیں وہ دنیا میں دوست سمجھتے تھے اسطرح بیان فرماتا ہے۔ هٰذَا
فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۟ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۭ اَنْتُمْ
قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝
یہ ایک گروہ ہے تمھارے ساتھ دوزخ میں داخل ہونیوالا۔ انکو مرحبا نہیں ہے۔ بیشک وہ آگ میں
داخل ہونیوالے ہیں۔ کہیں گے بلکہ تمھیں کو مرحبا نہو۔ تم ہی تو یہ (عذاب) ہمارے آگے لائے۔
تو دوزخ کیا بُرا ٹھکانا ہے۔ کہیں گے اے ہمارے رب جو کوئی یہ عذاب ہمارے آگے لایا پس اسے تو
دوزخ میں دگنا عذاب بڑھا دے جبکہ کافروں کا ایک گروہ جہنم میں پہونچ جائیگا۔ اور اُس کے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ای لیذوقوھذا فلیذوقوہ۔ او ھذا مبتدا أوخبرہ حمیم۔ والجملۃ فلیذوقوہ
معترضۃ کقولک زید فافھم رجل صالح۔ غسّاق۔ ما یقطر من جلود اھل النار (مفردات) غساق
حمیم کا ضد ہے یعنے یہ گرمی کا عذاب ہے اور وہ سردی کا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک ڈول
غساق کا دنیا میں بہا دیا جاے تو تمام دنیا والوں میں بدبو پھیل جائیگی۔ (ابن کثیر از ترمذی) وآخر من
شکلہ ازواج۔ قال الحسن البصری الوان من العذاب (ابن کثیر) یعنے طرح طرح کے عذاب ہوں گے جیسے
زمہریر و سموم اور گرم پانی کا پینا اور زقوم کا کھانا وغیرہ۔ مقتحم۔ تحم فی الامر رمی بنفسہ فیہ من غیر

بعد دوسرا گروہ داخل ہوگا۔ تو اگلے ان پچھلوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ لو ہمارے ساتھ دوسرا
گروہ بھی آگیا۔ یہ بھی دوزخ میں داخل ہونیوالے ہیں۔ انکو کسی طرح کی خوشی نصیب نہو۔ یہ
سُن کر وہ جواب دیں گے کہ تمھیں بھی خوشی نصیب نہو۔ اور کشادہ جگہ نہ ملے۔ کیونکہ تمہیں نے
ہمیں بہکا کر یہاں پہنچایا۔ آخر میں اسطرح یہ دعا کرنے لگیں گے کہ اے ہمارے پروردگار جس شخص نے
ہمارے لئے ایسی بُرائی کو پیش کیا ہے۔ تو اسے جہنم میں دونا عذاب بڑھادے پھر کافروں کا حال انکے
ساتھ جنھیں وہ دنیا میں اپنا دشمن سمجھتے تھے۔ اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَقَالُوْا مَالَنَا لَا نَرٰی

رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِؕ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ۝ اِنَّ ذٰلِكَ
لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ۠ اور کہیں گے ہمیں کیا ہوگیا کہ ہم اُن شخصوں کو نہیں دیکھتے ہیں
جنھیں ہم شریروں سے شمار کرتے تھے۔ کیا (ناحق) ہمنے اُنھیں مسخرہ ٹھیرایا تھا۔ یا ہماری نظریں
اُن سے چوک گئیں ؟ بیشک یہ دوزخیوں کی باہمی لڑائی سچی ہے۔ یعنی جب کافر دوزخ میں
جائیں گے تو اُن لوگوں کو دوزخ میں ڈھونڈیں گے جنھیں اپنے زعم میں گمراہ اور شریر و نکمّے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) رؤیتہ وبابہ خضع واُقحم فرسہ النہر فانقحم ای ادخلہ فدخل واقتحم الفرس النہر دخلہ
(مختار) قحوم۔ خویشتن را در کاری افگندن بے اندیشہ۔ از باب نصر (صراح) سِخْرِيًّا۔ سخر منہ من باب طرب
وسخرا بضمتین ومسخرا بوزن مذہب وقال الاخفش سخر منہ وبہ وضحک منہ وبہ وھزئ منہ وبہ
کلٌ یقال۔ والاسم السخریۃ والسخری بضم السین وکسرھا (مختار) سُخْرَۃٌ۔ ساتھ ضم کے مسخر کرنا
ہنسی کرنا۔ (نصیر اللغات)۔

اِتَّخَذْنٰهُمْ بصری وحمزہ و کسائی ساتھ ہمزۂ وصل کے رجال کی دوسری صفت ہے۔
سُخْرِيًّا نافع وحمزہ وکسائی ساتھ ضم سین کے۔

شمار کرتے تھے یعنی مسلمانوں کو تلاش کریں گے اور کہیں گے کہ جنھیں ہم دنیا میں شریر کیا کرتے تھے تو کیا سبب ہے کہ وہ آج نظر نہیں آتے۔ پھر اس خیال محال سے تشفی دیں گے کہ شاید وہ ہمارے ساتھ جہنم میں ہیں۔ لیکن ہمیں دکھلائی نہیں دیتے۔ اس لیے کہ ہماری نگاہیں پتھرا گئی ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جسطرح ہم نے تمھیں اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوزخیوں کے جھگڑے سے آگاہ کیا وہ بیشک حق ہے اور اسیطرح ہوگا۔ اسی لیے پھر انھیں دعوتِ توحید دو چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۢ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (اے نبی) کہدو میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔ اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو اکیلا اور غالب ہے (وہی ہے) رب آسمانوں اور زمینوں کا۔ اور اس چیز کا جو ان کے درمیان میں ہے۔ وہی زبردست بخشنے والا ہے۔ (اے نبی) کہدو کہ وہ (قرآن) بڑی چیز ہے۔ تم اس سے منہ پھیر لیتے ہو۔ مجھے ملاءِ اعلیٰ کا کچھ علم نہ تھا جب وہ جھگڑتے تھے مجھے کچھ وحی نہیں کی گئی۔ سوائے اسکے کہ میں صریح ڈرانیوالا ہوں یعنی میں تمھیں عذابِ الٰہی سے ڈرانیوالا ہوں۔ اور تمھارا جو گمان ہے کہ ساحر و شاعر ہوں وہ بالکل غلط ہے۔

[1] دوسرے مقام پر فرمایا کہ پھر پردہ کافروں کی نظر سے اٹھا دیا جائیگا۔ اور وہ مسلمانوں کو جنت میں دیکھکر کہیں گے کہ ہمیں پانی یا جو کچھ تمھیں دیا گیا ہے اس میں سے کچھ ہمیں دو۔ [2] مجاہد و شریح قاضی و سدی نے کہا کہ ھو کا مرجع قرآن ہے (ابن کثیر)

تمھیں تو اسکا اقرار چاہئے کہ اللہ تعالے کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے جسکا کوئی شریک نہیں۔ اور وہ قہار ہے جو ساری جہان اوسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ قہار کے لفظ میں تخویف و ترہیب کا اشارہ تھا اب امید دلاتا ہے کہ میں ہی سبکا پالنے والا بھی ہوں۔ پھر عزیز و غفار فرما کر قہر و لطف کی تاکید کی یعنے وہ ایسا عزیز کہ جو تکبر کرے اُسے آگ میں اور جو استغفار کرے اُسے جنت میں داخل فرماتا ہے۔ پھر قرآن مجید کی تعریف فرمایا ہے کہ جسمیں عمدہ عمدہ خبریں مذکور ہیں کہیں توحید و نبوت کا ذکر کہیں حشر و قیامت و جنت و نار کا بیان ہے جس سے تم روگرداں ہوتے ہو۔ قرآن کے معجزہ ہونے میں کچھ شک نہیں کیونکہ ملاء اعلےٰ کا یعنے فرشتوں کا آدم علیہ السلام کے قصہ میں[1]

[1] معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک مرتبہ صبح کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لانے میں دیر فرمائی۔ اور ہم لوگوں نے سخت انتظار کیا یہانتک کہ ایسا وقت قریب آگیا تھا کہ ہم لوگ آفتاب کی کرن دیکھ لیں۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ پس فجر کی تثویب یعنے اقامت کہی گئی۔ پھر آپنے نماز پڑہائی اور نماز میں اختصار فرمایا۔ جب سلام پھیرا تو ہم لوگوں سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ اپنی جگہ پر بیٹھے رہو۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آجکی رات میں نماز کے واسطے کھڑا ہوا۔ جسقدر اللہ تعالے نے میرے واسطے مقدر فرمائی تھی اسقدر میں نے نماز پڑہی۔ پھر میں اپنی نماز میں اونگھنے لگا پھر جاگا۔ پس اس بیچ میں میں نے اپنے رب عز و جل کو نہایت بہتر صورت میں دیکھا۔ رب عز و جل نے مجھ سے فرمایا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم جانتے ہو کہ ملاء اعلےٰ کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اے رب میں نہیں جانتا۔ اس کلمہ کو تین مرتبہ اعادہ فرمایا۔ پھر اپنا ید مبارک میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا۔ یہانتک کہ میں نے انامل کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی پس میرے واسطے ہر چیز کھل گئی اور میں نے پہچان لی۔ پھر مجھسے فرمایا کہ اے محمد ملاء اعلےٰ کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کفارات میں اور درجات میں جھگڑا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ کون کون چیزیں کفارات ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نماز

جھگڑا اور ساری آسمانی باتوں کا مجھے علم نہ تھا اور یہ جو وحی سے مجھے علم ہوا ہے وہ اسی لئے ہے کہ میں تمہیں صاف طور سے ڈراؤں۔ اب اللہ تعالےٰ اس سورہ کو قصہ آدم علیہ السلام پر ختم فرمایا اس لئے کہ قریش بسبب حسد و کبر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نزاع کرتے تھے اور اسی سبب سے ابلیس بھی خراب و مردود ہوا۔ تا کافر یہ قصہ سنکر وہ دونوں خصلتیں چھوڑ دیں۔ چنانچہ وہ قصہ اس طرح ہے۔

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَىَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) جماعت کیلئے پاپیادہ چلنا اور مسجد میں نمازوں کے بعد انتظار میں بیٹھنا۔ اور جن اوقات میں نفس پر وضو کرنا گراں ہوتا ہے اسوقت پورا وضو کرنا۔ پھر فرمایا کہ درجات کیا ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کھانا کھلانا اور نرم کلام بولنا اور جسوقت لوگ سوتے ہیں اسوقت نماز پڑھنا۔ پھر فرمایا کہ تم مانگو۔ میں نے عرض کیا کہ الٰہی میں مانگتا ہوں کہ مجھے نیکیاں کرنے کی اور برائیاں چھوڑنے کی توفیق دے اور مساکین کی محبت عنایت کر اور مجھپر رحم فرما اور جب کسی قوم کے ساتھ تیرا ارادہ متعلق ہو کہ انھیں فتنہ میں ڈالے تو مجھے بغیر فتنہ کے وفات دیدے۔ اور میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں کہ مجھے تیری محبت حاصل ہو اور جو شخص تجھسے محبت کرتا ہے اسکی محبت حاصل ہو۔ اور ایسے کام سے مجھکو محبت ہو جو مجھے تیری محبت پیدا کر دے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حق ہے اسکو سیکھ لو اور سکھلاؤ (ابن کثیر از امام احمد و ترمذی)

فقعوا لہ ساجدین۔ عبارۃ عن مبادرتھم الی السجود۔ استکبرت۔ اسکا الف قطعی ہے۔ اصل میں أاستکبرت تھا۔ ہمزہ استفہام جو توبیخ و انکار کے لئے ہے ہمزہ وصل پر آیا۔ ہمزہ وصل کو تلفظ میں حذف کیا گیا اور رسم خط قرآنی میں لکھنے میں بھی حذف کیا گیا۔ العالین۔ یعنی جو مستحق تفوق و بلندی کے ہیں۔ بعض صوفیہ نے

فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا فَاِنَّكَ رَجِيۡمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَيۡكَ لَعۡنَتِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِىۡۤ 38-7

اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الۡمُنۡظَرِيۡنَ ۝ اِلٰى يَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ 38-80

لَاُغۡوِيَنَّهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ۝ قَالَ فَالۡحَقُّ وَالۡحَقَّ اَقُوۡلُ ۝ لَاَمۡلَئَنَّ

جَهَنَّمَ مِنۡكَ وَمِمَّنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ۝ (اے نبی یاد کرو) جب تمہارے پروردگار نے

فرشتوں سے کہا۔ کہ بیشک میں ایک بشر مٹی سے پیدا کرنیوالا ہوں۔ پھر میں جب اسکو برابر

کرلوں۔ اور اسمیں اپنی روح پھونک دوں۔ تو تم اس کیلئے سجدہ میں گر پڑو۔ تو سب ہی فرشتوں

نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے سرکشی کی اور کافروں میں سے ہو گیا۔ اللہ نے فرمایا اے ابلیس کس

چیز نے تجھے اسے سجدہ کرنے سے منع کیا۔ جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا کیا تو نے تکبر کیا۔ یا تو (حقیقت میں)

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کہا کہ عالین سے مراد وہ ملائکہ ہیں جو شہود حق میں مستغرق ہیں۔ یوم یبعثون۔ یعنی جسدن کہ لوگ اپنی قبروں سے جزا کیلئے اٹھائے جائیں گے یعنی روز قیامت۔ اس سے ابلیس کی غرض یہ تھی کہ موت سے بالکل نجات پائے کیونکہ روز بعث کے بعد موت نہیں۔ یوم الوقت المعلوم۔ یعنے وہ وقت جو اللہ تعالیٰ نے فناء خلق کے لئے مقرر فرمایا ہے یعنے پہلا نفخہ صور۔ غرض ابلیس کا سوال رد ہوا اور وہ موت سے نہ بچ سکا۔ والحقّ مفعول اقول قصر کیلئے مقدم ہے ای لا اقول الا الحق۔ ۔ ۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے قصہ کو سورہ بقرہ و اعراف و حجر و بنی اسرائیل و کہف اور اس سورہ صاد میں بیان فرمایا ہے۔ اس تفسیر کے صفحہ (۱۶۴) میں بالتفصیل لکھا گیا ہے۔

ؔ بعضے کہتے ہیں کہ بادشاہ اسی کام کو اپنے دونوں ہاتھوں سے کرتا ہے۔ جسکی طرف اسکی زیادہ توجہ مصروف ہوتی ہے۔ اور اصحاب تاویل کہتے ہیں کہ یہاں دونوں ہاتھوں سے مراد لطف و قہر کی طرف اشارہ ہے اور وہ تمام صفات کو شامل ہیں کیونکہ جو مخلوق ہے وہ انھیں دونوں سے کسی ایک کا مظہر ہے۔ جسطرح فرشتہ لطف کا مظہر ہے اور

فالحقّ نافع مکی بصری شامی کسائی نصب قاف سے مفعول مطلق ہے یعنے فاُحِقُّ الحقَّ

دونوں ہاتھوں سے

بلند مرتبہ والوں سے ہے (ابلیس نے) کہا میں اُس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا۔ اور اُسے
تو نے مٹی سے بنایا۔ فرمایا کہ اِس[1] سے نکل کیونکہ تو مردود ہے۔ اور بیشک تجھپر میری لعنت روزِ جزا تک
ہے۔ کہا میرے پروردگار تو مجھے اُسدن تک مہلت دے کہ مردے اُٹھائے جائیں۔ فرمایا پس بیشک[2] تو
مہلت دیے ہووں میں سے ہے۔ اوسوقت کے دن تک جو معلوم ہے۔ بولا پس تیری عزت کی
قسم بیشک میں اُن سب کو ضرور گمراہ کرونگا۔ اونمیں سے تیرے خالص بندوں کے سوا۔ فرمایا
پس (میں[3]) حق ہوں اور حق ہی کہتا ہوں بیشک ضرور میں تجھسے اور اُن سب سے جنہوں نے
تیری پیروی کی جہنم کو بھردونگا۔ اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ بعدِ تکمیل خلقتِ آدم
علیہ السلام تم اُنھیں سجدہ کرو۔ اور یہ سجدہ آدم علیہ السلام کو اکرام واحترام کے سبب سے تھا۔
قاعدہ ہے کہ جب کسی کو خلافت یا سلطنت دیجاتی ہے تو تمام ارکانِ سلطنت اسکی تعظیم کے خیال
سے نذریں دیتے ہیں۔ یہاں بوجہ انتہائے عظمت سجدہ کا حکم ہوا لیکن شیطان نے سجدہ سے
انکار کیا۔ اور بوجہ انکارِ حکمِ رب و مردود ہوا۔ اور جو اسکی اتباع کریگا وہ بھی اسکے ساتھ دوزخ میں

(بقیہ صفحہ گزشتہ) شیطان ٹھہریگا۔ سوائے انسان کے کہ وہ دونوں کا مظہر ہے اور اسی لئے خلافت اور مسجودیتِ ملائکہ کا
مستحق ہوا۔ اسیواسطے حدیثِ قدسی میں آیا ہے کہ "اسکی ذریت کو جسے میں نے دونوں ہاتھوں سے بنایا اسکے
برابر نہ کروں گا جسے میں نے لفظ کُن سے بنایا ہے" (نیشاپوری) [1] جنت سے یا زمرۂ ملائکہ سے۔ [2] وفسرہ
مجاھد بان معناہ انا الحق والحق اقول وفی روایۃ عنہ۔ الحق منی واقول الحق وقرأ اٰخرون بنصبھما۔
قال السدی ھو قسم اقسم اللہ بہ (ابن کثیر) ۱۲

داخل کردیا جائیگا۔ مولانا فرماتے ہیں۔ ؎

علتِ ابلیس اَنَا خَیْرٌ بدست		ویں مرض در نفسِ ہر مخلوق ہست

جب شیطان اور اس کے متبعین کے دوزخی ہونیکا بیان فرمایا تو اس سورہ کو ایسے آیات پر ختم فرماتا ہے کہ پھر کافروں کو کسی طرحکا عذر باقی نہ رہے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے غرضی و بے تکلفی اور قرآن شریف کی صحت و عظمت معلوم ہوجائے جسطرح ارشاد فرماتا ہے۔ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ○ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ○ کہدو (اے نبی) میں اس (تبلیغ) پر کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ اور نہ میں تکلف کرنے والوں سے ہوں یہ (قرآن) تو سارے جہاں کیلئے نصیحت ہی ہے۔ اور بیشک و شبہ تم کچھ مدت بعد اسکی سچائی معلوم کرلوگے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تبلیغ پر کسی قسم کی اجرت طلب نہ فرمائی۔ یہانتک کہ زکات سے بھی کچھ نہ لیتے تھے۔ بلکہ آپ کے قرابتی بنی ہاشم پر بھی حرام تھی۔ جیسے آپ بے غرض تھے ویسے ہی آپ کسی طرحکا تکلف نہ فرماتے

لہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ جسے جو بات معلوم ہو بیان کرے اور جو نہ معلوم ہو تو کہے اللہ اعلم۔ اس لئے کہ اللہ عزوجل نے تمہارے نبی کریم سے قل ما اسئلکم الایہ فرمایا (ابن کثیر از بخاری و مسلم) حاین۔ قتادہ نے کہا بعد موت کے۔ اور عکرمہ نے کہا روز قیامت۔ اور دونوں قولوں میں منافات نہیں ہے۔ اسلئے کہ جب کوئی مرجائے تو اس کیلئے گویا قیامت ہی ہے۔ لہ یعنی القرآن ذکر لجمیع المکلفین من الجن والانس قالہ ابن عباس (ابن کثیر) ۱۲

(تفسیر سورۂ صاد تمام ہوئی۔)

39 Zumar Makky Verses 70

۳۹۔ سورۂ زمر

مکی ہے لیکن تین آیتیں قل یا عبادی الذین الخ مدنی ہیں۔ اسکے حروف ۴۷۰۸
کلمے ۱۱۰۰۔ آیات ۷۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رات سورۂ بنی اسرائیل و سورۂ
زمر پڑھا کرتے۔ (ابن کثیر از نسائی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ
-3 مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ
مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝
-4 اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا

تنزیل الکتاب۔ مبتدا ہے من اللہ اسکی خبر ہے۔ اسمیں مشرکوں کا رد ہے جو کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بنا لیا ہے۔ اسی لئے تاکیداً فرمایا۔ انا انزلنا۔ یا یہ کہ تنزیل تدریج کے لئے ہے اور انزال دفعی ہے یعنی ایک ہی بار کیلئے۔ بالحق۔ متلبسا بالحق او بسبب اثبات الحق۔ الدین۔ الطاعۃ تقول دان لہ یدین دینا ای اطاعہ (مختار)۔ ما نعبدھم۔ ای حال کونہ قائلین ما نعبدھم۔ لو اراد اللہ۔ یہ شرط ہے جسکا وقوع و جواز محال ہے۔ صرف کافروں کی جہالت ثابت کرنے کے لئے اسطرح فرمایا۔ اور تعلیق شرط محال بقصد متکلم جائز ہے (ابن کثیر) ۱۲

یخلق ما یشاء سبحنہ ھو اللہ الواحد القہار ۝ قرآن کا اتارنا اللہ کی طرف سے
جو زبردست حکمت والا ہے۔ (اے نبی) ہم نے تمہاری طرف کتاب حق کے ساتھ اتاری ہیں
تم عبادت کرو اللہ کی اسطرح کہ اسکے لئے عبادت کو خالص کرنیوالے ہو۔ آگاہ رہو کہ اللہ
ہی کیلئے خالص عبادت ہے۔ اور جنھوں نے ٹھیرائے ہیں اُس کے سوا دوسرے حمایتی (اور
کہتے ہیں کہ) ہم تو انکی عبادت صرف اسلئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ سے مرتبہ قرب میں
نزدیک کردیں۔ بیشک اللہ ان کے درمیان اس امر میں فیصلہ فرمائیگا جسمیں وہ اختلاف
کرتے ہیں بیشک اللہ اُسے جو جھوٹا ناشکر ہو ہدایت نہیں دیتا۔ اگر اللہ چاہتا کہ (کسی کو) بیٹا بنائے
تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا پسند کرلیتا۔ وہ تو پاک ہے۔ وہی اللہ اکیلا زبردست ہے۔ یعنے
اللہ تعالےٰ جو عزیز و حکیم ہے اُس نے یہ کتاب اتاری ہے تو اسمیں فوائد دینی و دنیوی ضرور ہیں
اور توحید و نبوت و معاد کی جتنی باتیں ہیں سب برحق ہیں۔ انھیں حق باتوں میں سے یہ
بھی ہے کہ بندہ اخلاص سے اسکی عبادت کرے۔ اور پوری طرح ماسوی اللہ سے منہ پھیر لے
کیونکہ عبادت میں کسیطرح کا شرک جلی ہو یا خفی (یعنی ریا) اسکے لئے سزاوار نہیں ہے۔ برخلاف
مشرکوں کے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم جو انکی پرستش کرتے ہیں صرف اسی لئے کہ وہ خدا کا ہمیں
مقرب بنادیں۔ اللہ تعالےٰ ان موحدوں اور مشرکوں کے اختلاف میں قیامت میں حکم
فرمائیگا۔ یعنی موحدین کو جنت کا اور مشرکین کو دوزخ کا۔ بیشک اللہ تعالےٰ جھوٹو نکو ہدایت

نہیں دیتا کیونکہ یہ انھیں شریک خدا سمجھتے ہیں لیکن فرضی و مصنوعی توحید کے ثابت کرنیکے
لئے ایسی جھوٹی باتیں بناتے ہیں۔ اگر اصنام کو صرف شفیع مانتے ہیں اور فرشتوں کو صرف
واسطہ تقربِ الٰہی جانتے ہیں تو انھیں خدا کی بیٹیاں کیوں بناتے ہیں۔ اگر بفرضِ محال
خدا چاہتا تو اپنی مخلوقات سے افضل و بہتر چیز کو اختیار کرتا یعنی بیٹوں کو کہ ناقص
شئے کو جو بیٹیاں ہیں۔ وہ تو پاک ہے۔ وجوبِ ذاتی و استغناءِ مطلق اسی کیلئے ہے۔ اولاد کا[1]
وہ محتاج نہیں۔ وہ اکیلا[2] سب پر غالب ہے۔ اور سب اُسکی قدرت کے آگے مقہور و عاجز ہیں
اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مخلوق قابلِ پرستش نہیں سوا اُس ایک ذات کے جسمیں
یہ صفتیں ہیں۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ یُکَوِّرُ الَّیْلَ عَلَی النَّهَارِ وَیُکَوِّرُ النَّهَارَ عَلَی
الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی اَلَا هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَکُمْ مِّنْ

لہ کیونکہ اولاد کا ہونا احتیاج پر دلالت کرتا ہے تاکہ اولاد باپ کے بعد اوسکے قائم مقام ہو۔ یا اولاد سے لذت
ولذت لی جاتی ہے۔ یا اور کوئی غرض ہوتی ہے۔ اور وہ اغنی الاغنیاء ہر غرض سے پاک ہے۔ ٢ہ کیونکہ لڑکا
والد کے جزء سے ایک جزء ہوتا ہے اور وہ تمام ماہیت میں مماثلِ والد ہوتا ہے۔ یکور اللیل والنہار ای سخر
هما یجریان متعاقبین لایفترقان کل منهما یطلب الآخر طلباً حثیثاً کقوله تبارک وتعالیٰ یغشی اللیل
النهار یطلبه حثیثاً هذا معنی ماروی عن ابن عباس رضی الله عنهما ومجاهد وقتادة والسدی
وغیرهم (ابن کثیر) کور الشئ ادارته وضم بعضه الی بعض ککور العمامة وقوله یکور اللیل فاشارة
الی جریان الشمس فی مطالعها وانتقاص اللیل والنهار وازدیادهما (مفردات) تکویر کے معنے لپیٹنے کے
ہیں۔ جیسے عمامہ کی تکویر ہوتی ہے اور اس تشبیہ کے چند وجوہ ہیں (۱) رات اور دن دونوں متعاقب ہیں یہ

نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ فِيْ
بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ اُس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ وہ رات کو
دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے۔ اور سورج اور چاند کو مطیع کیا۔ ہر ایک ایک
وقت معین تک چلتا ہے۔ آگاہ رہو وہی غالب بخشنے والا ہے۔ اس نے تمھیں ایک شخص
(یعنی آدم) سے پیدا کیا پھر اُن سے اونکی بی بی (حوا) کو پیدا کیا۔ اور تمھارے لئے آٹھ قسم کے
چوپائے اوتارے۔ تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹ میں (ایک) وضع کے بعد (دوسری) وضع سے تین اندھیروں میں
پیدا کرتا ہے۔ یہی اللہ تمھارا پروردگار ہے اسی کیلئے بادشاہت ہے کوئی معبود اوسکے سوا نہیں۔
پس تم کہاں پھیرے جاتے ہو۔ ان آیتوں میں اپنی الٰہیت کی چند صفتیں بیان فرماتا ہے
(۱) آسمان و زمین کی پیدائش۔ (۲) رات اور دن کا یکے بعد دیگرے سرعت سے آنا (۳)
سورج اور چاند کا مسخر ہونا (۴) آدم علیہ السلام کی خلقت (۵) اونکی بیوی حوا کی اونہی کی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) جب ایک دوسرے کے بعد آیا تو گویا کہ وہ اسکو لپیٹ لیا (۲) ہر ایک ایک دوسرے کے بعد
متکرر ہوتے رہتا ہے۔ جیسے عمامہ کے پیچ ایک دوسرے کے بعد ہوتے ہیں۔ (۳) ہر ایک میں اوسیقدر زیادتی
ہوتی ہے جسقدر دوسرے میں کمی ہوتی ہے۔ جسطرح حدیث میں آیا۔ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور (یعنی بڑھنے کے بعد گھٹنا)
انزل۔ نزل بکذا وانزلہ بمعنی وانزال اللہ تعالیٰ نعمہ ونقمہ علے الخلق اعطاؤھم ایاھا۔
وذلک اما بانزال الشئ نفسہ کانزال القرآن۔ واما بانزال اسبابہ والھدایۃ الیہ کانزال الحدید
واللباس ونحو ذلک (مفردات) ۱۲

اُمَّهٰتِكُمْ
حمزہ کسرہ ہمزہ و میم سے ماقبل سے وصل کرتے اور کسائی صرف کسرہ ہمزہ سے وصل میں

معنی نزول

پسلی سے پیدائش (۶) آٹھ نر مادہ یعنی بھیڑی کا جوڑا۔ بکری کا۔ اونٹ کا۔ گائی کا۔ چونکہ
عرب میں اون کے گوشت دودھ اور بالوں سے بہت نفع ہے اس لئے انکا خاص طور پر
ذکر فرمایا۔ (۷) ترتیب تخلیق انسانی کو بیان فرماتا ہے یعنی پہلے سفید نطفہ ہوتا ہے۔ پھر وہ
رنگ بدل کر خون ہو جاتا ہے پھر لوتھڑا ہوتا ہے۔ پھر صنعت الٰہی سے اوسمیں ہڈیاں اور
پٹھے اور بے شمار رگیں اور اپر گوشت چڑہایا جاتا ہے۔ پھر اوسمیں روح پھونکی جاتی ہے تو جاندار
بنجاتا ہے۔ پھر عرصہ تک تین تاریکیوں میں رہتا ہے۔ (۱) پیٹ کا اندھیرا (۲) رحم کا اندھیرا
(۳) رحم کے اندر اُس جھلی کا اندھیرا جس میں بچہ رہتا ہے۔ یہ جس کے افعال ہیں وہی تو
اللہ تعالےٰ ہے۔ جو تم سب کو پرورش کرتا ہے۔ دنیا و آخرت میں اوسی کی بادشاہت ہے۔
کوئی اسکے سوا ان صفات سے موصوف نہیں کہ جسے الوہیت میں کچھ بھی دخل ہو پھر
تم لوگ اُسکی عبادت میں کسی کو کیوں شریک کرتے ہو۔ تمھاری عقل کہاں چلی گئی اس عمدہ
تفہیم و بیان پر بھی اگر تم کفر سے باز نہ آؤ تو میں تمھارے سے بے نیاز و بے پروا ہوں جسطرح ارشاد
ہے۔ اِن تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔ اگر تم کفر کرو گے تو بیشک اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کیلئے

لہ ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و غیرہم سے اسی طرح مروی ہے (ابن کثیر)۔

یَرْضَهُ مکی و ابن ذکوان و کسائی ۱۰، دوسری وجہ میں دوری بھی ضمہ ہاکے صلہ کے ساتھ۔
یَرْضَهْ سوسی اور پہلی وجہ میں دوری و ہشام سکون ہاے ۱۲۔

کفر کو پسند نہیں کرتا۔ اور اگر تم شکر کروگے تو اوسے تمھارے لئے پسند کرتا ہی۔ اور کوئی بوجھ اوٹھانیوالا
دوسرے شخص کا بوجھ نہ اوٹھائیگا۔ پھر تمھارے پروردگار کی طرف لوٹنا ہی پس وہ تمھیں اس سے
آگاہ کردیگا جو تم کرتے ہو اس لئے کہ وہ سینوں کی چھپی باتوں سے واقف ہی۔ یعنی نہ مجھے
تمھاری عبادت کی نہ تمھاری ذات کی پروا ہو کچھ تم کروگے وہ پاوگے۔ ہاں میں کفر سے ناراض
ہوں ایمان سے خوش ہوں۔ اور یہ جو نصارے کہتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کو مسیح نے اپنے
پر لادلیا اور ہمارا کفارہ بنکر سولی پر چڑھ گیا۔ اور اس قسم کے سب قول بیہودہ ہیں اس لئے
کہ کوئی شخص کسیکا بار گناہ نہ اوٹھائیگا بلکہ ہر ایک سے اسی کی بازپرس ہوگی۔ جب اللہ تعالیٰ کے
پاس جاوگے تو وہ تمھارے ظاہری و باطنی اعمال سے آگاہ فرمائیگا کیونکہ اس سے کوئی شے چھپی
ہوئی نہیں۔ جب مذمت شرک و کفر اور مدح توحید و عبادت کا ذکر فرما چکا ہے کافروں کے
نہایت قبیح طریقہ کو بیان فرماتا ہی۔ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا
خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ط
قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ (اور جب انسان کو کوئی مصیبت پہونچتی ہی
تو وہ اپنے پروردگار سے اوسی کیطرف رجوع کرکے دعا کرتا ہی پھر جب اللہ تعالے اپنی طرف سے

خولہ۔ خوّلہ الشئ تخویلا ملّکہ ایاہ (مختار) تخویل دادن و ملک گردانیدن چیزی را بکسے (صراح) انداداً۔ ندید الشئ مشارکہ فی جواھرہ۔ وذلک ضرب من المماثلۃ فان المثل یقال فی ای مشارکۃ کان۔ ولیس کل مثل ندا۔ ویقال ندہ ونلیدہ ونلیدتہ (مفردات) ند بالکسر ہمتا (صراح) ۱۲

اوسکو کوئی نعمت دیتا ہی تو وہ جن کیلئے پہلے دعا کرتا تھا اوسی بھول جاتا ہی اور اللہ کے لئے
شریک ٹھیراتا ہی تاکہ (دوسروں کو) اوسکی راہ سے گمراہ کرے (اے نبی) کہدو کہ تو اپنے کفر سے
چندروز فائدہ اٹھالے۔ اس لئے کہ تو دوزخیوں میں سے ہی یعنی کافر ضرورت کے وقت
اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کو پکارتا ہی۔ اور جب فراغت و رفاہیت ہوئی ہی تو جس مصیبت کے
دور ہونیکے لئے دعا کرتا تھا اُسی بھول جاتا ہی۔ بلکہ بھولنے کے علاوہ اُس نعمت کو اپنے خیالی شرکا
کی طرف سے سمجھتا ہی۔ اور اس اعتقاد سے دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہی۔ اب خداوند عالم تاکید
شدید سے فرماتا ہی کہ چندروز ناشکری کرلے اس لئے کہ تو انجام کار جہنمیوں سے ہی۔ اسی لئے
ایک بزرگ نے فرمایا کہ جس نعمت سے بندہ اپنے مولا و منعم کو بھولے وہ نعمت نہیں عذاب ہی!!
مشرکوں کے بعد متوکلوں کا حال بیان فرماتا ہی۔ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ
قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

آمَن نافع و مکی و حمزہ میم کی تخفیف سے

لہ اس معنی میں حذف مضاف ہی۔ الیہ ای الی کشفہ یا اپنے رب کو بھول جاتا ہی جسکی جانب تضرع کیا کرتا تھا
تو اس صورت میں ما کے معنے مَن کے ہوں گے (نیشاپوری) قانت۔ عن ابن مسعود رضی اللہ
عنہ قال القانت المطیع للہ عزوجل و لرسولہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ اور اس آیت سے ان
لوگوں کا استدلال بھی صحیح ہے جنھوں نے قنوت کے معنی خشوع کے لئے (ابن کثیر) اٰناء اللیل۔
قال ابن عباس رضی اللہ عنہما و غیرہ جوف اللیل (ابن کثیر) اٰناء اللیل ساعاتہ۔ قال الاخفش
واحدها انی مثل معی (مختار) ۱۲۔

اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (بھلا یہ ناشکر مشرک بہتر ہے) یا وہ شخص جو خشوع کرنیوالا
ہے رات کی گھڑیوں میں حالتِ سجود اور حالتِ قیام میں۔ آخرت سے ڈرتا ہے۔ اور اپنے پروردگار
کی مہربانی کی امید رکھتا ہے۔ (اے نبی) کہو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں (ان
آیتوں سے) وہی نصیحت لیتے ہیں جو عقلمند ہیں اسمیں رات کو جاگنے کی اور تہجد کی فضیلت
ہے۔ کیونکہ شب بیداری ریاکاری سے دور ہے۔ اور اسوقت میں حضور زیادہ ہوتا ہے حواس[1]
خارجی امور سے فارغ رہتے ہیں۔ عابد باوجود اس شب بیداری کے قہرِ الٰہی سے ڈرتا اور
رحمتِ نامتناہی کا امیدوار رہتا ہے۔ کبھی قبض کبھی بسط ہے یہ انکی حالت ہے جنھیں علم ہے اور
وہی عبادت کرتے ہیں۔ اور جو عالم ہوکر عبادت نہ کرے وہ گویا جاہل ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ عالم
وغیر عالم برابر نہیں ہو سکتے۔ بعد فضیلتِ علم تقویٰ و نکوکاری وغیرہ کا حکم فرماتا ہے۔ قُلْ
یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّکُمْ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ وَاَرْضُ اللّٰهِ
وَاسِعَةٌ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ (اے نبی مسلمانوں سے کہو) اے

[1] چونکہ سارے برے خیالات حواس ہی کے ذریعہ سے دل میں سماتے ہیں۔ اس لئے انکی حفاظت کے لئے
صوفیہ تاکید فرماتے ہیں۔ مولانا ؎

فہم آبست و وجود تو سبو ... چون سبو بشکست ریزد آب زو
این سبو را پنج سوراخست ژرف ... اندرو نے آب ماند خود نہ برف
از دہانت نطق فہمت را برد ... گوش چون ریگ آب فہمت را خورد
ہمچنیں سوراخہاے دیگرست ... می کشاند آب فہم مضمرت

میرے بندو جو ایمان لائے ہو پروردگار سے ڈرو۔ جن لوگوں نے اسی دنیا میں نیکی کی اُنکے لئے بھلائی ہے۔ اور اللہ کی زمین کشادہ ہے۔ صبر کرنیوالوں ہی کو انکا اجر بیحساب دیا جائیگا۔ یعنے ایمان ایسی صفت ہے کہ اسکے لئے تقوے ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے مومنین کو تقوی کا حکم فرمایا۔ اور ہر متقی جب تک دنیا میں رہیگا اچھے عمل کریگا۔ پھر اُسکا بدلہ دنیا و آخرت میں بھی بہتر ملیگا۔ ہاں جو اچھے کام اپنے ملک میں نہو سکیں اور لوگ گناہ کی طرف بلائیں تو اللہ تعالے کی زمین وسیع ہے۔ اُس شہر کی طرف ہجرت کرکے چلے جائیں جہاں اطمینان سے عبادت ادا ہو۔ ہاں اپنا شہر چھوڑنے میں تکلیف ضرور ہوگی اسی لئے صبر کرنیوالوں کو ثواب بھی بیحساب ہے۔ پھر یہ سمجھنا کہ یہ عبادت و تقوی کا حکم تمہارے لئے خاص ہے۔ بلکہ مجھے بھی یہی حکم ہے۔ حالانکہ میں مستغرق توحید الٰہی ہوں۔ جسطرح ارشاد ہے۔ قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (اے نبی) کہدو کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی اسطرح عبادت کروں کہ اُسیکے لئے عبادت کا خالص کرنیوالا ہوں۔ اور مجھے (اخلاص[ع] کا) حکم دیا گیا ہے تاکہ میں سب مسلمانوں میں سے پہلا ہو جاؤں یعنے اُس امت[لہ] میں سے کیونکہ دین میں سبقت اخلاص سے ہی ہوتی ہے یا تمام فرمانبرداروں میں سے سب سے سابق۔ اور صف اول میں سب سے

ع و امرت بذلك لان اكون مقدمهم في الدنيا والاخرة لان قصب السبق في الدين بالاخلاص (بیضاوی)

لہ قال السدی یعنی من امتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ابن کثیر) اس معنی کے لحاظ سے اولیت زمانی ہوگی اور دوسرے معنی کے اعتبار سے اولیت شرف و رتبہ میں ہے - ۱۲

آگے میں ہوں۔ باوجود اسکے اُسکی نافرمانی موجبِ عذاب سمجھتا ہوں جسطرح ارشاد ہے۔ قُلْ

اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ (اے نبی) کہدو کہ بیشک اگر میں اپنے

پروردگار کا حکم نہ مانوں تو بڑے دن (یعنی قیامت) کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس آیت[ل]

سے غیروں کی تنبیہ مقصود ہے یعنے اگر بفرضِ محال خدا کی نافرمانی مجھسے ہوجاے تو میں عذاب

الٰہی سے ڈرتا ہوں۔ حالانکہ میں خدا کا رسول ہوں۔ تمھیں تو ضرور ہی ڈرنا چاہئے

پھر کافروں کو پوری طور سے اسطرح تہدید فرماتا ہے۔ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ

دِیْنِیْ ۝ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ

اَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ۝ (اے نبی) کہدو کہ میں تو اللہ ہی کیلئے

اپنی عبادت کو خالص کرکے اسی کو پوجتا ہوں۔ اب تم اُسکے سوا جسکو چاہو پوجو۔ کہدو

کہ نقصان والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن

ل اس آیت میں جملہ شرطیہ مذکور ہے۔ یعنے اگر ایسا کروں تو عذاب کا خوف ہے۔ اور شرطیہ جملہ تو محالات پر بھی کہا جاتا ہے جیسے ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین۔ یعنے اگر اللہ کو اولاد ہو تو پہلا بندگی کرنے والا میں ہوں۔ مخلصا لہ۔ اسے مکرر نہ سمجھئے۔ بلکہ پہلے اسبات کی آپ نے خبر دی کہ مجھے عبادت خالص کا حکم ہے جس میں شرک جلی ہو نہ خفی۔ اب اس میں اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ جس بات کا میں مامور ہوں اُسے پوری طور سے ادا کرتا ہوں۔ اسی لئے یہاں فعل کو موخر کرکے اللہ اعبد فرمایا اور تہدید فاعبدوا کو بھی متصل ذکر کیا۔ ۱۲

نقصان میں رکھا۔ خبردار ہو جاوے یہی توصریح نقصان ہے یعنی دنیا وسیلہ آخرت ہے۔ ہر کام
میں آخرت پیش نظر رہے۔ پھر ہر طرح کا نفع قیامت میں حاصل ہوگا۔ ورنہ ہر طرح کا
نقصان۔ ایک بزرگ نے فرمایا۔ اَلدُّنْیَا وَسِیْلَۃُ الْمَرْءِ غَدًا۔ فَلَا تَجْعَلِ الْوَسِیْلَۃَ مَقْصَدًا
اب اُن کے نقصان وخرابی کی شرح فرماتا ہے۔ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ
ظُلَلٌ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝ ان کیلئے اون کے اوپر آگ کے
طبق ہیں۔ اور ان کے نیچے سے بھی یہی ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اے
میرے بندو پس مجھسے ڈرو۔ آگ کے طبق اوپر نیچے ہونے سے یہ مراد ہے کہ آگ انھیں ہر طرف
سے گھیر لیگی پھر وعید کے بعد وعدہ کی خوشخبری دیتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ
اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ
فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝
اور جو لوگ کہ بتوں کی پرستش کرنے سے بچے اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے انکے لئے خوشخبری ہے
تو میرے اُن بندوں کو خوشخبری دو۔ جو بات سنتے ہیں پھر بہتر بات پر چلتے ہیں یہی لوگ ہیں

عِبَادِی سوسی زیادت یا مفتوحہ بعد دال کے وصل میں۔ اور وقف میں یا ساکن ہے

ظلل۔ ظلہ کی جمع ہے۔ ساتھ ضمہ اور تشدید لام کے۔ سایبان (منتخب) یعنے جب کرۂ نار میں جا گریں گے تو
ہر طرف انکے ہی آگ ہوگی جسطرح دوسری آیت میں فرمایا۔ یوم یغشاھم العذاب من فوقھم ومن
تحت ارجلھم۔ ۵۱ پہلے جملہ میں تخلیہ (رذایل سے دور ہونا) ہے۔ دوسرے میں تحلیہ (فضایل سے
آراستہ ہونا) ہے۔ ۵۲ یعنے ایسی سچی خبر جو باعث سرور وشادمانی اور سبب حصول آمال وامانی ہے

جنھیں اللہ نے ہدایت دی اور یہی عقل والے ہیں جو اس صفت سے متصف ہیں اللہ تعالے
نے انھیں کو ہدایت دی اور انھیں کے جوہر نفوس اس فیضِ ہدایت کے قبول کرنیکے
لائق ہیں۔ بخلاف اُن لوگوں کے جنھیں یہ قابلیت نہیں ہے جسطرح ارشاد ہے۔ اَفَمَنْ حَقَّ
عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۚ بھلا جس شخص پر عذاب کا حکم صادر ۱۹
ہو چکا تو کیا اسے بھی تم اُسے جو دوزخ میں ہے نکال سکتے ہو۔ یعنی جسے اللہ تعالے نے
شقیوں میں سے لکھدیا جیسے ابوجہل وغیرہ پھر اُسے کون ہدایت کرکے آگ سے بچا سکتا ہے
بعد شقیوں کے متقیوں کے ثواب کا بیان فرماتا ہے۔ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ
غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ ۲۰
الْمِيْعَادَ ۞ لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے اُن کیلئے بالاخانے ہیں۔ اُن
بالاخانوں کے اوپر اور بالاخانے بنے ہوئے ہیں۔ جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں اللہ کا وعدہ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اسکے تین وقت ہیں (۱) موت ہے۔ الذین تتوفاھم الملئکۃ طیبین یقولون سلام علیکم (۲) دخولِ جنت۔ والملئکۃ یدخلون علیھم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم (۳) ملاقاتِ حق۔ تحیتھم یوم یلقونہ سلام۔ ۵۳ حدیث نفس وشیطان۔ اور الہام ملک ورحمن بھی اسی میں داخل ہے تو نفس وشیطان کی مخالفت کرتے ہیں اور الہام ملکی ورحمانی کے عامل بنتے ہیں۔ غرف۔ جمع غرفہ۔ بالاخانہ برکنار بام کہ آنرا بفارسی پروارہ گویند (منتخب) جنت کے منازل کو غرف کہتے ہیں جسطرح مفردات میں ہے۔ وعد اللہ۔ مصدر موکد ہے۔ کیونکہ لھم غرف معنی میں وعدہ کے ہے۔ گویا یوں ہے وعدھم اللہ تلک الغرف والمنازل وعدًا۔ ۵۴ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی اُن غرف وقصور کو

(۔اور) اللہ وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا۔ پھر جب آخرت کی یہ نعمتیں مومنوں کیلئے مہیا ہیں تو
دنیا ِ فانی کی طرف متوجہ ہوجانا عقلمندوں کا کام نہیں۔ چنانچہ دنیا سے اسطرح نفرت دلاتا
ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ یَنَابِیْعَ فِی الْاَرْضِ ثُمَّ یُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا ۲۱
مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِی
الْاَلْبَابِ ۝ (اے مخاطب) کیا تونے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا پھر اس پانی
کو چشموں میں بہایا جو زمین پر ہیں۔ پھر اس پانی سے مختلف رنگ کی کھیتی نکالتا ہے
پھر (ہری ہونیکے بعد) خشک ہوجاتی ہے۔ پس تو اُسے پیلی دیکھتا ہے۔ پھر اللہ اُسے
ریزہ ریزہ کرڈالتا ہے۔ بیشک عقلمند لوگوں کے لئے اسمیں نصیحت ہے۔ یعنے انسان کا بھی یہی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اسطرح دیکھیں گے جسطرح تم ستاروں کو آسمان میں دیکھتے ہو (ابن کثیر از امام احمد و بخاری و
مسلم) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ محل انھیں کے لئے تیار فرمائے ہیں جو کھانا کھلائے
نرمی سے بات کرتے پے درپے روزے رکھتے۔ لوگ سوگئے وقت نماز پڑھتے ہیں (ابن کثیر از امام احمد)۔
ینابیع۔ جمع ینبوع۔ جیسے نہریں۔ دریا جھیل چشمہ وغیرہ جس سے پانی نکلے۔ اور رواں ہو۔ ینابیع منصوب
بنزع خافض ہے۔ اصل میں فی ینابیع ہے یا اصل میں سلوک ینابیع ہے۔ مضاف کو حذف کرکے مضاف الیہ
قایم مقام کیا گیا۔ (خفاجی) اَلْوَان۔ لون کی جمع ہے جس کے مشہور معنی رنگ کے ہیں اور نوع وقسم کے
معنی بھی ہیں۔ جسطرح الوانِ طعام کہتے ہیں۔ یھیج۔ ھاج النبت یھیج ھیاجا بالکسر ای یبس۔
(مختار) حطاما۔ والحطام ما یتکسر من الیبس (مفردات) حطام شکستہ شدہ (منتخب)۔
لہ اللہ تعالےٰ نے اکثر جگہ زندگی دنیا کو روئیدگی سے تشبیہ دی ہے جو چند روز کے بعد چورا چورا ہو کر

حال ہوتا ہے۔ اگرچہ کتنی ہی عمر دراز ہو۔ رنگ زرد ہوتا ہے۔ اعضاء جواب دیتے ہیں آخر میں موت آتی ہے۔ لیکن اس بیان سے وہی عبرت لیتے ہیں جن کے سینہ کو اللہ تعالےٰ منور کرتا ہے جسطرح ارشاد ہے۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ط فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ط اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٥ پس کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کیلئے کھول دیا ہے۔ تو وہ اپنے پروردگار کے جانب سے نور پر ہے۔ (سخت دل کے برابر ہوسکتا ہے) پس جن لوگوں کے دل اللہ کی یاد سے سخت ہیں اون کیلئے خرابی ہے۔ یہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔ شرحِ صدر یعنے دل کا کشادہ ہونا شرعی احکام کی تعمیل سے ہوتا ہے۔ جس سے دل میں نورانیت پیدا ہوتی ہے۔ جن سخت دلوں میں اللہ کی یاد نہیں انکی خرابی و گمراہی ہے۔ بعضے بزرگوں نے کہا کہ نور تین قسم کا ہے (۱) نورِ زبان جو توحید و

(بقیہ صفحہ گذشتہ) فنا ہوجاتی ہے۔ بطور تاویل پانی سے مراد فیضِ روحانی ہے جو آسمانِ دل سے زمین بشریت پر آکر حکمت کے چشمے بن جاتا ہے۔ پھر اس سے اعمال بدنی کی کھیتی جو اقسام کی ہوتی ہے۔ جیسے نماز روزہ زکوات حج۔ جہاد وغیرہ۔ پھر سوکتی ہے۔ یعنے ریاکار کے عمل موافق شرع ترو تازہ ہرے بھرے ہوتے ہیں۔ پھر آفت عُجب و ریا سے پہلے بے نور ہوجاتے ہیں۔ پھر قہر کی ہوائیں چورا چور کردیتی ہیں جس سے سوائے حسرت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا (تاویلات نجمیہ) شرح۔ اصل الشرح بسط اللحم۔ ومنہ شرح الصدر ای بسطہ بنور الٰہی وسکینۃ من جہۃ اللہ و روح منہ (مفردات) للقسیۃ القسوۃ غلظ القلب۔ واصلہ من حجر قاس (مفردات) قسوت وقساوت بالفتح سخت دل شدن وسیاہ دل شدن (منتخب) من ذکر اللہ۔ یہ من اجلیہ و سببیہ ہے۔ یعنے ذکر الٰہی جو باعث اطمینان و شرح صدر ہے انکی قسوت زیادہ ہوتی ہے۔ لہ یہ من کی خبر محذوف ہے جس پر فویل للقاسیۃ دال ہے ۱۲۔

شہادت ہے (۲) نورِ جسم جو خدمت وطاعت ہے (۳) نورِ دل جو شوق ومحبت ہے۔
عوام کا نور مثلِ شمع ہے۔ اولیا کا نور مثلِ قمر ہے۔ انبیا علیہم السلام کا نور مثلِ آفتاب۔
اللہ تعالیٰ نے خود کو بھی نور فرمایا۔ اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نور فرمایا۔ اور
ہم مسلمانوں کو بھی اس آیت میں نور حاصل ہونے کی خوشخبری دی۔ جس سے ذکرِ
الٰہی جاری رہتا ہے۔ برخلاف سخت دلوں کے کہ ذکر کے وقت ان کے دل نرم نہیں ہوتے

(کلمہ) ذکر۔ فی الجملہ غفلت سے حضور کی طرف رجوع ہونا ہے۔ اور ذکر کے مرتبے ہیں۔
ذکرِ زبان۔ ذکرِ دل۔ ذکرِ روح۔ ذکرِ سر۔ اور تمام سے ذکر۔ ذکرِ زبان کلمہ لا الٰہ الا اللہ
یا اللہ اللہ سے مراد ہے۔ اور سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی نے اسے طریقے کا رکن ٹھیرایا ہے
حضرت ابراہیم ادہم سے طریقت سے سوال کیا گیا۔ فرمایا ہمیشہ ذکر کرنا اور ہمیشہ مخالفت
(نفس) جاننا چاہیے کہ ذکر کا اطلاق قرآن وتسبیح وتہلیل ودعا واسماء ومناجات پر
ہوتا ہے۔ لیکن صوفیوں کی اصطلاح میں کلمۂ توحید پر اطلاق ہوتا ہے۔ اور انھیں
ذکر میں ہیئتِ مخصوصہ ومشروطہ مقرر ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ صرف تلقینِ شیخ کے بعد
اسے شروع کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ مصالحِ مرید کو زیادہ جاننے والا ہے۔ کبھی مرید کا مزاج
صرف قراءتِ قرآن کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یا کلمہ اللہ اللہ کی یا کسی اور اسم کی۔ تو

۱؎ اللہ نور السمٰوٰت والارض ۲؎ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین ۵

شروطِ ذکر

مرید کو چاہئے کہ کوئی اسم نہ شروع کرے مگر بعد تلقین شیخ کے۔ اور انھیں شروط ذکر میں سے ہی کہ ذکر کے وقت جلسہ تشہد کرے۔ اور اُن کے پاس ذکر مشابہ نماز ہی۔ اسی لئے[1] دونوں ہتیلیوں کو دونوں زانوں پر رکھے۔ اور ذکر کی ابتدا سینہ سے کرے اور سر کو حرکت دیکر سیدھی طرف لیجاے۔ اور آخر ذکر میں بائیں طرف لاے۔ اور اس ہیئت کو اسی لئے اختیار کیا گیا ہے کہ لفظ اللہ کہنے کے وقت منہ دل کے مقابل ہووے۔ اور اس ہیئت کے برکات دوسرے میں نہیں پاے گئے۔ دوسری بات یہ ہی کہ اعضا ر حرکتِ کلّی سے جب مشغولِ ذکر ہوتے ہیں تو وسوسے کم آتے ہیں اور یہ امر مجرب ہی۔ اور شروطِ ذکر زبانی

شروطِ زبانی

سے دل کا حضور ہی۔ یعنے کلمہ توحید کے معنے سمجھنا ہے۔ بعضے معبودانِ باطل کی نفی کرتے ہیں اور الوہیتِ حق کا اثبات۔ یہ عام مسلمانوں کے لئے ہی۔ اور حضور کا کمتر درجہ ہے۔ بعضے ماسواے قوت و قدرت و فعل وارادہ کی نفی کرتے ہیں اور حق سبحانہ کے لئے ثابت کرتے ہیں۔ یہہ نفی واثبات میں اعلےٰ مرتبہ ہی۔ اور کلمہ توحید کا ذکر اوس توحید میثاق[2] کے یاد دلانے کے لئے ہی۔ کہ اُس عہد کو اس کلمہ کے کہنے سے یاد کرتے ہیں۔ اور یہ سماع ایمانی گوش یقین سے ہی۔ اور ذکرِ دل نتیجہ ذکر زبان ہی جب

---

[1] جبرئیل علیہ السلام کی حدیث میں ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوی۔ دو زانو بیٹھے۔ اور اپنے دونوں ہاتہ دونوں زانوں پر رکھے۔ چونکہ ذاکر بھی جلیس خدا ہی اس لئے اسی جلسہ سے بیٹھنا چاہئے

[2] حضرت ذوالنون مصری نے فرمایا کہ وہ عہد گویا اب میرے کان میں ہے ۱۲۰

مداومتِ ذکر حضورِ قلب ہو ساتھ سکوت زبان کے کرے۔ اُسکا دل سکوت میں بھی ذاکر ہو
اور اُس مقام کے حاصل ہونے کی یہ علامت ہے کہ بعضے وقت یا اکثر اوقات جسقدر اُس
مقام میں قرار ہوتا ہے بعینہٖ اپنا ذکر بعضے اشیا سے یا تمام اشیا سے سنتا ہے۔ اور ذکرِ روح
حضورِ مطلق ہے۔ پس حق تعالےٰ سے ایک پلک مارے غافل نہووے۔ اس لئے کہ تمام اشیا
کا قیام حق تعالےٰ سے مشاہدہ کرتا ہے۔ پس روح ساتھ توحیدِ حق کے وجود میں منجذب ہوتی
ہے۔ اور علامت اس صاحبِ قیام کی یہ ہے کہ ہر شئے کی جو تسبیح خاص ہے سنتا ہے۔ اور جو اس
مقام میں متمکن ہوا اُسکی یہ علامت ہے کہ توحیدِ افعال کا مشاہدہ کرے۔ اور ذکرِ سر۔ ذاکر و ذکر
کا مذکور میں فنا ہونا ہے۔ اور ذکرِ سر کی شرح سوای اسکے نہیں ہوسکتی ہے کہ عبدِ ذاکر کا اپنے
سے مذکور کی طرف منجذب ہونا ہے۔ اور ذکرِ سر مناظرِ شہود سے ایک منظر ہے۔ اور یہ ذکر باللہ ہے
اور جو اسکے قبل گذرا وہ ذکر للہ ہے۔ اور تمام سے ذکر کرنے کے یہ معنی ہیں کہ تمام اجزا بندہ ذاکرِ
حق سبحانہٗ ہوویں۔ اُس وقت ذکرِ لسانی و قلبی و روحی حاصل ہوگا۔ اور اسمیں ذکرِ
سر سے یہ زیادتی ہے کہ حق سبحانہٗ زبانِ عبد سے آپ اپنا ذاکر ہوتا ہے۔ اور علامت اِس
مقام کی یہ ہے کہ بندہ مُنہ اور جسم و گوشت و استخوان ظاہر و باطن اَنیت و ہُویّت میں اپنے
نور پاوے۔ اور جو کچھ کہ اسکی طرف منسوب ہے اُس سے فنا ہوجائے۔ اور فنا سے بھی فنا ہووے۔
اور صحت اس ذکر کی بعضے مناظرِ وجود میں ہوتی ہے۔ لیکن ذکرِ اللہ یعنے یاد کرنا حق تعالےٰ کا

بندہ کو اعلےٰ مراتبِ ذکر سے ہے۔ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ یعنی اللہ تعالےٰ کا تمہیں یاد کرنا تمہاری یاد کرنیسے جو تم اُسے کرتے ہو بڑا ہی۔ اس لئے کہ یاد کرنا بندہ کا حق تعالےٰ کو بندہ کو فانی کرتا ہی اور ذکرِ حق تعالےٰ بندہ کو مورثِ بقا ہی۔ اور پہلی بقا میں بندہ صفاتِ حق سے متصف ہوتا ہی پھر بقاءِ حق سے باقی ہوتا ہی۔ اور اسی مقام میں کہا جسنے کہ کہا۔ اَنَا الْحَقُّ۔ وَسُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ۔ **فقیر** کہتا ہی کہ صحیح حدیث میں ہی کہ ذکر کرنیوالے پر سکینہ اوترتی ہی اس لئے یہاں سکینہ کا بیان کیا جاتا ہی۔ **کلمہ**[۲] سکینہ روحِ الٰہیہ سے مراد ہی جس سے حق سبحانہ تعالےٰ قلوبِ اولیاء کو مدد دیتا ہی تاکہ حق سبحانہ کے کمالات دیکھنے کے لئے سلوک اختیار کریں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں فرمایا۔ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوۡحِ الْقُدُسِ۔ یہ سکینہ[۱] پیغمبروں اور اس امت کے کامل اولیاء اللہ کیلئے مخصوص ہی جس سے عظمت و کبریا کے مطالعہ میں دلوں کو سکون ہوتا ہی۔ اور یہ جسمیں ہو۔ اوسکی لئے سات علامتیں ہیں۔ (۱) اُسکے مُنہ پر نور کا چمکنا اور وقار کا ہونا۔ (۲) امورِ حکمتِ الٰہیہ کی گفتگو کرنا۔ (۳) غیب کے چیزوں کی خبر دینا۔ (۴) سوائے حق کے ظاہر و باطن میں سکون کا ہونا۔ (۵) اطمینان حاصل ہونیکے سبب سے احکامِ

تنبیہ (۳)

---

[۱] سکینہ تابوتِ بنی اسرائیل ایک ہوا تھی۔ کہ جب دونوں صفیں جنگ کی آراستہ ہوجائیں تو وہ ہوا بہا در کفار کے دلوں کو بزدل بنا دیتی اور وہ علامت فتح و نصرت بادشاہانِ بنی اسرائیل تھی۔ اور اُن کے انبیاء کا معجزہ تھا۔ ۱۲ منہ

نفس کا مِٹ جانا (۶) ہمیشہ سلوکِ فی اللہ میں ترقی (۷) دعا کی قبولیت جبوقت کہ بندہ
قول سے یا ہمت سے یا ارادہ سے کسی شئے کو طلب کرے حاصل ہوجانا۔ جو اعلےٰ درجہ
قبولیت کا ہی۔ سکینہ دل سے اور اطمینانِ نفس سے متعلق ہی۔ پس نفس کا اطمینان اُس سے
بُرے اوصاف کا دور ہونا ہی اور سکنیتِ دل کا حق کے ساتھ قرار پانا ہی۔ تو بعض کو صفتِ
جمالیہ سے سکون ہوتا ہی۔ بعض کو صفتِ جلالیہ سے بعض کو صفتِ ذاتیہ سے۔ بعض کو
صفتِ کمالیہ سے۔ بعض کو صفتِ مقدسہ سے بغیر واسطے کے بلکہ سکونِ مطلق۔ یہ بندہ
کامل واقفِ شیونِ الٰہیۂ ذاتیہ ہوتا ہی۔ اور وہ ہر تجلیٔ الٰہی کے پوری طرح سے آداب بجالاتا
ہی۔ یہ اعلےٰ درجہ عارفوں کا ہی۔ بعد ذکر افضل ذکر یعنے قرآنِ مجید اور اُسکے نفوس میں اثر
کرنے کی کیفیت اسطرح بیان فرماتا ہی۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ

اَلحدیث۔ کل کلام یبلغ الانسان من جھة السمع أو الوحي في یقظته او منامه (مفردات) ۱۲
متشابھا۔ قال ابن عباس یشبه بعضه بعضا (ابن کثیر) یعنے ما یشبه بعضه بعضا فی الاحکام
والحکمة واستقامة النظم (مفردات) مثانی۔ سمیت سور القران مثانی لانھا تثنی علے مرور
الاوقات و تکرر فلاتدرس (مفردات) مثانی" جمع مثنی ساتھ ضمِ میم و تشدید نون کے معنی یا
مُردّد و مکرر کے" سفیان بن عیینہ نے کہا کہ سیاق قرآن کبھی ایک طرح پر ہوتا ہے (جیسے آیاتِ صفاتِ الٰہی)
اور کبھی سیاق دوسری طرح ہوتا ہے۔ کہ جس شئے کا ذکر ہوا اُسکے ضد کا بھی ذکر ہوا تو یہ مثانی ہیں۔ جیسے مومنوں
کے بیان کے ساتھ کافروں کا بیان یا نعیمِ جنت کے ساتھ عذابِ جحیم کا (ابن کثیر) ۱۲۔

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ

هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ اللہ نے بہتر کلام

(یہ) کتاب نازل فرمائی (جسکی آیتیں) باہم متشابہ (ہیں اور) دوہرائی ہوئی ہیں۔ جس سے

اُن کے جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ پھر اُن کے جسم و دل

نرم ہو کر یادِ الٰہی کی طرف (متوجہ) ہوتے ہیں۔ یہ ہدایتِ الٰہی ہے جسے چاہتا ہے اُسی ہدایت

دیتا ہے۔ اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ قرآن مجید کو متشابہ

اسلئے فرمایا کہ اُسکی بعض آیتیں بعض کی مشابہ ہیں اعجاز لفظی و معنوی میں۔ اسلوبِ

عجیب میں عیوب کے شامل ہونے میں۔ اصولِ علوم میں جسکا ذکر مقدمہ میں ہو چکا۔

اور مثانی قرآن کی دوسری صفت ہے۔ یعنی اُسمیں تکرار ہے جسطرح بعضے قصے۔ مواعظ۔ احکام۔

کہ ہر وقت ایک نئی طرز و بلاغت سے اُسکا بیان ہے۔ یا یہ کہ تلاوت میں مکرر پڑھا جاتا ہے۔

اور قاری کو ہر بار ایک نئی لذت اور نیا مزہ آتا ہے۔ قرآن کی ذاتی صفتیں بیان فرما کے

اب اُسکے ظاہری آثار جو سامعین کو حاصل ہوتے ہیں بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے

تقشعر۔ اقشعر جلدہ اخذته قشعريرة ای رعدة کما فی القاموس (روح البیان) ای یعلوها قشعريرة (مفردات) اقشعرار موے براندام برخاستن از سرما از ترس (منتخب) تلین۔ اللین ضد الخشونة و قد لان الشئ یلین لینا (مختار) ؎ یہ وہ متشابہ نہیں ہے کہ جن آیتوں کی تفسیر بسبب غیر کی مشابہت کے مشکل ہے۔ ۱۲

سالوں کے جسم پر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ پھر رحمت و مغفرت کو یاد کرکے دلونکو تسکین و
ارام ہوتا ہے۔ کبھی ہیبتِ الٰہی سے تھراتے ہیں۔ کبھی اُنس شاہی سے تسکین پاتے ہیں اور جو
اسکے خلاف ہیں وہ گمراہ ہیں۔ اور جسے اللہ تعالےٰ گمراہ کرے اُسے کوئی راہ نہیں دکھا سکتا
یہ خرابی و گمراہی تو دنیا کی ہے۔ آخرت کی خرابی و عذاب اسطرح بیان فرماتا ہے۔ اَفَمَنۡ

یَّتَّقِیۡ بِوَجۡهِهٖ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ؕ وَقِیۡلَ لِلظّٰلِمِیۡنَ ذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡسِبُوۡنَ ۝
كَذَّبَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَاَتٰهُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ۝ فَاَذَاقَهُمُ
اللّٰهُ الۡخِزۡیَ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۚ وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَكۡبَرُ ۘ لَوۡ كَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ ۝ کیا جو شخص قیامت

کے دن اپنے چہرہ سے بُرے عذاب کو بچاتا ہے (مثل اُس شخص کے ہے جو عذاب سے بے فکر ہے)
اور ستمگاروں کو کہا جائیگا۔ کہ جو کچھ تم کرتے تھے اُسکا مزہ چکھو۔ اُن سے پہلے جو لوگ
جھٹلا چکے ہیں تو اپنر ایسی جگہ سے عذاب نازل ہوا۔ کہ انھیں اُسکی خبر نہ تھی۔ تو اللہ نے
انھیں دنیا کی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھایا۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی بڑا ہے

یتقی۔ اتقی فلان بکذا اذا جعله وقاية لنفسه وقوله افمن يتقي بوجهه تنبيه على شدة ما ينالهم وان
اجدر شيئ يتقون به من العذاب يوم القيامة وجوههم فصار ذلك كقوله وتغشى وجوههم النار
(مفردات) سوء العذاب۔ صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے۔ یشعرون۔ شعر بالشیئ بالفتح
يشعر شعرا بالكسر فطن له وقولهم ليت شعري اي ليتني علمت (مختار) الخزي۔ خزي بالكسر خزيا
بكسر الخاء اي ذل وهان۔ (مختار) لمه كمن امن العذاب خبر محذوف ہے۔ ۱۲

کاش یہ لوگ جانتے۔ کیا وہ شخص جو شدتِ عذاب کو اپنے منہ سے روکتا ہے۔ اُس کے برابر ہے
جو عذاب سے امن میں ہے۔ بلکہ اُس پہلے شخص کو اور اُس کے جیسے لوگوں کو جھڑکی کے طور
پر کہا جائیگا کہ اُسکا مزہ چکھو جو تم دنیا میں کرتے تھے۔ اگر کافر عذابِ آخرت میں شک کرتے
ہیں تو اُن کے جیسے لوگونکا جو اُنسے پہلے گذرے دنیا و آخرت میں کیا حال ہوا اُسی سے
عبرت لیں۔ **غرض** قرآن مجید میں ان بیانات کا پوری طرح سے ذکر فرمایا کہ جس پر زیادتی
ممکن نہیں اس لئے ارشاد فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۲۶ ، ۲۷ ، ۲۸
لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ۝ اور ہم نے اس قرآن
میں لوگوں کیلئے ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ وہ نصیحت لیں (ہم نے اُتارا) قرآن
عربی (زبان میں) بے عیب تاکہ وہ پرہیزگار بن جائیں۔ جن مثالوں کی کہ دین میں ضرورت

لہ عذاب کو اپنے منہ سے بچانا یا حقیقی طور سے ہے کیونکہ اُس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں گے تو منہ کے سوا دوسری کوئی شئے بچانے کے لئے نہیں ہے۔ یا کنایہ عاجزی سے ہے۔ کیونکہ منہ سے بچانا ممکن نہیں تو گویا وہ بچانا ہی نہیں۔ (امیٹھا پوری) ضَرَبْنَا۔ ضرب المثل ذکر شئی اَثرُہٗ یظھر فی غیرہ۔ (مفردات) عِوَجٍ۔ عوج من باب ضرب فھو أعوج والاسم العِوج بکسر العین فما کان فی حائط او عود ونحوھما مما ینتصب فھو عَوج بفتح العین وما کان فی أرض أو دین او معاش فھو عِوج بکسر العین (مختار) ٢ه پہلے فرمایا کہ مثالوں کا بیان نصیحت و پند قبول کرنے کے لئے ہے اور نصیحت و پند قبول کرنے سے مقصود تقوےٰ ہے۔ اس لئے دوسرے بار فرمایا لعلھم یتقون۔ پس یہ ایک معلول کی دو علتیں نہیں ہیں۔ تعلیل لعل سے حاصل ہوی کیونکہ لعل تعلیل کے لئے بھی آتا ہے (خفاجی)۔

پڑتی ہے۔ اللہ تعالےٰ انھیں قرآن میں بیان فرماتا ہے۔ کیونکہ مثال سے معنی ذہن سے قریب ہو جاتے ہیں۔ اس لئے انھیں مثالوں میں سے ایک مثال مشرکوں کے طریقہ کی برائی میں ارشاد فرماتا ہے۔ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا رَّجُلًا فِیْہِ شُرَکَآءُ مُتَشٰکِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ اللہ نے ایک مثال بیان کی کہ ایک مرد (غلام ہے) کہ جس میں کئی ساجھی جھگڑالو ہیں اور ایک شخص (غلام) سالم ایک شخص کا ہے کیا یہ دونوں برابر ہیں۔ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ بلکہ اکثر انمیں کے نہیں جانتے یہ مشرک و مخلص کی مثال ہے۔ کہ ایک غلام کے کئی مالک ہیں۔ اور اس سے خدمت لینے میں ہر ایک مختلف ہے۔ ایک مالک ایک بات کا حکم کرتا ہے تو دوسرا اسی سے منع کرتا ہے۔ اور ایک غلام ہے کہ صرف اسکا ایک ہی شخص مالک ہے۔ اب بطورِ انکار فرماتا ہے کہ کیا ان دونوں کا حال ایکسا ہے

سَلَمًا
مکی و البصری الالف بعد سین اور کسر لام سے

رجلًا۔ بدل کل مثلًا سے ہے۔ یا ضرب کا مفعولِ ثانی ہے (خفاجی) متشاکسون۔ ای متشاجرون و الشکس السیئ الخلق (مفردات) رجل شکس ای صعب الخلق وقوم شُکس وبابہ سلم (مختار) سلمًا۔ مصدر صفت ہے۔ یا بحذفِ مضاف ہے ای ذا سلامۃ وذا خلوص من الشرکۃ۔ ؎ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیر واحد ھٰذہ الآیۃ ضربت مثلا للمشرک والمخلص (ابن کثیر) اور حاصلِ مثال کا مرجع دلیلِ تمانع ہے جو لو کان فیہما کی آیت کی شرح میں گذری۔ اور اہلِ عرفان فرماتے ہیں کہ ایک مشغول دنیا و اہل و عیال کی طرف ہے۔ اور دوسرا اپنے مولا کی طرف متوجہ ہے اور بضرورت دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو بھی اسطرح کہ دل بہ یار و دست بکار۔ ؎

حرص قانع نیست صائب ورنہ اسباب جہاں	آنچہ من درکار دارم بیشتر درکار نیست

چونکہ یہ مثال ایسی ظاہر ہے کہ جس سے زیادہ ظاہر مثال ہو نہیں سکتی اس لئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فرمایا یعنی کافروں پر الزام ثابت ہوگیا۔ کہ وہ اپنی جہالت سے ایک معبودِ برحق کی پرستش کرکے کئی معبودانِ باطل کو شریک کرتے ہیں۔ انکا شرک و ظلم اور تمھاری توحید و عدل اور عام طور سے ہر ایک ظالم کا حال مرے بعد معلوم ہوجائیگا جسطرح ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ○ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ○ بے شک (اے نبی) تم انتقال کرنیوالے ہو اور بیشک وہ بھی مرنیوالے ہیں پھر بیشک تم قیامت کے دن اپنے پروردگار کے حضور میں جھگڑوگے یعنی قیامت کے دن مشرک و مومن ظالم و مظلوم سب آپسمیں جھگڑیں گے۔ یہانتک[1] کہ اگر سینگ والی بکری نے بے سینگ کو مارا ہے تو وہ بھی اپنا بدلہ چاہیگی۔ اور بادشاہِ[2] ظالم سے اُسکی رعیت جھگڑے گی۔ اِنَّکَ مَیِّتٌ میں زندگی باعثِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیا علیہم السلام کی نفی نہیں ہے بلکہ بعدِ[3] انتقال انبیا علیہم السلام روح مبارک جسم شریف کی طرف منتقل ہوتی ہے جسطرح کہ

ع ۱۰ ۳ ۱۷

حیاتِ انبیاء علیہم السلام

---

[1] ابن کثیر از امام احمد۔ [2] ابن کثیر از بزار۔ [3] حضرت امام ربانی مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۷۵ مطبوعہ کشوری سے یہ تمام بیان ماخوذ ہے۔ اِن علما کے اتفاق سے ثابت ہوا کہ جو حیاتِ انبیا کا منکر ہے وہ عالم نہیں جاہل ہے۔ تفویۃ الایمان کے صفحہ ۶۰ میں اسمٰعیل دہلوی نے ایک حدیث کی شرح اپنی من گھڑت سے اسطرح بیان کی ہے کہ "میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں" یہ اُسنے جان بوجھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا ہے۔ اور صحیح حدیث میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔ یعنی بیشک اللہ تعالےٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ پیغمبروں کے جسم کھائے۔ یہ حدیث ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ و امام احمد و ابن خزیمہ و ابن حبان و دارقطنی و حاکم و ابونعیم وغیرہم نے روایت کی۔ اور علما نے اسکی تصحیح کی ۱۲۔

دنیا میں تھی۔ یعنی یہ حیاتِ حِسّی وُ دُنیوی ہے۔ لیکن دنیا میں زندگی کیلئے جو چیزیں غذا وغیرہ
مشروط ہیں اب اُس سے استغناء و بے پروائی ہے۔ ممکن ہے کہ بہشت یا دوسرے عالم سے غذا پہنچتی
ہو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صومِ وصال میں فرمایا کرتے کہ میں اپنے رب کے پاس رہتا
ہوں وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے جسطرح اللہ تعالےٰ نے شہدا کی شان میں فرمایا۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ الآیۃ حیاتِ
انبیا علیہم السلام میں تمام علمائے مذہب و ملّت کا اتفاق ہے۔ کسی کو خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ حیاتِ
شہدا سے بھی انبیا کی حیات زیادہ قوی و کامل ہے۔ اسی لئے[۲] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
مال آپ ہی کی ملک میں رہا۔ وارثوں کی ملک میں منتقل نہوا اور ازواجِ مطہرات کو نکاح کرنے سے
ممانعت ہوئی جسطرح فرمایا۔ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا۔
یعنی اور نہ یہ کہ اُن کے بعد کبھی انکی بی بیوں سے نکاح کرو اسلئے کہ یہ اللہ کے پاس بڑا گناہ ہے۔ بھلا کہیں
زندہ کی بیبیوں کو بھی نکاح کرتے ہیں اور زندہ بھی ایسے کہ جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

اوجانِ جملہ عالم و حق جانِ جاں شمار		حق را بغیرِ واسطہ ذاتست او مجو۔

لہ یعنی اور (اے مخاطب) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُنہیں مرا ہوا خیال نکرنا (یہ مرے نہیں ہیں) بلکہ اپنے پروردگار کے
پاس زندہ ہیں انھیں روزی ملتی ہے (اور) جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انھیں دیا ہے اُس سے نہایت خوش ہیں۔ ٢ ے
شافعیہ سے صاحبِ تلخیص نے فرمایا اور امام الحرمین نے اس قول کی تصحیح کی۔ اور فرمایا کہ یہ موافق سیرتِ صدیقِ اکبر
رضی اللہ عنہ ہے کہ آپنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مال کو رکھ چھوڑا (مدارج شفاء الاسقام)
عٓ اسی آیت میں تو شہدا کو اموات کہنے کی ممانعت کی۔ فرماتا ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ الحدیث یعنی انبیا علیہم السلام زندہ ہیں اور اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں معراج کی شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیا علیہم السلام سے ملاقات کرنا اور ان لوگوں کی امامت فرمانا اور انکا آپ کی اقتدا کرنا یہ انکی حیات پر دال ہے سعید بن المسیب تابعی واقعہ حرہ میں قبر مطہر سے اذان کی آواز

لہ ابویعلی بنقل ثقات از انس بن مالک رضی اللہ عنہما (مدارج النبوت) بیہقی نے اپنی کتاب حیات الانبیا میں اسے روایت کی جسطرح علامہ جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ انبار الاذکیا فی حیاۃ الانبیا میں نقل کرتے ہیں۔ اور اسی میں فرماتے ہیں۔ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی قبرہ وسائر الانبیاء معلومۃ عندنا علما قطعیا۔ لما قام عندنا من الادلۃ فی ذلک وتواترت بہ الاخبار یعنی حیات انبیا علیہم السلام قطعی ہے کیونکہ اسمیں اخبار متواتر ہیں۔ تنویر الحلک میں بھی آپنے بعد دلائل فرمایا فحصل من مجموع هذہ النقول۔ والاحادیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی بجسدہ وروحہ وانہ یتصرف ویسیر حیث شاء فی اقطار الارض وفی الملکوت وھو بھیئتہ التی کان علیہا قبل وفاتہ لم تبدل منہ شئ وانہ مغیب عن الابصار کما غیبت الملائکۃ مع کونہم احیاء باجسادھم فاذا اراد اللہ رفع الحجاب عن من اراد اکرامہ برؤیتہ رآہ علی ھیئتہ التی ھو علیہا لا مانع من ذلک ولا داعی الی التخصیص برؤیۃ المثال انتہی۔ خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ جہاں چاہتے ہیں بذاتہ تشریف فرما ہوتے ہیں اور آپ کے تخصیص مثال وشبیہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ ۲ے ابونعیم دلائل نبوت میں ابن سعد طبقات میں۔ دارمی اپنے مسند میں (انبار الاذکیا فی حیاۃ الانبیاء) ۳ے یزید پلید نے مدینہ منورہ کو لوٹ اور غارت کرنیکا حکم دیا تھا۔ ہزارہا صحابہ شہید ہوئے اور حرم محترم کی اہانت ہوئی اسکو واقعہ حرہ کہتے ہیں۔ ۵ے اور جب اللہ تعالے کو منظور ہوتا ہے کہ کسی کو آنحضرت کی رویت سے مشرف کرے تو بعینہ آپ نظر آجاتے ہیں۔ ۱۲

سنا کرتے تھے"۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذات وصفاتِ الٰہی میں فانی ہیں تو ضرور باقی باللہ بھی ہیں۔ پھر آپکی نسبت عدمِ حیات کا گمان کرنا کمال بے ادبی ہے۔ آپ[1] تو خلیفۂ اعظم ہیں جسے چاہتے ہیں دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں منع کرتے ہیں۔ اور جہاں[2] چاہتے ہیں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ علامہ[3] حلبی نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی جائے کسیوقت خالی نہیں رہتی

[1] مولانا شیخ عابد سندی فرماتے ہیں ولیتیقن انه یمل کلا من الزایرین بما یناسب ما هو علیه۔ وانه خلیفة الله الاعظم یعطی من یشاء ویمنع من یشاء۔ فوضت الیه خزائن کرمه ولا یصل الی الله تعالی احد الا من طریقه انتهی۔ قال العلامة ابن حجر المکی فی شرح الهمزیة انه صلی الله علیه وسلم هو الخلیفة الاعظم عن الله تعالی فی جمیع شؤنه لاسیما مقام قسمة الارزاق والعلوم والمعارف والطاعات ومن ثم قال صلی الله علیه وسلم فی الحدیث الصحیح ایضا انما انا قاسم والله یعطی ولاجل هذا اعد وامن خصائصه صلی الله علیه وسلم انه اعطی مفاتیح الخزائن۔ قال بعض العلماء وهی خزاین اجناس العالم لیخرج لهم بقدر ما یطلبون فکل ما ظهر فی هذا العالم فانما یعطیه محمد صلی الله علیه وسلم الذی بیده المفاتیح وکما اختص تعالی بمفاتیح الغیب الکلی فلا یعلمها الا هو کذلک اختص صلی الله علیه وسلم باعطائه الخزائن الالهیة فلا یخرج منها شیٔ الا علی یدیه صلی الله علیه وسلم انتهی۔ [2] علامہ ملا علی قاری نے شرح شفا شریف جلد ثانی صفحہ ۱۱۸ میں یوں تحریر فرمایا ہے یروی عن ابن عباس رضی الله عنهما فی قوله تعالی فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم قال فان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمة الله وبرکاته ای لان روحه علیه السلام حاضر فی بیوت اهل الاسلام یعنے جب خالی مکان جائے تو السلام علی النبی کہے کیونکہ سردارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ہر مسلمان کے مکان میں موجود ہے۔ [3] شیخ نور الدین حلبی مولفِ سیرت نے ایک

علامہ یوسف نبہانی اپنے قصیدۂ الفیہ میں فرماتے ہیں۔

وَھُوَ سَارٍ بَیْنَ الْعَوَالِمِ لَمْ — تَحْصُرْہُ مِنْ رَوْضِ قَبْرِہٖ اَرْجَاءُ

فَلِذَا بِہٖ فَوْقَ السَّمَاءِ وَتَحْتَ الْاَرْضِ وَالْعَرْشُ وَالْحَضِیْضُ سَوَاءُ

ھُوَ حَیٌّ فِیْ قَبْرِہٖ بِحَیَاۃٍ — کُلُّ حَیٍّ مِنْھَا لَہُ اسْتِمْلَاءُ

مَلَأَ الْکَوْنَ رُوْحُہٗ وَھُوَ نُوْرٌ — وَبِہِ لِلْجِنَانِ بَعْدُ امْتِلَاءُ

خَیَّرُوْہُ فَاخْتَارَ اَعْلٰی رَفِیْقٍ — لَوْ اَرَادَ الْبَقَاءَ کَانَ الْبَقَاءُ

وَھُوَ بَاقٍ فِی اللّٰہِ فِیْ کُلِّ حَالٍ — قَبْلَ مَوْتٍ وَبَعْدَ مَوْتٍ سَوَاءُ

لَقِیَ اللّٰہَ دُوْنَ سَبْقِ فِرَاقٍ — اِنَّمَا اَکْمَلُ اللِّقَاءِ لِقَاءُ

ھُوَ حَیٌّ فِیْ قَبْرِہٖ وَلِھٰذَا — حَرُمَتْ مِنْ تُرَاثِہِ الزَّھْرَاءُ

خَصَّہُ اللّٰہُ بِالْحَیَاۃِ عَلٰی اَکْمَلِ — حَالٍ یَسِیْرُ حَیْثُ یَشَاءُ

کَمْ رَاٰہُ بِیَقْظَۃٍ وَمَنَامٍ — مِنْ مُحِبِّیْہِ سَادَۃٌ اَصْفِیَاءُ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) رسالہ لکھا جسکا نام تعریف الاسلام والایمان - بان محمد صلے اللہ علیہ وسلم لایخلو منہ مکان ولا زمان ہے جس میں اسکا ثبوت دلایل سے دیا ہے۔ میں نے اس کتاب میں سے ملخص کر کے سعادۃ الدارین نام کی کتاب لکھی ہے ایسی جامع ہے کہ میں نے ایسی کتاب نہیں دیکھی (معجزات سید المرسلین صفحہ ۱۷) حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ علما حلیہ شریف آنحضرت را بر صفحہ بیان نگاشتہ اند و مقصود ازاں تصور جمال مطالو کمال و نصب العین ساختن و در ہر ساعت آں ملحوظ داشتن و مشق اینکار کردن و مراقبہ آں نمودن ست تجسے کہ دایم آں جمال جہاں افزا در نظر باشد مفارقت نکند۔ و ایں اقرب طرق ست برای حصول کمال و قرب وصال و سبب حصول درجہ صحبت۔ و لحوق بہ اصحاب و افراد اصحاب و سے بحصول صحبت معنوی و وفور سعادت کبرے و نعمت عظمے و اگر استطاعت آں بر طریق اتصال و دوام دست ندہد بارے در وقت صلوٰۃ و سلام کہ اقرب طرق ست برای روشنی راہ و حضور در گاہ نگاہ دارد و باللہ التوفیق۔ (مدارج النبوۃ صفحہ ۷۷) سلہ کتاب حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۲۸۔ سلہ کیونکہ تمام مخلوقات آپ ہی کے نور سے پیدا ہوئی ہے جیسا کہ حدیث جابر میں ہے۔ (معجزات سید المرسلین)

پارہ ومالی تمام ہوا۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝

پھر اُس سے زیادہ ظالم کون ہی جو اللہ پر جھوٹ بولے اور سچی بات (کتاب) کو جب اُس کے پاس آئی جھٹلائے۔ کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ہے۔ قرآن کی تکذیب کرنے والوں کو جہنم سے ڈرایا۔ اب جو اسکی تصدیق کرتے ہیں انھیں اسطرح خوشخبری دیتا ہے۔

وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝ۚ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِىْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِىْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور جو سچی بات لیکر آیا اور جس نے اسکی تصدیق کی وہی لوگ تو پرہیزگار ہیں۔ اُن کے لئے اُن کے پروردگار کے پاس جو کچھ وہ چاہیں موجود ہے۔ نیکی کرنے والوں کا یہی بدلہ ہے۔ تاکہ اللہ اُن سے اُس بُرے کام کو دور کردے جو انھوں نے کیا ہے۔ اور انھیں اُن کے نیک کام کا جو انھوں نے کیا ہے بدلا دے۔ اس سچ[1] کے لانے والے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور سچا نیوالے سارے مسلمان۔ یہ لوگ شرک[2] سے بچے انھیں جنت میں جو چاہیں گے ملیگا۔ گنہگار روتا

ف قتادہ نے کہا صدق سے مراد قرآن ہے (ابن جریر)۔ لیکفر۔ یہ لام عاقبت یشاؤن سے متعلق ہے۔ یا محذوف سے متعلق ہے یعنے جزؤھم واکرامھم لاجل ذٰلك (نیشاپوری) اسوأ ۔ یہ تفضیل کے لئے نہیں ہے جسطرح انکا قول ہے الاشج اعدل بنی مروان اور صیغہ تفضیل کا یہ فائدہ ہے کہ وہ گناہوں کو بڑا سمجھتے تھے یہاں تک کہ صغایر بھی اُن کے پاس بدتر اعمال تھے۔ بعض نے اسوأ سے کفر سابق مراد لیا ہے جسے ایمان نے مٹا دیا (نیشاپوری) [1] ربیع بن انس نے کہا کہ اس سچ کے لانے والے انبیاء کرام علیہم السلام ہیں اور اسکی تصدیق کرنے والے اُن کے پیرو ہیں۔ (ابن کثیر) [2] ابن عباس نے کہا کہ شرک سے بچے (ابن کثیر)

یہی بدلا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ آخرت میں اُنکا معاون و مددگار ہے اسی طرح دنیا میں
بھی اُنکا حامی و ناصر ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ
مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۚ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ
ذِي انْتِقَامٍ ۝ کیا اللہ اپنے بندے (کی حفاظت) کے لئے کافی نہیں ہے اور (اے نبی) تمھیں
(کافر) خدا کے سوا (بتوں) سے ڈراتے ہیں جسے اللہ گمراہ کرے تو اُسے کوئی (بھی) ہدایت
دینے والا نہیں۔ اور جسے اللہ ہدایت دے تو اُسے کوئی (بھی) گمراہ کرنے والا نہیں کیا
اللہ زبردست بدلا لینے والا نہیں ہے۔ یعنے جس کے قبضۂ قدرت میں ہر چیز ہے وہ جو چاہے
کر سکتا ہے اور جس سے وہ انتقام لے اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ ۝

بس ترا از ما سوا امداد ہو	گفت اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ

جب وعیدِ مشرکین اور وعدۂ موحدین کا بیان ہو چکا تو پھر بت پرستوں کے طریقہ کو ایک
اور طرح سے باطل فرماتا ہے۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ
اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ
بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ اور اے شک

عبادہ حمزہ۔ کسائی جمع سے۔ ہادی مکی وقف میں زیادتی یا۔

کاشفات ضرہ بصری ممسکات رحمتہ بصری۔

لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسلام سے ہدایت پائے۔ اور اُسکی زندگانی تھوڑی سی کفایت کرنیوالی تھی اُس نے اُسی پر قناعت کی نجات پائی (ابن کثیر از ترمذی ونسائی) عبدہ ۔ سدی نے کہا عبد سے مراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں (ابن جریر) ارادنی۔ کافروں کا جواب بسبب دلالتِ کلام کے متروک ہے یعنے وہ کہیں گے نہیں۔ ۱۲

(اے نبی) اگر تم اُن سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے اللہ نے
کہدو کہ پھر کیا تم نے دیکھا ہے کہ اللہ کے سوا جنکی تم پرستش کرتے ہو اگر اللہ مجھے کچھ تکلیف
دینی چاہے تو کیا وہ اسکی (دی ہوئی) تکلیف کو دور کر دیں گے یا اللہ اگر مجھپر مہربانی کرنی چاہے
تو کیا وہ اسکی مہربانی کو (مجھ سے) روک سکتے ہیں (اے نبی) تم کہدو کہ مجھے اللہ کافی ہے۔
بھروسہ رکھنے والے اُسی پر بھروسہ رکھا کرتے ہیں۔ جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔
اور جو ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے وہی عبادت کا مستحق ہے۔ اور اُسپر اعتمادؐ کافی ہے۔ اور
اُن بتوں کی جن میں کسی طرح کی قدرت نہیں ہے پرستش کرنی نہایت ہی حماقت ہے اسی لیے
عذاب شدید سے اسطرح ڈراتا ہے۔ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ فَسَوْفَ
تَعْلَمُوْنَ ۝ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ (اے نبی) کہدو کہ اے
میری قوم تم اپنے طور پر عمل کیے جاؤ۔ میں (اپنے طور پر) عمل کر رہا ہوں۔ پس عنقریب

مکانتکم شبہ جہتے

ؐ ابن عباس سے حدیث مرفوع ہے۔ اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ۔ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ۔ یعنے تو اللہ کی جانب متوجہ تو وہ تیری حفاظت کریگا۔ تو اللہ سے لو لگا تو اُسے سامنے پائیگا الخ (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے تمام لوگوں سے قوی تر ہونا محبوب ہے اُسے چاہیئے کہ اللہ تعالے پر توکل کرے۔ اور جسے سب لوگوں سے غنی تر ہونا محبوب ہے تو اُسے چاہیئے کہ جو اللہ تعالے کے ہاتھ میں ہے اُسپر زیادہ بھروسہ کرے اُس چیز سے کہ اُس کے ہاتھ میں ہے۔ اور جسے سب لوگوں سے بزرگ ہونا منظور ہے تو چاہیئے کہ تقوے اختیار کرے (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) مکانتکم۔ المکانۃ بمعنی المکان فاستعیرت من العین للمعنی کما استعیر لفظھنا وحیث للزمان وھما للمکان (خطیب) ۵۲ ای علے مکانتی فحذف للاختصار والمبالغۃ فی الوعید (بیضاوی) ۱۲۔

تم جان لوگے۔ کہ وہ کون ہے۔ جسپر ایسا عذاب آئیگا جو اُسے (دنیا میں) رسوا کرے۔ اور (آخرت میں) اُسپر دائمی عذاب نازل ہوگا۔ جب اللہ تعالٰے نے مشرکوں کے مذاہب کا فساد کبھی دلائل سے اور کبھی مثالیں دیکر اور کبھی وعدہ و وعید سے بیان فرمایا۔ لیکن کا فروں کا اصرار کفر پر بڑھتا ہی جاتا تھا۔ اور رحمۃ للعالمین غمگین ہوتے تھے تو آپ کی تسلی کے لئے اسطرح

ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ ۴۱

فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ (اے نبی) بیشک ہم نے لوگوں کیلئے (یہ) کتاب

سچائی کے ساتھ تم پر نازل کی ہے۔ پھر جو کوئی راہ پر آیا تو (وہ) اُسی کی ذات کے لئے ہے۔ اور جو کوئی گمراہ ہوا تو اپنی ہی (خرابی) لئے گمراہ ہوا۔ اور تم اُن کے ذمہ دار نہیں یعنی جو راہ پر آیا تو اسکا فائدہ اُسی کی ذات کے لئے ہے۔ اور جو گمراہ ہوا تو اوسکا وبال اُسی کی جان پر ہے۔ اور تم اے نبی کریم اُنکی ہدایت کے لئے موکّل و ذمہ دار نہیں۔ تم پر صرف تبلیغ ہے۔ اور وجود میں جسطرح چاہے تصرف کرنا ہمارا کام ہے۔ چنانچہ بعضے تصرفات

یہ ہیں۔ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى ۴۲

بوکیل ـ سُدّی و قتادہ نے کہا بحفیظ (ابن جریر) **یتوفی** ۔ سونے میں بھی فعل توفے مستعمل ہے۔ اور فاعل اللہ تعالٰے ہے۔ قادیانی جو مدعی مسیح تھا ہمارے مقابلہ میں اگر جلد ہلاک ہوگیا۔ ورنہ اُس سے جواب کے طالب ہوتے۔ لیکن مرتے مرتے اپنی ذریت چھوڑ گیا ہے باوجود یہ دیکھنے کے کہ اُن کے مقتدا کو ہمارے مقابلہ میں شکست فاش ہوی اور اُنکی بیسیوں پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں ان لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں اور اپنی ہٹ دھرمی نہیں چھوڑتے۔ خدا تعالٰے ان لوگوں کو ہدایت دے اور راہ راست پر لائے۔ ۱۲

قُضِيَ عَلَيْهَا الْمَوْتُ - جمہور کے نزدیک ماضی مجہول اور موت مرفوع نائب فاعل ہے

عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰىٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اَمِ

جانوںکو انکی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جو نہیں مریں انھیں ان کے سونے (کے وقت) میں (قبض کرتا ہے)۔ پس جسپر موت کا حکم کرچکا اُوسکو تو روک لیتا ہے۔ اور دوسروں کو ایک وقتِ مقرر تک چھوڑ دیتا ہے۔ بیشک اسمیں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں۔ یعنے جو روح[1] وفاتِ کبرے (موت) میں قبض کی جاتی ہے پھر دنیا میں آنے کے لئے چھوڑی نہیں جاتی۔ اور جو روح وفاتِ صغرے (نیند) میں قبض کیجاتی ہے۔ وہ مدت مقرر یعنے آخرِ عمر تک چھوڑی جایا کرتی ہے۔ اسمیں اشارہ ہے کہ ملاءِ اعلےٰ میں یہ دونوں روحیں ملتی ہیں۔ جسطرح حدیث[2] میں آیا ہے۔ غرض اصحابِ فکر کے لئے اسمیں نشانیاں ہیں اگر غور کرتے تو جانتے کہ ہر طرح کی قدرت اسی کو ہے۔ اور کافر جو بتوں کی شفاعت کا حیلہ کرتے ہیں تو وہ بھی بے اصل ہے کیونکہ شفاعت تو وہی کرسکتے ہیں جن سے خدا راضی ہے۔ اور جس کو شفاعت کا اذن ملا ہے۔ یہ بت تو بے شعور و بے عقل ہیں جس طرح ارشاد ہے۔ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ

اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـــًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ

[1] قال ابن عباس رضی اللہ عنہما یمسک انفس الاموات ویرسل انفس الاحیاء (ابن کثیر) [2] رواہ ابن منذر وغیرہ (ابن کثیر) لله الشفاعه۔ مجاہد نے کہا کہ اس کے بے حکم کوئی اس کے پاس شفاعت نہیں کرسکتا (ابن جریر) یہ عاصی امیدوارِ شفاعتِ شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض کرتا ہے کہ متواتر احادیث بلکہ نصِ آیات سے ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے اور آپ کو اذن مل چکا ہے۔ اسی تفسیر کا صفحہ ۱۸۱۲ سورۂ بنی اسرائیل دیکھو۔ ۱۲

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ کیا انھوں نے اللہ کے سوا سفارشی ٹھیرا رکھے ہیں
(اے نبی) کہدو کہ کیا اگرچہ وہ کسی چیز کا اختیار نہ رکھتے ہوں۔ اور عقل نہ رکھتے ہوں (کیا ایسی صورت[1]
میں بھی وہ تمھاری سفارش کریں گے۔ اے نبی کہدو کہ سب شفاعت اللہ ہی کے اختیار
میں ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اُسی کے لئے ہے۔ پھر تم سب اُسی کی طرف
لوٹائے جاؤ گے۔ جو ایسا قادر و متصرف ہو اسی کے ذکر سے سرور و خوشی ہونی چاہئے۔ برعکس
کافروں کے کہ وہ بتوں کے ذکر سے خوش ہوتے ہیں جس طرح فرماتا ہے۔ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ
اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○ ۱۲/۵
اور جب صرف اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اُن کے دل نفرت[2]
کرتے ہیں۔ اور جب اُنکا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو اللہ کے سوا (فرضی معبود) ہیں تو فوراً وہ خوش ہوجاتے
ہیں مشرک اصل عادت یعنے ذکرِ خدا سے تو بیزار ہیں اور کمترین اشیاء یعنی پتھر کی عبادت
سے خوش ہیں۔ تو اے نبی تم بھی ایسے احمقوں کیطرف توجہ نہ کرو اور اپنے خالق سے اسطرح

[1] ای یشفعون ولو کانوا علی هذه الصفة (بیضاوی) اشْمَاَزَّتْ۔ قال مجاهد انقبضت وقال السدی
نفرت وقال قتادة کفرت واستکبرت (ابن کثیر) اشماز الرجل اشمئزازا انقبض (مختار) اشمیز ازیدنہ
شدن و گرفتہ شدن (منتخب) [2] ربیع بن خثیم کو امام تشنہ کام حضرت امام حسین علی جدہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت
کی خبر پہونچی تو آپ نے یہ آیت پڑھی اور آہ کی اور فرمایا وہ شخص قتل کئے گئے جسے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی گود میں بٹھاتے تھے
اور جس کے منہ پر اپنا منہ رکھتے تھے۔ (نیشاپوری و سراج وغیرہ) منکرینِ شہادتِ امام علیہ السلام اسے غور سے دیکھیں اسلئے
کہ قبل سے ہی شہادت امام کا ثبوت ہو رہا ہے۔ ۱۲

شہادت امام علیہ السلام

دعا مانگو۔ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ
عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○ (اے نبی) کہو کہ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا
کرنے والے پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے تو اپنے بندوں کے درمیان (آخرت میں) اُس
چیز میں فیصلہ کریگا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ پھر اُن کے مذہب باطل پر وعید بیان
فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ○ اور اگر ظالموں کے پاس جو کچھ کہ
زمین میں ہے سب ہو۔ اور اسکے ساتھ اتنا ہی اور ہو۔ تو ضرور قیامت کے دن عذاب کی سختی کے
عوض میں اُسے دے ڈالیں۔ اور ان کے لئے اللہ کی طرف سے وہ بات پیش آئیگی جسکا وہ
گمان نہ کرتے تھے۔ اس فدیہ کا انھیں حاصل ہونا محال۔ اور جو حاصل ہو بھی تو قبول نہ کیا جائیگا
اور ایسے قسم قسم کے عذاب ظاہر ہوں گے جو اُن کے خیال میں بھی نہ تھے جسطرح بیان فرماتا
ہے۔ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ اور انھیں اُن کی
بُرائیاں ظاہر ہوئیں جو وہ کرتے تھے۔ اور جس (عذاب) سے وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔ اُس نے انھیں

ملہ ایک معنے یہ بھی ہیں کہ اُنکی نیکیاں جو لوجہ اللہ نہ تھیں بُرائیوں کی صورت میں ظاہر ہونگی۔ چنانچہ مجاہد نے فرمایا کہ اُن لوگوں نے اپنے گناہوں کو نیکیاں سمجھا تھا۔ قیامت میں ظاہر ہوا کہ وہ بُرائیاں ہیں۔ محمد بن منکدر نزع کے وقت سخت گھبرائے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی۔ فرمایا اسی آیت کا خوف ہے کہیں وہ بات ظاہر ہو جو میرے گمان میں نہ تھی (روح البیان) حاق۔ حیق فرو گرفتن صلتہ بالباء از باب سمع حاق بھم العذاب ای احاط بھم و نزل (صراح) حیق گرد گرفتن (منتخب) ۱۲

کھم لیا پھر اُن کے بُرے افعالوں میں سے ایک اور قسم بیان فرماتا ہے۔ فَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ آ ۴۹ ۔ ۵۱
ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ ۚ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ
لَا يَعْلَمُونَ ۝ قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ فَأَصَابَهُمْ
سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۚ وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَٰؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَمَا هُم
بِمُعْجِزِينَ ۝ پھر جب انسان کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے۔ تو ہمیں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اپنی
طرف سے کوئی نعمت عطا کرتے ہیں تو کہنے لگتا ہے کہ تو مجھے اپنے علم کی وجہ سے ہی دی گئی ہے
(اللہ فرماتا ہے کہ وہ نعمت نہیں) بلکہ آزمایش ہے۔ اور لیکن اکثر ان میں کے نہیں جانتے۔
بیشک جو ان سے پہلے تھے انھوں نے بھی یہی کہا تھا۔ تو جو کچھ وہ کمائی کرتے تھے۔ اُن سے
(عذاب کو) بازنہ رکھا۔ پس انھیں اُس (بدکرداری) کی بُرائیاں پہونچ گئیں جو وہ کرتے تھے۔
اور ان (کفار مکہ) میں سے جو لوگ ظلم کرتے ہیں عنقریب انھیں (بھی) اُن کے اعمال کی
بُرائیاں ملیں گی۔ اور وہ (اس کے پہونچانے سے ہمیں) عاجز نہیں کر سکتے۔ یعنے کافر نعمت
کو دیکھکر کہتا ہے کہ اللہ تعالے نے مجھے اسکا مستحق جان کر ہی عنایت فرمایا ہے۔ یا یہ کہ میں کسب اور
انواع تجارت کا ڈھنگ خوب جانتا ہوں۔ چونکہ اس نے یہ غرور سے کہا تھا اس لئے اللہ تعالے نے

علیٰ علمٍ۔ منی بوجوہ کسبہ۔ او من اللہ بی واستحقاقی۔ اور اوتیتہ میں مرجع ضمیر کا ما کی طرف ہے۔ اگر موصول ہے
اور اگر کافہ ہو تو مرجع نعمت ہے اور تذکیر ضمیر بتاویل شیٔ من النعمۃ کی ہے اور علیٰ علمٍ ما موصول کی خبر ہے۔ اور نہیں تو حال ہے
(خفاجی) سلہ ابتدائے سورہ میں بھی یہ آیت گذری ہے ۱۲۔

اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ مال و نعمت بلا امتحان ہے تاکہ کافر سے شاکر کی تمیز ہو جائے۔ ان کے
پہلے قارون[1] وغیرہ نے بھی اسیطرح کہا تھا تو انکا یہ قول صحیح نہوا۔ اور انکی دولت ان کے کچھ کام
نہ آئی اور بدکرداریوں کی انھیں سزا ہو چکی۔ اور یہ انھیں پر موقوف نہیں بلکہ تم میں سے جو ظلم کر رہے
ہیں انھیں بھی ان کے اعمال کی سزا ملتی ہے۔ دنیا جزا و مکافات کا مکان نہیں۔ اسی لیے یہاں
کے فقر و غنا کا بھی کچھ اعتبار نہیں۔ بلکہ جس کسی کو اللہ تعالےٰ نے کچھ نعمت عطا کی یا محروم رکھا وہ
حسب مشیت الٰہی ہے جسطرح ارشاد فرماتا ہے۔ اَوَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ
یَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ؏ کیا ان لوگوں نے نہیں جانا کہ بیشک اللہ ہی جسکے لیے
چاہتا ہے رزق کو کشادہ کرتا ہے۔ اور (جسکے لیے چاہتا ہے) تنگ کرتا ہے۔ بیشک البتہ اس میں اس گروہ
کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں بعد تہدید و تنبیہ کے اپنی کمال رحمت و مغفرت سے
امید دلاتا ہے۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا[2] عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ
یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ (اے نبی) کہدو کہ اے[3] میرے وہ بندو جنھوں نے
(گناہ کرکے) اپنے پر زیادتی کی ہے۔ اللہ کی رحمت سے نا امید نہو کیونکہ اللہ تمام گناہوں کو بخشدیتا ہے

[1] قارون کا قصہ اسی تفسیر کے سورہ قصص صفحہ (۱۲۵۲) میں گذرا۔ [2] اسرفوا۔ السرف تجاوز الحد فی کل فعل یفعلہ الانسان
وان کان ذلک فی الانفاق اشھر۔ (مفردات) سرف۔ بالتحریک۔ ضد القصد۔ یعنے فزونی کردن در خرچ مال و جاہ و
خیرگی عقل و ماندگی چیزے بغفلت و خطا کردن۔ از باب سمع (صراح) [3] اگر اسمیں خطاب عام یعنے مسلمان و کافر سب سے ہے تو دولت
ایمان کی قید کافروں کیلئے ضروری ہوگی۔ کیونکہ شرک و کفر بے توبہ کے معاف نہیں ہوتا۔ اور جو بندوں سے خاص مسلمان مراد لئے جائیں تو
توبہ کی شرط ضروری نہیں۔ ۱۲

بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ آیت بہت ہی امید کی ہے جس میں رحمت کی طرح طرح سے تاکید ہے۔ (۱) گناہگاروں کو بندے فرمایا۔ (۲) اپنی طرف اضافت دی جو موجب بزرگی ہے (۳) نا امیدی سے منع فرمایا۔ اور جب کریم امید دلاتا ہے تو پھر اپنے کرم سے محروم نہیں فرماتا۔ (۴) اپنی مغفرت کو لفظ اِنَّ سے موکد فرمایا اور یغفر صیغہ مضارع جو استمرار کے لئے آتا ہے لایا۔ اور ذنوب کی تاکید جمیعًا سے کی یعنے سب گناہوں کو بخشتا ہوں فرمایا۔ اور پھر اِنَّہٗ سے آخر آیت تک قسم قسم کے

شانِ نزول

لہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب سے اعظم آیت اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ اور خیر و شر کے لئے جامع آیت اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ہے۔ اور سب سے زیادہ فرحت کی آیت قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا الخ ہے (ابن کثیر از طبرانی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالے ایک ایسی قوم پیدا کرتا جو گناہ کرتی اور انھیں بخشدیتا (ابن کثیر از امام احمد و مسلم و ترمذی) ابن عباس نے فرمایا کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ مشرکین میں سے کچھ لوگ ایسے تھے کہ انھوں نے حالت شرک میں قتل و زنا و بدکاری کثرت سے کی تھی۔ آنحضرت کے حضور میں حاضر ہو کر انہوں نے عرض کی کہ جو آپ فرماتے ہیں اور جسکی طرف دعوت کرتے ہیں بیشک یہ اچھا ہے مگر کاش ہمیں یہ بھی آگاہ فرماتے کہ ہم سے جو برے اعمال سرزد ہوئے ہیں انکا کچھ کفارہ بھی ہے۔ اسوقت یہ آیت وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ الخ اور یہ آیت قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ الخ نازل ہوئی۔ (بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی از ابن کثیر) حسن بصری فرماتے تھے کہ اس رحم و کرم کو دیکھو کہ جن کافروں اور مشرکوں نے اللہ تعالے کے اولیاء کو قتل کیا وہ انھیں توبہ و مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔ (ابن کثیر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا تھا پھر وہ (توبہ سے) سوال کرتا ہوا ایک راہب کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا کیا میرے لئے توبہ ہے یا نہیں اُس نے کہا نہیں تو اُسے بھی مار ڈالا۔ اور پوچھنے لگا تو ایک شخص نے اس سے کہا کہ فلاں فلاں قریہ میں جا۔ پس اتفاقًا راہ میں موت آئی۔ اور اس قریہ کی طرف سینے سے جھکا۔ پس رحمت و عذاب کے فرشتوں نے (اسکے لینے میں) جھگڑا کیا۔ اللہ نے اُس (قریہ کی) زمین کو حکم دیا کہ نزدیک ہوجا (اور جس قریہ سے جا رہا تھا) اُس زمین کو حکم دیا کہ دور ہوجا۔ پھر (فرشتوں کو) حکم فرمایا کہ دونوں قریوں کی درمیانی زمین کو ناپو۔ (جس زمین سے وہ زیادہ قریب ہو اُسے اُسی میں سے قرار دو) پس ناپنے سے معلوم ہوا کہ اُس قریہ سے (کہ جسکی طرف جا رہا تھا) ایک بالشت قریب ہے۔ (پس ملائکہ رحمت نے اُسے اپنے قبضہ میں لیلیا) اور وہ بخشا گیا۔ بخاری و مسلم (مشکوٰۃ باب الاستغفار)۔ ۱۲

مؤکدات بیان فرمائے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس آیت کے عوض میں دنیا و ما فیہا کو پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ آیت کیسا ہی گناہگار ہو اُسے امید دلاتی ہے۔ اور ناامیدی سے روکتی ہے۔ رباعی۔

پھر آ پھر آ جو منہ کو موڑا پھر آ
گر بہر صنم خدا کو چھوڑا پھر آ
لَا تَقْنَطُوْا قرآں میں نہیں تو نے سنا
سو بار اگر توبہ کو توڑا پھر آ

بعد بیان رحمت اپنی طرف متوجہ فرماتا ہے۔ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ لا اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ لا اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لا اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اور تم اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہو جاؤ۔ اور اُسکی فرمانبرداری کرو۔ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آجائے۔ پھر تمھیں مدد نہ دیجائیگی۔ اور اُس بہتر چیز کی پیروی کرو جو تمھاری طرف تمھارے پروردگار کی جانب سے اُتاری گئی ہے۔ اس سے پہلے کہ تم پر یکایک عذاب آجائے اور تمھیں (اُسکے آنے کی) خبر بھی نہو۔ (پھر ایسا نہو کہ کہیں) کوئی شخص کہے اے میری حسرت اسپر کہ میں نے اللہ کے

وای حسرتی

ؔلہ امام احمد و ابن کثیر۔ اِنْ۔ مخففہ مثقلہ سے ہے اور لام فارق ہے ۱۲ ؔلہ بجنبہ (بیضاوی)۔

حق کے ادا کرنے میں کمی کی اور بے شک میں (اللہ والوں سے) مسخراپن کرتا رہا۔ یا کہے کہ

اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو بے شک میں پرہیزگاروں میں سے ہو جاتا۔ یا جب عذاب کو دیکھے

تو کہے کہ کاش مجھے (دنیا میں) پھر جانا ہوتا تو میں نیکوں میں سے ہو جاتا۔ یعنی بعد ورود

عذاب مختلف قسم قسم کی باتیں کریں گے۔ کبھی تو خود کو ملامت کریں گے۔ کبھی کہیں گے کہ

خدا ہدایت دیتا تو ہم شرک و گناہ سے بچ جاتے۔ اور کبھی دنیا میں لوٹ جا کر اچھے بن جانے کی

آرزو کرینگے۔ اللہ تعالے ہر ایک شخص سے اس کے جواب میں فرمائیگا کہ تجھے انبیا کے ذریعہ

سے ہدایت دیگئی تھی لیکن تو نے جھٹلایا اور تکبر سے قبول نکیا۔ اب تیرے لوٹ جانے میں

کیا فائدہ ہے جسطرح ارشاد ہے بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِیْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَ ۳۹-۵۹

كُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اسوقت اللہ فرمائیگا کہ ہاں بیشک تیرے پاس میری (کتاب کی)

آیتیں آچکی تھیں تو تو نے انھیں جھٹلایا۔ اور تکبر کیا۔ اور تو کافروں میں سے تھا تیرے

اس کفر و تکذیب کی سزا قیامت میں سیہ روئی اور تیرا ٹھکانا جہنم ہے جسطرح ارشاد ہے۔ وَ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى ۳۹-۶۰

لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ اور تو (اے مخاطب) قیامت کے دن ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ پر جھوٹ

کہا ہے اس حال میں دیکھیگا کہ ان کے چہرے کالے ہیں۔ کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کا

لے اے اہل اللہ (خفاجی) ۱۴۰

ٹھکانا نہیں ہے۔ بیشک جہنم انھیں کا مقام ہے۔ برخلاف متقیوں کے کہ انھیں کے لئے ہر

طرح کامیابی ہے۔ جسطرح ارشاد فرماتا ہے۔ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ اور اللہ اُن لوگوں کو جنہوں نے پرہیزگاری کی ہے کامیابی کے ساتھ نجات

دیگا۔ انھیں نہ کچھ مشقت پہونچیگی نہ وہ غمگین ہوں گے۔ متقیوں کو ہر طرح کا آرام دینا اسکا

کام ہے جو سب کا خالق و مختار ہے جس طرح ارشاد ہے اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

وَّكِيْلٌ ○ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں

اسی کے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا ہے وہی نقصان پانیوالے

ہیں۔ یعنے اسی کے ہاتھ میں تمام کام ہیں۔ اور ہر ایک چیز اسی کے تحت قدرت ہے۔ پھر جو

ایسے قادر کے نشانیوں سے منہ پھرائیگا اسکو ہر طرح نقصان پہنچیگا۔ اسی لئے مشرکوں کو

اسطرح زجر و توبیخ فرماتا ہے۔ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ○ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ

بِمَفَازَتِهِمْ ۔ یہ مصدر میمی ہے۔ جس کے معنے نجات پانا اور مراد کو پہونچنا ہے یا مطلب یا استعانت ہے (خفاجی) لے یہ مقالید کے

جامع معنے ہیں جس میں خزانوں اور کنجیوں کے معنے بھی جس طرح بعضوں نے کیا ہے آجاتے ہیں۔ چنانچہ صاحب مفردات نے لکھا ہے

"والاشارة بكلها الى معنى واحد وهو قدرته تعالى عليها وحفظه لها"۔ مقليد و مقلاد بالكسر كليد۔ مقاليد جمع (منتخب)

که ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب مشرکوں نے اپنی جہالت سے بتوں کی پرستش کی دعوت دی تو یہ آیتیں

نازل ہوئیں۔ (ابن کثیر از ابن ابی حاتم وغیرہ) اَفَغَيْرَ اللّٰهِ۔ غیر اعبد سے منصوب ہے اور تامرونی جملہ معترضہ ہے۔ ١٢

شعبہ حمزہ کسائی جمع سے یعنے بمفازاتہم ۔ مشتق کے لئے ایسی کامیابی ہے۔

تَأْمُرُوْنِيَ ا۔ تا فتح تخفیف نون اور فتح یا سے۔ تَأْمُرُوْنِّيَ تشدید نون اور فتح یا سے۔ تَأْمُرُوْنَنِيْ شامی بغیر ادغام کے پہلا نون مفتوح دوسرا مکسور اور سکون یا سے۔

وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥ (اے نبی)

کہو کیا اے جاہلو تم مجھے حکم کرتے ہو کہ میں غیر اللہ کی عبادت کروں - اور (اے نبی) بیشک و

شبہ تمھاری طرف اور انکی طرف جو تم سے پہلے تھے وحی بھیجی گئی ہے - اگر تم شرک کروگے تو

ضرور تمھارے عمل ضائع ہوجائیں گے - اور البتہ تم نقصان پانے والوں میں سے ہوجاؤگے

اس سے بڑھکر کون جاہل ہوگا کہ اشرف اشیا کی عبادت سے منع کرکے ارذل اشیا کی عبادت

کا حکم کرتا ہے جو اسکی سنے گا خراب ہوگا - اسی لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ہی عبادت کا

حکم فرماتا ہے - بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ٥ بلکہ (اے نبی) اللہ ہی کی عبادت

کرو اور شکر گذاروں میں سے ہوجاؤ - یعنی اسکی ان بڑی نعمتوں کا شکر کرو جس نے تمھیں سید بشر

اور افضل انبیا کیا - اسی لئے اپنی کمال عظمت کو اس طرح بیان فرماتا ہے - وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ

حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى

لئن اشرکت - کلام بفرض محال ہے - اور اس سے مقصود رسولوں کا برانگیختہ کرنا اور کافروں کو ناامید کرنا ہے - یا امت

مراد ہے - اور اشرکت میں افراد خطاب باعتبار کل واحد ہے - اشرکتم کہنے کی ضرورت نہیں - لیحبطن - حبط عمله

بطل ثوابه و بابه فهم (مختار) حبط بالفتح باطل شدن ثواب وعمل (منتخب) وماقدروا الله حق قدره - ای

ماعرفوا كنهه تنبيها انه كيف يمكنهم ان يدركوا كنهه وهذا وصفه وهو قوله والارض جميعا قبضته

(مفردات) والارض - مبتدا - قبضته خبر ہے - جمیعا حال ہے (مدارک) مطويات - طويت الشئ طيا وذلك

كطى الدرج ومنه طويت الفلاة ويعبر بالطى عن مضى العمر يقال طوى الله عمره - وقيل والسموات

مطويات بيمينه يصح ان يكون من الاول وان يكون من الثانى والمعنى مهلكات (مفردات) -

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اور ان لوگوں نے اللہ کی اسکی شان کے موافق کچھ بھی قدر نہیں کی اور
(اللہ تو ایسا قادر ہے کہ) قیامت کے دن ساری زمین اُسکے قبضہ[1] میں ہو گی اور آسمان
اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک و برتر ہے اُس چیز سے کہ جنھیں یہ
شریک ٹھیراتے ہیں۔ ابن[2] عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ "یہ کافر ہیں کہ اللہ تعالے کی
قدرت پر ایمان نہیں لاتے اور جو شخص ایمان لایا کہ اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہے تو آخر
اللہ تعالے کی شان کے موافق قدر و تعظیم کی"۔ رسول اللہ صلے ا[...] و آلہ وسلم نے فرمایا
کہ "اللہ تعالے زمین کو قبض فرمائیگا۔ اور آسمان کو اپنے سیدھے ہاتھ میں لپیٹ لیگا۔ پھر فرمائیگا کہ
میں بادشاہ ہوں۔ زمین کے بادشاہ کہاں ہیں۔ پھر قیامت کا خوفناک منظر اور اُس کے
اور احوال بیان فرماتا ہے۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا
مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ

[1] قبضہ و یمیں متشابہات سے ہے۔ متشابہات میں سلف کا مذہب یہی ہے کہ اُس معنی پر ایمان لائیں جو اللہ تعالے نے مراد لئے ہیں تکییف و تحریف نہ کریں۔ اس آیت کے متعلق بہت حدیثیں مروی ہیں۔ ابن کثیر مطالعہ کریں۔ [2] ابن کثیر۔ [3] بخاری۔ (خازن) فَصَعِقَ۔ ای مات (مختار) الصاعقة على ثلاثة اوجه الموت[1] والعذاب[2] والنار[3] (مفردات) انبیاء علیہم السلام کے لئے صعقہ بیہوشی ہے۔ اور دوسروں کے لئے موت ہے۔ اسی لئے صحیحین میں آیا کہ پہلے مجھے افاقہ ہو گا۔ (خفاجی) فِيْهِ۔ یعنے اس صور میں۔ اَشْرَقَتْ۔ اَضَاءَتْ (مفردات) اشراق۔ روشن و تاباں شدن (صراح) جب حق تعالے روز قیامت فیصلہ فرمانے کے لئے تجلی فرمائے گا تو زمین روشن ہو جائے گی (ابن کثیر)۔

وُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ وَوُفِّیَتْ

كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ۝ اور صور پھونکا جائیگا تو جو آسمانوں میں اور

زمین میں ہیں مرجائیں گے۔ مگر جسے اللہ چاہے (وہ نہ مریگا) پھر دوبارہ صور پھونکا جائیگا

تو فوراً سب لوگ کھڑے رہکر دیکھیں گے۔ اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہوجائیگی

اور اعمال نامے (ہاتھوں میں) رکھے جائیں گے اور پیغمبر اور (انکی تصدیق کے لئے) گواہ

لائے جائیں گے۔ اور لوگوں کے درمیان میں انصاف سے فیصلہ کردیا جائیگا۔ اور

انپر ظلم نہ کیا جائیگا۔ اور ہر شخص کو جو کچھ اس نے کیا ہے پوری جزا دیجائے گی۔ اور اللہ

خوب جانتا ہے۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ جب پہلا صور پھونکا جائیگا سب مرجائیں گے۔

لیکن جسے اللہ تعالے چاہے موت نہ دے۔ پھر دوسرا صور زندہ کرنے کے لئے پھونکا جائیگا

جس سے سب زندہ ہوجائیں گے۔ اور نور الٰہی سے زمین محشر چمک اٹھیگی۔ یہ تجلی عدل و

انصاف کے لئے ہوگی۔ اسی لئے ہر ایک کا عمل نامہ اسکے ہاتھ میں دیا جائیگا۔ اور انبیا

وَجِایْٓءَ ہشام کسائی حمزہ جیم کو ساتھ ضم کے اشمام کرتے ہیں۔

الکتاب۔ قتادہ نے کہا اعمال نامہ (ابن کثیر) بالنبیین۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انبیا علیہم السلام اس

بات کی گواہی دیں گے کہ ہم نے اپنی امتوں کو احکام الٰہی پہونچا دئے (ابن کثیر) والشہداء۔ یعنی امت محمدی صلی اللہ

علیہ وسلم جسطرح فرمایا۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا۔ وہ فرشتے جو بندوں کے بھلے برے عمل کے نگہبان تھے۔ (ابن کثیر) فقیر کہتا ہے کہ دونوں بھی گواہ ہونگے

جسطرح اعضا و مکان ہوں گے۔ بالحق۔ ای بالعدل (ابن کثیر) ۱۲۔

علیہم السلام کی یاد ہوگی۔ کہ کافروں کو الزام لگائیں۔ اور گواہ بلائے جائیں گے اور مطابق

واقع کے فیصلہ ہوگا۔ اور کسی طرح کا کسی پر ظلم نہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالے اعمال سے خوب واقف

ہے۔ اسی لئے کافروں کو دوزخ میں لیجانیکا حکم فرمائیگا۔ وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ

زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ

آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ○

قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ○ اور جو لوگ ایمان لائے

دوزخ کی طرف گروہ گروہ ہانکے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ دوزخ کے پاس آئیں گے

تو اس کے دروازے کھولدئے جائیں گے۔ اور ان سے دوزخ کے دربان کہیں گے۔

کیا تمہارے پاس تم ہیں سے رسول نہیں آئے تھے کہ وہ تمہارے پروردگار کی آیتیں

(حاشیہ: وسیق دونوں جگہ شامی وکسائی کسرۂ سین کو ضمہ سے اشمام کرتے ہیں۔ فتحت نافع و مکی و بصری و شامی ساتھ تشدید تا کے پڑھتے ہیں۔)

وسیق۔ سوق بالفتح راندن (منتخب) غل قال۔ زمرا۔ جمع زمرۃ وھی الجماعۃ القلیلۃ (مفردات) وفتحت۔ بعض اس واو کو واو ثمانیہ کہتے ہیں کیونکہ جنت کے دروازے آٹھ ہیں۔ دوزخ کے سات۔ لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ یہ واو حالیہ ہے۔ اور انکی تعظیم کے لئے پہلے ہی سے دروازے کہولدئے جائیں گے۔ جسطرح کہ مدعو کے لئے پہلے ہی سے دروازے کہولدئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے قید خانوں کے دروازوں کی طرح ہیں۔ جو کھلے نہیں رہتے۔ بلکہ مجرم آنے کے کھولے جاتے ہیں۔ پھر بند کر دئے جاتے ہیں (خفاجی)

حقت۔ یقال للفعل والقول الواقع بحسب ما یجب وبقدر ما یجب وفی الوقت الذی یجب کقولنا فعلک حق وقولک حق (مفردات) المتکبرین۔ لام اس میں جنس کے لئے ہے۔ مخصوص بالذم محذوف ہے جس کا ذکر گذر چکا۔ یعنے جہنم۔ ۱۲

تمھیں پڑھکر سناتے تھے۔ اور تمھارے اس روز کے پیش آنے سے تمھیں ڈراتے تھے۔ وہ کہینگے
کہ ہاں (آئے تو تھے) لیکن (ہم نے انکا کہا نہ مانا اور کفر کیا اور) عذاب کا وعدہ کافروں کے
حق میں ثابت ہو گیا (پھر اُن سے) کہا جائیگا کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو اُس میں
ہمیشہ (رہنے) کے لئے۔ پس متکبروں کا (کیا ہی) بُرا ٹھکانا ہے۔ کافر ذلت سے جہنم کی طرف
گروہ گروہ ایک دوسرے کے پیچھے۔ بلحاظِ اختلافِ وجوہ کفر کے ہانکے جائیں گے۔ دوزخ کے سات
دروازوں میں سے ہر ایک فریق کا ایک دروازہ ہوگا۔ جب وہ اُس دروازہ پر آئیگا تو
دروازہ کھلیگا تا کہ اُس کے پہلے کھلنے سے کسی غیرِ دوزخی کو ایذا نہ پہونچے۔ اُسوقت دربانِ
دوزخ الزامِ حجت کی تجدید کرینگے لیکن کافروں سے سوائے اقرار کے کچھ بن نہ آئیگا۔ آخر
ان متکبرونکا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ **بعد داخل ہونے دوزخیوں کے متقیوں کے جنت میں**
3 جانیکا ذکر فرماتا ہے۔ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ
4 أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ○ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا
5 وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ○ وَتَرَى الْمَلٰئِكَةَ
حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○
اور جو لوگ کہ اپنے پروردگار سے ڈرے جنت کی طرف گروہ گروہ روانہ کئے جائیں گے۔

[1] بلیٰ قد جاؤنا (ابن کثیر) [2] ولکن کذبناهم وخالفناهم (ابن کثیر) [3] لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ - ۱۲

یہانتک کہ جب وہ جنت کے پاس آئیں گے۔ تو اوس کے دروازے کھولدئے جائیں گے۔ اور اُن سے
جنت کے دربان کہیں گے۔ کہ تم پر سلام ہو تم (دنیا میں گناہوں سے) پاک رہے پس تم جنت میں ہمیشہ
رہنے کیلئے داخل ہو۔ اور یہ لوگ کہیں گے۔ کہ اللہ کا ہر طرح شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا
اور ہمیں (جنت کی) زمین کا مالک بنایا کہ ہم بہشت میں جہاں چاہیں رہیں پس عمل کرنیوالوں کا ثواب
(کیا ہی) اچھا ہے۔ (اے نبی اُسدن) تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ گرد اگرد عرش گھیرے ہوئے اپنے پروردگار کی
تعریف کی ساتھ (اسکی) تسبیح کرتے ہیں اور لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کردیا جائیگا۔ اور اسوقت
کہا جائیگا کہ تمام تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔ اہل جنت بھی بسبب اختلاف
مراتب تقویٰ کے آگے پیچھے جماعت جماعت جائیں گے۔ اور سب سے پہلے تو ہمارے سرکار جاکے دروازے کھلوائینگے۔
اسی لئے جب جنتی وہاں پہونچیں گے تو دروازے پہلے سے کھلے ہوئے ہوں گے اور دربان جنت کہیں گے
تمھیں ہر الم سے سلامتی ہے۔ اور تمھارے اعمال و اقوال پاکیزہ ہیں اسی مناسبت سے تم اس پاک جگہ میں داخل ہو
اور ہمیشہ رہو۔ اہل جنت نے سمجھا کہ یہ تعظیم و تکریم محض فضل الٰہی ہے اسی لئے شکر الٰہی کریں گے اور کہیں گے کہ
تونے جو ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے جنت کا وعدہ فرمایا تھا وہ پورا فرمایا۔ اور جنت کی زمین ہماری

فضیلت سید المرسلین

لہ ابن کثیر نے امام احمد و مسلم کی سند سے نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن جنت کا دروازہ کھلواؤنگا
دربان پوچھیگا تم کون ہو۔ کہونگا محمد ہوں۔ کہے گا کہ آپ ہی کے لئے مجھے حکم ہوا تھا۔ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ کھولنے کا حکم
نہ تھا۔ پھر ابن کثیر لکھتے ہیں یہ اس لئے ہے کہ تا ہر مقام میں بنی آدم پر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ظاہر ہووے سلہ قال
ابو العالیہ وابو صالح وقتادۃ والسدی وابن زید ای ارض الجنۃ (ابن کثیر) ۱۲

مالک کر دی ہم جہاں چاہیں رہیں ہمارے عمل پر جو ہمیں ثواب ملا ہے وہ بہت ہی عمدہ ہے۔ چونکہ جنت کی
سقف عرش الٰہی ہے جب وہاں پہونچیں گے تو دیکھیں گے کہ فرشتے عرش الٰہی کو گھیرے ہوئے ہونگے اور
اسکی تقدیس و تحمید بیان کرتے ہوں گے۔ اور مخلوق میں انصاف سے فیصلہ ہو جائیگا۔ اسی لئے
کہا جائیگا[ل] کہ تمام تعریف رب العلمین کے لئے ہے جسکا کوئی شریک نہیں کلمۂ توحید مراد ہے خصوصیت
الٰہیہ سے کہ جو غیر اعراض سے بری رہے بالذات قائم ہو تو ۔ وہ تو کمال حق الوہیت میں صفات سے بغیر خلل
شرائط عبودیت کے کسی وقت میں۔ موحد کئی قسم پر ہیں بعض کی توحید وجود میں افراد حق ہو وے بغیر
شرکت کے اسکی ملک میں۔ یہ توحید عام مسلمانوں کی ہے بعض کی توحید صرف ماورے حق سبحانہ میں آتی ہے بغیر حق سبحانہ
کے وجود میں غیر کو تصرف نہیں دیکھتے ہیں۔ اور یہ توحید عام طریقت والوں کی ہے بعض کو ہر متحرک کی قوت
فعل الٰہی کا شہود ہوتا ہے بعض کو تمام کثرت میں حق سبحانہ کی احدیت کا شہود ہوتا ہے بعض کو بجائے نفس کی
صفات کے صفات حق سبحانہ کا شہود ہوتا ہے بعض کو ذات حق سبحانہ کا شہود بجائے اپنی ذات کے ہوتا ہے بعض کو قیام
کمالات میں بسبب متصف ہونے تمامی اسماء و صفات کے ہوتا ہے۔ **فقیر** عرض کرتا ہے کہ موحد کو چاہئے کہ ہر
رنج و غم جو طلب وصال میں ہو اسے شادی سمجھے اور کسی وقت اسے نہ بھولے۔ **رباعی**۔

یا درد بسازیم و دوائے تو نسیم	در پیش منکر چو آشنائے تو منم
گر بر سر کوئے عشق من کشتہ شوم	شکرانہ بدہ کہ خون بہائے تو منم

[ل] یہاں کہنے والا کوئی خاص نہیں بیان ہوا۔ بلکہ اطلاق کے ساتھ عام رکھا گیا یعنی اس خوبی سے عدل ہوگا کہ مظلوم تو مظلوم، ظالم بھی پکار اٹھیگا کہ یہ سب ہمارا قصور تھا اور اللہ کے لئے تو ہر طرح کی تعریف ہے۔ الحمد رب العالمین کہ سورت زمر تمام ہوئی۔ ۱۲

۴۰ سورہ مومن

۴۰ سورۂ مؤمن

مکی ہے اس کے حروف ۴۹۷۰ کلمات ۱۱۹۹ آیات ۸۵ ہیں۔ (نیشاپوری) عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ ہر چیز کے لئے مغز ہے اور قرآن کا مغز حوامیم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ آیت الکرسی اور حٰمٓ۔ مؤمن پڑھے تو اُس دن ہر برائی سے محفوظ رہیگا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۝ غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ۙ ذِی الطَّوۡلِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ ۝

قرآن کا نازل کرنا اللہ کی طرف سے ہے جو غالب باخبر ہے گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنیوالا سخت عذاب کرنیوالا بڑا فضل کرنیوالا۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُسی کی طرف (سبکو) لوٹ کر جانا ہے یعنی گذشتہ گناہ بخشنے والا اور آیندہ اگر توبہ کرو تو اُسے قبول کرنے والا

لہ بعضوں نے ان الذین یجادلون کی آیت کو مدنی کہا ہے۔ (خفاجی) ٢ ابن کثیر۔ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ حوامیم دیباج ہیں (ابن کثیر) دیباج چہرہ کو کہتے ہیں (غیاث) ٣ ابوبکر بزار۔ ترمذی (ابن کثیر) حٰمٓ۔ حروف مقطعات سے ہے۔ بعضوں نے کہا حٰمٓ اللہ تعالےٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ابو داؤد و ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آجکی رات اگر تم پر شب خون کریں تو کہو حٰمٓ لاینصرون۔ (ابن کثیر) ذی الطول۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما یعنی السعۃ والغنی وھکذا قال مجاھد وقتادۃ۔ وقال قتادۃ ایضًا ذی النعم والفواضل (ابن کثیر) ٤ بعضوں نے کہا کہ جو پچھلے توبہ مرجائے تو اُسے بخشنے والا ہوں اور جو توبہ کرلے تو اُسے قبول کرنیوالا ہوں۔ غرض گنہگار کو دونوں حالتوں میں اپنی رحمت کا امیدوار بنایا۔ ۱۲

قبول کرنے والا ہے۔ اور متمردوں سرکشوں کے لئے سخت عذاب کرنے والا ہے۔ اور صاحبِ فضل بھی ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ بندوں کا انجام کار اللہ تعالیٰ کے فضل پر مبنی ہے جسطرح اسکی ابتدا بھی مغفرت وقبولِ توبہ سے ہے۔ اب درمیان میں جو عذاب ہے اُس سے اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے۔ اس لئے مسلمان ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیں گے برخلاف کافروں کے کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس لئے کہ نہ تو وہ توحید کو مانتے ہیں۔ اور نہ انھیں حشر ومعاد کا اقرار ہے۔ بلکہ حق بات کو رد کرتے ہیں جسطرح ارشاد ہے۔ مَا يُجَادِلُ فِيٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝ وہی اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں جو کافر ہیں پس (اے شخص) تجھے انکا شہروں میں چلنا پھرنا دھوکے میں نہ ڈالے (کہ ان پر عذاب نہ ہوگا) یعنے ناحق جھگڑنا اور قرآنی آیات کو شعر وسحر کہنا یہ ان کے کفر کا سبب ہے۔ جو موجب خرابی دنیا وآخرت ہے۔ رہا یہ کہ اب جو انھیں مہلت دیگئی ہے اور تجارت وغیرہ کے لئے شہر بشہر پھر کر کچھ تھوڑا سا مال وسامان فراہم کرلیا ہے اسکا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ انجامِ کار ہلاکی ہے۔ چنانچہ اُن کے پہلے جو کافر تھے انکا بھی یہی حال ہوا۔ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۪ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ

تقلبهم في البلاد۔ اخرج عبد الرزاق وعبد بن حميد عن قتادة انه قال اقبالهم وادبارهم وتقلبهم في اسفارهم (درمنثور) ليدحضوا۔ دحضت حجته بطلت وبابه خضع۔ ودحضت رجله زلقت (مختار) دحوض۔ باطل شدن حجت۔ ادحاض متعدی منه۔ دحض۔ لغزیدن پاے (صراح) ۱۲۔

رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ؀ ان سے پہلے نوح کی قوم نے اور ان کے بعد
اور جماعتوں نے (بھی انبیا کو) جھٹلایا۔ اور ہر گروہ نے اپنے رسول کے گرفتار کرنیکا ارادہ
کیا۔ اور بیہودہ باتوں سے جھگڑے کئے تاکہ اس (کے ذریعہ) سے حق (بات) کو مغلوب کریں
تو میں نے انھیں (ہلاک کرنے کے لئے) گرفتار کیا تو میری سزا دہی کیسی ہوی۔ اور (ای نبی)
اسی طرح تمھارے پروردگار کا قول کافروں پر صادق آگیا کہ وہ دوزخی ہیں۔ **بعد تنبیہ و تہدید**
کفار کے ایمانداروں کو اس طرح بشارت دیتا ہے کہ اگرچہ ذلیل کفار تمھارے دشمن ہیں تو کیا
ہوا۔ وہ بزرگ فرشتے جو حامل عرش ہیں تمھارے لئے بخشش چاہتے ہیں اور ترقی درجات کی
7 دعا کرتے ہیں۔ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ
8 يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا
سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ؀ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ۨالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ
مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؀ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ۔ يُؤْمِنُوْنَ میں تعظیم لامر اللہ ہے۔ يَسْتَغْفِرُوْنَ میں شفقت علی خلق اللہ۔ اہل تحقیق نے کہا کہ ملائکہ کا یہ
استغفار معذرت کے قائم مقام ہے اُس اعتراض کے باعث جو انہوں نے پیدایش آدم پر کیا تھا۔ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً
اس میں اسطرف اشارہ ہے کہ دعا پر حمد و ثنا مقدم ہے۔ **وَمَنْ صَلَحَ**۔ فراؤزجاج نے کہا کہ ضمیر وادخلہم پر معطوف ہے۔ یہ فرشتوں کی
جانب سے دعا ہے کہ اہل جنت کے قرابت داروں کو بھی جنت میں داخل فرما تاکہ انکی خوشی پوری ہو جائے۔ **العزیز الحکیم**۔ عزیز میں
اسطرف اشارہ ہے کہ سب پر غالب ہے کیونکہ اگر اسطرح نہ ہوتا تو مطلوب حسب منشا حاصل نہ ہوتا۔ اگر حکیم نہ ہوتا تو وضع الشئ فی غیر موضعہ ممکن تھا۔

يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں
اور جو اس کے گرد اگرد ہیں اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ (اسکی) تسبیح کرتے ہیں اور اسپر
ایمان رکھتے اور ایمانداروں کے لئے بخشش چاہتے ہیں۔ اور (کہتے ہیں کہ) اے ہمارے
پروردگار تو (اپنی) رحمت وعلم سے ہر چیز پر حاوی ہے۔ تو جن لوگوں نے توبہ کی اور تیری راہ
کی پیروی کی ہو انھیں بخشدے اور انھیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ اے ہمارے پروردگار
انھیں ہمیشہ رہنے کے باغوں میں داخل کر جن کا تو نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے۔ اور انکے
باپ دادا اور انکی بیبیوں اور اولاد میں سے جو نیک ہوں (انھیں بھی اُن سے ملادے)
بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ اور انھیں برائیوں سے محفوظ رکھ۔ اور جسے تو اُس دن
برائیوں سے محفوظ رکھے بیشک تو نے اسپر (بڑا) رحم کیا۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ فرشتے
مسلمانوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی مسلمان پیٹھ پیچھے اپنے

۱؎ یعنے تسبیح جو نقایص پر دال ہے۔ اور تحمید جو مقتضی اثبات صفات مدح ہو دونوں کو جمع کرتے ہیں (ابن کثیر) ۲؎ تا ایک جا ہے
جمع ہونے سے خوش ہو جائیں جس طرح دوسری آیت میں فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ
ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۔ یعنے سبکو ایک منزل میں برابر کردیں گے۔ بلند درجہ والیکو کم درجہ والے کے
پاس نہ اتاریں گے۔ بلکہ جس کے عمل ناقص ہیں اُسے اس سے ملادیں گے جسکے عمل بہت ہیں یہ صرف اسکا فضل ہوگا۔ سعید بن جبیر
نے فرمایا جب مسلمان جنت میں داخل ہوگا تو اپنے باپ اور بیٹے اور بھائی کو پوچھیگا کہ وہ کہاں ہیں۔ کہا جائیگا کہ وہ عمل میں تمھارے
درجے کو نہیں پہنچے ہیں۔ کہیگا کہ میں نے تو عمل اپنے اور اُن کے لئے ہی کیا تھا۔ پھر وہ سب ایک درجہ میں مل جائیں گے۔
پھر سعید بن جبیر نے یہ آیت ربنا وادخلھم جنات عدن الخ پڑھی (ابن کثیر) ۱۲ ۳؎ صحیح مسلم (ابن کثیر) ۱۲

بھائی کے لئے دعا کرے فرشتے اسپر آمین کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالے تجھے بھی
اتنی قدر عنایت فرمائے"! یہ مسلمانوں کے لئے سعادتِ ابدی ہے۔ برخلاف کافروں کے
١٠ کہ انکے لئے شقاوتِ ابدی ہے۔ جسطرح ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰہِ
اَکْبَرُ مِنْ مَّقْتِکُمْ اَنْفُسَکُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَی الْاِیْمَانِ فَتَکْفُرُوْنَ ۝ بیشک جو لوگ کافر ہیں انہیں
(قیامت میں) پکار کر کہدیا جائیگا تم جو (اسوقت عذاب دیکھکر) اپنی جانوں سے بیزار ہو
اللہ (تم سے) اس سے زیادہ بیزار تھا جس وقت تم ایمان کیطرف بلائے جاتے تھے تو کفر
١١ کرتے تھے۔ کافر جواب دیں گے۔ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا
بِذُنُوْبِنَا فَھَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ ۝ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہمیں دوبار
بے جان کیا اور دوبار تو نے ہمیں زندہ کیا۔ تو ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کرلیا۔ اب بھلا
(ہمارے) نکلنے کی کوئی راہ ہے؟ یعنے تو نے پہلے بے جان نطفہ بنایا پھر اس میں جان ڈالکر
دنیا میں زندہ رکھا۔ پھر تو نے مارا۔ پھر تو نے زندہ کیا۔ تجھ میں ہر طرح کی قدرت ہے۔ ہمیں ا

لمقت اللہ۔ الخ۔ قال قتادۃ لمقت اللہ اھل الضلالۃ حین عرض علیھم الایمان فی الدنیا فترکوہ وابوا ان
یقبلوا اکبر مما مقتوا انفسھم حین عاینوا عذاب اللہ یوم القیمۃ۔ وھکذا قال الحسن البصری ومجاھد
والسدی وغیرھم (ابن کثیر) مقتہ ابغضہ من باب نصر (مختار) مَقْت دشمن گرفتن۔ (صراح) اثْنَتَیْنِ یا اثنتین
منصوب ہے کہ مفعولِ مطلق مقدر کی صفت ہے۔ یعنے اماتتین اثنتین۔ اسی طرح احیاءتین اثنتین ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ قَالُوْا رَبَّنَا کی آیت مثل اس آیت کے ہے کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ
یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔ اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے فرمایا (ابن کثیر)

عذاب سے بچا کر دنیا میں لوٹا دے۔ اور ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار بھی ہے ہم سے پھر ایسا
نہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ انکا جواب اشارۃً اس طرح ادا فرماتا ہے۔ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ
كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ؀ یہ (ہمیشہ کا عذاب) اس لئے تم پر ہے
کہ جب صرف اللہ کی یاد کیجاتی تھی تو تم کفر کرتے تھے۔ اور اگر اسکے ساتھ شرک کیا جاتا تھا تو
تم ایمان لاتے تھے۔ اب اللہ برتر بزرگ ہی کی حکومت ہے یعنے تمھاری جبلت میں کفر و
شرک ہے۔ اگر تم لوٹائے بھی جاؤگے تو پھر وہی شرک کروگے۔ اس لئے جو ہمارا حکم ہے وہ
عین عدل ہے۔ اسی وجہ سے اللہ بزرگ و برتر کے حکم میں کسیطرح کا نقصان سمجھنا وہ مخلوق
کی سمجھ کا نقصان ہے۔ بعد بیان شرک کفار دلائل توحید کا ذکر فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ
يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ؀ وہی ہے جو تمھیں اپنی
(قدرت) کی نشانیاں دکھاتا ہے۔ اور تمھارے لئے آسمان سے روزی اتارتا ہے۔ اور
نصیحت نہیں اتا ہے مگر جو (اللہ کی طرف) رجوع کرتا ہے۔ پھر اپنی طرف رجوع ہونیوالوں
کو اس طرح حکم فرماتا ہے۔ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ؀ رَفِيْعُ
الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ؀

لہ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۔ ارشاد پاک ہے۔ یوم التلاق۔ ابن عباس نے فرمایا کہ یوم التلاق
قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے (ابن کثیر) تلاقی کے معنے ملنے کے ہیں۔ کیونکہ روز قیامت میں۔ ارواح و اجساد۔ اہل زمین آسمان
معبود و عابد۔ اعمال نامے اور عامل باہم ملیں گے۔ (بیضاوی)

يَوْمَ هُم بَارِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ الْيَوْمَ
تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ پس تم اللہ کی عبادت
کرو (اسطرح) کہ اسی کے لیے عبادت کو خالص کرنے والے ہو۔ اگرچہ کافر برا مانیں۔ (وہ)
بڑا عالی مرتبہ صاحب عرش ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی بھیجتا ہے تا
کہ (لوگوں کو پیغمبر) قیامت کے دن سے ڈرائے۔ جس دن کہ وہ (اپنی قبروں سے) باہر
آجائیں گے۔ انکی کوئی بات اللہ پر مخفی نہیں ہے۔ (اللّٰہ الغفار) کہ آج کسکی بادشاہت
ہے (پھر خود ہی جواب دیگا کہ) اکیلے اللہ ہی کی ہے جو (سب پر) غالب ہے۔ آج ہر شخص کو
اس کے عمل کا بدلا دیا جائیگا۔ آج کچھ ظلم نہ ہوگا۔ بیشک اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔
یعنے ایسی خالص عبادت کرو جس میں کسی قسم کی ریا نہ ہو۔ عبادت اسی کے لئے سزاوار
ہے جو ایسا بلند مرتبہ ہے کہ عرش جو تمام محسوسات سے بلند ہے اسی کے قبضہ قدرت میں ہے
بعض بندوں کو وحی بھیجکر انکے مرتبے بھی بلند فرماتا ہے تاکہ وہ اپنے اتباع کو بھی قیامت سے
ڈراکر بلند مرتبہ بنائیں کہ جس روز ان کے اعتقادات و اعمال خدائے تعالےٰ سے پوشیدہ
نہ رہ سکیں گے۔ اس دن کوئی کسی چیز کا مالک نہ ہوگا۔ اسی لئے ارشاد ہوگا۔ لِمَنِ الْمُلْكُ
الْيَوْمَ۔ یعنے آج کسکی بادشاہت ہے۔ اسوقت کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا بلکہ سب فنا
ہوجائیں گے تو خود ہی جواب دیگا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ پھر بھی ہر ایک پر بقدر استحقاق

ہوگا۔ اسی لئے فرماتا ہے کہ ہر ایک شخص کو اُس کے اعمال کے موافق بدلہ ملیگا۔ کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا۔ یہانتک کہ اللہ تعالےٰ حساب بھی جلد لیگا۔ تا تاخیرِ حساب میں تکلیف نہ ہو۔ اگرچہ حساب جلد ہوگا لیکن نفسِ حساب سے دل کانپ اٹھتا ہے۔ اس لئے اُسدن سے خوف دلاتا ہے۔ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۛ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ؕ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

(اے نبی) تم انھیں قیامت کے دن سے ڈراؤ۔ جبکہ (لوگوں کے) دل گلوں کے پاس آجائیں گے اس حال میں کہ وہ خاموش ہوں گے (اُسدن) ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا۔ نہ سفارشی جسکی بات مانی جائے۔ اللہ آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے۔ اور وہ چیز بھی)

تَدْعُوْنَ نافع اور ہشام تاء خطاب سے

یوم الاٰزفۃ۔ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اور چونکہ قیامت نزدیک ہے اس لئے یہ نام رکھا گیا (ابن کثیر) اَزِفَ۔ بالتحریک نزدیک آمدن کوچ وشتافتن از سمع (صراح) اذ القلوب۔ یوم سے بدل ہے۔ الحناجر۔ جمع حنجرۃ وھی راس الغلصمۃ من خارج (مفردات) والغلصمۃ لحم بین الرأس والعنق (خفاجی) حنجرہ بفتح الحاء والجیم گلو (صراح) حنجرہ۔ حلق۔ گلا۔ نرخرہ (نصیر) کاظمین۔ ساکتین (ابن کثیر) والکظوم احتباس النفس۔ ویعبّر بہ عن السکوت (مفردات) کاظمین۔ اصحاب قلوب سے حال ہے۔ بطورِ حال علی المعنیٰ۔ اس لئے کہ معنی قلوبہم یا حناجرھم ہے۔ پھر الف لام عوض ضمیرِ مضاف الیہ لایا گیا۔ اور مضاف الیہ سے حال ہونا تین صورتوں میں جائز ہے۔ جبکہ مضاف عامل ہووے۔ یا اُسکا جز ہووے۔ یا مثل جز ہووے اور یہ دوسری قسم سے ہے۔ اور اسکا عامل ظرف یا اُسکا متعلق ہے (خفاجی) خائنۃ الاعین۔ ای النظرۃ الخائنۃ للاعین وہ صفت ہے واسطے موصوف مقدر یعنی لفظ نظر کے اور خیانت کا نسبت نظر کی طرف مجازاً ہے۔ اس لئے کہ جو خائن ہے وہ ناظر ہے ۱۲

۱؎ یہ معنی مجازی ہیں۔ اور متن میں حقیقی معنے ہیں۔

جو سینوں نے چھپائی ہیں۔ اور اللہ انصاف سے حکم دیتا ہے اور وہ (مشرک) خدا کے سوا جنھیں
پوجتے ہیں کچھ حکم نہیں دیتے۔ بیشک اللہ ہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔ کافروں کو قیامت کے
روز ایسا خوف ہوگا کہ اُنکے دل حلق تک آجائیں گے نہ باہر نکل سکیں گے نہ اپنی جگہ پر
پھر سکیں گے[1] اور شدتِ غم سے بیقرار ہوں گے۔ اور ہر طرح کی بھلائی سے مایوس ہوجائیں گے
پھر اللہ تعالےٰ اپنے علم کو بیان فرماتا ہے کہ تمھاری چوری کی نگاہ[2] اور تمھارے دل کے خطرات
اور ارادے بھی اس سے چھپ نہیں سکتے اسی لئے عدل سے فیصلہ فرمائیگا۔ یہ خلاف بتوں کے کہ
وہ جماد ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ سمیع ہے۔ آنکھوں کی چوری تک پہچانتا ہے۔ اور وہ بصیر ہے جو
کچھ وہ کرتے ہیں دیکھتا ہے۔ جو لوگ کہ نامحرم عورتوں کو یا امردوں کو شہوت کی نگاہ سے دیکھتے
ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جمالِ الٰہی کا مشاہدہ کرتے ہیں تو انھیں چاہئے کہ شیرخوار لڑکے میں بھی
اُسی جمال کو دیکھیں۔ لیکن یہ صرف نفس کی مکاری ہے۔ شیخ سعدی۔

---

[1] قتادہ اور عکرمہ وسدی وغیرہ (ابن کثیر) [2] بعضوں نے کہا یہ کنایہ انکی سخت تکلیف سے یا شدتِ خوف سے ہے (خفاجی)
[2] چوری کی نظر کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک مثال میں بیان فرمایا۔ کہ جیسے ایک شخص کسی کے گھر میں گیا۔ جس میں ایک
خوبصورت عورت بھی موجود ہے یا ایک جماعت میں بیٹھا ہے سامنے سے کوئی خوبصورت عورت گذری تو اُن لوگوں سے شرم کرکے
اُسے نہیں دیکھتا۔ لیکن انکی غفلت کو تاک کر گوشۂ چشم اور کن انکھیوں سے اسکی طرف دیکھتا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے
کہ اسکے دل میں ایسا بدخیال ہے کہ موقع پائے تو اسکی شرمگاہ تک دیکھے (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) ابن ابی شیبہ ابن منذر وغیرہ (در) اور ابن
عباس نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ چوری کی نظر سے آگاہ ہے کہ خیانت اسکا ارادہ ہے یا نہیں۔ یہی مجاہد اور قتادہ کا قول ہے۔ ابن عباس سے
روایت ہے کہ اللہ اُس چیز سے بھی واقف ہے جو سینوں نے چھپائی ہے۔ یعنے اگر تجھکو اس عورت پر قدرت ہوتی تو تو اُسکے ساتھ زنا
کرتا یا نہ کرتا۔ اور سدی نے کہا کہ وسوسہ بھی اسمیں داخل ہے۔ (ابن کثیر) ۱۲

کہ در صنع دیدن چہ بالغ چہ خرد	چو طفل یک روزہ ہوشش نبرد
کہ در خوبرویان چین و چگل	محقق ہمی بیند اندر ابل ؞ ؞

جب کفار کو احوالِ آخرت سے خوف دلایا تو اب احوالِ دنیا سے خوف دلاتا ہے۔ اَوَلَمْ
يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ
أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن (منکم شامی ساتھ خطاب کے)
وَاقٍ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَت تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ (واق مکی ساتھ زیادہ یا کے وقف میں)
شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ کیا یہ لوگ زمین میں نہیں پھرے کہ دیکھتے جو لوگ ان سے پہلے تھے انکا انجام
کیا ہوا۔ وہ باعتبار قوت کے اور نشانیوں کے جو زمین میں ہیں (اونچے اونچے قلعے وغیرہ)
ان سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔ پس اللہ نے انھیں اُن کے گناہوں کے سبب سے گرفتار کرلیا
اور انھیں کوئی اللہ (کے عذاب) سے بچانے والا نہوا۔ یہ گرفتاری اس سبب سے تھی کہ انکے
پاس ان کے رسول معجزے لیکر آئے تو انہوں نے انکار کیا۔ پس اللہ نے انھیں گرفتار کیا۔
بیشک وہ قوت والا سخت عذاب کرنیوالا ہے۔ چنانچہ انھیں معذب لوگوں میں سے بعضوں کا
حال اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

آثاراً فی الارض۔ زمین کی نشانیاں۔ مکانات، شہر، باولیاں وغیرہ ہیں۔ سلطان۔ حجۃ اور دلیل

فرعون وھامان۔ فرعون مصر کے شہروں میں قبطیوں کا بادشاہ تھا۔ اور ہامان اوسکا وزیر تھا۔ ۱۲

0-25 وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ○ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا

0-26 اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ

الْفَسَادَ ○ بے شک ہم نے موسےٰ کو اپنے معجزے اور روشن دلیل کے ساتھ بھیجا۔ فرعون

وہامان وقارون کی طرف تو انھوں نے کہا کہ جھوٹا جادوگر ہے۔ پھر جب موسیٰ ہماری طرف سے (دین) حق

لیکر انکے پاس آئے تو انہوں نے کہا جو لوگ موسیٰ کے ہمراہ ایمان لائے ہیں انکے بیٹوں کو قتل کر دو اور انکی لڑکیوں کو

زندہ چھوڑ دو (اللہ فرماتا ہے) اور کافروں کا مکر بیکار ہی ہے۔ اور فرعون نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں موسیٰ کو قتل

کروں اور (اسے) چاہئے کہ اپنے پروردگار کو پکارے۔ اس لئے کہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمھارا دین

بدل ڈالے یا زمین میں فساد برپا کرے۔ فرعون حضرت موسےٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کے پہلے بنی

اسرائیل کے لڑکوں کو مار ڈالتا تھا اس خیال سے کہ کہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وجود اسکی زوالِ سلطنت

کا باعث ہو۔ اور لڑکیوں کو چھوڑ دیتا تھا۔ اور اب یہ دوسری مرتبہ قتل ہے لیکن اسکی مراد حاصل نہ ہوئی اور جو

مکر و تدبیر کی اسمیں آپ ہی گرفتار رہا۔ فرعون نے لوگوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کی یہ وجہ بتلائی کہ

وقارون۔ فرعون کے زمانہ میں ایک مالدار شخص تھا۔ ضلل۔ بالفتح ضایع شدن وگم شدن ومغلوب شدن (صراح) ذرونی۔
تقول ذره ای دعه وهو یذره ای یدعه۔ ولایقال منه وذره ولا واذر ولکن ترکه وهو تارك (مختار) قاموس
میں لکھا ہے کہ اسکی ماضی ومصدر واسم فاعل نہیں ہے۔ لہ اخرج عبد الرزاق وعبد بن حمید عن قتادة قال هذا بعد
قتل الاول (در) لہ تو وہی مثل صادق آئی جو کہا جاتا ہے کہ صار فرعون مذکرا یعنی واعظا یعنی فرعون اپنی قوم پر
مہربان ہوکر موسیٰ علیہ السلام سے ڈراتا ہے کہ وہ کہیں انکا دین نہ بگاڑ دیں۔ ۱۲

وَاَنْ [illegible] الْاَرْضِ الْفَسَادَ [illegible]

وہ تمھارا دین بگاڑ دینگے اور دنیا میں فساد پھیلائیں گے جب حضرت موسیٰ نے اس خبیث کے ارادۂ
قتل کو جانا تو اپنے پروردگار کی پناہ لی - وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ آیت ۲۷
بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اور موسیٰ نے (جواب میں) کہا کہ بیشک میں ہر ایسے تکبر کرنیوالے (کے شر) سے جو قیامت پر
ایمان نہ لائے اپنے پروردگار اور تمھارے پروردگار کی پناہ لیچکا ہوں جن و انس کے حفاظت کیلئے بہتر طریقہ یہی جو
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اختیار فرمایا کہ اپنے رب عزوجل کی پناہ لی اور ایک شخص جو پوشیدہ ایمان لا یا تھا اسکی طرفداری میں
اسطرح تقریر کی - وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُم آیت ۲۸
بِالْبَيِّنَاتِ مِن رَّبِّكُمْ ۖ وَإِن يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۖ وَإِن يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُم بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

مُؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آل فرعون میں سے یہ مومن ہیں جنکی تعریف اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمائی ہے اور اس امت کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل ہیں کیونکہ وہ تو اپنا ایمان چھپاتا تھا اور یہ ظاہر فرماتے تھے (کبیر) عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا کہ مشرکوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہیں جو سب سے زیادہ سخت معاملہ کیا اس سے مجھے آگاہ فرمائیے - آپنے فرمایا کہ ایک وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحن کعبہ میں نماز پڑھتے تھے کہ یکایک عقبہ بن ابی معیط آیا اور آنحضرت کا مونڈھا پکڑ کر گردن مبارک میں کپڑا ڈالکر اس زور سے اینٹھا کہ آپکا گلا گھٹنے لگا - (جان کے خوف سے ہم میں سے کسیکو مجال نہ تھی کہ کچھ بولیں) یکایک ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور عقبہ کا مونڈھا پکڑ کر اسے آنحضرت سے دور کیا اور یہ کہتے جاتے تھے - اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم (ابن کثیر از بخاری) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک روز خطبہ میں فرمایا کہ اے لوگو مجھے بتلاؤ کہ سب سے زیادہ شجیع کون ہے - لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ہیں - فرمایا کہ میں نے جس شخص سے میدان میں مقابلہ کیا تھا تو برابر انصاف کیا - لیکن مجھے یہ بتلاؤ کہ سب سے زیادہ کون شجیع ہے؟ عرض کیا گیا کہ ہم نہیں جانتے آپ ہی فرمائیے - آپنے فرمایا کہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپکو قریش کے مشرکوں نے گھیر لیا - ہاتھ اور زبان سے آپ کو تکلیف دیتے اور یہ بکتے جاتے تھے کہ تو ہی وہ شخص ہے جو ہمکو ہمارے آلہ سے منع کرتا اور ایک الہ بتاتا ہے - واللہ ہم میں سے کسی کو جرأت نہوئی کہ آپکے پاس جائے مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کہ کبھی اس مشرک کو مارتے اور کبھی اس مشرک کو اور یہ کہتے جاتے تھے کہ ارے ظالمو تمھارا برا ہو اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ - پھر حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی چادر کا کنارہ منہ پر ڈالکر اسقدر روئے کہ آپکی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی - پھر فرمایا کہ اے لوگو میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ بھلا مومن آل فرعون بہتر تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ - کسی نے جواب نہ دیا تو فرمایا کہ کیوں جواب نہیں دیتے سنو واللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک گھڑی ایسے مومن آل فرعون کی ذات سے بہتر ہے - وہ مومن تو اپنا ایمان چھپاتا تھا - اور یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو اپنے ایمان کا اعلان فرماتے تھے - (رواہ بزار و ابو نعیم در) ان یقول - اس کے پہلے حرف لام مقدر ہے اسکا حذف ان اور ان کے ساتھ مطرد ہے - یا وقت ان یقول ہے - جس میں مضاف مقدر ہے - ۱۲

فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اور فرعون کے لوگوں میں سے ایماندار مرد جو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا بولا کہ کیا تم ایسے شخص کو

مار ڈالتے ہو جو کہتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے۔ حالانکہ تمھارے رب کے پاس سے تمھارے ہاں

معجزے لیکر آیا ہے۔ اور (بالفرض) اگر وہ جھوٹا ہے تو اسپر اُس کے جھوٹ کا وبال ہے۔ اور اگر

وہ سچا ہے تو کچھ اس (عذاب) سے تمھیں پہنچیگا۔ جس سے وہ تمھیں ڈراتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ

اُس شخص کو جو حد سے گذرنے والا بڑا جھوٹا ہے ہدایت نہیں کرتا۔ یہ شخص[1] فرعون کا چچیرا بھائی

تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کے لئے اپنی جان کی پرواہ نہ کرکے ایسے ظالم[2] بادشاہ کے سامنے حق کلمہ

کہدیا۔ کہ جو شخص اپنا پروردگار اللہ کو بتلائے اُسے مارنا نہایت ہی بری بات ہے۔ اور اسکی

حقیت کی دلیل اظہارِ خوارق و معجزات ہے۔ اور آخر آیت میں حقیت موسےٰ کی اس بات

سے تاکید کی کہ اللہ تعالےٰ مسرف و کذاب کو ہدایت نہیں دیتا۔ اور انھیں تو بڑے بڑے

معجزات عنایت فرمائے ہیں۔ پھر وہ مومن اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کو یاد دلاتا ہے اور ان کے

زوال سے ڈراتا ہے۔ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ

بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ

[1] اسی طرح سدی نے کہا اور اسکو ابن جریر نے اختیار کیا (ابن کثیر) [2] صحیح حدیث میں آیا ہے کہ بادشاہ ظالم کے سامنے عدل کی بات کہنا افضل جہاد ہے (ابن کثیر) ظٰهِرِيْنَ۔ غالبین۔ عالین۔ تہور۔ چیرہ شدن۔ (صراح) مَآ اُرِيْكُمْ۔ رویۃ۔ دیدن بچشم متعدی الی مفعول و دانستن متعدی الی مفعولین۔ (صراح) اسکا دوسرا مفعول الا ما اریٰ ہوگا ابن کثیر نے کہا ما اشیر علیکم الا ما اراہ لنفسی - ۱۲

وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ ۙ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ 40-3
نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِہِمْ ؕ وَمَا اللّٰہُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۝ اے میری قوم
آج تمہارے لئے بادشاہی ہے۔ تم زمین (مصر) میں غالب ہو۔ پھر اگر ہمارے پاس اللہ کا
عذاب آجائے تو ہماری کون مدد کریگا۔ فرعون بولا کہ میں تمھیں وہی (راہ) دکھاتا ہوں
جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اور تمھیں سیدہا راستہ ہی دکھاتا ہوں۔ اور وہ شخص جو ایمان لاچکا
تھا (لوگوں سے) کہنے لگا کہ اے میری قوم بیشک میں ڈراتا ہوں اُن امتوں جیسے روز (بد)
سے کہ تم پر (کہیں نہ آئے) جیسا نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ان لوگوں کا حال (ہوا)
جو ان کے بعد ہوئے۔ اور اللہ تو بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ جب وہ مومن
2 عذابِ دنیا سے ڈرچکا اب عذاب آخرت سے ہی ڈراتا ہے۔ وَیٰقَوْمِ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ
3 یَوْمَ التَّنَادِ ۝ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ ۚ مَا لَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ

یوم الاحزاب۔ یوم سے مراد ایام اُمم ماضیہ ہے یعنے ان کے وقایع عظیم اور عقوبات خوفناک بطور ذکر محل اور ارادۂ حال کے۔ اور ہر حزب یعنے گروہ کو ایک دن علیحدہ ہے۔ اس لئے یوم کی جمع نہیں کی گئی۔ **مثل**۔ یہ بدل ہے مثل اول سے۔
داب۔ قال ابن عباس حال (ابن جریر) عادت۔ وکارو قل یحول (صراح) لہ یعنے ارض مصر (ابن جریر)
یوم التناد۔ یعنے قیامت کا دن (اسکے معنی ایک دوسرے کو باہم پکارنا) قیامت کا نام اسس لئے تناد رکھا گیا کہ جب زمین کو زلزلہ ہوگا تو لوگ اس واقعہ سے پریشان ہو کر بھاگیں گے۔ اور ایک دوسرے کو پکاریں گے۔ ضحاک نے کہا کہ جہنم کو دیکھکر پکاریں گے یا یہ کہ ہر ایک کو اُس کے عمل سے پکارا جائیگا۔ جنت والوں کو اہل جنت کہکر۔ اور دوزخ والوں کو اہل دوزخ کہکر۔ یا یہ کہ جنتی دوزخیوں کو اور دوزخی جنتیوں کو۔ اور اعراف والے دونوں کو پکاریں گے جس طرح سورۂ اعراف میں ہے۔ بغوی نے فرمایا کہ ان سب اقوال کے لحاظ سے یوم التناد نام رکھا گیا۔ اور یہی قول عمدہ اور بہتر ہے (ابن کثیر) **یوم تولون**۔ یوم التناد سے بدل ہے

مِنْ هَادٍ ۝ اے میری قوم بے شک میں تم پر قیامت کے دن (کے آنے) کا خوف کرتا ہوں
جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے تمھیں اللہ (کے عذاب) سے کوئی بچانے والا نہیں۔ اور
جسے اللہ گمراہ کرے تو اسکا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔ پھر ایک سابق کا قصہ یاد دلا کر
نصیحت کرتا ہے۔ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا
جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰىٓ اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ
مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۝ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ
مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ
جَبَّارٍ ۝ اور تمھارے پاس اس سے پہلے یوسف معجزات لیکر آچکے تو تم ہمیشہ اس سے جو
وہ تمھارے پاس لائے تھے شک میں رہے۔ یہاں تک کہ جب انھوں نے انتقال کیا
تو تم نے کہا کہ اللہ ان کے بعد ہرگز کوئی رسول نہ بھیجیگا۔ اسی طرح اللہ اس شخص کو
گمراہ کرتا ہے جو حد سے گذرنے والا شک کرنے والا ہے۔ وہ لوگ اللہ کی آیتوں میں بغیر
کسی سند کے جو انھیں پہونچی ہو جھگڑا کرتے ہیں اللہ کے نزدیک اور ایمان والوں کے
نزدیک (انکا یہ جھگڑا) بہت ہی ناپسند ہے۔ اسیطرح اللہ ہر متکبر (اور) سرکش کے دل پر
مُہر کرتا ہے اللہ تعالے اسیوقت دل پر مُہر فرماتا ہے جب دل میں تکبر اور سرکشی کی صفت

قلب: بصری قراءت میں ذکوان کی قرأت بالتنوین ہے قلب تکبر کی صفت سے موصوف ہے کیونکہ وہی منبع ہے یا باعتبار صاحب قلب کے بحذف مضاف ۱۲

زلتم۔ زال سے ہے۔ ضدِ ثبت۔ اے دمتم۔ له الذین مبتدا بحذفِ مضاف اور اسکی خبر کبُر ہے۔ یعنے وجدال الذین یجادلون کبر مقتا (بیضاوی) ۱۲

40-36

پیدا ہوتی ہے۔ فرعون بھی انھیں لوگوں میں سے ہے جب ہی تو سرکشی کر رہا ہے۔ ؏

قَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝ اور فرعون نے کہا اے ہامان میرے لئے ایک بہت بلند مکان بنا تا کہ میں رستوں میں پہونچوں (یعنے) آسمانوں کے رستوں میں پھر میں موسیٰ کے خدا سے مطلع ہوں۔ اور (یہ) اس لئے کہ میں انھیں جھوٹا سمجھتا ہوں اور اسیطرح فرعون کے لئے اُسکے بُرے عمل اچھے دکھلائے گئے۔ اور سیدھی راہ سے روک دیا گیا۔ اور فرعون کا مکر بیکار ہی تھا۔ اُسکے عالیشان عمارت بنانے سے یہ غرض تھی کہ رعیت کو دھوکے میں ڈالے اور لوگ سمجھیں کہ یہ ایسا کام کر رہا ہے جس سے موسیٰ علیہ السلام

فاطلع سوائے حفص کے سب قراء رفع عین سے

صَرْحًا ۔ صرح کوشک وبنائے بلند۔ صروح جمع (صراح) صرح محل۔ بلند مکان۔ بناء عالی۔ (غیاث) اَلْاَسْبَابَ قال سعید بن جبیر وابو صالح ابواب السمٰوٰت وقیل طرق السمٰوٰت (ابن کثیر) سبب رسن۔ وہرچہ بداں بدیگرے پیوستہ شود۔ و پیوند خویشی۔ اسباب جمع۔ اسباب السموات۔ نواحیہائے آسمان (صراح) پہلے الاسباب کو مبہم لا کر پھر اسکی توضیح کرنے میں اس کی شان کی تفخیم ہے۔ اور سامع کو اسکی معرفت کی جانب شوق دلانا ہے۔ تَبَابٍ ۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ومجاھد یعنے فی خسار (ابن کثیر) تباب۔ زیان وہلاک شدن۔ یقال منہ تبت یداہ ازضرب (صراح) لہ یعنے رصد ایک بلند مکان میں بنا کر اس سے احوال کواکب جو اسباب سماویہ حوادث ارضیہ پر دلالت کرتے ہیں پہچان لوں کہ آیا اللہ تعالےٰ نے موسیٰ کو رسول بنا کر بھیجا ہے یا نہیں۔ یا یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اسے بے عقل بنا دیا جس سے وہ یہ حماقت کا کام کرنے تیار ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ سے مطلع ہونا چاہتا ہے۔ یا رعیت کو دھوکا دینے کے لئے اسطرح کیا۔ اسکا بیان سورۂ قصص میں گذر چکا ہے۔

سراج المنیر ۱۲

کی تکذیب ہو گی۔ پھر اس مومن نے فرعون کی گفتگو سن کر اسطرح نصیحت کی۔ وَقَالَ الَّذِیۡۤ
اٰمَنَ یٰقَوۡمِ اتَّبِعُوۡنِ اَہۡدِکُمۡ سَبِیۡلَ الرَّشَادِ ۚ﴿۳۸﴾ یٰقَوۡمِ اِنَّمَا ہٰذِہِ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا مَتَاعٌ ۫ وَّ اِنَّ الۡاٰخِرَۃَ
ہِیَ دَارُ الۡقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنۡ عَمِلَ سَیِّئَۃً فَلَا یُجۡزٰۤی اِلَّا مِثۡلَہَا ۚ وَ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی
وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ یُرۡزَقُوۡنَ فِیۡہَا بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ اور ایمان دار شخص نے

کہا اے میری قوم میری پیروی کرو میں تمھیں سیدھی راہ دکھلاؤنگا۔ اے میری قوم یہ دنیا
کی زندگی تو تھوڑی پونجی اور چند روزہ ہے اور بیشک آخرت ہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔
جس نے برا کام کیا تو اسے اسی کے برابر بدلہ دیا جائیگا۔ اور جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا
عورت اور وہ ایماندار ہو تو وہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے انھیں بحساب رزق دیا جائیگا
پہلے انھوں نے مجملاً نصیحت کی پھر مفصلاً بیان کیا کہ دنیا کو ترک کرو۔ کیونکہ تم نے آخرت
چھوڑ کر اسے پسند کر لیا ہے۔ یہی تمھیں تصدیق حضرت موسے علیہ السلام سے روکتی ہے۔ حالانکہ
دنیا چند روزہ مقام ہے۔ ـــ ۵

یقوم اتبعون ۔ اصل میں یقومی اتبعونی تھا ۔ متاع ۔ کل ماینتفع به علی وجهٍ ما فهو متاع ۔ کما قال
فما متاع الحیاة الدنیا فی الاخرة الا قلیل ۔ ای فی جنب الاخرة (مفردات) متاع وہ چیز جس سے نفع
اٹھائیں (نصیر) اور متاع کی تنکیر و تنوین تقلیل پر دال ہے۔ کہ دنیا میں بہت تھوڑا فائدہ اٹھانا ہے۔ اور موت طبیعت کی
محبوب و مالوف چیزوں سے جدا کرتی ہے۔ اور جسقدر جسے زیادہ تعلق ہو اسے اسیقدر تکلیف و الم۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں ـــ ۵

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود ؎ ؎ ؎
ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

بہ باغِ دہر کہ بس تازہ روی وخوش بوئیست	مباش غرہ کہ با خود خزاں زپے دارد
زباں زباں بچہ۔ بادِ نکبت وادبار	چہ رنگ وبو۔ کہ نشانے زباغ نگذارد

یہاں کی تکلیف عین راحت ہے۔ عاشق کے دعوے کی صداقت کے لیے تو یہی رنج ومصیبت گواہ ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں ؎

عشق چوں دعوے جفا دیدن گواہ	چوں گواہت نیست شد دعوے تباہ

آخرت چونکہ دائمی ہے وہیں کی تکلیف وراحت کا اعتبار ہے۔ اس لئے پھر آخرت کی جزا وسزا کا ذکر فرمایا۔ اور جانبِ راحت کو ترجیح دی۔ پھر اُس مومن نے اسطرح تصریح کی کہ تم دوزخ کی طرف داعی ہو۔ اور میں اس سے نجات پانیکا طریقہ بتاتا ہوں۔ چنانچہ فرمایا۔

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ۝ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ
بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ
لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝
فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ اور اے

لا جرم۔ قال ابن عباس بلے وقال الضحاک لا کذب وقال السدی وابن جریر حقا (ابن کثیر) اصل معناہ کما قالہ الزجاج لا بد لکم فی الجرم ای الاثم۔ کانہ ادخلہ فی الاثم۔ ثم کثر استعمالہ حتی صار بمعنی لا بد عند الفراء وبمنزلۃ حقا (خفاجی) لیس لہ دعوۃ۔ قال السدی لا یجیب داعیہ (ابن کثیر) جیسے فرمایا ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ۱۲

میری قوم میرا کیا حال ہے کہ میں تمھیں نجات کی طرف بلاتا ہوں - اور تم مجھے دوزخ کی طرف
بلاتے ہو (یعنی) تم مجھے اس لئے بلاتے ہو کہ اللہ کے ساتھ کفر کروں اور اسکے ساتھ اُسکو
شریک بناؤں کہ جسکا مجھے کچھ بھی علم نہیں ہے ۔ اور میں تمھیں (خدائے) غالب گناہ بخشنے
والے کی طرف بلاتا ہوں ٹھیک بات یہ ہے کہ بیشک جسکی طرف تم مجھے بلاتے ہو نہ اُسے
دعا (قبول کرنیکا اختیار) دنیا میں ہے نہ آخرت میں - بے شک ہم سب کا رجوع اللہ کی طرف
ہے - اور بے شک حد سے گذر جانے والے وہی دوزخی ہیں - پس عنقریب یاد کروگے جو
میں تم سے کہتا ہوں - اور میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں اسلئے کہ اللہ بندوں کو
خوب دیکھ رہا ہے - اُس مومن کی سچی نصیحت و توکل نے اُس قوم بدکار کے ضرر سے اُسے
بچالیا - اور انکا مکر انھیں پر لوٹ پڑا جسطرح ارشاد فرماتا ہے - فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا
وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا ۚ وَیَوْمَ
تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ پھر اللہ اُسے انکی بری تدبیروں سے
بچالیا - اور فرعون والوں کو برا عذاب گھیر لیا - (وہ دوزخ کی) آگ ہے جسپر وہ صبح شام حاضر

اُدْخُلُوْا مکی - بصری - شامی - شعبہ ثلاثی مجرد سے جسکا ہمزہ وصل میں گر جائیگا -

لہ یعنے میں خدائے برحق کے سوا اور کسیکو خدا نہیں جانتا تو اس کے ساتھ دوسرے کو خدائی میں کیونکر شریک کروں - لہ نسبت دعا مفعول کی طرف ہے - کیونکہ کافر بت سے اپنی مرادیں مانگتے تھے تو یہاں اس سے دعا کی نفی مراد ہے کہ وہ اُن کا فرونکی دعا قبول نہیں کرسکتے - اب یا موصوف محذوف ہے یا مضاف - یعنے عدم استجابۃ دعوۃ - یا عدم دعوۃ مستجابۃ - غیر مستجاب دعا بمنزلہ عدم کے ہے (خفاجی) ۱۲

کیے جاتے ہیں۔ اور جسدن قیامت ہوگی۔ (حکم ہوگا) فرعون والوں کو بڑے سخت عذاب میں

داخل کرو۔ قبلِ قیامت جو عذاب ہوگا وہ عذابِ قبر ہےؔ اور بعد کا فردوزخ میں جائیں گے پھر

وہاں تابع و متبوع آپس میں جھگڑینگے جس طرح ارشاد ہے۔ وَاِذْ یَتَحَاجُّوْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ

الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ ۔ قَالَ

الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُلٌّ فِیْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَکَمَ بَیْنَ الْعِبَادِ ۔ اور (کافر) جب باہم آگ میں

جھگڑیں گے۔ پس ضعیف لوگ سرکشوں سے کہیں گے کہ بیشک ہم تو تمھارے تابع رہے۔ پس

کیا (اب) تم ہم سے کچھ حصہ آگ (کے عذاب) کا دفع کرسکتے ہو۔ سرکش جواب دیں گے کہ بیشک ہم

سلہ اہلِ سنت اسی آیت سے عذابِ قبر ثابت کرتے ہیں۔ اور احادیث صحیحہ میں بھی اسکا ثبوت ہے چنانچہ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے لوگ (دفن کرکے) پلٹتے ہیں تو وہ البتہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ دو فرشتے آکے اُسے بٹھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو اس مرد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہتا ہے۔ پس مومن جواب دیگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تیری جگہ جو دوزخ میں تھی اللہ نے اس جگہ کے بدلہ میں جنت کی جگہ دی۔ تو اُن دونوں جگہوں کو دیکھتا ہے۔ اور منافق و کافر سے بھی اسیطرح سوال ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ لوگ جس طرح کہتے تھے میں بھی کہتا تھا۔ کہتے ہیں کہ نہ تو نے (حق) جانا اور نہ (اچھوں کی) پیروی کی۔ پھر اُسے سخت عذاب ہوتا ہے الخ (مشکوۃ) حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں خدا قبر سے پناہ مانگتی ہوں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو پوچھا تو فرمایا ہاں عذابِ قبر برحق ہے۔ پھر اسکے بعد میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نماز پڑھتے تو اس کے بعد عذابِ قبر سے پناہ مانگتے۔ (ابن کثیر از صحیح بخاری) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے جب کوئی مرتا ہے تو ہر روز صبح شام اسکے سامنے اسکا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اگر وہ اہل جنت سے ہے تو جنت کا اور اہل دوزخ سے ہے تو دوزخیوں کا مقام پیش ہوتا ہے۔ اور اس سے کہدیا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے۔ یہانتک کہ اللہ عزوجل تجکو قیامت کے دن اٹھائے (ابن کثیر از امام احمد و بخاری و مسلم) تبعا۔ التبع محرکۃ التابع یکون واحدا و جمعا (قاموس) مغنون۔ یقال

(تم) سب دوزخ میں ہیں تحقیق اللہ بندوں کے درمیان میں فیصلہ کرچکا۔ یعنے ہر ایک کو
اُس کے استحقاق کے موافق عذاب دیا گیا — پھر جو خود گرفتار ہو وہ دوسرے کو کسطرح
چھڑا سکتا ہے۔ جب تابعدار اپنے سرداروں کی تقریر سے مایوس ہوجاینگے۔ اور اپنی
دعا کی عدمِ قبولیت بھی معلوم کرلیں گے تو جہنم کے دربانوں سے جو فرشتے ہیں دعا کے طالب
ہوں گے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِى النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝ 4
اور جو لوگ آگ میں ہوں گے دوزخ کے دربانوں سے کہیں گے کہ تم اپنے پروردگار سے
عرض کرو کہ ہم سے کسی دن عذاب کی تخفیف کرے۔ فرشتے جواب دیں گے۔ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ 40
تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝
کہیں گے کہ کیا تمھارے پاس تمھارے رسول معجزے لیکر نہ آتے تھے۔ کہیں گے کہ ہاں (آتے
تھے۔ دربان) کہیں گے کہ تم ہی (خدا سے) عرض کرو۔ اور کافروں کی دعا محض بیکار ہے۔
یعنے جب تمھارے ہی اقرار سے تم پر الزام قایم ہوگیا تو اب ہم تمھارے لئے دعا نہیں کرتے۔
بلکہ تم سے بیزار ہیں۔ ہاں تم دعا کرتے ہو تو کرو۔ لیکن تمھارا دعا کرنا اور نہ کرنا برابر ہے۔ کیونکہ
تمھاری دعا محض بیکار ہے۔ نہ مستجاب ہوگی اور نہ مقبول۔ بلکہ اللہ تعالےٰ رسولوں کی اور مومنوں کی
دنیا و آخرت میں مدد کرتا ہے۔ جسطرح ارشاد ہے۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اغنانی کذا۔ واغنیٰ عنہ کذا اذا کفاہ (مفردات) اغناء بے نیاز کردن (صراح)۔ لخزنۃ
جمع الخازن۔ الخزن حفظ الشئ فی الخزانۃ۔ ثم تعبر بہ عن کل حفظ۔ کحفظ السر ونحوہ (مفردات)۔

فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْہَادُ ۝ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُہُمْ وَلَہُمُ اللَّعْنَۃُ

وَلَہُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ بیشک ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان داروں کی دنیا کی زندگی میں مدد

کرتے ہیں اور اس دن (قیامت میں بھی) جب شاہد (گواہی دینے) کھڑے ہوں گے

جس دن کہ ظالموں کو انکا عذر کرنا نفع نہ دیگا اور انپر لعنت ہے۔ اور ان کے (رہنے کے) لئے

برا گھر ہے۔ یعنے اکثر انبیاء کرام علیہم السلام کو دنیا میں نصرت ہوی۔ اور بعضوں کی مدد اُن کے

انتقال کے بعد یا اُن کے غایب میں اسطرح ہوی کہ اُن کے اعداسے بدلہ لیا گیا۔ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے میرے ولی سے دشمنی کی تو گویا

وہ مجھ سے کھلم کھلا لڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔ اور بھی حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے اولیا کا اسطرح

بدلہ لیتا ہوں جسطرح لڑائی میں شیر بدلہ لیتا ہے۔ اور قیامت میں تو تمام انبیاء اور مومنین

کی پوری طور سے مدد فرمائیگا۔ جو دنیا کی مدد سے زیادہ اور بڑھی چڑھی ہوگی جب رسولوں کی

نصرت کا ذکر ہوا تو اب موسےٰ کا خاص طور سے ذکر فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْہُدٰی

وَاَوْرَثْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْکِتٰبَ ۝ ہُدًی وَّذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ اور بیشک ہم نے موسےٰ

کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو کتاب (توریت) کا وارث بنایا۔ جو عقلمندوں کے لئے ہدایت

الاشہاد۔ قال مجاهد الملائکة (ابن کثیر) سوء الدار۔ هی النار۔ قاله السدی بئس المنزل المقیل و قال ابن عباس رضی اللہ عنہما سوء العاقبة (ابن کثیر) [1] ابن کثیر از بخاری۔ [2] ابن کثیر۔ [3] سابق میں اُس مومن کا جو امت موسےٰ علیہ السلام سے تھا۔ ذکر کیا گیا ہے یہ اسکا تتمہ بھی ہوسکتا ہے۔ ۱۲

تنفع مکی۔ بصری شامی تا ر تانیث سے

ونصیحت ہے۔ موسےٰ کو توریت کا عنایت ہونا اور فرعون پر غالب آنا جس طرح دوسری جائے
مذکور ہے یہ رسولوں کی نصرت کی بڑی دلیل ہے۔ اسی لئے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح
تسلی دیتا ہے۔ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ
وَالْاِبْكَارِ پس (اے نبی) صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور تم اپنے گناہ کی مغفرت چاہو
اور صبح و شام اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ (اسکی) تسبیح کرو۔ اللہ تعالےٰ کا وعدہ یعنے
فتح مکہ اور اظہارِ اسلام ہو کر رہیگا۔ اور چونکہ ہر وقت آپکو ترقی تھی تو اس پچھلے مقام کے لحاظ سے
یا امت کے گناہوں کے لئے آپکو استغفار کا حکم دیا۔[ا] اور ہمیشہ اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید
کرنے کے لئے امر فرمایا۔ اور چونکہ مخالفین ہمیشہ جھگڑا کیا کرتے تھے اس لئے ان سے اپنی پناہ لینے
کے لئے اسطرح ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ
اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ لَخَلْقُ

بالعشی۔ بالفتح وتشدید یا آخر روز (منتخب) الابکار۔ اول روز (منتخب) صبح و شام تسبیح کرنے کا حکم دوامِ تسبیح سے کنایہ ہے۔ [ا] یا یہ کہ آپکے قلبِ مبارک پر جو احکامِ بشریت طاری ہوتے تھے اس سے استغفار کا حکم ہے۔ یا یہ کہ اپنے وجود کیلئے استغفار کا حکم ہو۔ یعنے غفر ستر کو کہتے ہیں۔ تو اپنے وجود سے فنا ہونا طلب کیجے ؎ وجودك ذنبٌ لا یقاس بہ ذنبٌ قدیم کے ہوتے ہوئے حادث کا ہونا گناہ ہے۔ غرض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے اعلےٰ وارفع ہے کہ ہم زبان ہلا سکیں۔ ؎

ندانم کدامی سخن گوئیمت ؎	کہ بالاتری زانچہ من گوئیمت۔

اِنْ۔ اسکے معنی ما نافیہ کے ہیں۔ ببالغیہ۔ ضمیر کا مرجع کبر ہے بتقدیر مضاف۔ ای ماهم ببالغی مقتضی کبرهم وهو دفع الآیات۔ او ماهم ببالغی مقتضی ذلك الکبر وهو ما ارادوہ من الریاسة والنبوة (روح)

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَکْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ بیشک جو لوگ
اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی سند کے جو انھیں پہونچی ہو جھگڑا کرتے ہیں اُن کے سینوں میں سوائے
تکبر کے کچھ نہیں ہے۔ (جسکا تقاضا روگردانی و تحقیرِ حق ہے) وہ اس (مراد) کو کبھی پہونچنے والے
نہیں۔ پس تم (اے نبی) اللہ سے پناہ چاہو بیشک وہی سنتا اور دیکھتا ہے۔ البتہ آسمانوں
اور زمین کو پیدا کرنا آدمیوں کی (دوبارہ) پیدایش سے بہت بڑا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں
جانتے۔ یعنی حق کو باطل سے اور دلایلِ صحیح کو شبہاتِ فاسد سے رد کرتے ہیں۔ بلا دلیلِ نقلی
یہ سارے جھگڑے ہیں۔ اور اصل نزاع اس سبب سے ہے کہ اُن کے دلوں میں صرف نفسانیت
اور غرور بھرا ہے۔ جس سے وہ حق بات کی اتباع نہیں کرتے۔ بلکہ جو حق بات بیان کرے
اُسکی تحقیر و تذلیل۔ اور اپنی سرداری کے خواہاں ہیں۔ یہ بات اُنھیں کبھی نہ حاصل ہوگی
بلکہ حق بات والے ہی غالب اور وہ مغلوب و مخذول ہوں گے۔ اور اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم اِن
لوگوں کے شر سے اللہ تعالےٰ کی پناہ لو۔ اس لئے کہ وہ سب کی باتوں کا سننے والا اور سب کے
کاموں کا دیکھنے والا ہے تو قیامت میں زندہ کرکے ہر ایک کو اسکا بدلا دیگا۔ اور یہ اعادۂ مخلوقات
کوئی بڑا کام نہیں۔ جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اُس کے پاس لوگوں کا ابتدا میں پیدا کرنا
یا قیامت میں اعادہ کو کتنی بڑی بات ہے۔ لیکن اکثر لوگ اپنی جہالت سے اس دلیل کو

لے پہلی آیت میں کافروں کے جدال کا بیان تھا۔ چونکہ اکثر کافروں کا جدال بعث و حشر میں ہوتا تھا تو اللہ تعالےٰ نے
اس آیت یعنے لخلق السموات الآیہ سے انھیں الزام دیا۔ ۱۲

نہ سوچتے اور نہ سمجھتے ہیں۔ تو پھر سمجھدار اور بے سمجھ کسطرح ایکساں ہوں گے جس طرح ارشاد ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اندھا اور بینا برابر نہیں ہوسکتے

اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور نیک کام کئے (وہ) اور بدکار (برابر نہیں ہوسکتے) تم لوگ بہت

ہی کم غور کرتے ہو۔ بیشک قیامت ضرور آنیوالی ہے۔ اسمیں کچھ شک نہیں ہے۔ و لیکن اکثر

لوگ یقین نہیں کرتے یعنی جاہل و عالم اور صالح و طالح برابر نہیں ہوتے۔ لیکن یہ فرق اُسی کو

معلوم ہوتا ہے جو سوچے سمجھے۔ اور اے قریش مکہ تم تو غور و فکر سے کام نہیں لیتے۔ ہاں جب قیامت

ہوگی اور اس کے ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ تو یہ فرق تم پر ظاہر ہوجائیگا کہ جس طرح وہ دونوں

دنیا میں شہود و معرفت میں برابر نہیں تھے آخرت میں بھی درجہ و قربت میں برابر نہ ہوں گے

لیکن کافر قیامت کو بھی تو نہیں مانتے۔ حالانکہ قیامت میں وہی اپنی مراد کو پہونچیگا جس نے

دنیا میں عبادت و دعا اور تضرع و زاری کی۔ اسی لئے دعا و عبادت کا حکم فرماتا ہے۔ وَقَالَ

رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ ع

اور (لوگو!) تمھارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا مانگتے رہو میں تمھاری (دعا) قبول کرونگا

قلیلا۔ صفت مصدر محذوف ہے۔ اے تذکرا قلیلا۔ اور ما تاکید معنیٔ قلت کے لئے ہے۔ یا یہ کہ تذکر بالکل نہیں ہے۔ کیونکہ کبھی معدوم شے کو قلت سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں فلاں شخص قلیل الحیا ہے یعنے اسے شرم نہیں (روح) داخرین۔ اے اذلاء۔ یقال ادخرته فدخر ای اذللته فذل (معفردات) دخور خوار شدن از فتح۔ ادخار خوار کردن (صراح)۔

تتذکرون — تا فوقانی۔ کوفی۔ بصری۔ شامی۔ یا تحتانیہ۔ ۱

سیدخلون ع ۱۰ — مکی۔ شعبہ۔ بصیغہ مجہول۔ ۱۱

بیشک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ لوگ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ سفیانؒ ثوری فرماتے تھے کہ "اے وہ بے نیاز جس نے تجھ سے زیادہ مانگا وہی تیرا زیادہ محبوب ہوا۔ اور جس نے تجھ سے طلب نہ کیا وہ تیرے دشمنوں میں محسوب ہوا۔ اے میرے پروردگار تیرے سوا کوئی بھی ایسا نہیں ہے"[1] رسولؐ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دعا وہ عبادت ہے۔ پھر آپ نے وہی آیت پڑھی"[2] رسولؐ اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالے سے نہیں مانگتا ہے اللہ تعالے اُسپر خفا ہوتا ہے"[3] امام قشیری نے فرمایا کہ قبولیت کی کنجی دعا ہے۔ لیکن اس کنجی کا دندانہ لقمہ حلال ہے۔ **جب** دعا کا بیان ہوا تو اب اُن نعمتوں کو بیان فرماتا ہے جو قبل سوال دیگئی ہیں۔ پھر جو اس سے کم نعمتیں ہیں کیا اُنھیں بعد سوال و دعا عنایت نہ فرمائیگا۔ اسمیں دعا کی ترغیب و تحریص ہے[4]

بر آستانِ ارادت کہ سر نہاد شبے	کہ لطفِ دوست برویش دریچہ نگشود

[1] ابن کثیر از ابن ابی حاتم۔ اور اسی معنی میں شاعر نے کہا ہے

اَللّٰہُ یَغْضِبُ اِنْ تَرَکْتَ سُوَالَہٗ	وَبَنِیْ اٰدَمَ حِیْنَ یُسْئَلُ یَغْضِبُ

[2] امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ وغیرہم (ابن کثیر) [3] امام احمد (ابن کثیر) [4] محمد بن سعید سے روایت ہے کہ جب محمد بن سلمۂ انصاری نے وفات پائی تو ہم نے انکی تلوار کی میان میں ایک تحریر لکھی ہوی پائی کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ تمھارے رب کے لئے تمھارے زمانہ کے دنوں میں رحمت کے نفحات (ہوائے نسیم کے جھونکے) ہیں پس تمھیں چاہئے کہ ان کے سامنے آؤ۔ شاید کوئی دعا ایسی واقع ہو جیسے رحمت کی ہوا لگ جائے کہ اس کے سبب سے دعا کرنے والا ایسی سعادت کو پہونچ جائے کہ پھر اسکے بعد کبھی نقصان و خواری نہو (ابن کثیر) ۱۲۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَالنَّہَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَ
لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ۝ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ ۘ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۫ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ ۝
کَذٰلِکَ یُؤْفَکُ الَّذِیْنَ کَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ ۝ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے رات
بنائی کہ تم اس میں آرام کرو۔ اور دن کو روشن (بنایا) اس لئے کہ اللہ لوگوں پر مہربان ہے
و لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ (لوگو!) یہی اللہ تو تمہارا پروردگار ہے ہر چیز کا پیدا کرنیوالا
اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کدھر پھرے جاتے ہو۔ جو لوگ خدا کی آیتوں کا انکار کرتے
ہیں وہ اسی طرح پھرے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے تو یہ تصرفات کہ رات دن کا ہونا اسی کے
قبضہ تصرف میں۔ اور ہر شے کا پیدا کرنا اسی کے اختیار میں ہے پھر یہ کافر کسطرح اور کس وجہ سے
اسکی عبادت چھوڑ اسکے غیر کی عبادت کی طرف پھرتے ہیں۔ ان سے پہلے جو کافر گذرے انہوں
نے بھی جہل و عناد سے اسیطرح کیا تھا یہ انھیں کے قدم بقدم چل رہے ہیں۔ اور کچھ بھی نہیں سوچتے
کہ آیاتِ الٰہی کا انکار جو اسکی قدرت کے دلایل ہیں کسطرح ہو سکتا ہے۔ جس میں سے بعضے
دلایلِ آفاق کو جو انسان کے سوا ہیں یعنے احوالِ لیل و نہار کو بیان فرمایا اور اب یہاں زمین و
آسمان کا ذکر فرما کر پھر دلایلِ نفس یعنے احوالِ بدنِ انسان بیان فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ ہے

مبصرا۔ والمبصرۃ المضیئۃ (مختار) تؤفکون۔ افکہ ای قلبہ وصرفہ عن الشئ وبابہ ضرب
(مختار) افک بالفتح مصدر دروغ گفتن و بازگردانیدن از چیزے و برگردانیدن چیزے (صراح) ۱۲۔

جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاءَ بِنَاءً وَّصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ 40
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اللہ وہ ہے جس نے تمھارے لئے زمین کو ٹھیرنے کی جگہ اور آسمان
کو چھت بنایا۔ اور اسی نے تمھاری صورتیں بنائیں پھر اچھی صورتیں بنائی ہیں۔ اور تمھیں
پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا۔ یہی اللہ تمھارا پروردگار ہے۔ پس اللہ برتر ہے جو تمام جہان کا پروردگار
ہے وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس تم خالص اسی کے عبادت گذار ہو کر اسے
پکارو۔ ہر تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے۔ انسان کی صورت کا حسن
اس بات میں ہے کہ وہ آئینۂ جہاں نما ہے۔ سب علوی و سفلی حقایق۔ اور ظاہری و باطنی
دقایق کو جامع ہے۔ اور ذات و صفات کی معرفت کے انوار اسکی حقیقتِ جامعہ سے ظاہر
ہیں۔ رباعی

اے صورتِ تو آئینۂ سرِّ وجود	روشن ز رخت پرتوِ آثارِ شہود
مجموعۂ ہر دو کون کس نیست چو تو	در مملکتِ صورت و معنے موجود

صائب نے انسانِ کامل کی تعریف میں لکھا۔ ○

فتبٰرک۔ البرکۃ ثبوت الخیر الالٰہی فی الشیٔ۔ والمبارک مافیہ ذلک الخیر۔ وقولہ فتبٰرک اللہ تنبیہ
علی ما یفیضہ علینا من نعمہ (مفردات) تبارک بلند شدن و پاک گشتن و زیادہ شدن (منتخب) ۱۲۰

پیشِ تو سرِ نجاکِ مذلت نہادہ اند	باآں علوم و مرتبہ روحانیاں ہمہ

جب مساکن اور ساکن کا ذکر ہوا تھا تو بوقتِ سکونت جس شئے کی احتیاج ہوتی ہے اُسے بیان فرماکے بطورِ نتیجہ ارشاد فرمایا کہ وہی اللہ تعالے ہے جو تمام کمالات کا جامع اور تمھارا پروردگار و محسن ہے۔ وہ برتر و بزرگ اور پاک و منزہ تمام عالم کا پالنے والا ہے۔ وہی بالذات زندہ ہے۔ جسکا کوئی بھی نظیر و ہمسر نہیں۔ تو تم بھی اسکے ساتھ کسی طرح شرکِ جلی وخفی نہ کرو۔ وہ متصف بصفات جلال و عزت ہے۔ اسی لئے اسکی شانِ پاک میں کہا جاتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اب اس ادائے توحید کے بعد اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو غیر کی عبادت سے منع فرماتا ہے۔ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْۤا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (اے نبی) کہدو کہ بیشک مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں انکی عبادت کروں جنکی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو جبکہ میرے پاس میرے پروردگار کی طرف سے دلیلیں آچکیں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ رب العالمین کا

شُیُوْخًا مکی۔ ابنِ ذکوان۔ شعبہ۔ حمزہ۔ کسائی بکسر شین سے۔

طفلا۔ توحید واسطے ارادۂ جنس کے ہے جو مقام جمع میں ہے۔ یا بتاویل یخرج کل واحد منکم حال کو نہ طفلا۔ لتبلغوا اسمیں لام متعلق ساتھ محذوف کے ہے اور تقدیر اسکی ثم یبقیکم لتبلغوا اور اسیطرح ثم لتکونوا کے قبل مقدر ہے (بیضاوی)۔
اشدکم ای قوتہ وھو ما بین ثمانی عشرۃ سنۃ الی ثلاثین وھو واحد جاء علی بناء الجمع (مختار) شیوخا۔ جمع شیخ پیر خواہ آنکہ سنّ پیری در وے ظاہر شود یا آنکہ از پنجاہ سال گذشتہ باشد یا بہشتاد رسیدہ یا بہ آخر عمر (منتخب) ۱۲۔

فرمانبردار رہوں۔ وہی ہے جس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر لوتھڑے سے پھر تمھیں

لڑکا بناکر (رحم سے) نکالتا ہی پھر (پالتا ہی) تاکہ تم اپنی قوت کو پہونچو پھر (تمھیں زندہ رکھتا ہے) تاکہ

تم بوڑھے ہوجاؤ اور تم میں سے اُس سے پہلے ہی کسی (کی روح) کو قبض کرلیا جاتا ہے اور (کسی کی موت

میں تاخیر ہوتی ہے) تاکہ تم وقتِ مقرر تک پہونچ جاؤ اور تاکہ تم سمجھو یعنے وہی تمھیں عدم سے وجود

میں لایا اور اُسی کے ہاتھ میں جلانا اور مارنا ہے۔ بلکہ جو اُس نے چاہا وہی ہو کر رہا جس طرح ارشاد ہی

هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ فَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝ وہی ہے جو جلاتا اور مارتا

ہو پس جب وہ کسی کام کا حکم کرتا ہے تو اُس کے لئے فرمادیتا ہے کہ ہوجا پس وہ ہوجاتا ہی جسکی

ایسی قدرت ہو اُس کے پاس اُن مشرکین کو جو حق بات کے ماننے میں جھگڑتے اور انکار کرتے

میں عذاب مین گرفتار کرنا کون مشکل کام ہے جسطرح ارشاد ہی۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ

فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ اَنّٰى یُصْرَفُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَاۤ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ۝

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ یُسْحَبُوْنَ ۝ فِی الْحَمِیْمِ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ۝ ثُمَّ قِیْلَ لَهُمْ

فیکون ۸ شامی نصب نون ۱۲

له یعنے بڑھاپے سے پہلے ہی اسکو اللہ تعالے وفات دیتا ہے خواہ ادھیڑ عمر یا جوان یا صغیر اور کبھی وہ اپنی ماں کے پیٹ سے ہی گرجاتا ہے

که کن مقارن مامور ہے۔ نہ اس سے مقدم نہ موخر۔ بلکہ قولِ کن کے ساتھ ہی مامور موجود ہوجاتا ہے۔

فعل اعدا کرعیب وعلت نیست ۔ متوقف ہیچ آلت نیست۔
از عنیم زنعت کاف ونون ۔ ہر زماں شکلے آورد بیرون۔

یسحبون۔ اصل السحب الجر کسحب الذیل والانسان علی الوجه۔ ومنه السحاب اما لجرّ الریح له او لجره الماء

(مفردات) سحب کشیدن۔ امراح حمیم۔ آب گرم، منتخب، یسجرون۔ قال مجاهد یوقد بهم النار۔ وقال السدی

0-74 اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْئًا ۚ كَذٰلِكَ

75 یُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِیْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝

0-76 اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَكَبِّرِیْنَ ۝ (اے نبی) کیا تم نے انکی جانب

نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں وہ کہاں بہکے جاتے ہیں (یہ) وہ لوگ (ہیں)

جنھوں نے کتاب کو جھٹلایا اور اُس چیز کو جسے ہم نے اپنے رسولوں کے ذریعہ بھیجا۔ تو عنقریب

جان لیں گے جب کہ انکی گردنوں میں طوق[1] اور زنجیریں ہونگی (جس سے) وہ گھسیٹے جائینگے

(اور انھیں ڈالدیں) کھولتے ہوئے پانی میں۔ پھر آگ میں جلائے جائینگے۔ پھر اُن سے کہا جائیگا

کہ وہ کہاں ہیں جنھیں تم شریک ٹھیراتے تھے اللہ کے سوا۔ کہیں گے کہ وہ ہم سے گم ہوگئے بلکہ[2] ہم

اس سے پہلے کسی چیز کی پرستش نہ کرتے تھے اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔ یہ اس سبب سے

ہے کہ تم زمین میں ناحق خوش ہوتے تھے اور اس لئے کہ تم اتراتے تھے۔ (اب) تم جہنم کے دروازوں

(بقیہ صفحہ گذشتہ) یحرقون فی النار (ابن جریر) نحو وقودھا الناس والحجارۃ۔ والسجر تھییج النار یقال سجرت التنور (مفردات) سجر التنور احماہ وبابہ نصر (مختار) سجر بالفتح گرم کردن تنور (منتخب) ضلوا۔ ای غابوا وضاعوا وذھبوا فلم ینفعون۔ تمرحون۔ مرح کفرح اشر وبطر واختال ونشط وتبختر (قاموس)۔ مَرَح بفتحتین وحار مہملہ بہت خوش ہونا۔ تکبر کرنا۔ اکڑ جانا۔ منتخب ولطائف سے (نصیر اللغات) [1] زنجیریں طوق سے ملی ہوئی ہونگی۔ اور زنجیروں کے سرے فرشتوں کے ہاتھ میں ہوں گے جس سے انھیں کھینچکر عذاب کی طرف لیجائیں گے۔ [2] یعنے بتوں کی عبادت سے انکار کریں گے اور جھوٹ کہیں گے۔ جس طرح انکا قول ایک اور جگہ ہے۔ قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ ۱۲

میں داخل ہو اس میں ہمیشہ رہنے کے لئے۔ تو تکبر کرنے والونکا (بہت ہی) برا ٹھکانا ہے یعنے
دوزخیوں کو دو قسم کا عذاب ہوگا کبھی تو نہایت گرم پانی سے عذاب دیا جائیگا اور کبھی آگ سے۔
چونکہ جھگڑا کرنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زبان درازی وغیرہ سے تکلیف دیتے تھے تو اللہ
اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی تکلیف پر صبر کا حکم فرماتا ہے۔ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ ٧٧
فَاِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ فَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ ○ پس (اے نبی) تم صبر کرو
بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پس اگر ہم تمھیں کچھ وہ (عذاب) جسکا ہم ان کافروں سے وعدہ کرتے
ہیں (دنیا ہی میں) دکھلا دیں (تو بہتر ہے) یا تمھیں دنیا سے اٹھا لیں تو وہ ہماری طرف لوٹائے
جائینگے۔ یعنے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑے دن صبر کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھاری
نصرت و یاری کا جو وعدہ کیا ہے حق ہے یعنے لا محالہ ہونے والا ہے۔ اگر ہم تمھیں بعض اس عذاب
سے جسکا ہم ان کافروں سے وعدہ کرتے ہیں یعنے قتل و قید تمھاری زندگی میں دکھلا دیں
یا ہم تمھیں عذاب دیکھنے کے پہلے اٹھا لیں بہر حال یہ کافر تو ہماری ہی طرف قیامت میں لوٹائے
جائیں گے۔ اور ہم انھیں ان کے اعمال کا بدلہ دیں گے۔ پھر انبیاء گذشتہ کا حال بیان فرما کے
انکو تسلی دیتا ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ مِنْھُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْکَ وَمِنْھُمْ مَّنْ ٧٨
لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْکَ وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰہِ

فاما۔ فان نرینک اور ما زائدہ تاکید شرطیت کیلئے ہے (بیضاوی) امر اللہ۔ عذاب الٰہی۔ سلہ خبر محذوف ہے۔ یا یہ کہ او نتوفینک فلنا معطوف نرینک پر ہے۔ اور رجوع الی اللہ دونوں کی جزا ہے۔ معنے یہ ہوں گے کہ ہم انھیں قیامت میں ان کے اعمال کا بدلہ دیں گے۔ خواہ انھیں دنیا میں عذاب ہوا ہو۔ (نیشاپوری) ت۔ ۱۲

قُضِیَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ اور بیشک (اے نبی) ہم نے تم سے پہلے بہت سے
پیغمبر بھیجے ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جنکا حال ہم نے تم سے بیان کیا اور بعض انہیں سے
ایسے ہیں جنکا قصہ ہم نے تم سے بیان نہیں کیا۔ اور کسی نبی کو یہ اختیار نہ تھا کہ وہ کوئی معجزہ بغیر
حکم خدا لے آتے پھر جب حکم الٰہی (یعنے عذاب) آیا تو انصاف سے فیصلہ کر دیا گیا اور اُس وقت
جھوٹے لوگ خراب ہوئے۔ سابق کے کافر سرکشی سے ایسے معجزے طلب کرتے تھے جن کے
اظہار کی حکمتِ الٰہی مقتضی نہ تھی کیونکہ عادتِ الٰہی اسطرح جاری ہوی ہے کہ جو قوم معجزاتِ مطلوبہ
دیکھکر بھی ایمان نہ لائے تو وہ ہلاک کر دیجائے۔ اس لئے کفارِ قریش کو بھی اس بات سے ڈرا آگیا
کہ تم بھی کہیں نہ ہلاک ہو جاؤ۔ بعدِ وعیدِ شدید تفہیم کے لئے دلایل توحید اور اپنے انعامات بیان فرمایا
ہے۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا
عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے
چوپایوں کو پیدا کیا تاکہ تم اُن میں سے بعض پر سوار ہو اور بعض کو کھاؤ۔ اور (اسکے سوا بھی)

قضی بالحق۔ یعنے نجاتِ مسلمانان وہلاکِ کفار۔ ھنالك۔ فی ذلك الوقت۔ استعیر المکان للزمان۔
المبطلون۔ قال فی القاموس الباطل ضد الحق۔ وابطل جاء بالباطل فالمبطل صاحب الباطل و
المتمسك بہ۔ کما ان الحق صاحب الحق والعامل بہ (روح) لہ ای عن ابہ ونکالہ المحیط بالمکذبین۔ (ابن
کثیر) الانعام۔ تقال للابل والبقر والغنم (مفردات) والنعم واحد الانعام وھی المال الراعیۃ.
والانعام یذکر ویؤنث قال اللہ تعالی مما فی بطونہ وقال مما فی بطونھا۔ وجمع الجمع اناعیم (مختار)

لہ یعنے بعض ایسے جانور ہیں جو کھائے جاتے ہیں جیسے بکریاں اور بعض کھانے اور سواری کے کام آتے ہیں جیسے اونٹ

ان میں تمھارے لئے فائدے ہیں اور (انھیں اس لئے بھی پیدا کیا) تاکہ تم ان پر (سوار ہوکر)
اپنی دلی مقصد تک پہونچو۔ اور تم چوپایوں اور (نیز) کشتیوں پر سوار کئے جاتے ہو۔ ان انعامات
81 کو بیان فرما کے کافروں کو زجر و توبیخ فرماتا ہے۔ وَيُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ۝ اللہ
تمھیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھاتا ہے۔ پس تم اللہ کی کون کونسی نشانیوں کا انکار کروگے پھر انھیں
82 انجھکر کے اور زیادہ زجر و توبیخ فرماتا ہے۔ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الْاَرْضِ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝
83 فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝
84 فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا
85 رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِىْ قَدْ خَلَتْ فِىْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ کیا انھوں نے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) گائے۔ بیل ان سب میں اور دوسرے فائدے بھی ہیں۔ جیسے دودھ۔ چمڑے اور ان کے بال جن سے اقسام کا لباس اور مختلف اشیا بنتی ہیں۔ لے یعنی اللہ تعالےٰ نے ان جانوروں کو تمھارے تابع بنایا کہ جب چاہتے ہو ان پر سوار ہوتے ہو اور ان سے ایسے کام لیتے ہو جسکی آرزو تمھارے سینوں میں بھری ہوئی ہے۔ سلہ یعنی چوپایوں پر خشکی میں اور کشتیوں پر دریا میں خود بھی سوار ہوتے اور سامان بھی لادکر لیجاتے ہو۔ وَحَاقَ۔ حاق به الشئ۔ احاط به وبابه باع (مختار) فَلَمْ يَكُ۔ کثرت استعمال نون حذف ہوگیا۔ اصل میں فلم یکن تھا۔ سُنَّتَ اللّٰهِ۔ ای من اللہ ذلك سنة ماضية فى العباد۔ یہ مصدر موکدہ ہے جیسے وعد اللہ۔ صبغة اللہ۔ الْكٰفِرُوْنَ۔ اس کے پہلے المبطلون فرمایا کیونکہ وہاں قضى بالحق تھا اور نقیض حق باطل ہے۔ یہاں ذکر فرمایا کہ ایمان یاس غیر مفید ہے اور ایمان کا نقیض کفر ہے اس لئے کافرون فرمایا۔

زمین میں سیر نہیں کی تا کہ دیکھتے کہ ان سے اگلے لوگوں کا کیسا انجام ہوا وہ ان سے زیادہ[ل]
تھے اور قوت میں سخت تر تھے۔ اور ان نشانیوں میں (بھی) جو زمین میں (چھوڑ گئے)[۲]
پس جو کچھ وہ کرتے تھے ان کے کچھ کام نہ آیا۔ پھر جب ان کے پاس ان کے پیغمبر معجزے
لیکر آئے تو یہ لوگ جو علم ان کے پاس تھا[۳] اسی پر خوش ہوے اور جس (عذاب)
کی ہنسی اوڑایا کرتے وہ اُن ہی پر اُلٹ پڑا۔ پھر جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھا کہنے
لگے کہ ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور جسے ہم شریک ٹھیراتے تھے اسکا انکار کرتے ہیں
پس جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو انکا ایمان لانا انھیں مفید نہوا۔ (بیشک)
اللہ کی (یہی) عادت ہے جو اس کے بندوں میں جاری رہی ہے۔ اور کافر اُس
موقع پر خراب ہوے۔ مسلمان کو چاہئے کہ کافروں کا حال سنکر عبرت لے۔ اور وقت
جانے سے پہلے جو کچھ کرنا ہو کرلے کیونکہ وقت جاتا رہتا ہے تو سوائے حسرت وندامت کے
کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ اسوقت دوسرے لوگ اسکی حالت سے عبرت لیتے ہیں۔ ٥

پندگیر از مصائب دگراں	تا نہ گیرند دیگراں ز تو پند

ل یعنے شمار و مال و مرتبہ کے اعتبار سے زیادہ تھے۔ ۲ یعنے جسطرح وہ لوگ دراز قد و قوی جُثہ تھے اسی طرح ان کے عمارات جو پہاڑوں کو کاٹ کر بنا گئے تھے اور کنوین اور تالاب وغیرہ بھی نہایت مستحکم و مضبوط تھے۔ ۳ علم سے مراد ان کے باطل عقیدے اور بیہودہ شبہ ہیں۔ جسطرح کہتے تھے کہ ہمارا حشر نہوگا یا ہمیں عذاب نہوگا۔ اور اسکا علم نام رکھنا ان کے خیال کے لحاظ سے ٹھٹھے کے طور پر ہے۔ یا علم فلسفہ۔ نجوم و صنایع ہے جسپر حکما ناز کرتے تھے۔ ۱۲

الم سورۂ حٰمٓ سجدہ

اسکو سورۂ فصّلت بھی کہتے ہیں۔ مکّی ہے۔ اس کے حروف (۳۳۵۰) کلمات (۷۹۴) آیات (۵۴) ہیں۔ رسولؐ اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام نہیں فرماتے جبتک کہ تبارکؔ اور حٰمٓ سجدہؔ نہ پڑھ لیتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

۱ ابن مردویہ از ابن عباس رضی اللہ عنہما (در) ۲ بیہقی شعب الایمان میں (در) ۳ روایت ہے کہ عتبہ بن ربیعہ ایک روز قریش کے نشست گاہ میں بیٹھا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں تنہا تشریف فرما تھے۔ عتبہ نے آواز دی کہ اے جماعت قریش کیا میں جا کر محمدؐ سے باتیں کروں اور چند امور اُن کے سامنے پیش کروں۔ شاید وہ بعض کو قبول کرلیں اس شرط پر ہم ان کو انکی منہ مانگی مراد دیدیں کہ وہ ہم سے باز آئیں۔ اسوقت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ مسلمان ہوگئے تھے۔ اور قریش دیکھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب گھٹتے نہیں۔ بلکہ بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ قریش نے عتبہ سے کہا کہ ہاں اے ابوالولید تم جاکر اُن سے کہو۔ عتبہ وہاں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکے کہنے لگا کہ اے میرے بھتیجے تم ہم میں جس عالی خاندان اور بزرگ نسب سے ہو ہم خوب جانتے ہیں۔ لیکن تم اپنی قوم کے پاس ایک ایسا نیا دین لائے ہو جس سے تم نے اُن میں پھوٹ ڈالی انھیں احمق و بےعقل بنایا۔ اُن کے معبودوں اور دین کو عیب لگایا اُن کے باپ دادا کو کافر بنایا۔ اب میری باتیں سنو اور اُن میں غور کرو شاید کوئی بات تمھارے پسند آئے۔ فرمایا کہ بیان کرو۔ عتبہ نے کہا اے میرے بھتیجے یہ کام جو تم نے اختیار کیا ہے اگر اُس سے تمھاری مراد یہ ہے کہ مال و دولت حاصل کروں۔ تو تمھارے واسطے

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ

(بقیہ صفحۂ گذشتہ) ہم لوگ اسقدر مال جمع کر دیتے ہیں کہ تم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ۔ اور اگر تم شرف چاہتے ہو تو ہم تمھیں اپنا سردار بناتے ہیں۔ یہاں تک کہ بغیر تمھاری رائے کے ہم کوئی کام نہ کریں گے۔ اگر بادشاہت چاہتے ہو تو ہم تمھیں اپنا بادشاہ بناتے ہیں۔ اگر یہ شخص جو تمھارے پاس آیا کرتا ہے کوئی جن ہے کہ تم اپنی ذات سے اُسے دفع نہیں کر سکتے تو ہم تمھارے واسطے ایسے معالج کو بلاتے ہیں کہ وہ جھاڑ پھونک کر تمھارا جن اتار دے تاکہ تمھیں بالکل صحت ہو جائے۔ کیونکہ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی پر کوئی جن غالب ہو جاتا ہے یہانتک کہ اُسے دفع کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ عتبہ اسی قسم کی باتیں کہتا رہا جب وہ فارغ ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوالولید تم کہہ چکے۔ اب میں کہتا ہوں تم سنو۔ اُس نے کہا اچھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ الخ آنحضرت یہ سورۂ مبارک پڑھتے رہے اور عتبہ اپنے دونوں ہاتھ اپنے پیچھے ٹیک کر کان لگائے سنتا رہا یہاں تک کہ آنحضرت آیت سجدہ تک پہونچے۔ اور آپ نے سجدہ کیا۔ پھر فرمایا کہ اے ابوالولید تم نے جو کچھ سنا اُسے خیال رکھو۔ اور یہی میری طرف سے جواب ہے۔ پھر عتبہ وہاں سے اٹھکر اپنے ساتھیوں میں آیا۔ جب لوگوں نے اُسے آتے دیکھا تو بعض نے کہا کہ واللہ جس کام کیلئے عتبہ بھیجا گیا تھا اس کے سوائے دوسری طرح سے آتا ہے۔ پھر جب عتبہ اُن کے پاس پہونچا تو انھوں نے پوچھا کہ اے ابوالولید تمھارے پاس کیا خبر ہے۔ کہا کہ آج میں نے ایسا کلام سنا کہ واللہ اس کے مثل کبھی نہیں سنا تھا۔ واللہ نہ وہ سحر ہے۔ اور نہ وہ شعر و کہانت۔ اے گروہ قریش تم میری بات مانو۔ تم انھیں اُن کے رنگ میں چھوڑ دو اور کچھ تعرض نہ کرو کیونکہ میں نے جو کلام انکی زبان سے سنا ہے واللہ میں خوب جانتا ہوں کہ اس کلام کی ایک شان عظیم ہونے والی ہے۔ اور اگر تمھارا خیال ہو بھی تو میں کہتا ہوں کہ کسی دوسرے سے انہیں مصیبت پہونچے تو تمھارا کام نکل آیا۔ اور اگر وہ عرب پر غالب آجائیں تو انکی عزت تمھاری عزت ہوا اور انکی بادشاہت تمھاری بادشاہت۔ اور انکی برکت سے سب لوگوں میں تمھیں ہر طرح بہتری حاصل ہوگی۔ قریش یہ سنکر کہنے لگے کہ اے ابوالولید انکی زبان کا جادو تجھپر چل گیا۔ عتبہ نے کہا خیر تم کچھ بھی سمجھو اُن کے نسبت میری رائے تو یہی ہے۔ آئندہ جو تمھارا جی چاہے کرو۔ (محمد ابن اسحاق کتاب مغازی و سیر میں اور اسی کے مانند ابو یعلے موصلی اور حافظ ابو بکر بزار نے روایت کی ابن کثیر) اور بغوی نے اپنی تفسیر میں اپنی سند سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت اس سورہ کو پڑھتے ہوئے فَاِنْ اَعْرَضُوْا تک پہونچے تو عتبہ نے آپ کے دہن مبارک پر ہاتھ رکھا۔ اور قرابت کی قسم دینے لگا الخ (ابن کثیر) تَنْزِيْلٌ۔ کے معنے منزل اسم

وَفِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَیْنِنَا وَبَیْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝ (یہ قرآن) نہایت مہربان

بڑے رحم والیکی طرف سے اتارا گیا ہے جسکی آیتیں مفصل ہیں عربی قرآن اُن لوگوں کے لئے جو

جانتے ہیں خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا ہے پھر (بھی) اُن میں کے اکثروں نے منہ موڑ لیا پس

(اُسکو) سنتے ہی نہیں اور بولے کہ جس بات کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اُسکی طرف سے ہمارے دل

پردوں میں ہیں۔ اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہمارے اور تمھارے درمیان ایک حجاب

ہے۔ پس تم (اپنے دین پر) عمل کرو بیشک ہم (اپنے دین پر) عمل کر رہے ہیں۔ قرآن شریف کے

اتارنے کو اپنے دو ناموںکی طرف منسوب فرمایا۔ ایک رحمٰن دوسرا رحیم۔ جو ذات کہ سراپا رحمت ہو

(بقیہ صفحہ گذشتہ) مفعول کے ہیں۔ مصدر کے معنے مفعول کے لینا مجاز مشہور ہے۔ جیسے ھذا اللّٰہم ضرب الامیر ای مضروبہ۔ اکنّۃ۔ الکنان الغطاء الذی یکن فیہ الشئ والجمع اکنۃ نحو غطاء واغطیۃ (مفردات) اکنۃ پردہا واحدھا کنان۔ کن بالکسر پوشش۔ اکنان جمع (صراح) کافروں نے اپنے دلوں کو اُس چیز سے تشبیہ دی ہے جو پردہ میں اسطرح پوشیدہ ہو کہ کوئی چیز اُس تک نہ پہنچ سکے۔ مماتدعونا ای تمنعنا من فہم ما تدعونا مضاف حذف کرکے مضاف الیہ اس کے قائم مقام کیا گیا۔ وقر۔ الثقل فی الاذن (مفردات) وقرت اذنہ ای صمت وبابہ فہم وقراللہ اذنہ من باب وعد (مختار) وقر گرانی گوش وگراں شدن از باب سمع (صراح) فصّلت۔ سدی نے کہا بینت (ابن جریر) یا یہ کہ مختلف طور سے تفصیل ہے۔ کہیں احکام ہیں تو کہیں مثالیں ہیں۔ کبھی وعظ و نصیحت ہے۔ کبھی نباتات و حیوان و انسان کے عجائب احوال ہیں۔ کبھی تہذیب اخلاق و ریاضت نفس ہے۔ کبھی تواریخ گذشتہ۔ کبھی صفات تنزیہ و تقدس کا بیان۔ کبھی شرح غرائب ملک ملکوت۔ جس طرح ہم نے مقدمہ میں لکھا ہے۔ حاصل یہ کہ جس نے انصاف کی نظر سے دیکھا تو سمجھا کہ ابتدائے خلقت سے قیامت تک نہ ایسی کتاب تصنیف ہوئی ہے نہ ہو گی۔ قرآنًا۔ نصب بنا بر مدح ہے ای ارید۔ یعلمون۔ اس بیان و حسن قرآنی کو علماء راسخ ہی جانتے ہیں۔ (ابن کثیر) ۱۲

صفحہ گذشتہ کے یہ حواشی ہیں غلطی سے یہاں لکھے گئے ہیں ۱۲

اسکی کتاب پاک میں کیا کچھ رحمت نہوگی۔ جس نے قرآن شریف کا ایک حرف پڑھا دس نیکیاں مل گئیں معنی میں غور و تامل کیا تو رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ آنکھیں بہنے لگیں جس سے گناہ دھل گئے دوزخ حرام ہوگئی۔ اس سے زیادہ کلام الٰہی میں استغراق ہوا تو متکلم کی تجلی نظر آئی۔ منہ مانگے مراد پائی۔ اس مبارک کتاب میں ہر ایک شے کی تفصیل ہے۔ خصوصًا مطالب دینی و حقایق یقینی مع دلایل عقلی و نقلی موجود ہیں۔ یہ کتاب پاک لغت عرب میں ہے۔ کیونکہ نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم عرب ہیں۔ ۵

ذات پاک تو در ملک عرب کرد ظہور	زاں سبب آمدہ قرآں بزبان عربی

اس کتاب کو بلاواسطہ وہی لوگ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں جو زبان عربی میں پوری مہارت رکھتے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ سے دوسرے لوگ بھی جان سکتے ہیں۔ جو اس کتاب پر عامل ہوں انھیں خوشخبری دیتی ہے۔ اور جو روگردانی کریں انھیں ڈراتی ہے۔ باوجود ڈرانے کے اکثر لوگوں نے اس سے منہ پھیرا۔ سننے سے جی چرایا۔ کہنے لگے کہ تم جن باتوں کی طرف بلاتے ہو۔ دل ان سے انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ امور آخرت جو نظر سے غایب ہیں دل انکی تصدیق نہیں کرتے۔ اگرچہ کہ بعض غایب اشیاء کی تصدیق سننے سے ہوسکتی ہے۔ لیکن اعتقاد کی باتوں سے کان آشنا نہیں ہیں۔ اس لئے کانوں کو گراں معلوم ہوتی ہیں۔ سننے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ اگر گرانی نہ بھی ہوتی تو ہم وہی بات سنتے ہیں جسکی حقیقت سے ہم واقف ہیں۔ تمہاری حقیقت ہماری نظر سے اوجھل ہے۔ پردے میں

چھپی ہوئی ہے۔ اگر تمھاری حقیقت تم پر منکشف ہوئی ہے تو تم اُس کے موافق عمل کرو۔ ہم تو اپنے دین پر چلیں گے تمھاری ایک نہ سنیں گے۔ اللہ تعالےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح جواب تعلیم فرماتا ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ (اے نبی) کہدو کہ میں بھی تمھارے جیسا آدمی ہوں میری طرف وحی کیجاتی ہے کہ تمھارا معبود تو ایک ہی معبود ہے پس تم اسکی طرف سیدھے ہولو۔ اوراس سے گناہ بخشواؤ اور مشرکوں کے لئے خرابی ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔ یعنے میں بھی تمھارے جیسا

۶ ۷

لہ ۱ ور دی یہ تفسیر کی ہے کہ تم اپنی آخرت کے لئے کام کرو ہم اپنی دنیا کے لئے کرتے ہیں۔ لا یُؤتون الزکوٰۃ ۔ قال علی بن طلحۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما یعنے الذین لا یشھدون ان لا الہ الا اللہ وکذا قال عکرمۃ ۔ (ابن کثیر) یہاں زکات سے مراد نفس کو اخلاق رذیلہ سے پاک کرنا ہے۔ اور نفس کی طہارت شرک سے ضروری ہے۔ جسطرح فرمایا قد افلح من زکیہا ۔ تو ابن عباس کی تفسیر پر یہ معنی ہوئے کہ مشرکین شرک سے اپنے نفسوں کو بذریعہ توحید پاک نہیں کرتے۔ اور مال کی زکات کا نام بھی زکات اسی لئے رکھا گیا کہ مال کو مشتبہ حرام سے پاک کرتی ہے (اس کے معنی زیادتی کے بھی ہیں کیونکہ زکات سے زیادتی و برکت و کثرت نفع بھی ہوتی ہے) سدی نے کہا زکات نہیں دیتے۔ قتادہ نے کہا اپنے اموال کی زکات روکتے ہیں۔ یہی تفسیر بہت سے مفسرون کے پاس ظاہر ہے اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے۔ لیکن اس قول پر یہ اعتراض ہے کہ زکات مکہ سے مدینہ میں ہجرت کے بعد دوسرے سال فرض ہوئی اور یہ آیت تو مکی ہے۔ اسکا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ شاید مکہ میں اصل زکات کا حکم دیا گیا ہو جسطرح وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ہے یعنے زراعت کاٹنے کے روز اسکا حق ادا کرو۔ لیکن مدینہ طیبہ میں اسکا نصاب اور اسکی مقدار تفصیل سے بیان کی گئی ہو تو اسمیں دونوں قولوں کی تطبیق ہوجاتی ہے۔ جسطرح کہ اصل نماز قبل طلوع آفتاب اور قبل غروب ابتدائے بعثت میں فرض تھی پھر شب معراج میں ہجرت سے ڈیڑھ سال پہلے پنجوقتہ نماز فرض ہوئی۔ اس کے بعد ان کے اوقات و شروط و ارکان یکے بعد دیگرے بتلائے گئے (ابن کثیر) اسمیں مسلمانوں کو زکات ادا کرنے کی تاکید ہے۔ کیونکہ زکات نہ دینا مشرکوں کی صفت ہے ۔ ۱۲

بیان زکات

آدمی ہوں لیکن مجھ سے حجاب بشریت اٹھا دیا گیا ہے۔ اس لئے عالم ملکوت سے وحی ہوتی ہے
نہ شیاطین سے کیونکہ ان کے وسوسے کفر وفسق کے ہوتے ہیں میری وحی توحید ہے کہ تمہارا اور
میرا ایک ہی خدا ہے تم اسکی طرف توحید و اطاعت سے متوجہ ہو کر اسپر قایم رہو۔ اور جس بات
عقیدہ اور عمل پر ہو اُس سے منہ پھیرو۔ یہ ایسی دعوت ہے جو دلایل عقلی و نقلی سے ثابت ہے
اس سے مخالفت کروگے تو خرابی ہوگی۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ مشرکوں کیلئے خرابی ہے کہ وہ خالق کی
تعظیم اور مخلوق پر مہربانی نہیں کرتے۔ نہ ایمان لاتے ہیں نہ زکات دیتے ہیں۔ جب انھیں
آخرت سے انکار ہے تو زکات سے کب سروکار ہے۔ اگر کچھ خیرات کریں بھی تو دنیا میں کچھ بدلہ ملیگا جو
دائمی نہیں منقطع ہے۔ بخلاف ثواب عمل مومن کے جو غیر منقطع ہے جسطرح ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے
لئے دائمی ثواب ہے۔ جب مسلمانوں کیلئے آخرت کا بعید ثواب بیان فرمایا۔ تو اب منکرین آخرت
کو تہدید کرکے اپنی قدرت کا اثبات اسطرح فرماتا ہے۔ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ

لٰه لکن منع عنی حجاب البشریۃ ... یوحی الی

ع

سے افعال اقوال احوال ظاہر و باطن میں برابر ہونے کا نام استقامت ہے۔ یعنے چاہیے کہ تمھارا ظاہر و باطن ایک ہو جائے
اور جب استقامت کے مرتبہ پر پہونچ جاؤ تو اپنے عمل پر نظر کرنے سے استغفار کرو۔ اس لئے کہ یہ بڑا گناہ ہے (حسینی)۔
سے معالم میں ہے کہ یہ آیت بیماروں اور عاجزوں کے شان میں ہے جو ضعف و عاجزی کی حالت میں عبادت کرنے سے
عاجز ہیں تو حق تعالےٰ انھیں صحت کی عبادت کا ثواب عنایت فرماتا ہے۔ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ۔ قال مجاهد وغیرہ غیر
مقطوع ولا مجذوب (ابن کثیر) ۱۲

فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ○ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَ
بَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ ○ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ
دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ○ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ
سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا
ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ○ (اے نبی) کہو کیا تم اسکا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں

فی یومین۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ ایام سے مراد اللہ تعالےٰ کی مخلوقات و مصنوعات کے مراتب ہیں۔ رواسی۔ جبالاً (مفردات) کوہہا (صراح) پہاڑ صورت میں اوتادِ زمین ہیں۔ اور اولیا حقیقت میں اوتادِ زمین ہیں۔ جنکی برکت سے پانی برستا ہے۔ بلا دفع ہوتی ہے (عرائس) اقواتہا۔ جمع قوت۔ اسمیں مضاف مقدر ہے۔ یعنے اقوات اہلہا جسطرح سدیؒ ابن زید سے مروی ہے (ابن جریر) یعنے اللہ تعالےٰ نے ہر نوع کے لئے روزی اور اس کے جو لائق چیزیں ہیں سب پیدا فرمائیں۔ تو رزقِ روحانین مشاہدہ ہے۔ اور رزقِ صدیقین معرفت ہے۔ رزقِ عارفین توحید ہے۔ رزقِ اجسام اکل و شرب ہے۔ اربعۃ ایام۔ یہاں مضاف مقدر ہے۔ ای تتمۃ اربعۃ ایام۔ جسطرح کہتے ہیں کہ میں بصرہ سے بغداد کو دس دن میں گیا اور کوفہ کو پندرہ دن میں۔ تو کل سفر بصرہ سے کوفہ تک پندرہ دن کا ہوا۔ اور دو دن نہ فرما کے چار دن اس لئے فرمایا کہ یہ دو دن اُن دونوں سے ملے ہوئے ہیں تو اسی لئے اُن دونوں کو ایک جملہ میں متصل ذکر کیا۔ سواء للسائلین۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وقتادۃ والسدی ای لمن اراد السؤال عن ذلک (ابن کثیر) اس معنی کی لحاظ سے للسائلین متعلق محذوف ہے جسکی تقدیر یہ ہے۔ ھذا الحصر للسائلین عن مدۃ خلق الارض وما فیہا (بیضاوی) ابن زید نے کہا کہ ہر سایل کی ضرورت و حاجت کے موافق اسکی مراد پوری کردی۔ مشابہ اس قول کے واٰتاکم من کل ما سالتموہ (ابن کثیر) اس معنی کے لحاظ سے للسائلین قدّر کے متعلق ہوگا۔ ای قدّر فیہا اقواتہا لاجل الطالبین لہا المحتاجین الیہا (بیضاوی) تو اس جگہ سائلین کی تفسیر طالبین ہوئی۔ سواءً۔ بمعنے استواءً فعل مقدر کا مصدر ہے اے استوت الاربعۃ استواءً (خطیب) استوی۔ ای قصد (مختار) طوعا اوکرھا۔ یہ دونوں حال سالتہ طایع اور کارہ کے موضع حال میں ہیں۔ فقضٰھن۔ ضمیر کا مرجع سما ہے معنے کے لحاظ سے کیونکہ سمٰوات کے معنے میں ہے۔ یا ضمیر مبہم ہے جسکی تفسیر سبع سمٰوات ہے

خلقت آسمان و زمین

پیدا فرمایا اور تم اُس کے لئے ہمسر مقرر کرتے ہو۔ وہ (تو) تمام جہان کا پالنے والا ہے۔ اور اُس نے

زمین میں اُس کے اوپر پہاڑ بنائے اور اس میں برکت رکھی اور اس میں اُس (کے رہنے والوں)

کی روزیاں مقرر کیں (یہ سب کچھ) چار دن میں ہوا سوال کرنے والوں کے لئے (جواب) پورا ہوا۔

پھر آسمان کی جانب قصد کیا اور وہ دھواں تھا پھر اس سے اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں

خوشی یا ناخوشی سے آؤ۔ دونوں نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے آتے ہیں۔ پھر انھیں دو دن میں

سات آسمان بنا دیا اور اس نے ہر آسمان میں اُسی (کی خلقت کے کام) کا حکم بھیج دیا اور ہم نے

نزدیک کے آسمان کو (ستاروں کے) چراغوں سے زینت دی اور ہم نے آسمانوں کی خوب (حفاظت)

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور اسکا مرجع مابعد ہے اگرچہ سمٰوات لفظًا و رتبۃً موخر ہے کیونکہ یہ تمیز میں جائز ہے جیسے ربہ رجلا۔ تو اب سبع سمٰوات پہلی وجہ پر حال ہے۔ دوسری وجہ پر تمیز۔ وحفظا۔ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے۔ زینا پر معطوف ہے۔ ای وحفظناھا من الآفات او من الشیاطین المسترقۃ للسمع حفظا۔ لہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ مجھ کو قرآن شریف میں چند چیزیں مختلف معلوم ہوتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ۔ اور یہ بھی فرماتا ہے کہ وَاَقْبَلَ بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ۔ پہلی آیت میں عدم نسب و سوال کی نفی ہے۔ دوسری میں سوال کا ثبوت۔ اور فرماتا ہے۔ وَلَا یَکْتُمُوْنَ اللّٰہَ حَدِیْثًا۔ یعنے اللہ سے کوئی بات نہ چھپائیں گے۔ اور یہ بھی فرماتا ہے کہ وَاللّٰہِ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ۔ یعنے اللہ کی قسم ہم مشرک نہیں تھے۔ پہلی آیت میں بات کو چھپانے کی نفی ہے اور دوسری میں شرک کو چھپانے کا ثبوت۔ اور فرماتا ہے۔ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰھَا۔ الی قولہ تعالیٰ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِکَ دَحٰھَا۔ یہاں زمین کی پیدایش آسمانوں کے بعد ہے۔ پھر فرماتا ہے۔ قُلْ اَئِنَّکُمْ لَتَکْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ الآیہ۔ اس آیت میں زمین کی پیدایش آسمان سے پہلے ہے۔ اور فرماتا ہے۔ کَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ عَزِیْزًا حَکِیْمًا۔ سَمِیْعًا بَصِیْرًا۔ کان کے آنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ صفات گویا کہ پہلے تھے اب نہیں ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ

(کی) یہ زبردست دانا کی تدبیر ہے۔ یہاں دو دن سے مراد اتنا عرصہ ہے کہ اگر دن کا وجود ہوتا تو دو دنوں کی مقدار ہوتی۔ یا یہ مراد ہے کہ دو بار میں پیدا کیا۔ دخان سے مراد پانی کے بخارات ہیں مطلب یہ ہے کہ آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے عرش الٰہی پانی پر تھا جس طرح فرمایا۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) وَلَا يَتَسَاءَلُونَ۔ یہ پہلے صور کے بعد کا واقعہ ہے (کہ تمام مخلوق فنا ہو جائے گی۔) جس طرح فرماتا ہے۔ ثُمَّ نُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ الآیہ۔ اور وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَاءَلُوْنَ۔ یہ دوسرے صور کے بعد کا واقعہ ہے (کہ سب مخلوق زندہ کر دی جائے گی۔ میدان محشر دیکھ کر حیرت سے آپس میں پوچھنے لگیں گے) جب اللہ تعالیٰ اہل اخلاص یعنے اہل توحید کے گناہ بخشیگا تو مشرکین بولیں گے کہ آؤ ہم بھی کہیں گے کہ ہم مشرک نہیں تھے۔ عرض کریں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ اسوقت ان کے منہ پر مہر کر دی جائے گی۔ ان کے ہاتھ پیر شرک پر گواہی دیں گے۔ اسوقت معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپا سکتے۔ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا۔ اور اللہ تعالیٰ نے پہلے زمین کو دو دن میں پیدا کیا۔ پھر آسمان کو دو دن میں ٹھیک فرمایا۔ اس کے بعد پھر دو دن میں زمین کو پھیلایا اسطرح کہ اسمیں پانی اور نباتات۔ پہاڑ اور ریت وغیرہ پیدا کئے (جہاں زمین کی پیدائش کو آسمان پر مقدم فرمایا تو اس سے مراد اصل زمین کی پیدائش ہے اور جہاں مؤخر فرمایا تو اس سے مراد سامان زمین کی پیدائش ہے) کان اللہ غفورا رحیما کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس وصف سے ہمیشہ موصوف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب کوئی بات چاہی تو ضرور اسے پوری فرمایا۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اب تم قرآن کو مختلف نہ خیال کرو۔ کیونکہ وہ سب اللہ کے پاس سے نازل ہوا ہے (ابن کثیر) ؎ اس معنے کے لحاظ سے مضاف مقدر ہوگا یعنے فی مقدار یومین (خفاجی) ؎ یعنی پہلے مرتبہ اسکے اصل مادہ کو پیدا فرمایا۔ اور دوسرے مرتبہ اسکا صور و طبقات کو۔ یہ معنی مجازی ہوں گے (خفاجی) کیونکہ یوم سے وہ زمانہ مراد ہے جس میں آفتاب زمین پر رہتا ہے۔ اس لئے یوم کا وجود قبل خلق زمین و آسمان و کواکب متصور نہیں۔ تو یہ پیدائش زمین دو دن میں کسطرح ہوگی۔ اس لئے دو یوم سے مراد مجازاً دو دفعہ ہے۔ بطور ذکر ملزوم و ارادہ لازم۔ تو اس تفسیر پر یوم کے معنے مطلق وقت کے ہوں گے۔ اور چھ دن میں تمام چیزوں کے پیدا کرنے میں اشارا ہے کہ اطمینان و آہستگی عجلت و جلدی سے بہتر ہے۔ بندے بھی جب کام کریں آہستگی سے کریں۔ ورنہ وہ چاہتا تو ایک لحظہ میں پیدا کر سکتا۔ (روح البیان) ؎ (ابن کثیر) ؎ (خطیب) ۱۲-

وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ ۔ پھر اللہ تعالےٰ نے پانی میں موج و جنبش پیدا کی جس سے کف اور یہیں اوپر اٹھ آیا۔ اور بخارات نکل کر بلند ہوئے۔ کف سے زمین۔ بخارات سے آسمان پیدا فرمائے ۵

کفے را منبسط سازد کہ ایں فرشیست بس لائق   بخارے را برافرازد کہ ایں سقفیست بس زیبا

ازاں سقفے معلق حسنِ تصویرش بود ظاہر   وزیں فرشِ مطبق لطفِ تدبیرش بود پیدا

حاصل غرض زمین و آسمان چھے روز میں پیدا ہوئے۔ چار روز میں زمین اور جو کچھ اُس میں ہے۔ دو روز میں آسمان۔ پھر آسمان اور زمین کو حکم فرمایا کہ خوشی سے یا ناخوشی سے میری فرماں برداری اور خدمت کیلئے آمادہ ہوجاؤ۔ ابنِ عباس سے روایت ہے کہ دونوں نے عرض کیا ہم خوشی سے فرمانبرداری کے لئے حاضر ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ زمین سے جس جگہ نے پہلے جواب دیا وہ مقام کعبہ ہے۔ اور آسمان سے وہ جگہ ہے جو اس کے مقابل ہے۔ حسن بصری نے فرمایا کہ اگر وہ دونوں انکار کرتے تو اللہ تعالےٰ انھیں اسطرح عذاب کرتا جسکا وہ درد پاتے۔

سلہ حضرت شیخ اکبر فتوحات مکیہ کی ابتدائے جلد اول میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ تمام عالم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا ہوا۔ پہلے پانی کی پیدائش ہوی۔ اسکے کف سے زمین پیدا ہوی۔ پھر زمین کے رگڑے سے آگ نکل کر دھواں پیدا ہوا جس سے آسمان بنائے گئے۔ پھر اپنے ید قدرت سے انسان کو بنایا۔ جو تمام جہان کی علتِ غائی ہے۔ جب انسانِ کامل نہ رہیگا تو یہ قبہ آسمان پھٹ جائیگا۔ (فتوحات مکیہ) فقیر کہتا ہے کہ آسمان و زمین کی حقیقت اور علمِ ہیئت کا ذکر شریعت نے مفصل طور سے نہیں بیان کیا۔ اس لئے اس سے سکوت کریں۔ سلہ ابن کثیر

سلہ مفسرین کے دو قول ہیں۔ پہلا یہ کہ کلام کے ظاہری معنے لینا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کو کسی جسم کو گویا کرنا کچھ مشکل نہیں۔ بلکہ انھیں حیات و فہم دینا بھی ممکن ہے۔ اس لئے طائعین بصیغۂ جمع مذکر سالم فرمایا۔ کیونکہ جمع سالم عقلا کے ساتھ خاص ہے۔ تو اس قول پر مخاطبہ بعدِ وجودِ زمین و آسمان ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ زمین و آسمان میں قدرت کے نفوذ کی تمثیل ہے۔ اور وہاں قول نہیں تھا۔ اس لحاظ سے شاید یہ مطلب ہوگا کہ ان دونوں کا خلق و ایجاد اس کے ارادہ کے موافق ہوا تو اس قول پر آسمان و زمین معدوم تھے (منتخب از تقان)

سلہ ابن کثیر۔ شہ ابن کثیر از ابن ابی حاتم ۱۲

ہر آسمان میں اس کے ضروریات یعنے فرشتے وغیرہ مقرر فرمائے۔ آسمانِ دنیا کو تاروں سے زینت دی
اور اسکی محافظت کی۔ یہ سب کچھ جو ذکر کیا گیا ہے ایسے خالقِ غالب وعلیم کا بنایا ہوا ہے جسکے قبضۂ قدرت
سے ایک ذرہ باہر نہیں اور اُس کے احاطۂ علم سے کوئی ذرہ خارج نہیں۔ اِن امور سے خداوندِ عالم کی
قدرت تو ظاہر وباہر ہے۔ پھر بھی اگر کافر شرک سے باز نہ آئیں تو انھیں عذاب سے ڈرانیکا حکم فرماتا ہے

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ
اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ
بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ پس اگر وہ (اُس دلیل سے) منہ پھیریں تو (اے نبی) کہدو کہ میں تمھیں اُس عذاب
سے ڈرا چکا جو عاد اور ثمود کے عذاب کے مثل ہے۔ جب اُن کے پاس پیغمبر اُن کے سامنے سے اور پیچھے
سے (یعنی ہر طرف سے) آئے (اور ان سے کہا) کہ اللہ کے سوا (کسی کی) عبادت نہ کرو (کافر) بولے
کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو ضرور (تمھارے عوض) فرشتے بھیجتا پس بیشک جس چیز کے ساتھ تم
بھیجے گئے ہو ہم اُسکا انکار کرتے ہیں۔ کافروں نے انبیا علیہم السلام کی ظاہری صورت دیکھکر ایمان

صٰعِقَةً۔ آتش کہ از آسمان افتد در رعدِ شدید۔ و بانگِ عذاب (صراح) اذ جاءتہم۔ دوسرے صاعقہ سے حال ہے۔
من بین ایدیہم و من خلفہم ۔ ضمیر مضاف قوم عاد وثمود کے لئے ہے۔ اور دو جہتوں سے جمیع جہات کنایہ ہے۔ اور جمیع
جہات سے آنسے کنایہ انکی دعوت میں کوشش کرنا ہے۔ جسطرح شیطان نے کہا تھا ثم لاٰتینہم من بین ایدیہم ومن خلفہم
یا یہ معنے ہیں کہ ان کے پہلے اور اُن کے بعد رسول آئے یعنے جب ہود وصالح علیہما السلام نے اپنے اور سارے رسولوں پر ایمان
لانے کے لئے دعوت دی تو اس لحاظ سے تمام ان کے پاس آئے۔ لہٰذا ان پر الزام قایم ہوگیا۔ پھر اگر اسپر بھی جہالت پر اڑے
رہیں تو انکا علاج سوائے عذاب اتارنے کے اور کچھ نہیں ہے۔ (کبیر) ۱۲

لانے سے انکار کیا۔ اور فرشتوں کی رسالت کے طالب ہوئے جسطرح آجکل نام کے مسلمان فرشتوں کی عظمت اور ان کے تصرفات وعلم کے مقر ہیں۔ لیکن انبیا علیہم السلام کی عظمت وعلم کے منکر۔ جنسیت وتثلیت نے دونوں کو گمراہ کیا۔ ۵

چند صورت بینی اے صورت پرست	ہر کہ معنی دید از صورت برست
دیدۂ صورت پرستی را ببند	تا شوی از نورِ معنی بہرہ مند۔

جب عاد وثمود نے انکار کیا تو خدائے تعالےٰ نے انھیں ہلاک فرمایا جسطرح ارشاد ہے۔ فَاَمَّا

عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ

خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِیْۤ

نحسات نافع، مکی، بصری سکون حا سے۔ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰی

وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰی عَلَی الْهُدٰی فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ

صرصرا۔ بعضوں نے کہا بہت تیز ہوا۔ بعضوں نے کہا ٹھنڈی۔ بعضوں نے کہا سخت آواز والی۔ حق بات تو یہ ہے کہ ان سب صفات کی جامع تھی۔ بڑی قوت وشدت والی ڈراؤنی آواز کی نہایت ٹھنڈی ہوا تھی۔ تاکہ انکا عذاب اُسی جنس سے ہو جس طرح وہ اپنی قوت پر گھمنڈ کرتے تھے (ابن کثیر) نحسات۔ ان دنوں کی نحوست یہی ہے کہ اسمیں ہوا اسقدر زور سے چلی کہ ساری قوم ہلاک ہوگئی۔ اور جو نجومی کہتے ہیں کہ بعضے دن اپنی ذات میں نحس اور سعد ہوتے ہیں بے اصل ہے۔ کیونکہ اجزائے زمانہ باعتبار اپنی ذات کے مساوی ہیں۔ انمیں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور جو فرق واقع ہوتا ہے تو طاعت ومعصیت سے ہوتا ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

تَذُمُّ زَمَانَنَا وَالْعَيْبُ فِيْنَا	وَلَوْ نَطَقَ الزَّمَانُ اِذًا هَجَانَا

فهديناهم۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ بینا لھم وقال الثوری دعوناھم (ابن کثیر) فاستحبوا۔

الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ پس لیکن عاد (کی قوم) تو انھوں نے زمین میں ناحق
سرکشی کی اور بولے کہ قوت میں ہم سے زیادہ کون ہے۔ کیا انھیں معلوم نہیں
کہ اللہ جس نے انھیں پیدا کیا وہ اُن سے زیادہ زور آور ہے۔ اور وہ ہماری آیتوں سے انکار
کرتے تھے۔ تو ہم نے ان پر منحوس دنوں میں بڑی زور کی آندھی بھیجی تاکہ ہم انھیں دنیوی
زندگی میں رسوائی کا عذاب چکھائیں۔ اور البتہ آخرت کا عذاب بہت رسوا کرنے والا ہے اور
انکی مدد نہ کی جائے گی۔ ولیکن ثمود تو ہم نے انھیں ہدایت دی پھر انھوں نے ہدایت پر (بھی)
اندھے پن کو اختیار کیا تو انھیں ذلت کے عذاب کی کڑک نے گرفتار کیا بسبب اُس کے جو وہ کرتے
تھے۔ قوم عاد قوی اور دراز قد تھی۔ لیکن اللہ تعالے نے ایسی تیز ہوا بھیجی کہ وہ اونٹ کو مع سوار
اٹھا کر پہاڑ پر اس زور سے پٹکتی تھی کہ بھیجا پاش پاش ہو جاتا تھا۔ غرض ساری قوم تباہ و ہلاک
ہوگئی اور قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو جو آپ کے معجزہ سے پہاڑ شق ہو کر
نکلی تھی کونچیں کاٹ دیں تو زمین کو سخت زلزلہ ہوا سب زمین پر گھٹنوں کے بل گرے۔ جبرئیل
علیہ السلام نے ایک ایسی آواز دی جس سے کلیجے شق ہو کر اسی حالت میں مردہ ہوگئے۔ لیکن
اللہ تعالے نے متقیوں کو بچا لیا جس طرح ارشاد ہے۔ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝
اور ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے تھے بچا لیا۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) حقیقۃ الاستحباب ان یتحری الانسان فی الشیٔ ان یحبہ واقتضی تعدیتہ بعلی معنی الایثار ای اثروہ علیہ (مفردات) الھون - بالضم خواری (صراح) ہون مصدر بمعنی ہین (خوار) کے ہے۔ بطور مبالغہ عذاب کی صفت ہے۔ یا اُس سے بدل ہے ۱۲

اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دنیوی عذاب سے متقیوں کو نجات دی۔ اور کافروں کا اخروی عذاب

اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا

شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا

قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ وَمَا كُنْتُمْ

تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ

كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ فَإِنْ

يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ ۖ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ ۝ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا

يوم متعلق اذکر مقدر کے ہے۔ **يوزعون** - وزعته عن كذا كففته عنه وقيل حبس اولهم على آخرهم (مفردات)

وماكنتم - **شان نزول** - عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ پردۂ کعبہ میں چھپا ہوا تھا کہ تین شخص آئے

ایک نے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے کہ ہماری ان باتوں کو اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔ تو دوسرے نے کہا کہ جب ہم بلند آواز سے کہتے ہیں تو البتہ

وہ سن لیتا ہے۔ اور جب ہم آہستہ کہتے ہیں تو وہ نہیں سن سکتا۔ تیسرا بولا اگر وہ کچھ سن سکتا ہے تو وہ سب سن سکتا ہے (یعنے وہ کچھ بھی

نہیں سنتا) راوی کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے **وماكنتم تستترون** کی آیت کو نازل

فرمایا۔ (ابن کثیر از امام احمد بخاری مسلم و ترمذی) **لا** - دونوں جگہ صلہ یعنے زائد ہے واسطے تاکید نفی کے ہے (روح) **ذلكم** - مبتدا

[illegible] ہیں۔ **اردىكم** خبر ہے (کبیر) **ارديكم** - ردى من باب علم ای ہلك - وارداه غيره (مختار)۔

[illegible] (مختار) **ان يستعتبوا** - الاستعتاب ان يطلب من الانسان ان يذكر عتبه ليعتب

(مفردات) والعتبى اعطاء العتبى كاعتبه - والعتبى بالضم الرضى واستعتب فلان اذا طلب ان

[illegible] - (قاموس وتاج) اى طلبوا من الله الرضا عنهم **من المعتبين** - اى

من المرضيين (نيشاپوری) الاستعتاب اىكسے حق خواستن كہ او را خوشنود كند و آشتى خواستن (تاج المصادر) **قيضنا** - اى نخ

لَهُمْ مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ

ہانکے جائیں گے تو انہیں تفسیر ہو گی۔ اور جس دن اللہ کے دشمن آگ کی جانب اکٹھے ہانکے جائیں گے پھر وہ روکے

جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ وہاں پر پہنچیں گے تو ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے

پوست جو کچھ وہ کرتے تھے گواہی دیں گے۔ اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے

مقابلہ میں کیوں گواہی دی۔ وہ کہیں گے کہ اسی اللہ نے ہمیں گویا کر دیا جس نے ہر چیز کو گویا

کیا ہے۔ اور اسی نے تمہیں اول بار پیدا کیا تھا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاتے ہو۔ اور تم اس

(خوف) سے پردہ نہیں کرتے تھے کہ تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے پوست گواہی

دیں گے۔ لیکن تم نے خیال کیا تھا کہ اللہ تمہارے بہت سے کاموں کو (جو چھپا کر کیے جاتے تھے) نہیں جانتا

ہے۔ (اس لئے چھپ کر شوق سے کیا کرتے تھے) اور یہ تمہارا گمان جو تم نے اپنے پروردگار کے حق میں کیا

(بقیہ صفحہ گزشتہ) لیستولی علیہ استیلاء قیض علی البیض وھو القشر الاعلیٰ (مفردات) قیض اللہ تعالیٰ فلانا لفلان ای جاءہ بہ واتاحہ لہ (مختار) تاح لہ الشیٔ واتیح لہ ای قدر لہ (صراح) تقییض تقدیر کردن۔ صلتہ باللام۔ وقیضنا لھم ای قدرنا لھم (صراح) قرناء۔ جمع قرین یار و ہم پیوند (منتخب)۔

فی امم۔ ای کائنین فی جملۃ امم (نیشاپوری) ضمیر مجرور سے حال ہے۔ اور بعضوں نے فی کے معنے مع کے لیا ہے۔ ؎ کہ شیخ ابوعثمان حیری نے فرمایا کہ گناہ کرتے وقت جس شخص کو یہ یاد نہ آیا کہ اس کے اعضاء و جوارح اس پر گواہی دیں گے تو وہ بدکرداری پر جرأت کرتا ہے۔ اور جسکو فضل الٰہی شامل حال ہوتا ہے تو اُسے یہ بات یاد آجاتی ہے تو بسا اوقات وہ گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ جو شخص گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اسکے آثار و نشانیاں اسکے اعضاء پر ظاہر ہوتی ہیں جسے وہ چھپا نہیں سکتا۔ اور اگر وہ صاحب بصیرت ہو تو اتقیاء سے ان نشانیوں کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے اور وہ پہچانے جاتے ہیں۔ (عرائس) ؎ یعنے یہ ہیں کہ دنیا میں کافر پوشیدہ اعمال کرنے کے وقت چھپتے تھے۔ مگر انکو چھپنا اس خوف سے نہ تھا کہ اعضا انپر گواہی دیں گے۔ اور یہ اس لئے کہ وہ جزا و

اسی نے تمھیں تباہ کیا۔ پھر تم گھاٹے میں آگئے۔ تو اگر یہ لوگ صبر کریں (یا بے صبری[1]) تو بھی
انکا ٹھکانا آگ ہے۔ اور اگر معافی چاہیں تو انھیں معافی (بھی) نہیں دیجائیگی۔ اور ہم نے ان پر
ہمنشین تعینات کر دیے۔ تو انھوں نے انھیں جو کچھ ان کے آگے اور پیچھے (ان) تھا بھلا کر دکھائے
اور پر تحقیق ان امتوں کے جو قبل ان کے جن و انس سے گذر چکی ہیں عذاب کا وعدہ ثابت
ہو چکا۔ بیشک وہ زیاں کار تھے۔ انس[2] بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز
رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہنسے پھر فرمایا کہ تم لوگ کیوں نہیں پوچھتے میں کیوں
ہنسا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کیوں ہنسے۔ فرمایا میں اس تعجب سے کہ ایک
قیامت کے روز بندہ اپنے رب سے تکرار کریگا۔ وہ کہیگا کہ اے رب کیا تو نے تو مجھ سے وعدہ
کیا تھا کہ تو مجھپر ظلم نہ کریگا۔ ارشاد ہوگا کہ ہاں میں عرض کریگا کہ میں اپنے پر سوائے اپنی ذات
کے کسی کی گواہی نہ قبول کرونگا۔ اللہ عزوجل فرمائیگا کیا تجھ کو اپنا اور ہمارے ملائکہ
کراما[3] کاتبین کا واقف ہونا کافی نہیں۔ وہ اپنا یہی بات دہرائیگا۔ اللہ تعالے اس کے
منہ پر مہر کر دیگا اور اسکے اعضا اسکے اعمال بیان کرنے لگیں گے (جب بندہ کا منہ کھلیگا)
تو وہ اپنے اعضا سے کہیگا کہ تم پر خدا کی لعنت تمھیں خرابی ہو میں تو تمھاری طرف سے جھگڑ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) منہ سے منکر تھے لیکن انکا بیہودہ اس خیال سے تھا کہ جو عمل وہ پوشیدہ کرتے تھے اللہ تعالے نہیں جانتا ہے جس طرح
حدیث ابن عبداللہ بن مسعود میں گذرا۔ [1] ای سواء علیہم صبروا ام لم یصبروا (ابن کثیر) [2] ابن کثیر نا ابوبکر
بزار و ابن ابی حاتم و مسلم و کسائی۔ [3] وہ دونوں فرشتے جو انسان کے اعمال لکھتے اور شانوں پر خفیہ موجود رہتے ہیں۔ ۱۲

ہر ایک سے جھگڑ رہا تھا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت پڑھی وَذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰکُمْ

الخ پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے

ظن[۲] (یقین) کے ساتھ ہوں جو اُس نے میرے ساتھ کیا ہے۔ اور میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں

جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پھر حسن بصری نے فرمایا کہ اے لوگو آگاہ رہو کہ آدمیوں کے عمل اسی لحاظ

سے ہوتے ہیں جو انھیں اپنے رب عزوجل کے ساتھ اعتقاد ہوتا ہے۔ چنانچہ مومن اپنے رب عز

وجل کے ساتھ نیک اعتقاد رکھا تو عمل بھی نیک کیا۔ اور کافر و منافق نے بد اعتقاد رکھا تو اپنے

اعتقاد کے موافق بد کار ہوگا۔ عرض کیا[۳] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں

سے جس کسی کی موت آئے تو اس حال میں آئے کہ اسکا اعتقاد اللہ تعالےٰ کے ساتھ نیک[۴] ہو۔ کیونکہ

ایک قوم کو انکی بد اعتقادی نے خراب کر دیا چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا وذلکم ظنکم۔ وہی

---

[۱] ابن کثیر از عبدالرزاق۔ [۲] لغت میں ظن کے معنے گمان کے بھی ہیں اور یقین کے بھی۔ یہاں معنی یقین کے ہیں۔ [۳] ابن کثیر از امام احمد رحمۃ اللہ علیہ۔ [۴] فقیر کہتا ہے کہ شیخ اکبر فتوحات میں فرماتے ہیں کہ عارفوں کے پاس ہر وقت اللہ تعالےٰ کے ساتھ نیک گمان رکھنا یا ... کہ کیا معلوم شاید آخری دم ہو۔ اپنے گناہوں سے ڈرے۔ اسکی رحمت کا امیدوار رہے۔

رحمت کا تری امیدوار آیا ہوں۔	منہ ڈھانپ کفن میں شرمسار آیا ہوں
چلنے نہ دیا بار گنہ نے پیدل۔	تابوت میں کاندھوں پہ سوار آیا ہوں

اگر میت مجرم بھی ہو تو اتنے مسلمان جب جنازے کی نماز میں خدائے تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں اور قبر پر بھی تو ان شاء اللہ خدائے تعالےٰ بخشد یگا۔ لیکن اچھے لوگ اور بہشت اسی کے ساتھ ہوتے ہیں جو نیک ہوتا ہے ہم جیسے بروں کے ساتھ کون رہتا ہے۔ ہمیں صرف شفیع المذنبین اور خدا کی رحمت کا بھروسہ ہے۔

زاہد تو بخشے جائے گنہگار منہ تکے۔	اے رحمتِ خدا تجھے ایسا نہ چاہیئے۔

آیت پڑھی" بعد وعیدِ کفار اس سبب کو بیان فرمایا جس سے وہ کفر میں مبتلا ہوئے۔ یعنے شیطان
انس وجن جو ان کے ہمنشین تھے انھوں نے ان کے برے عملوں کو خواہ گذشتہ ہوں یا آیندہ
جنکے کرنیکا ارادہ ہو اچھا کر دکھایا یہانتک کہ وہ خود اچھا خیال کرنے لگے تو وہ عذاب کے مستحق ہو
جسطرح ان کے پہلے جو امتیں گذریں وہ بھی عذاب کے مستحق ہوئی تھیں۔ اور یہ دونوں زیانکاری
وہلاکی میں برابر ہوگئے۔ کیونکہ انکی بداعمالیاں بھی یکساں تھیں۔ چنانچہ کفارِ قریش کا ایک اور
براعمل (یعنے قرآن کی سماعت سے لوگوں کو باز رکھنا) اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا
وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَآءًۢ بِمَا
كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ کافروں نے کہا اس قرآن کو نہ سنو اور اس (کے پڑھنے) میں بک بک
کیا کرو شاید تم غالب ہوجاؤ۔ تو ہم ضرور کافروں کو سخت عذاب (کا مزہ) چکھائیں گے۔ اور ضرور
انھیں اس برے کام کا بدلہ دیں گے جو وہ کرتے تھے۔ یہ اللہ کے دشمنوں کی جزا دوزخ ہے۔ ان
کے لئے آگ میں ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ اسکی سزا جو ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔ یعنی کافروں
نے باہم کہا کہ قرآن کو نہ مانو اس کے احکام کی اطاعت نہ کرو۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو سیٹیاں

والغوا۔ ای اذا تلی لا تسمعوا له کما قال مجاهد۔ وقال الضحاک عن ابن عباس رضی الله عنهما عیبوه۔ وقال
قتادة اجحدوه وانکروه وعادوه (ابن کثیر) لغو۔ بیہودہ گفتن از باب نصر (صراح) له اخرج ابن ابی حاتم عن
ابن عباس رضی الله عنهما فی قوله والغوا فیه قال بالتصفیر والتخلیط فی المنطق علی رسول الله صلی الله

اور تالیاں بجا کر پکار کر کے خلط ملط کر دو تاکہ کوئی سنکر اسکی طرف مایل نہو شاید کہ اس صورت
میں تمھیں غلبہ حاصل ہو۔ خدائے تعالےٰ اپنے کلام کی طرفداری اور نصرت و یاری فرماتا ہے اور
ارشاد ہوتا ہے کہ ہم اسکا بدلا لیں گے۔ تتمہ علماء نے فرمایا ہے کہ قرآن شریف کو غور و فکر سے پڑھیں
اگر کسی دوسرے سے سنیں تو لازم ہے کہ نہایت ادب سے سکوت و خاموشی اختیار کریں۔ کوئی
ایسی حرکت نہ کریں جس سے تلاوت کرنے والیکو پریشانی ہو۔ کیونکہ کافر اس بے ادبی اور کفر کے
سبب جہنم کے سخت عذاب میں گرفتار ہوئے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ کسی جائے قرآن پڑھا جائے تو
ہر شخص آہستہ پڑھے۔ آواز سے نہ پڑھے۔ کیونکہ جب کوئی قرآن شریف کو آواز سے پڑھے تو دوسروں کو
سننے کا حکم[1] ہے۔ پھر کافر دوزخ میں داخل ہو کر جو کچھ کہیں گے اسے بیان فرماتا ہے۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ

كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝

اور کافر کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں اُن جن و انس کو دکھا دے جنھوں نے ہمیں

گمراہ کیا۔ کہ ہم انھیں اپنے پیروں[2] کے نیچے (پامال) کر ڈالیں تاکہ وہ دونوں بہت ہی ذلیل ہوں۔
بُرے لوگ قیامت میں ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ اور اچھے لوگ باہم محبت کرینگے
اور فرشتے بھی ہر جگہ انھیں بشارت دیتے رہیں گے جسطرح ارشاد ہے[3]۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا

(بقیہ گذشتہ) علیہ وآلہ وسلم اذا قرأ القرآن قریش تفعلہ (در) [1] وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے جیپ چاپ سنو۔ تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ [2] ابن کثیر نے کہا اسکے یہ معنی ہیں کہ ہم انھیں پیروں کے نیچے ڈالیں تاکہ وہ سب سے نیچے درکۂ اسفل میں ہو جائیں۔ [3] حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب یہ آیت پڑھتے تو اسطرح دعا کرتے اَللّٰهُمَّ

-31

رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ
كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ
ع ۱۸ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ
ہی ہے پھر (اسی پر) اڑے رہے اُنپر فرشتے اترتے ہیں (کہتے ہیں) کہ نہ خوف کرو اور نہ رنجیدہ ہو
اور اُس جنت سے خوش رہو جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی
زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے وہاں جو کچھ تمہارے جی چاہیں (موجود) ہے۔
اور تمہارے لئے وہاں جو کچھ تم مانگو (حاضر) ہے۔ (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے (تمہاری)
ضیافت ہے۔ جن لوگوں کو کہ استقامت توحید وطاعت پر حاصل ہوی۔ اور اُسی پر انتقال ہوا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اَنْتَ رَبُّنَا فَارْزُقْنَا الْاِسْتِقَامَةَ۔ یعنے یا اللہ تو ہمارا پروردگار ہے ہمیں استقامت عطا فرما (خازن)
اَلَّا اصل میں ان لا۔ ان مفسرہ بمعنی ای ہے یا مخففہ ثقیلہ سے ہے اور اصل بانہ ہے جس میں ہا ضمیر شان ہے گویا ای یتنزلون ملتبسین
بهذه البشارة" ہے (روح البیان) تَدَّعُوْنَ۔ افتعال ہے دعا سے بمعنی طلب (ایضًا) نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ۔ اخرج ابن المبارک
وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم عن مجاهد قال رفقاؤكم فی الدنیا لانفارقكم حتى ندخل معكم
الجنة (در) لہ زید بن اسلم نے کہا کہ مسلمان کے مرتے وقت اور قبر میں اور حشر میں بشارت دیں گے (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) ابن
کثیر نے کہا کہ یہ قول سب اقوال کا جامع اور بہت ہی اچھا ہے۔ ۲ہ اسکا مقتضے یہ ہے کہ قدم سالک کو راہ عبودیت یعنے عبادات و اعتقادات
میں لغزش نہو۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ استقامت کے معنے یہ ہیں کہ توحید پر جا رہے۔ (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کی طاعت پر قایم رہے اور لومڑی کی طرح مکر وحیلہ نہ کیا۔ (ابن کثیر از ابن شہاب زہری)۔
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اعمال کو اللہ تعالےٰ کے لئے خالص کرے (خطیب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ
ادائے فرائض پر ثابت قدم رہے۔ (ابن کثیر) ابن عطا نے فرمایا "اللہ ہی کے ساتھ دل کو لگائے رہنا"

انھیں نہ آیندہ کچھ خوف و خطر ہے اور نہ اب دنیا کی فانی لذتیں فوت ہونے سے رنج و ضرر۔ وہ اہلِ تمکیں سرشارِ محبت آلہی ہیں۔ دنیا و ما فیہا کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ مولانا روم فرماتے ہیں

گویم اگلندم بہ پشت جانِ خویش — زندہ کن ما را سر بر ما چو پیش
کشتہ و مردہ بہ پیشت اے قمر — بہ کہ شاہِ زندگاں جائے دگر
گر بریزد خونِ من آن دوست رو — پائے کوباں جاں برافشانم برو

چونکہ اہلِ استقامت اعتقاد و اعمال میں فرشتوں کے ہم جنس ہیں اس جنسیت کے لحاظ سے انپر فرشتے اترتے ہیں اور دنیا و آخرت میں انکے یار و مددگار رہتے ہیں اور ان کے لئے جنت میں جو جی چاہے موجود ہو غفور و رحیم کی مہمانی میں کس بات کی کمی ہے جب کاملوں کی تعریف بیان فرما چکا تو

لہ مجاہد و عکرمہ و زید بن اسلم نے فرمایا ہے کہ ملائکہ کہتے ہیں کہ تم جہاں جاؤ وہاں کچھ خوف نہیں ہے۔ اور جسکو تم نے ترک کیا ہے یعنے مال و اولاد و دنیا وغیرہ اسکا تمھیں کچھ غم نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ ہم انکی نگہبانی کرتے ہیں۔ (ابن کثیر) سلہ شیخ اکبر نے فرمایا کہ ربنا اللہ کہکر اسمیں فنا ہو گئے۔ پس بعد فنا بقا ہوئی تو استقامت نصیب ہوئی اور جب تمکین حاصل ہوئی تو فرشتے اترتے ہیں کیونکہ حالِ فنا میں ملائکہ کا وجود نہیں ۱۲ سہ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ ارواح طیبہ سلے فرشتوں کی دوستی کی سبب سے ہے جسکو اربابِ مکاشفات و مشاہدات جانتے ہیں۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ جسطرح یہ دوستی دنیا میں حاصل تھی اسیطرح آخرت میں باقی رہتی ہے کیونکہ یہ علاقے ذاتی اور لازمی ہیں جو زوال پذیر نہیں ہوتے بلکہ گویا موت کے بعد اور اقوے ہو جاتے ہیں۔ اور تعلقاتِ جسمانی ہی اون کے اور فرشتوں کے درمیان حائل ہیں جسطرح حدیث شریف ہے۔ لولا ان الشیاطین یحومون علی قلوب بنی آدم لنظروا الی ملکوت السموٰت۔ تو جب یہ علایق جسمانی اور تدبیرات بدنی ضائع ہو جاتے ہیں تو وہ پردہ اُٹھ جاتا ہے اور اتصال تام حاصل ہوتا ہے اور آیتِ نحن اولیاؤکم سے یہی مراد ہے۔ (کبیر) ۱۲

تو اب ناقصوں کی تکمیل کرنے والوں کی تعریف بیان فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى

اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اور اس سے اچھی بات کرنیوالا کون ہے۔ جو لوگوں کو

اللہ کی طرف بلائے۔ اور اچھے کام کرے۔ اور کہے کہ بیشک میں فرمانبردار بندوں میں ہوں یعنے

جس اچھی بات کی طرف بلاتا ہے وہ خود بھی اسپر عمل کرتا ہے۔ یہ آیت عام ہے اور سب سے اول اسکے

مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور موذن بھی اس میں داخل ہیں۔ اسیطرح

دعوت الی اللہ بہتر اور عمدہ ہے اسیطرح برائی کا بدلہ نیکی کرنا بھی خوبتر و اولےٰ ہے جیساکہ فرماتا ہے۔

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ

وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝ اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوسکتی ہیں (اے مخاطب برائی کو) اس بات سے دفع کر

جو بہت بہتر ہو۔ پھر جب (اسطرح سلوک کرے) تو وہ شخص کہ تجھ میں اور اسمیں دشمنی ہے۔

(ایسا ہوجائیگا) گویا کہ وہ مہربان رشتہ دار ہے۔ خلق نیک اور خلق بد یکساں نہیں۔ اسی لئے

ہمیں اخلاق مذمومہ کو اخلاق محمودہ سے بدلنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور بہترین اخلاق حلم ہے جس سے

لہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اولی الناس بذلک کما قال محمد بن سیرین والسدی وعبد الرحمن (ابن کثیر) ایک قول یہ ہے کہ اس سے نیک موذن مراد ہیں۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ قیامت کے روز سب سے دراز گردن مؤذن ہونگے اور سنن میں مرفوع روایت ہے کہ امام ضامن ہوتا ہے اور مؤذن امانت دار ہوتا ہے (اس لئے اذان وقت پر ہونی چاہیئے) الٰہی میری امت کے اماموں کو ہدایت دے۔ اور مؤذنوں کو بخشدے۔ (ابن کثیر) مؤذنوں کی فضیلت میں اور بہت سی حدیثیں ہیں۔ ولا السیئة لا۔ زائد تاکید نفی کے لئے ہے۔ ولی۔ دوست۔ یاور۔ نزدیک۔ متکفل کار کسے (منتخب) حمیم۔ قریبك الذی تهتم لامره (مختار) خویش (منتخب) ۱۲

دشمن دوست اور بعید قریب ہوجاتا ہے۔ ؎

عدو را بالطاف کردن بہ بند	کہ نتواں بریدن بہ تیغ ایں کمند
چو دشمن کرم بیند و لطف وجود	نیاید دگر خبث از و در وجود۔

اور برائی کے عوض وہی نیکی کرتا ہے جو صابر ہے اور جسکی بڑی قسمت ہو جیسطرح ارشاد ہو۔ وَمَا يُلَقّٰهَا آیت ۳۵
اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○ اور یہ بات انھیں کو دیجاتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ بات انھیں کو عطا کیجاتی ہے جو بڑے نصیبہ ور ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنوں کو حکم دیا کہ غضب کے وقت صبر کریں۔ اور دشمن کی جہالت کے وقت تحمل و برداشت کریں۔ اور اُس سے بدکرداری ہو تو معاف کریں جب اسطرح کریں گے تو اللہ تعالیٰ انھیں شیطان سے محفوظ فرمائیگا۔ اور اُن کا دشمن اُن سے عاجزی کریگا (اور پھر تو ایسا ہوجائیگا) گویا کہ وہ گاڑھا دوست ہو؛ احسان سے بسا اوقات شیطان الانس منقطع ہوجاتے ہیں۔ برخلاف شیطان جن کے۔ اس لئے اُن کے دفعیہ کا
طریقہ اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ آیت ۳۶

لہ جس سے بگاڑ ہو اُس سے جب ملاقات ہو پہلے سلام کر دیا کرنا یہ برائی کا بدلہ بھلائی ہے۔ جس طرح مجاہد سے مروی ہے (درِّ منثور وغیرہ) ۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ ایک آدمی اپنے بھائی کو برا بولتا ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ اگر تو سچا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے بخشدے۔ اور تو جھوٹا ہے تو خدا تعالےٰ تجھے بخشے (درِّ منثور ابن منذر) ۳ ابن کثیر۔ ۴ یہ بھی ربط ہے کہ اگر صبر کرنے کے وقت شیطان وسوسہ اور دھوکا دے تو اعوذ پڑھنا چاہئے۔ واما ینزغنک الخ یہ امت کے لئے تعلیم ہے کیونکہ بگا شیطان آپ کے ...

الْعَلِیْمُ ہ اور اگر تجھے شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ مانگ اسلیے کہ وہ سننے اور جاننے والا ہے۔ حدیث میں ہے کہ دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو برا بولے اور ایک شخص کو بہت ہی غصہ آگیا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھکر فرمایا کہ میں ایک کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اُسے کہیگا تو اسکا غضب و غصہ دور ہو جائیگا۔ وہ کلمہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہے۔

جب احسن قول کو جو دعوت الی اللہ ہے بیان فرما چکا تو اب وجود و قدرتِ الٰہی کے دلائل بیان فرماتا ہے۔ وَمِنْ اٰیٰتِہِ الَّیْلُ وَالنَّھَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ

وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ہ فَاِنِ اسْتَکْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) مسلمان ہوگیا تھا اور حضرت نے جو پناہ لی ہے تو اسکے قہر سے اُس کے لطف میں پناہ لی ہے چنانچہ صحیح حدیث میں ہے۔ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ (عرائس) نَزَغَ۔ النزغ دخول فی امر لافسادہ (مفردات) نزغہ مثل نسغہ اذا طعنہ ونخسہ۔ ومن المجاز نزغہ الشیطان کانہ ینخسہ لیحثہ علی المعاصی (اساس) نزغ۔ تباہی افگندن و براغلانیدن میان مردم (صراح) ؎ بقیہ حدیث یہ ہے کہ اُس شخص نے حضرت سے عرض کی کہ آپ مجھے دیوانہ سمجھتے ہیں (جو اعوذ پڑھنے کا حکم فرماتے ہیں) تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ۔ آخر تک پڑھی۔ یہ حدیث بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی نے تخریج کی (در) وَمِنْ اٰیٰتِہِ الَّیْلُ الخ۔ رات کو اسلیے بنایا کہ عاشق صبح وصالِ جمال کو دیکھیں اور اس کے مشاہدہ سے اُنست و لذت پائیں اور دن کو اسلیے کہ اسکے انوارِ صفات کا ظہور اُسکے آیات کے لباس میں ہو اور اسکے ملکوت و جبروت کے نیرات سے مشرف ہوں۔ (عرائس) فَاِنِ اسْتَکْبَرُوْا الخ۔ اگر کافر انکار کریں تو کیا ہوتا ہے۔ ملائکہ اور روحانیین جو اہل ملکوت سے ہیں اُس کے بحار ربوبیت میں غرق ہیں اور وہاں تسبیح کرتے ہیں کہ ان کے کشوف و معارف میں زیادتی ہو مخلوقات و حوادثات سے علیحدہ ہوکر جمال رحمان سے انس لیتے ہیں اور اس سے بیزار نہیں ہوتے۔ عبدالعزیز مکی فرماتے ہیں پاک ہے وہ ذات جسے اُس سے الفت ہوئی اُسے غیروں سے وحشت ہوئی۔ جس نے اسے پہچانا اُسکے ذکر سے بیزار نہوا۔ جس نے اُسے چاہا اُسنے سب سے منہ پھیرا۔ (عرائس) ۱۲۔

سجدہ

يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ ۩ اور اسکی نشانیوں میں رات اور دن اور سورج

اور چاند ہے۔ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انھیں پیدا کیا اگر تم

اسکی عبادت کرتے ہو (تو دوسرے کو سجدہ نہ کرو) پس (اے نبی) اگر وہ غرور کریں تو جو (فرشتے)

تمھارے پروردگار کے نزدیک ہیں وہ اسکی تسبیح رات اور دن کرتے ہیں اور وہ اکتاتے نہیں

یعنے کافر اگر عبادت نہ کریں تو نہ کریں پروردگار عالم کے پاس عبادت کرنیوالوں کی کچھ کمی نہیں ہے

جب چار دلائل سماوی بیان فرما چکا تو اب چار دلائل ارضی بیان فرماتا ہے۔ وَمِنْ

اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا

لا یسئمون۔ السامۃ الملالۃ مما یکثر لبثہ فعلا کان او انفعالا (مفردات) سئم من الشئ من باب

طرب (مختار) طَرَبَ۔ یعنے سمع۔ سآم بالفتح و سکون ہمزہ ملول شدن (منتخب) ومن آیاتہ الخ زمین دل

میں باران محبت و معرفت کے قبول کرنے کی استعداد ہے لیکن قبل نزول بارش لطف ۔ زرع حکمت رہتی ہے۔ اور جب وصل

دریائے قرب حق سبحانہ سے سیراب ہوتی ہے تو دقائق و حقائق کے نباتات لہلہانے لگتے ہیں۔ وہ صاحب دل لسان حق و حقیت

علوم الٰہی کے باغ کی بہار دکھاتا ہے اور اپنی تحریر و تقریر سے مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالے اپنی نظر لطف سے

قلوب عارفین کو زندہ فرماتا ہے اور نظر عارف قلوب مریدین کو زندہ کرتی ہے۔ وہ از جانب حق خلق کے حیات قلب کیلئے

وسیلہ ہے۔ جسطرح زمین مردہ کو بارش سے زندہ فرماتا ہے اسیطرح قلوب غافلین کو بھی زندہ فرماتا ہے۔ (عرائس) -

خاشعۃ۔ اصل خشوع کے معنے تذلل کے ہیں یہاں اُس زمین کے لئے مستعار ہے جس میں سبزی نہو اور جس سے

کچھ نفع حاصل نہو۔ اھتزت۔ اھتزت النبات اذا تحرک لغضارتہ (مفردات) اہتزاز جنبیدن (صراح)۔

یا تو یہاں زمین کی قوائے نامیہ کی حرکت مراد ہے۔ یا نباتات کے اگنے کے بعد روئیدگی کا لہلہانا ہے۔ ربت۔ ربی الشئ

(قہار)
زادو بابہ عدا۔ ربو۔ فزونی و فزوں شدن و برآمدن بر بلندی (صراح) ۱۲ -

لَمُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور (اے نبی) اسکی (قدرت کی) نشانیوں میں سے (یہ) ہے

کہ تم زمین کو خشک دیکھتے ہو۔ پھر جب ہم نے اسپر پانی برسایا تو وہ لہلہانے لگی اور ابھر آئی بیشک

جس نے اُسے زندہ کیا وہ مردوں کو بھی زندہ کرنیوالا ہے۔ اسلئے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ بعد اثبات

دلائل ملحدوں کو اسطرح ڈراتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ

یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۞ اِنَّ الَّذِیْنَ

كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ۞ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ

ان الذین یلحدون۔ وہ دنیا کا علماء و مشائخ جو جھوٹے دعوے مکاشفہ و احوال کے کرتے ہیں اور اکثر لوگ بیجا اُن کے کلاموں پر تحسین و آفرین کرتے ہیں اور اپنے پاس اُن کو آنے کے منتظر و مشتاق رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے اور اللہ والوں سے جو اللہ تعالےٰ کے نور سے دیکھتے ہیں انکا حال مخفی نہیں۔ قیامت کے روز علانیہ انکی رسوائی ہوگی چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جنکی زبانیں انبیا کی زبانیں اور اُن کے دل فرعونوں کے دل کی طرح ہوں گے اور ہماری باتیں بے حرمتی سے بیان کریں گے (جیسے خدا کو بندہ یا بندہ کو خدا کہیں گے) یلحدون۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما الالحاد وضع الکلام علے غیر مواضعه وقال قتادۃ وغیرہ ہو الکفر والعناد (ابن کثیر) الحد فلان مال عن الحق۔ (مفردات) الحاد۔ از دین برگشتن۔ یقال الحد فی دین اللہ ای حاد عنه وعدل (صراح) الحاد اصل میں شق میں لحد کی طرح ہے۔ اور اسی سے لحد ہے اس لئے کہ وہ قبر کے ایک جانب ہوتی ہے۔ پھر عرف میں حق سے باطل کی طرف اعتقاد اور قول کے خاص کیا گیا۔ (روح) الحاد طعن و تحریف اور تاویل باطل اور وقت تلاوت شور و غل کرنا سبکو شامل ہے۔ بالذکر۔ قال الضحاک والسدی وقتادۃ وھو القرآن (ابن کثیر) لکتب عزیز الخ۔ یعنے قرآن کے اسرار عزیز ہیں جن تک فہم کو رسائی نہیں کیونکہ وہ صفات ذات و صفات کا خزانہ ہے۔ پہلے لوگوں کی بیہودہ باتوں سے اور پچھلے لوگوں کی خرافات سے اسمیں سے کچھ تغیر نہ آیا ہے نہ آتا ہے اور نہ آئیگا وہ حادث میں حلول نہیں کرتا اور نہ ذات رحمان سے جدا ہوتا ہے وہ فی نفسہ عزت والا ہے اور جس نے اُسے اتارا اور جس پر وہ اتارا گیا وہ بھی عزیز ہیں۔ ابن عطا فرماتے ہیں کہ قرآن حق ہے اور باطل اسکا ضد ہے پھر دو متضاد کسطرح جمع ہوں گے۔ وہ حق سے ظاہر ہوا

یلحدون
کم زور تفسیر ہوتی ہو جے

انّ الذین یلحدون فی آیاتنا

تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ ○ بیشک جو لوگ ہماری آیات میں کجروی کرتے ہیں وہ ہم سے چھپے ہوئے
نہیں ہیں پس کیا وہ شخص جو آگ میں ڈالا جائے بہتر ہے یا وہ شخص جو بے خوف قیامت کے دن
آئے (اب تمھیں اختیار ہے) جو چاہو سو کرو اس لئے کہ جو کچھ تم کرتے ہو خدا دیکھ رہا ہے[1]۔ بیشک جو
لوگ قرآن کے منکر ہوئے جبکہ وہ ان کے پاس آیا۔ (انکا[2] بھی حال ہم سے مخفی نہیں ہے) اور
یقینًا یہ قرآن[3] عزت والی کتاب ہے۔ جھوٹ اس تک نہ سامنے سے آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے
حکمت والی سزاوارِ حمد (خدا) کی اُتاری ہوئی ہے۔ یعنے ان آیتوں میں پہلے اُن لوگوں کو ڈرایا
جو اللہ تعالے کے آیات و اسماء و صفات میں کجی پیدا کرتے ہیں پھر بطورِ وعید فرمایا کہ جو چاہو کرلو

(بقیہ صفحہ گذشتہ) حق کی طرف عود کریگا اور وہ حق ہے تو اس سے وہی متحقق ہوگا جو محقق ہے۔ (عرائس) مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَ
لَا مِنْ خَلْفِہٖ۔ اسمیں چار وجوہ ہیں (۱) یہ کنایہ ہے جمیع جہات سے جیسے صباح و مساکل زمانہ سے کنایہ ہے اور یہ تمثیل ہے جسمیں
قرآن کو ایک ایسے شخص سے تشبیہ دیگئی ہے جو تمام جہات سے محفوظ و مامون ہے۔ (۲) نہ قدیم کتابیں اسے جھٹلا سکتی ہیں جیسے
توراۃ وغیرہ نہ ایسی کوئی کتاب اسکے بعد آئیگی جو اسے جھٹلائے۔ (۳) قرآن نے جسکی حقیقت کا حکم کیا ہے وہ باطل نہیں ہوسکتا اور
جسکے بطلان کا حکم کیا ہے وہ حق نہیں ہوسکتا۔ (۴) قرآن نقص و زیادتی سے محفوظ ہے اس میں باطل سے نہ تو کمی
کی گئی ہے اور نہ زیادتی۔ (۵) اخبار ماضیہ بھی صحیح ہیں اور اخبار آئندہ یعنے پیشین گوئیاں ہیں۔

[1] اس آیت میں تخویف و تہدید اور وعید شدید ہے۔ علماء و مشایخ ریاکاروں کو بھی اس سے نصیحت لینی چاہئے کیونکہ
ظاہری بناوٹ کام نہیں آتی ؎

حیلہ و مکر رہا کن کہ خدا می داند	نقدِ مغشوش میاور کہ محک بیناست۔

[2] روح البیان۔ [3] قال الضحاک والسدی وقتادہ "وھو القرآن" (ابن کثیر) ۱۲۔

پھر انکارِ قرآن سے ڈرایا اور بتایا کہ قرآن مجید اپنے دلائل سے ساری کتابوں پر غالب کتاب ہے یعنے عدیم النظیر ہے اور جو کچھ اسمیں ہے سب سچ ہے بالکل جھوٹ نہیں اور اسمیں کسی جھوٹ یا تغیر و تبدل یا کمی و زیادتی کو دخل نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ قرآن ایسے حکیم حمید کے پاس سے اتارا گیا ہے۔ جسکے ساری افعال حکمت سے پر ہیں۔ اور بسبب نعمتوں کے جسکی حمد تمام مخلوقات کرتی ہے۔ پھر جن پر قرآن اتارا گیا ہے اُنپر طعن کرنا دیوانہ پن ہے اور کفار قریش پر ہی منحصر نہیں سابق کے کافروں نے بھی ایسا ہی کیا ہے اسلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح تسلی دیتا ہے۔ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ۝ (اے نبی) تم سے (بھی) وہ کہا جاتا ہے جو تم سے پہلے رسولوں سے کہا گیا تھا بیشک تمھارا پروردگار بخشنے والا اور دردناک عذاب دینے والا ہے۔ یعنے اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جسطرح دوسرے کافروں نے اپنے اپنے انبیا کو جھٹلایا۔ اور ساحر و شاعر کہا اسیطرح کفارِ قریش تمھیں اور تمھاری کتاب کو بھی طرح طرح کے

اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ الخ۔ سعید ابن مسیب نے کہا کہ جب یہ آیت اُتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ کی معافی اور بخشش نہوتی تو کسی شخص کو زندگی کا لطف نہ آتا۔ اور اگر اسکی طرف سے دھمکی و عذاب نہوتا تو ہر شخص بھروسہ کرکے بیٹھ رہتا۔ (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) سلہ قتادہ و سدی نے کہا کہ اے نبی کفار تمھاری شان میں بھی وہی الفاظ (ساحر و مجنون) کہینگے جو پہلے رسولوں سے اُنکی امتوں نے کہا تھا۔ اور جسطرح اُنکی تکذیب کی تمھاری تکذیب بھی کریں گے۔ اور جسطرح انھوں نے اُنکی ایذاؤں پر صبر کیا تم بھی صبر کرو۔ یہی تفسیر ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے اختیار کی۔ اور اسکے سوا کوئی قول نقل نہیں کیا۔ (ابن کثیر) سلہ جو توبہ کرتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں انھیں بخشنے والا ہے۔ سلہ جو تکذیب پر اڑے رہتے ہیں انھیں دردناک عذاب دینے والا ہے۔ ۱۲

عیب لگاتے ہیں کبھی عناد سے کہتے ہیں کہ قرآن عجم کی لغت میں کیوں نہیں اترا جسکے جواب میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ۵ اور اگر ہم اسکو عجمی زبان کا قرآن بناتے تو ضرور (کافر) کہتے کہ کیوں اسکی آیتیں (عربی زبان میں) مفصل بیان نہیں ہوئیں۔ کیا (کلام تو) عجمی اور (مخاطب) عربی ہے۔ (اے نبی) کہدو کہ یہ (قرآن) ایمانداروں کے لئے ہدایت وشفا ہے۔ اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ہیں ان کے کانوں (کے حق) میں گرانی ہے اور وہ ان (کی آنکھوں) کے حق میں نابینائی ہے (گویا) یہ لوگ دور کی جگہ سے پکارے جاتے ہیں۔ (اس لئے جو ان سے کہا جاتا ہے سمجھتے نہیں) خلاصہ یہ کہ اللہ تعالٰے کا کلام کسی بھی زبان میں آئے کافر تکذیب و سرکشی ہرگز نہیں چھوڑتے

ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ۔ اکلام عجمی ومخاطب عربی ہے یعنے یہ دونوں صفتیں دو مقدر موصوف کی ہیں۔ ہشام نے اعجمی بطریق اخبار پڑھا۔ یعنے ایک ہمزہ سے۔ تو اسوقت میں جائز ہے کہ تقدیر اسطرح ہو۔ ابعضہا اعجمی وبعضہا عربی تو یہ مبتدا مقدر کی خبر ہوگی۔ (خفاجی) قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ۔ قرآن شریف عقل عارفین کے لئے ہدایت ہے وہ معدن عقل یعنے ذات قدیم کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ اور مرض عشق ودرد محبت کے بیماروں کے لئے شفا ہے کیونکہ ان کے حبیب کی کتاب اور ان سے خطاب ہے جسکی عبارت سے وہ لذت پاتے ہیں اور اسکے اشاروں سے اپنے محبوب کو پہچانتے ہیں ہاں جو جہال قرآن مجید کو نور فہم وایمان سے نہیں دیکھتے تو انکی سرکشی سے انکار اور زیادہ ہوجاتا ہے۔ کیونکہ ان کے کانوں میں خذلان وگمراہی کی گرانی ہے۔ اور اسکے جمال خطاب کو نہیں دیکھتے کیونکہ انکی آنکھوں میں سرمہ نور شناخت نہیں ہے (عرائس)۔ عمی۔ العمی یقال فی افتقاد البصر والبصیرۃ ویقال فی الاول عمی لہ ان جاءہ الاعمٰی وعلی الثانی ماورد من ذم العمی فی القرآن وعمی علیہ اشتبہ حتی صار بالاضافۃ الیہ کالاعمی (مفردات) ۔ لہ (ابن جریر) ۱۲۔

ءَاَعْجَمِيٌّ قالون وبصری درمیان دو ہمزوں کے الف داخل کرکے ثانی ہمزہ کی تسہیل کرتے اور یعقوب ... وابن ذکوان وحفص اور ورش دوسری وجہ میں اور دوسرے ہمزہ کا ابدال مع طول کے ساتھ ورش پہلی وجہ میں اور ہشام ایک ہمزہ سے شعبہ وحمزہ وکسائی دو ہمزہ تحقیق سے (فائدہ) قراءت کا اختلاف اصول میں داخل ہے اس لئے بیان نہیں کیا جاتا ہے صرف یہاں حفص کے روایت پڑھنے والوں کے لئے بتلایا گیا ہے تاکہ دو ہمزہ ثانی کو تسہیل سے پڑھیں۔

ع ۵ ۱۲

کیونکہ وہ طالب حق نہیں ہیں بلکہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں بخلاف مومنین کے کہ کلام ربانی سے انھیں ہدایت اور اُن کے روحانی و جسمانی امراض کو شفا حاصل ہوتی ہے لیکن کافر اپنی سخت دلی سے بات نہیں مانتے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ کتب سابقہ میں بھی تو اختلاف ہوا تھا کہ کوئی مصدق تھا تو کوئی مکذب۔ چنانچہ انمیں سے توریت کا ذکر فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ۝ اور بیشک ہم نے موسے کو کتاب دی تھی تو اسمیں اختلاف کیا گیا۔ اور (اے نبی) تمہارے رب کی طرف سے ایک کلمہ صادر نہ ہو چکا ہوتا تو ضرور انمیں فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور بیشک یہ لوگ قرآن کی طرف سے شک در شک میں پڑے ہیں یعنی اگر کافروں کیلئے تاخیر عذاب کا حکم جاری نہ ہو چکا ہوتا تو ابتک فیصلہ ہو جاتا یعنی بہت جلد عذاب آجاتا اور فوراً یہ سب کے سب ہلاک ہو جاتے۔ لیکن قیامت میں ہوگا جہاں ہر مصدق و مکذب کو اسکے عمل کا پورا پورا بدلہ ملیگا جسطرح ارشاد ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۝ جس شخص نے نیک کام کیا تو اسی کی ذات کیلئے ہے۔ اور جس نے برائی کی تو اسکا وبال اُسی پر ہے اور (اے نبی) تمہارا پروردگار بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں ہے یعنی قیامت میں جو جزا و سزا ہوگی وہ سب انھیں کے اعمال کے سبب ہوگی خداوند کریم تو ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا ۝

گندم از گندم بروید جو ز جو	از مکافات عمل غافل مشو

اسی لئے محاسبہ کی ضرورت ہے **کلمہ ۲۳ محاسبہ** نفس کو بحالتِ بیداری حد پر قائم رکھے کہ اُسے اسکی غفلت پر ملامت کرنا۔ محاسبہ کرنے والے کئی قسم پر ہیں۔ بعض کا محاسبہ اوقات ضائع ہونے کی جہت سے ہوتا ہے تو وہ ہر وقت مصروف بعبادت

لہ کتاب سے موسیٰ علیہ السلام کو خاص طور سے ذکر کرنیکا یہ سبب ہے کہ انکے احکام بھی بہت ہیں اور قصے بھی عجیب ہیں۔ مریب۔ اراب سے بنا ہے یعنی گمان افگندہ و شک آورندہ (منتخب) بظلام۔ ظلم سے یہاں مراد ایسا فعل کرنا ہے جو اسے نہ کرنا تھا اور اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ مطیع کو عذاب کرے اور نافرمان پر احسان کرے۔ اور ظلام صیغۂ مبالغہ نہیں ہے بلکہ نسبت کے صیغوں سے ہے جیسے بقال و تمار۔ اور کرخی نے کہا کہ ضا ظلم نہیں ہے یعنے ظلام اپنے باب میں مستعمل نہیں ہے۔

رہنے کیلئے حد قائم کرتا ہے اور بعضوں کا محاسبہ حرکات سکنات میں غفلت نہ ہونے سے ہوتا ہے تو وہ ہر وقت اپنے حواس کی حفاظت کرتے ہیں بعضوں کا محاسبہ سانس سے ہوتا ہے کہ کسی دم میں غفلت نہ ہونے پائے۔ بعضوں کا محاسبہ نفس سے انبساط و بسط کے وقت ہوتا ہے کہ کہیں اپنے مقام سے نہ گر جائے۔ بعض کو بقایا احکام بشریت پر ہوتا ہے بلحاظ طلب تحقق بحقائق اسما و صفات کے۔ بعض کو شہود صفات پر بلحاظ تحقق بوجود ذات کے۔ بعض کو تلوین پر بلحاظ طلب تمکین۔ بعض کو تصرفات پر بلحاظ تادب بآداب۔ بعض کو اظہار حکم آثار ربوبیت کے بلحاظ محاسبہ ہوتا ہے تا طلب تحقق بمقام عبودیت ہو اور یہی اکمل عارف باللہ ہے۔ محاسبہ کے بعد مراقبہ شروع ہوتا ہے۔[1]

کلیہ ۲ - مراقبہ حرکات سکنات میں حق سبحانہ کو ملاحظہ کرنا ہے اور یہ مراتب احسان کے پہلا مرتبہ ہے کیونکہ جس وقت عبادت کرے تو اسطرح کرے کہ گویا وہ حق سبحانہ کو دیکھ رہا ہے یا اعتقاد کرے کہ حق سبحانہ اسے دیکھ رہا ہے اور شرط یہ ہے کہ یہ بات ہر عمل کے وقت ہو اور یہ ابتدا میں مراقبہ کا پہلا مقام ہے اور اسکا آخر تجلی کے مقام اول کی انتہا میں ہے۔[2] اور درمیان میں بہت سے مراتب ہیں بعض مراقبہ کرنیوالے اسم ذات یعنی اللہ کے حروف کا مراقبہ دل میں کرتے ہیں اور بصیرت سے اسکا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور بعضے اسم ذات کے حروف کا مراقبہ ظاہر میں سب ہر نظر آنیوالی چیزیں جو اطراف بدن میں ہو جیسے منہ اور ہاتھ نقش اللہ پر ہے یا مدور ہے یا مشقوق۔ اتنی ہی پر بس نہیں کرتے بلکہ اس نام کا مطالعہ درخت۔ پتھر۔ جاندار اجسام سب میں کرتے ہیں۔ بعد اسکے حروف سے معنی کیطرف ترقی کرتے ہیں بعضے خود پر حق تعالے کے مطلع ہونیکا مراقبہ کرتے ہیں بعضے مراقبہ معیت حق بعضے مراقبہ اسم عظیم کرتے ہیں اور عظمت احاطہ ذاتیہ حق سے مراد ہے جو تمام اشیا کو ہووے۔ اور عظمت حق تعالے کو دل میں پیدا کرتے ہیں۔ اسیطرح تمام اسما کا مراقبہ ہے بعضے مراقبہ ذات کرتے ہیں اور اپنی عجز و حقارت کا دل میں تصور کرتے ہیں۔ یا یہ کہ ہم خدا تعالے کے حضور میں ہیں اور اسکی تجلی عظمت و قدرت سے ہوتی ہے اور بعضے مراقبہ ظہور حق وجود میں بسبب اسم ظاہر کرتے ہیں کہ حق تعالے اسم ظاہر کی حیثیت سے عین اشیا ہے۔ اور یہ اعلے مقام مراقبہ ہے۔ اسی مقام میں توارد و بوادی حاصل ہوتے ہیں۔ اور مقام تجلی کیطرف منتقل ہوتا ہے

[1] لیکن صوفیوں کا قاعدہ کلیہ یاد رکھنا چاہیے۔ اَلعَبدُ عَبدٌ وَاِن تَرَقّٰی وَالرَّبُّ رَبٌّ وَاِن تَنَزَّلَ۔ [2] جسکا بیان آئندہ کلیہ میں آتا ہے۔

۲ الحمد للہ پارہ ومن اظلم ختم ہو۔

جزء ۲۵ رکوع ۱

اِلَیۡہِ یُرَدُّ

چونکہ پوری جزا قیامت میں ملیگی اس لئے اس کے علم سے اور تمام حوادثات کے علم سے خود اپنے کو خاص فرماتا ہے۔ اِلَیۡہِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَۃِ ؕ وَ مَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ مِّنۡ اَکۡمَامِہَا وَ مَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِہٖ ؕ وَ یَوۡمَ یُنَادِیۡہِمۡ اَیۡنَ شُرَکَآءِیۡ ۙ قَالُوۡۤا اٰذَنّٰکَ ۙ مَا مِنَّا مِنۡ شَہِیۡدٍ ۚ۰ وَ ضَلَّ عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ وَ ظَنُّوۡا مَا لَہُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ ۰ اسی کی طرف قیامت (کے آنے) کے علم کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ اور نہ پھل اپنے غلاف سے نکلتے ہیں اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے۔ اور نہ وہ جنتی ہے مگر (یہ سب) اسی کے علم کے موافق (ہوتا ہے) اور جسدن (اللہ) انھیں پکاریگا کہ (تمھارے ٹھیرائے ہوے) میرے شریک کہاں ہیں؟ کہیں گے کہ ہم تجھ سے عرض کرتے ہیں کہ ہم میں سے (تیرے لئے شریک کا) کوئی بھی اقرار کرنے والا نہیں۔ اور جنکی وہ پہلے سے پرستش کرتے تھے گم ہوگئے (ان بتوں سے انھیں کچھ بھی نفع نہ پہونچا) اور مشرکوں نے یقین کیا کہ ان کے لئے کہیں جائے گریز نہیں۔ یعنے اگر کسی سے قیامت کے آنیکا وقت پوچھا جائے تو کہنا چاہئے کہ اسکا

اکمام۔ جمع کم ما یغطی الثمرۃ (مفردات) من کمہ اذا ستلا۔ کم کرہ سے پھل کا غلاف اور شمہ سے مراد کلی کے آستین۔ اور کبھی پہلا بھی مضموم ہوتا ہے اور جمع دونوں میں مشترک ہے (خفاجی) الا بعلمہ۔ الا مقرونا بعلمہ واقعا حسب تعلقہ بہ (بیضاوی) اٰذنّٰک۔ قال ابن عباس اعلمناک (ابن جریر) محیص۔ حاص عنہ عدل وحاد وبابہ باع (مختار) حیص۔ حیوص۔ محیص۔ محاص۔ حیصان برگشتن وبیک سو شدن انزا وازباب ضرب۔ یقال ما عنہ محیص لمہجا گریز نیست ازوے (صراح) لہ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا این شرکاءی الذین تزعمتم۔ لہ اگر وہ اب اقرار کی نفی کرتے ہیں تو اس لحاظ سے انھیں اپنے معبودوں سے بیزاری ہے کہ قیامت کی دہشت نے انھیں سب بات پر آمادہ کیا۔ اور اگر اس سے گذشتہ زمانہ کی نفی ہے یعنی دنیا میں بتوں کی پرستش سے انکار کرتے ہیں تو یہ جھوٹ ہے جسطرح انھوں نے ایک اور جگہ کہا ہے۔ واللہ ربنا ما کنا مشرکین (خفاجی)

علم اللہ تعالےٰ ہی کو ہے اور اسی طرح ان نو پیدا ہونیوالی چیزونکا علم جیسے پھل اور انکی تعداد و کیفیت یا اولاد کہ لڑکی ہے یا لڑکا ہے کب پیدا ہوگا وغیرہ۔ یہ سب اسی کے تفویض کرنا چاہئے۔ اور چونکہ کافروں نے اسمیں شریک کیا تھا اسلئے فرمایا کہ انھیں بلاؤ۔ اور اصحابِ کشف میں سے جو لوگ پیشین گوئیاں کرتے ہیں وہ الہامِ الٰہی سے ہے۔ پھر ذکر فرماتا ہے کہ قیامت میں مشرک عذابِ الٰہی دیکھکر اپنے بتوں سے بیزاری ظاہر کریں گے حالانکہ دنیا میں انکی عبادت پر مُصر تھے اسی طرح انسان اپنے تمام اوقات میں ایک حال پر نہیں رہتا جسطرح ارشاد ہے۔ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ۝ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ۝ انسان بھلائی کی طلب سے بیزار نہیں ہوتا اور اگر اُسے برائی پہونچے تو (اللہ کی رحمت سے) مایوس اور بالکل ناامید (ہوجاتا) ہے اور البتہ اگر ہم انسان کو بعد

لایسئم الانسان الخ۔ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں اُس انسان کا وصف بیان فرمایا ہے جو اپنے پہچانتا نہیں۔ اور بطور تقلید دعا کیا کرتا ہے۔ اور اپنے باطن میں اُس سے روگردان۔ ظاہر میں اسکی اطاعت سے نافرمان رہتا ہے وہ حقیقت میں خدا کو نہیں پکارتا بلکہ اپنی مراد کو پکارتا اور طلب کرتا ہے اگر اسکی مراد حاصل ہوجاتی ہے تو تکلف سے اُسی تقلید پر جاری رہتا ہے اور اگر مراد حاصل نہوئی اور بلا و مصیبت نے گھیر لیا تو اللہ تعالےٰ سے بھاگتا ہے اور پھر اُسے نہیں پکارتا۔ اگر وہ اس دعا میں حقیقت و معرفت کے مقام پر پہونچا ہوا ہوتا تو اُسکی بلا سے نہ بھاگتا۔ اور اسکی رحمت سے ناامید نہ ہوتا۔ کیونکہ عارفِ صادق اسکی بلا سے اسیطرح لذت پاتا ہے جسطرح اسکی نعمتوں سے لذت اٹھاتا ہو (عرائس) الخیر۔ خیر کے معنے یہاں مال و صحتِ جسمانی کے ہیں (ابن جریر) هٰذَا لِيْ۔ لی میں لام استحقاق ہے یعنے میرے عمل سے میں اسکا مستحق ہوا ہوں ۱۲

اُس مصیبت کے جو اُسے پہونچی اپنی رحمت (کا مزہ) چکھادیں تو ضرور کہیگا کہ یہ میرے لئے ہے۔
(یعنے میں اسکا مستحق تھا اور سرکشی سے کہیگا) اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت قایم ہو اور اگر (بفرضِ
محال) میں اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا بھی جاؤں تو بیشک ضرور میرے لئے اُس کے پاس
(بھی) بھلائی ہے (اللہ تعالےٰ فرماتا ہے) تو ہم ضرور کافروں کو اُن کے عمل سے آگاہ کردیں گے
اور ضرور ہم انھیں سخت عذاب (کا مزہ) چکھائیں گے۔ یعنے حالتِ اقبال میں طلب جاہ و مال سے
بیزار نہیں ہوتا اور حالتِ ادبار میں نہایت مایوس ہوجاتا ہے اور یاس کے بعد جب پھر نعمت
ملتی ہے تو ضرور یہی کہہ اٹھتا ہے کہ میں اسکا مستحق ہی تھا اور بفرضِ وجودِ قیامت اسکا منکر ہوجاتا ہے
اور تمسخر سے کہتا ہے کہ وہاں بھی میری حالت اچھی رہیگی۔ اللہ تعالےٰ اُس کے اس خیال کو جھوٹا
ٹھہراکر عذابِ شدید سے ڈراتا ہے۔ کافر کے اقوال بیان فرمانیکے بعد اب اُسکے افعال کا ذکر فرماتا ہے۔

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ۝ اور جب ہم

نَاٰ بِجَانِبِهٖ۔ قال السدی تباعد (ابن جریر) نائی دور شدن یقال نأیته ونأیت عنه ای بعدت عنه از باب فتح تنائی ای تباعد۔ مُنتاٰی۔ موضع دور۔ (صراح) عَرِیْض۔ قال السدی۔ کثیر۔ عرب طول وعرض کو کثرت کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں جیسطرح کہتے ہیں اطال فلان الدعاء واعرض ای اکثر (بنوی) ذُوْ دُعَآءٍ عَرِیْض۔ پہلی آیت میں یؤس دقنوط فرمایا تھا اور یہاں ذو دعاء عریض فرمایا۔ لیکن ان دونوں میں منافات نہیں ہے بلکہ ناامیدی۔ ایک قوم کے لئے اور دعا دوسری قوم کے لئے۔ یا یہ کہ ناامیدی خشکی میں ہو اور دعا بحر میں یا یہ کہ ناامیدی بتوں سے ہو اور دعا اللہ تعالےٰ سے۔ یا باوقاتِ مختلف ایسا ہو یعنے کبھی مایوسی اور کبھی دعا۔ خفاجی نے کہا کہ ذو دعاء عریض میں استعارہ بالکنایہ ہے کیونکہ دعا کو امر ممتد سے تشبیہ دیگئی اور امر ممتد کا لازم یعنے عرض اتساع دعا کیلئے ثابت کیا گیا۔ ۱۲

ع ۵ ۱
الم

وَنَآءَ ابن ذکوان الف کو ہمزہ پر مقدم کرتے ہیں بروزن جَآءَ انہیں قلب ہے معنی وہی ہیں۔

انسان پر احسان کرتے ہیں (تو طاعت سے) روگردانی اور پہلو تہی کرتا ہے اور جب اُسے برائی
پہنچتی ہے تو (لمبی) چوڑی دعا کرنے لگتا ہے۔ جب کافروں کا تلوّن اور توحید سے انحراف بیان
فرمایا تو انھیں ایک اور سہل طریقہ توحید کا سکھاتا ہے۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ
كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ○ (اے نبی) کہدو کہ تم مجھے بتلاؤ کہ اگر یہ (قرآن)
خدا کے پاس سے (اترا) ہو (اور) اس پر بھی تم نے اس سے انکار کیا تو اُس سے زیادہ گمراہ کون ہے
جو (قرآن سے) بڑے درجہ کی مخالفت میں پڑا ہو۔ پھر فرمایا کہ اسلام غالب ہوگا مغلوب نہ ہوگا۔ اور
اہل اسلام ہی کو فتح و نصرت حاصل ہوگی۔ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى
يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ

۱ عرض مستلزم طول ہے کیونکہ شئے کے اقصر امتداد کو عرض کہتے ہیں اور اطول کو طول۔ ۲ ایک ہی بات کے لیے بہت دیر تک سوال کرتا ہو
کلام عریض وہ ہے جسکے لفظ زیادہ اور معنے کم ہوں۔ اور کلام وجیز اسکا عکس ہے یعنے ما قلّ و دلّ (ابن کثیر) سَنُرِيْهِمْ ضمیر جمع
کا مرجع ان لوگوں کے لئے ہے جو ہدایت پانے والے ہیں۔ یا تمام کے لئے ہے باعتبار وصف الکل بوصف البعض (خفاجی)۔
فِي الْاٰفَاقِ۔ ای فی النواحی الواحد اُفق اُفُق (مفردات) اُفُق۔ بضمتین کرانہ آسمان ہر کرانہ کہ باشد (منتخب)۔
فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ۔ مجاہد اور حسن اور سدی نے کہا کہ واقعہ بدر اور فتح مکہ اور مثل اسی کے ہے اور احتمال ہے کہ اس سے مراد ترکیب
انسان ہو اور جو اس میں عجائبات ہیں جسکا بیان علم تشریح میں مبسوط ہے جو صنعت الٰہی پر دال ہے (ابن کثیر) اَنَّهُ۔ یہ ضمیر
قرآن یا رسول یا توحید یا اللہ تعالے کے لئے ہے (بیضاوی) اَوَلَمْ يَكْفِ۔ بعضوں نے کہا اولم یکف الانسان عن الرادع
والزاجر عن المعاصی کون اللہ شہیدا علیہم (نیشاپوری) بِرَبِّكَ۔ بے تاکید کے لئے زائد ہے گویا کہ یوں ہے اَوَلَمْ
تحصل الکفایۃ بہ۔ اور اکثر بے فاعل پر زائد نہیں ہوتا مگر کفٰی کے ساتھ (بیضاوی) اَنَّهٗ۔ بربک سے بدل اشتمال ہے

الا انہ بکل شیء محیط ۝ عنقریب ہم انھیں اپنی نشانیاں اطراف (عالم) میں اور (خود) انکی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) شہیدا یشہادت سے ہے اور اس سے مراد اسکا لازم ہے یعنے وہ ہر شے کو ثابت کرنے والا ہے تو اے نبی تمہارا کلام کو بھی بواسطۂ اظہار آیات موعودہ ثابت کریگا یا شہید شہود سے ہے جسکے معنی اطلاع کے ہیں اور وہ بھی مجاز ہے یعنے اے نبی وہ تمہارے اور ان کے حال سے مطلع ہے وہ تمہاری فتح کا وعدہ پورا کریگا (خفاجی) سنریہم ایتنا الخ۔ خداوند عالم نے نشانیوں کو ظاہر فرما کے انھیں اپنی ذات وصفات کا آئینہ خانہ بنایا۔ اور اہل مشاہدہ کے لئے اُس سے انوار ذات وصفات کی تجلیات ہونے لگیں اگر آیات کا پردہ نہ ہوتا اور ظاہر و باطن میں صفت الوہیت ظاہر ہوتی تو اجسام معطل ارواح فنا۔ نفوس دھتکل ہو جاتے کیونکہ بروز سطوات احدیت کا کوئی تحمل نہیں ہوتا۔ ابتدا میں آیات فرمایا مقصود اس سے صفات ہیں جیسکے انوار آفاق اسرار میں چمکتے ہیں۔ اور صفات سے مقصود ظہور ذات حقیقت الحقیقت کے نظارہ کرنے والوں کے لئے ہے۔ آیات آنکھوں کے لئے ہیں صفات قلوب کے لئے۔ ذات ارواح کے لئے۔ سر قدم اسرار کے لئے۔ سر کشف سر کے لئے ہوتا ہے۔ اور جب عارف صادق عین جمع میں ہوتا ہے ہر شے کو بعینہٖ حق پاتا ہے۔ کیونکہ حقیقت میں جو شے ظاہر ہوتی ہے وہ اسکا فعل ہے۔ اور اسکا فعل اسکی صفات میں غرق ہے اسکی صفات اسکی ذات سے قایم ہیں۔ اور جب خود میں مشاہدہ کرتا ہے جسطرح کہ آیات میں مشاہدہ کیا تھا تو اختلاط ہو جاتا ہے۔ حدوث قدم میں غائب ہو جاتا ہے۔ اور سکر انانیت آجاتا ہے تو دعوی الوہیت کرنے لگتا ہے کیونکہ آیات میں مشاہدہ کرنا عشق اور محبت کا مقتضی ہے اور آئینہ نفس میں مشاہدہ اتحاد کا مقتضی ہے جسطرح حلاج کا حال الخ (عرائس) عاصی کہتا ہے کہ گو شکر میں یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے لیکن ہرگز نہ خدا بندہ ہوتا ہے نہ بندہ خدا جناب سلطان الاولیا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں منصور کے زمانہ میں ہوتا تو انھیں سنبھال لیتا۔ اور میں اپنے ہر مرید کو سنبھال لیا کرتا ہوں جسطرح بہجۃ الاسرار میں ہے۔ حتی یتبین لھم انہ الحق۔ یعنے ان حقائق کو آیات اور ان کے انفس میں دکھلائیں گے یہاں تک کہ انھیں ظاہر ہو جائیگا کہ وہ بعینہٖ حق ہے۔ نہ آیات نہ آفاق نہ انفس بلکہ اہل حق کے لئے حق سے ظاہر ہوا۔ اور اسکی تاکید اسکے ظہور کی دلیل ہر شے ہے اور اسکا ظہور عرش سے فرش تک کے ہر ذرہ سے ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ اولم یکف بربک انہ علی کل شیء شہید۔ یعنے ہر شے سے اسکا نور ازلیت چمک رہا ہے۔ لیکن اُسی کیلئے جو اسکا والہ و شیدا ہے۔ اور جو محرومان ازل ہیں وہ اسے از روئے حقیقت و بیان وکشف وعیان وغیرہا نہیں دیکھ سکتے اسی لئے فرمایا۔ (الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم۔ یعنے وہ محروم اُسکے مشاہدہ سے محجوب ہیں۔ اپنی نابینائی و

ذاتوں میں دکھلائیں گے یہانتک کہ انپر ظاہر ہوجائیگا کہ یہی حق ہے۔ (اے نبی) کیا تحقیق اپنے پروردگار سے یہ بات کافی نہیں کہ وہ ہر چیز سے واقف ہے۔ خبردار ہو کہ بیشک یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات سے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ آگاہ رہو کہ بیشک وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

آیاتِ آفاقیہ سے مراد حادثاتِ گذشتہ وآئندہ جنکا ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور فتوحاتِ اسلامیہ جو خلفائے راشدین کے ہاتھ پر ہوئے اور جو قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ اور آیاتِ انفس سے مراد فتح مکہ اور دیگر فتوحات جو زمانۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں ہوئے۔ یہ سب کچھ دکھایا جائیگا یہانتک کہ انپر ظاہر ہوجائیگا کہ قرآن یا رسول صلے اللہ علیہ وسلم یا وجود باری تعالےٰ حق ہے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) جہالت سے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ پھر سب کے لئے اپنے ظہور کی تاکید اسطرح فرماتا ہے۔ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ۔ اسکا علم اسکی قدرت اسکا جلال و جمال ہر شے کو احاطہ کئے ہوئے ہے لیکن اسکا مشاہدہ عاشق و عارف ہی کرتے ہیں قشیری فرماتے ہیں کہ بندہ ہمیشہ ایک حال سے دوسرے حال کی جانب ترقی کرتا ہے یہانتک کہ احوالِ بلند تک پہونچ جاتا ہے اسوقت مشاہدہ کرتا ہے کہ تمام اشیا قائم باللہ ہیں (جسطرح صوفیوں نے کہا اَلْعَالَمُ كُلُّهٗ اَعْرَاضٌ مَجْمُوْعَةٌ فِيْ عَيْنٍ وَّاحِدٍ) پھر اس حال سے بھی ترقی کرتا ہے تو تمام اشیا کو رویتِ حق میں فانی دیکھتا ہے اور یقیناً سمجھتا ہے کہ قدیم جب حادث سے مقارن ہوتا ہے تو اسکا باقی اثر نہیں رہتا (جس طرح امام قشیری نے حضرت جنید بغدادی سے روایت کی ہے کہ اَلْحَادِثُ اِذَا قُوْرِنَ بِالْقَدِيْمِ لَمْ يَبْقَ لَهٗ اَثَرٌ) واسطی نے فرمایا کہ جس شے کو ظاہر کیا اس شے سے ظاہر ہوا یعنے اشیا کا ظاہر کرنا یہ ہے کہ اسے اپنا مظہر بنایا۔ جب اس شے کو ڈھونڈتے ہیں تو سوائے اللہ کے کسی کو نہیں پاتے۔ اس لئے فرمایا کہ عنقریب ہم اپنی نشانیاں اطرافِ عالم میں اور خود انکی ذاتوں میں دکھلائیں گے۔ یہانتک کہ انپر ظاہر ہوجائے گا کہ وہ حق ہے۔ نہ اسکا غیر اسی لئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کلمہ لبید سچا کلمہ ہے ع۔ اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ۔ یعنے آگاہ ہو کہ ہر شے جو اللہ تعالےٰ کے سوا ہے باطل ہے (عرائس) عاصی کہتا ہے کہ یہ حدیث بخاری میں ہے۔ مریۃ۔ شک۔ (صراح) ۱۲۔

چونکہ یہ اخبار غیب ہے جب یہ واقعہ کے مطابق ہوگی تو مصدق مخبر بلکہ اس کے اعجاز پر دال ہوگی[۱] بعضے کہتے ہیں کہ آیات آفاقیہ وہ ہیں جو حقیقت انسان اور اُسکے جسم سے خارج ہیں جس طرح افلاک و کواکب ظلمت و نور اور عناصر و موالید ہیں[۲] جسکی اطلاع وقتاً فوقتاً ہوتی جاتی ہے خصوص اس زمانہ میں جو ترقی ہوی ہے یہ سب اسی کی قدرت کے نمونے ہیں اور آیات نفسیہ وہ ہیں جو انسان کی ترکیب میں ودیعت ہیں۔ اور جو ربط وجہ عادی کو اُسکے جسم سفلی سے ہے۔ یا آفاق سے مراد احوال عالم علوی و ملکوت ہے۔ اور انفس سے احوال عالم ملک مراد ہے۔ جب اسمیں غور و فکر کریں گے تو اُنپر کھل جائیگا کہ یہ قرآن برحق ہے اور اللہ تعالے ہی ہر چیز سے واقف ہے تو انسان کو چاہیئے کہ گناہوں سے بچتا رہے لیکن یہ کافر حشر و نشر سے شک میں پڑے ہیں۔ اور جو مجمل و مفصل کا عالم ہو اور اُسپر قادر ہو تو اسکے قبضۂ قدرت سے کوئی چیز نکل نہیں سکتی پھر اسپر متفرق اجزا کا اعادہ کیا مشکل ہے۔ اسلئے آدمی کو چاہئے کہ مصنوعات پر نظر کرکے صانع کو نہ بھولے۔ اور اپنے خطرات و اعمال و اقوال کی نگہبانی کرے۔ چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

پس یقیں در عقل ہر دانندہ ہست ——— اینکہ با جنبیدہ جنبانندہ ہست
گر تو او را می نہ بینی در نظر ——— فہم کن آں را باظہار اثر
تن بجاں جنبد نمے بینی تو جاں ——— لیک از جنبیدن تن جاں بداں
از پئے آں گفت حق خود را بصیر ——— کہ بود دید ویت ہر دم نذیر

[۱] یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر دلالت کرتی ہے۔ [۲] موالید سے موالید ثلاثہ۔ (۱) نباتات یعنے جڑی۔ بوٹی۔ (۲) جمادات یعنے کانی چیزیں (۳) حیوانات یعنے جانور مراد ہوتی ہیں۔

از پئے آں گفت حق خود را سمیع | تا بہ بندی لب ز گفتار شنیع
از پئے آں گفت حق خود را علیم | تا نیندیشی فسادے تو ز بیم

جب بندہ اپنے خطرات اعمال و اقوال کی نگہبانی کرتا ہے اور محاسبہ کے بعد مراقبہ میں بھی کامل ہو جاتا ہے تو جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اسکے دل پر انوار تجلیات کا ظہور شروع ہوتا ہے جسکا مختصر بیان اس کلمہ میں ہے۔

کلمہ ۴۲ - بوادہ - بوادی - بوارق - لوائح - فوائح - فواتح - لوامع - طوالع و سواطع یہ نو کلمے ہیں جو ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں۔ ان سب سے مراد وہ انوار تجلیات ہیں جو اوائل سلوک میں بندہ کے دل پر ظاہر ہوتے ہیں۔ بوادہ - بادیہ کی جمع ہے یہ از قسم علم لدنی ہے جو تجلیات الٰہی سے مخصوص ہے اور بلا طلب یکایک بندہ کے دل پر وارد ہوتا ہے اسکے بعد بسط یا قبض ہوتا ہے۔ بوادی بادیہ کی جمع ہے وہ انوار الٰہی میں سے ایک نور ہے جو حواس پر ظاہر ہوتا ہے۔ بوارق بارقہ کی جمع ہے وہ ایک چیز ہے جو جناب قدس سے دل پر ظاہر ہوتی اور بہت جلد گم ہو جاتی ہے۔ لوائح لائحہ کی جمع ہے وہ نور تجلی ہے جو ظاہر ہوتا اور پھر چھپ جاتا ہے۔ فوائح فائحہ کی جمع ہے اس سے وہ ہوائیں مراد ہیں جو بندہ کے دل و دماغ کو نفحات رحمانیہ سے معطر کرتی ہیں جن سے بندہ اپنے دل میں خنکی اور ٹھنڈک پاتا ہے۔ فواتح فاتحہ کی جمع ہے یہ ایک لطیفہ ہے جو بندہ پر حضرت قدس کی طرف دروازہ کھول دیتا ہے اسکے ورود کے وقت حق سبحانہ کی جانب قرب بلا کیف حاصل ہوتا ہے۔ لوامع لامعہ کی جمع ہے اور یہ پہلی چیز ہے جو تجلیات صفاتیہ سے ظاہر ہوتی ہے اور دل میں وہ علوم جو معرفت صفات کے متعلق ہوں چھوڑ جاتی ہے۔ طوالع طالعہ کی جمع ہے وہ منجملہ تجلیات اسمائیہ ایک تجلی ہے جو بندہ کے باطن پر ظاہر ہوتی ہے اور دل میں وہ علوم چھوڑ جاتی ہے جو اسمائے ذاتیہ سے متعلق ہوتے ہیں۔

سورۂ شوریٰ

۴۲ سورہ شوریٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝۱ عٓسٓقٓ ۝۲ کَذٰلِکَ یُوۡحِیۡۤ اِلَیۡکَ وَ اِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۙ اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝ (اے پیغمبر

۳ جسطرح یہ سورت تمپر نازل کی جاتی ہے) اسی طرح اللہ غالب حکمت والا تمہاری طرف اور انکی

طرف جو تم سے پہلے تھے وحی بھیجتا رہا۔ وحی بھیجنا اور اصلاح معاش و معاد کے طریقے بتانا اسی کے

۴ لئے سزاوار ہے جسکی حکومت سارے جہان پر ہے جسطرح ارشاد ہے۔ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی

الۡاَرۡضِ ؕ وَ ہُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ۝ اسیکا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور وہی (سب سے)

بزرگ و برتر ہے اسکی ایسی عظمت و بزرگی ہے جسکی زمین تو زمین آسمانوں پر بھی دہوم ہے جسطرح

۵ فرماتا ہے۔ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡ فَوۡقِہِنَّ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّہِمۡ وَ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِمَنۡ

فِی الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ۝ قریب ہے کہ آسمان (اسکی عظمت سے) اپنی اوپر کی

یُوحِیٓ کی بصیغہ مجہول۔

یَکَادُ نافع کسائی یا سے بصیغہ غائب۔ یَنۡفَطِرۡنَ ابوعمرو شعبہ باب انفعال سے ۔ ۱۲

حٓمٓ ۝ عٓسٓقٓ۔ حروف مقطعات ہیں۔ لہ بیضاوی۔ سلہ ابن عباس اور ضحاک اور قتادہ اور سدی اور کعب الاحبار نے کہا کہ "عظمت کے خوف سے" (ابن کثیر کیونکہ علی و عظیم کے بعد آسمان کا پھٹنا ہی جو عظمت پر دال ہے۔ بعضوں نے کہا اللہ تعالےٰ کی جانب اولاد منسوب کرنے سے جسطرح فرمایا تکاد السموات یتفطرن منہ (مدارک) چنانچہ اسکی بعد کی آیت میں والذین اتخذ والٰہیہ ہے ۔ سلہ بعضوں نے

طرف سے پھٹ پڑیں۔ اور فرشتے اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اسکی تسبیح کرتے ہیں اور زمین
میں رہنے والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ آگاہ رہو بیشک اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے یعنی
فرشتوں نے جو مومنین کے لئے مغفرت طلب کی وہ عنایت فرمائیگا اور اسکے ساتھ اپنی رحمت
بھی شامل فرمائیگا اسی لئے خود کو غفور و رحیم فرمایا۔ فرشتے جو مومنوں کے لئے استغفار کرتے ہیں
وہ اس لئے کہ مومنین خدا کے سوا دوسرے کو کارساز نہیں سمجھتے برخلاف مشرکوں کے جسطرح
انکا حال بیان فرماتا ہے:۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ وَمَآ اَنْتَ ۶
عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ○ اور جن لوگوں نے خدا کے سوا (اوروں کو اپنا) کارساز بنایا ہے اللہ اُن (کے
اعمال) کا نگہبان ہے۔ اور (اے پیغمبر) تم اُن کے ذمہ دار نہیں ہو۔ تمھارے ذمہ تو صرف
سمجھانا اور ڈرانا ہے اور جسطرح ہم نے یہ وحی کی ہے کہ تم اُن کے نگہبان و ذمہ دار نہیں ہو اسی
طرح ہم نے قرآن میں نازل کیا کہ تم انھیں ڈرائیں چنانچہ ارشاد ہے۔ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ۷
قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کہا ضمیر کا مرجع الارض معنی میں الارضین کے ہے۔ لہ جسمانیات کے بعد روحانیات یعنے فرشتوں کا ذکر فرمایا کہ وہ اس نسبت سے جو عالم ارواح سے ہے تسبیح کرتے ہیں اور اس نسبت سے جو عالم اجسام سے ہے اُن اجسام والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں (نیشاپوری) عالم موجودات دو قسم پر ہے (۱) جسمانیات جن میں سب سے بزرگ آسمان ہیں (۲) روحانیات جسمیں سب سے بزرگ ملائکہ ہیں اپنی عظمت کا کمال دکھانے کے لئے ان دونو اقسام کی اعظم چیزوں کا ذکر فرمایا۔ لہ (کبیر) لہ ابن جریر۔ یوم الجمع۔ قیامت کا نام ہے اس لئے کہ اس دن مخلوق جمع کی جائیگی۔ یا ارواح و اجسام اکٹھے ہوں گے یا اعمال و عامل ایک جا ہوں گے (بیضاوی)۔

فِی السَّعِیْرِ ۝ اور اسی طرح ہم نے تمھاری طرف عربی (زبان کا) قرآن نازل کیا تاکہ تم مکّہ[1] والوں کو
اور انھیں جو اسکے گرداگرد ہیں[2] (عذابِ الٰہی) سے ڈراؤ۔ اور روزِ قیامت سے (بھی) ڈراؤ جس[3] کے
آنے میں کچھ شک نہیں۔ (اُسدن) کچھ لوگ جنت میں ہوں گے اور کچھ لوگ دوزخ میں۔ کیونکہ
اللہ تعالے کا حکم اسی طرح جاری ہوا ہے جسطرح ارشاد ہوتا ہے۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً
وَّلٰكِنْ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝ اور اگر اللہ چاہتا تو ان
سب کو ایک ہی فرقہ (اچھا[4] یا برا) بنا دیتا ولیکن وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل فرماتا ہے
اور جو ظالم ہیں (تو اُسدن) انکا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ مددگار۔ کیا یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر
دوسروں کو دوست بناتے ہیں۔ دوستی کے قابل تو وہی ایک ذات ہے جسطرح ارشاد ہے۔
اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِیُّ وَهُوَ یُحْیِ الْمَوْتٰی ؗ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ کیا
ان لوگوں نے خدا کے سوا (اوروں کو اپنا) کارساز بنایا ہے۔ (اگر حقیقی کارساز[5] چاہتے ہیں) تو
اللہ ہی کارساز ہے اور وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور وہی ہر[6] چیز پر قادر ہے جسطرح خدا کے

[1] یہاں مضاف مقدر ہے۔ اے اہل مکہ۔ یا یہ نسبت مجازی ہے۔ [2] یعنے سب شہروں کے باشندوں کو۔ بات یہ ہے کہ تمام زمین مکہ معظمہ ہی کی زمین سے پھیلائی گئی ہے تو سب شہروں کی اصل وہی ہے۔ عرب ہر چیز کی اصل کو اُم کہتے ہیں۔ اور تمام آبادی اسکے گرد ہے تو مطلب یہ ہوا کہ تمام زمین والوں کو ڈراؤ۔ [3] مہتدین او ضالین (بیضاوی) هوالولی۔ قال ابن عباس ولیك یا محمد وولی من تبعك (بغوی) [4] فاللہ کا جواب شرط مقدر ہے۔ گویا کہ جو اس کے سوا کارساز سمجھتے ہیں انکا انکار کرکے فرماتا ہے۔ ان ارادوا اولیاء بحق فاللہ هوالولی (مدارك) [5] وہی کارساز بنانے کے لائق ہے نہ وہ کہ جس میں کچھ بھی قدرت نہیں۔ ١٢

دشمنوں سے دوستی نہ چاہئے اسی طرح اپنے اختلافات میں بھی غیر کو حاکم نہ بنائیں جسطرح فرماتا ہے:- وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝ اور جس کسی چیز میں تم اختلاف کرتے ہو تو اسکا فیصلہ خدا ہی کے حوالہ ہے۔ یہی اللہ میرا پروردگار ہے۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ یعنے جن جن امور میں کہ تم اختلاف کرتے ہو ان امور میں اللہ تعالے ہی بذریعہ قرآن و حدیث حاکم ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہی میرا پالنے والا ہے اسی پر مجھے بھروسہ ہے اور ہر امر میں میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ ایک نعمت پرورش ہی نہیں بلکہ اور بہت سی نعمتیں ہیں جن میں سے کچھ یہاں بیان فرماتا ہے۔ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (وہی) آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ اسی نے تمھارے لئے تمھاری جنس سے

يَذْرَؤُكُمْ - یکثرکم - ذرئو یجعل خلق والشئ کثرہ (قاموس) فِيهِ - یعنے اس تدبیر میں اور وہ تدبیر انسانوں کے اور جانوروں کے جوڑے بنانا ہے (کبیر) كَمِثْلِهِ شَيْءٌ - مثل کا لفظ سب لفظوں سے زیادہ عام ہے کیونکہ ند اسکو کہتے ہیں جو فقط جوہر ذاتی میں مشابہ ہو۔ اور شبیہ اسکو کہتے ہیں جو فقط کیفیت میں شریک ہو اور مساوی اسکو کہتے ہیں جو فقط مقدار میں شریک ہو۔ اور ہم شکل اسکو کہتے ہیں جو فقط مقدار و مساحت میں شریک ہو۔ اور مثل اسکو کہتے ہیں جو ان سب باتوں میں شریک ہو تو یہاں مراد یہ ہوی کہ اللہ تعالے کیساتھ کسی بات میں کسیطرح کسی کو شرکت نہیں۔ بعضوں نے کہا کہ کاف و مثل کو جمع کرنا تاکید نفی کیلئے ہے اسبات پر آگاہ کرنیکے لئے کہ استعمال مثل کا صحیح ہوتا ہے اور نہ کاف کا بس لیس سے دونوں امر مجموعی کی نفی فرمایا۔ اور بعضوں نے کہا مثل سے یہاں صفت مراد ہے یعنے کصفتہ صفۃ اسبات پر آگاہ کرنیکے لئے کہ اگرچہ بہت سے صفات سے بشر موصوف ہوتا ہے لیکن وہ جس حیثیت سے کہ بشر میں استعمال ہوتے ہیں اسطرح اللہ تعالے کے صفات نہیں ہیں - ۱۲

جوڑے بنائے اور چارپایوں میں سے جوڑے (بنائے) تمھیں اس (طرح زمین) میں پھیلاتا ہے
اُس کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہی سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔ یعنی اسی طرح قیامت تک نسلاً
بعد نسلٍ پیدا فرماتا رہیگا۔ کوئی چیز اسکے نظیر و مانند نہیں وہ آسمان و زمین کا حاکم و متصرف ہے
جسطرح ارشاد فرماتا ہے۔ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ
اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۝ آسمانوں کی اور زمین کی کنجیاں اسی کے لئے ہیں جسکے لئے چاہتا ہے رزق
کشادہ کرتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کرتا ہے اس لئے کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ چونکہ وہ
ہر چیز کا عالم ہے اس لئے معاش و معاد کے امور بھی جسے شریعت کہتے ہیں وہی بتلاتا ہے جسطرح
ارشاد ہے۔ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ
اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ
اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ۝ اُس نے تمھارے لئے دین کا وہ
رستہ مقرر کیا جسکا اُس نے نوح کو حکم دیا تھا اور (اے نبی) جسکی ہم نے تمھاری طرف وحی کی اور
جسکا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا یہ کہ دین کو قایم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو
(اے نبی توحید) جسکی طرف تم بلاتے ہو اُن پر (بہت) شاق ہے۔ اللہ جسکو چاہتا ہے اپنی

مقالید۔ حسن نے کہا مفاتیح سدی نے کہا خزائن السمٰوت والارض (ابن جریر) اقلیدٌ او مقلد کلید۔ جمع
مقالید (صراح) شرع۔ راہ روشن۔ راہ پیدا کردن خدا تعالےٰ بر بندگان در بندگی (صراح) وقد شرع لھم ای
سنّ و بابہ قطع (مختار)۔

اُسکو جسے چاہے چن لیتا ہے اور جو رجوع کرتا ہے اسکو اپنی طرف ہدایت کرتا ہے۔ پہلے پانچ اُولوالعزم انبیا کا ذکر فرما کے متبعین کو اقامتِ دین کی تاکید کی کیونکہ دین سب کا ایک ہے یعنے توحید و نبوت و معاد میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اگر اختلاف ہے تو بہ حسبِ اوقات فروع میں اختلاف ہے۔ پھر اہلِ شرک کا حسد بیان فرمایا کہ انکارِ توحید صرف تکبر سے کرتے ہیں اس لئے کہ نبی کی اطاعت سے انھیں عار ہے۔ پھر فرمایا کہ رسالت۔ مال وجاہ سے حاصل نہیں ہو سکتی یہ تو اللہ کی دین ہے جسے چاہتا ہے سرفراز فرماتا ہے۔ اور جو لوگ توبہ کرتے ہیں انھیں ہدایت دیتا ہے۔ لیکن جس کے حصہ میں شقاوت ہے باوجود رسول و کتاب آنے کے بھی اللہ تعالے کی طرف رجوع نہیں کرتے

جسطرح ارشاد ہے:- وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ ع ۲
سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ
شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ اور انھوں نے اختلاف نہیں کیا لیکن علم آنے کے بعد اپنی باہمی ضد سے اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو تمھارے پروردگار کی طرف سے انھیں ایک مدت معین تک (تاخیرِ عقوبت کیلئے) ہو چکی ہے تو ضرور انمیں فیصلہ کر دیا گیا ہوتا اور بیشک جو لوگ اُن کے بعد کتاب (الٰہی) کے وارث کئے گئے وہ یقیناً اس کتاب کی طرف سے شک در شک میں ہیں۔ حق بات معلوم ہونے پر بھی سابق کی امتیں جو مخالفت کرتی ہیں یہ صرف انکی سرکشی اور عناد تھا۔ چونکہ اللہ تعالے کا حکم تاخیرِ عذاب

وما تفرقوا۔ اسمیں ضمیر کا مرجع امم سابقہ ہیں۔ وان الذین اورثوا الکتب یعنے وہ اہلِ کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمانہ میں تھے۔ (بیضاوی) اجل مسمی۔ سدی نے کہا روزِ قیامت (ابن جریر)۔

کے لئے ہوچکا ہے ورنہ ابھی فیصلہ ہوجاتا۔ پھر جو لوگ اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں ہیں وہ بھی اپنی کتاب وایمان سے شک میں پڑے ہوئے ہیں جیسا چاہئے اسطرح اس پر
ایمان نہیں لاتے۔ اسی اختلاف وتفرقہ کے باعث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ انھیں
اپنی اتباع کا حکم دو اور اپنے دین کی طرف بلاؤ جسطرح ارشاد ہے:۔ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ
وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ
لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۖ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۖ اَللّٰهُ يَجْمَعُ
بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ؕ پس (اے نبی) اسی (اختلاف) کی وجہ سے (انھیں) اس (دین) کی
طرف بلاؤ۔ اور (خود بھی) جسطرح تمھیں حکم دیا گیا ہے (اسپر) قایم رہو۔ اور انکی خواہشوں کی
پیروی نہ کرو۔ اور کہو کہ ہر اس کتاب پر جسے اللہ نے اتارا ہے میں ایمان لایا۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ
تمھارے درمیان میں انصاف کروں۔ ہمارا پروردگار اور تمھارا (بھی) پروردگار اللہ ہے۔ ہمارے
لئے ہمارے عمل ہیں اور تمھارے لئے تمھارے عمل۔ (اب) ہم میں اور تم میں کچھ جھگڑا نہیں ہے۔ اللہ
(روز قیامت) ہم سب کو جمع کریگا اور اسی کی طرف (سب کی) بازگشت ہے۔ اس آیہ کریمہ کے
دس کلمے مستقل ہیں۔ جنمیں سے ہر ایک اپنے ماقبل سے منفصل ہے اور پوری معنے رکھتا ہے۔
کہا گیا ہے کہ اسکی نظیر آیت کرسی کے سوا کہیں نہیں ملتی کیونکہ اس میں بھی اسیطرح دس کلمے ہیں۔

لہ بیضاوی۔ ٢ه بیضاوی ٣ه اس میں حجت وادلہ کی ممانعت نہیں ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ حقیت اسلام کے دلائل پوری طور سے بیان ہوچکے تو اب لسانی حجت ان سے باقی نہیں رہی (نیشاپوری) ٤ه ابن کثیر ۱۲

اس آیہ کریمہ کے دس کلموں کی تفصیل یہ ہے:- (۱) توحید کی دعوت دینا (۲) اس دعوت پر حسب
فرمودہ آلٰہی قایم رہنا (۳) کسی کام میں کافروں کی خواہشوں پر نہ چلنا - کیونکہ ہوای نفس داعیِ خیر نہیں
ہوتی (۴) اور اُس سے کسطرح ہوای نفس کی اتباع ممکن ہے جو تمام کتبِ آلٰہی پر ایمان لایا ہو برخلاف
کافروں کے کہ بعض کتب پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں (۵) عرب وعجم جو باہم
ادیان میں مختلف ہیں انمیں حسبِ حکمِ آلٰہی عدل وانصاف کرنا (۶) چونکہ اللہ تعالے ہمارا اور تمہارا
پروردگار ہے تو اُسی کے حکم پر چلنا (۷) جیسی کرنی ویسی بھرنی ہر ایک کا عمل اُسی کے لئے ہوگا (۸)
تمھارے ہمارے میں خصومتِ لسانی نہیں کیونکہ حق ظاہر ہوگیا اب حجت اور جھگڑا صرف عناد وسرکشی
ہے (۹) اللہ تعالے قیامت کے روز فیصلہ کرنے کے لئے ہم سب کو جمع فرمایگا (۱۰) وہی سب کا
مرجع ہے اور اسی کی طرف سب کو لوٹنا ہے - پھر جو یہ سب کچھ سن کر بھی وہی جھگڑا اور جدال کریں تو
اُنھیں اپنے غضب اور سخت عذاب سے اسطرح ڈراتا ہے:- وَالَّذِیۡنَ یُحَآجُّوۡنَ فِی اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ ع ۲ ۱ ۶
مَا اسۡتُجِیۡبَ لَهٗ حُجَّتُهُمۡ دَاحِضَةٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَعَلَیۡهِمۡ غَضَبٌ وَّلَهُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۝ اور جو
لوگ اللہ کے (دین کے) بارے میں بعد اسکے کہ اُسے مان لیا گیا ہے - جھگڑتے ہیں - انکی دلیل اُن کے
پروردگار کے پاس باطل ہے اور اُن پر (اللہ کا) غضب ہے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے - اور
اللہ تعالےٰ کسی پر عذاب نہیں نازل فرماتا ہے تاوقتیکہ رسول بھیجکر اور کتب نازل فرماکر انکی تفہیم نہیں فرمادیتا

والذین یحاجون - ابن عباس نے فرمایا کہ مسلمانوں سے جنھوں نے اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیا ہے کافر لڑتے ہیں - اور
چاہتے ہیں کہ ہدایت سے روکیں (ابن کثیر) داحضة - دحوض باطل شدنِ حجت (صراح) لہ کبیر ۱۲

جسطرح ارشاد ہے۔ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۝ اللہ (کی ذاتِ پاک) وہ ہے جس نے برحق کتاب اور انصاف (کا حکم) اتارا اور (اے نبی) تمھیں کیا معلوم کہ شاید قیامت قریب ہو جو قیامت پر ایمان نہیں لاتے وہ اس کے آنے کی جلدی کرتے ہیں اور جو ایمان لائے وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ بیشک قیامت (کا آنا) برحق ہے۔ آگاہ رہو! بیشک جو لوگ قیامت (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں یقیناً وہ بڑی گمراہی میں ہیں یعنی اے نبی سوائے وحی کے کون چیز تمکو آگاہ کرسکتی ہے اور تم نے تو وحی سے قربِ قیامت کے سب آثار بتلا دئے ہیں۔ جو ایماندار ہیں وہ تو ڈرتے اور تمھارا کہا مان کے قیامت کو برحق سمجھتے ہیں مگر کافر اپنی ہوا و ہوس کے پابند ہوکر دلیر ہوتے اور تمسخر سے جلدی مچاتے ہیں ایسا کرنے والے سخت ضلالت میں ہیں۔ باوجود انکی اس گمراہی کے بھی اللہ تعالےٰ مہربانی فرماتا او

المیزان۔ مجاہد و قتادہ نے کہا کہ ترازو سے مراد عدل و انصاف ہے (ابن کثیر) جسطرح اوزان و مقادیر کو ترازو برابر کردیتی ہے اسی طرح عدل لوگوں کے حقوق کو برابر کردیتا ہے یہ استعارہ ہے۔ (خفاجی) عاصی کہتا ہے کہ بعضے وقت مظلوم ظالم سے اپنا حق پورا نہیں لیتا۔ اسی لئے میزانِ عدل کے بعد قیامت کا ذکر فرمایا۔ کہ وہاں ہر ایک کو اسکا پورا حق دلایا جائیگا۔ یمارون الامتراء والمماراة المحاجة فیمافیه مرية (مفردات) مماراة بخصومت اور عداوت اور لڑائی کرنا (منتخب)

لہ بیضاوی ۱۲۔ لہ اسلئے ڈرتے ہیں کہ قیامِ قیامت کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی (بیضاوی) ۱۲۔

رزق دیتا ہے جیسطرح ارشاد ہے۔ اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاۤءُ وَھُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ۔ اللہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے جسے چاہتا ہے روزی دیتا ہے اور وہی قوی غالب ہے۔ قوی وعزیز فرمانے میں اشارہ ہے کہ اسکا لطف قہر سے مقرون ہے کہیں اُسکی مہربانی کے بھروسہ اُس سے غافل نہ ہو جائیں اسی لیے دنیا طلبی سے اسطرح ڈراتا ہے۔ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَہٗ فِیْ حَرْثِہٖ وَمَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِہٖ مِنْھَا وَمَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ۝ جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کے لئے اسکی کھیتی میں بڑہا دیں گے۔ اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اسکو اُس میں سے کچھ دیں گے۔ اور اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے۔ کھیتی فرمانے میں یہ نکتہ ہے کہ آخرت ہو یا دنیا بغیر محنت ومشقت کے نہیں حاصل ہو سکتی۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

سایۂ حق بر سرِ بندہ بود
عاقبت جوئندہ یابندہ بود

گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے
عاقبت زاں در بروں آید سرے

چوں نشینی بر سرِ کوئے کسے
عاقبت بینی تو ہم روے کسے

چوں ز چاہے میکنی ہر روز خاک
عاقبت اندر رسی در آب پاک

ہاں فضل خدا۔ وہ خاص بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح کی اور اُسکی فکر دنیا کی جانب ہوی تو اللہ تعالےٰ اُسے پریشان فرمائیگا اور فقیری کو اسکے سامنے کردیگا

لہ اس آیت میں چند طرح سے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی (۱) آخرت کو مقدم بیان فرمایا (۲) طالب آخرت کو زیادتی۔ طالب دنیا کو تہوڑا سا۔ کیونکہ مِنْ تبعیض کے لئے ہے ۱۲ بیہقی

اور دنیا سے اسیقدر ملیگا جتنا اُس کے لئے لکھا ہے۔ اور جس نے سعی کی اور اُسکا خیال آخرت
کے لئے ہے تو اللہ تعالےٰ اُسے مطمئن خاطر بنا دیگا۔ اُسکے دل میں توانگری دیگا اور دنیا ذلیل ہوکر
۲۱ اُس کے پاس آئیگی۔ بعد دارین کی بھلائی بیان کرنے کے گمراہونکا حال بیان فرماتا ہے:- اَمْ
۲۲ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ
وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ
الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ کیا اُن کے لئے ایسے شریک ہیں جنھوں نے اُن کے واسطے ایسا دین نکالا
ہے جسکا اللہ نے حکم نہیں دیا۔ اور اگر فیصلہ کا وعدہ (تاخیر عذاب پر) نہ ہوتا تو اُن کے درمیان
یقیناً (ابھی) فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور بیشک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (اے نبی تم
(روزِ قیامت) ظالموں کو دیکھو گے کہ اپنے اعمال (کے وبال) سے ڈر رہے ہوں گے اور وہ
(وبال ضرور ہی) اُن پر پڑیگا اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام (بھی) کئے
جنت کے باغوں میں ہوں گے اُن کے لئے اُن کے پروردگار کے پاس جو کچھ وہ چاہیں گے
(موجود) ہے یہی بڑا فضل ہے۔ مشرکوں کا عذاب۔ اور مومنوں کا ثواب بیان فرما کے پھر
۲۳ مومنوں کو خوشخبری اور مبارکبادی دیتا ہے۔ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ام لهم شركاؤ- بعضوں نے کہا ام منقطعہ ہے بل کے معنے میں۔ دوسروں نے کہا معادل واسطے الف استفہام کے ہے۔ اُسکی تقدیر اسطرح ہے افیقبلون ما شرع الله لهم من الدين ام لهم الخ - (نیشاپوری)-

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً

نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ یہی وہ (فضل[۱]) ہے جسکی خوشخبری اللہ اپنے اُن

بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام (بھی) کئے۔ (اے نبی) کہو کہ میں

تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ اجرت نہیں چاہتا مگر (میری[۲]) قرابت سے محبت (رکھو) اور جو شخص

نیکی کریگا ہم اُسکی نیکی میں اُسکے لئے خوبی بڑھا دیں گے۔ کیونکہ اللہ بخشنے والا قدردان ہے۔

روایت[۳] ہے کہ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى[۴] کے معنے یہ ہیں کہ میری قرابت سے محبت رکھو یعنی میرے

فضائل اہل بیت

يَقْتَرِفْ۔ الاقتراف الاکتساب (مختار) اقتراف کسب کردن (کنز) اَجْرًا۔ مزدکار (کنز) [۱] خفاجی [۲] ای ان تودوا قرابتی فالمراد لا اطلب منکم الا محبت اھل بیتی۔ ومن ینتمی الی فنی للظرفیۃ المجازیۃ ای الا مودۃ واقعۃ فی قرابتی واھل بیتی۔ والقرابۃ اسم جمع کالصحابۃ۔ اوان تودونی لقرابتی۔ فالمودۃ مصدر مقدر بان والفعل والقربی مصدر کالقرابۃ وفی للسببیۃ وھی بمعنی اللام لتقارب السبب والعلۃ (خفاجی) [۳] بخاری از سعید بن جبیر (ابن کثیر) [۴] اس آیت میں ابن عباس قربے کو عموم پر محمول کرتے ہیں بخاری وغیرہ میں اُن سے روایت کی گئی ہے کہ جب ابن جبیر نے قربیٰ کی تفسیر اہل بیت سے کی تو ابن عباس نے اُن سے کہا کہ تم نے تفسیر کرنے میں جلدی کی اس لئے کہ قریش میں کوئی ایسا قبیلہ نہیں کہ جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت ہو۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ میں اور تم میں جو قرابت ہے اسکا لحاظ کرو۔ اگرچہ سورہ مکی ہونے کی وجہ سے ان کے قول کی تائید ہوتی ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ وہ دو مرتبہ نازل ہوا ہو۔ باوجود اسکے قربے کو اہل بیت کے ساتھ خاص کرنا اسکے منافی نہیں ہے۔ جیسا کہ ابن جبیر نے قربے کو اخص افراد پر محمول کیا ہے۔ اور بیان کیا کہ اہل بیت کی قرابت کا لحاظ رکھنا اور قرابتداروں سے بہت بہتر ہے۔ نیز قربے کو اہل بیت کے ساتھ خاص کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور حفاظت بطریق اولے مستفاد ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کی حفاظت اپنے لئے طلب کی تو خود کی حفاظت تو بطریق اولے ضرور ہونی چاہیے

قرابت کے ساتھ حسنِ سلوک وخوبیٔ خدمت کا برتاؤ کرو۔ سدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ جب
حضرت زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہما کو شامی لوگ قید کر کے لائے تو ایک ظالم اہلِ
شام میں سے کہنے لگا کہ "اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس نے تم لوگوں کو قتل کر کے نیست کر دیا اور فتنہ
مٹگیا"۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "کیا تو نے قرآن پڑھا ہے؟" اس نے کہا "ہاں"
آپنے فرمایا کہ "آل حٰم سورتیں بھی پڑھی ہیں"۔ بولا کہ جب میں نے پورا قرآن پڑھا ہو تو کیا آل حٰم نہیں
پڑھا۔ آپنے فرمایا کہ کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی؟ قُل لَّآ اَسْئَلُكُمْ الخ۔ بولا کہ کیا قربیٰ آپ ہی لوگ
ہیں؟ آپنے فرمایا کہ "ہاں"۔ روایت ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ پڑھا منجملہ اس کے
یہ بھی تھا جس نے مجھے پہچانا وہ تو پہچان لیا۔ اور جو نہیں پہچانا (وہ پہچان لے) کہ میں حسن بن محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ پھر فرمایا کہ میں ان اہل بیت میں سے ہوں کہ اللہ نے جنکی محبت و دوستی
ہر ایک مسلمان پر واجب کر دی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ قُل لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اسی لئے حضرت ابن عباسؓ نے ابن جبیر کو خطا کے ساتھ منسوب نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ تم نے تفسیر کرنے میں جلدی کی کیونکہ آیت سے مراد عموم ہے اور اس سے زیادہ تر اہم آنحضرت کی محبت ہے۔ ابن جبیر اور ابن عباس کے دونوں تفسیروں میں مخالفت نہ ہونگی اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ ابن جبیر آیت کی تفسیر ایک بار اسطرح کرتے اور ایکبار اسطرح بلکہ ابن عباس سے بھی ایک حدیث جو تفسیر ابن جبیر کے موافق ہی مروی ہے چنانچہ امام احمد وطبرانی وابن ابی حاتم وحاکم نے ابن عباس سے روایت کی کہ جب یہ آیت اتری صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ لوگ آپکی قرابت سے کون ہیں جنکی محبت ہم پر واجب کر دیگئی آپ نے فرمایا علی اور فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے ہیں۔ اگرچہ اس سند میں شیعی غالی ہے لیکن صدوق ہے" اور الا المودۃ میں استثناء منقطع ہے پس یہ ادائی رسالت کے مقابلہ میں اجر نہیں ہے صواعق ابن جریر۔ بزار۔ طبرانی (صواعق محرقہ) ابو اسحٰق السبیعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "میں نے عمرو بن شعیب سے دریافت کیا کہ الا المودۃ فی القربیٰ میں قرابتی کون لوگ مراد ہیں" فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتی مراد ہیں (ابن کثیر)"۔ ۱۲

وَمَنۡ یَّقۡتَرِفۡ حَسَنَةً الخ۔ یہاں اقترافِ[1] حسنات یعنی نیکی کرنے سے مراد ہم اہل بیت کی محبت ہے۔ شمس الدین ابن عربی اہل بیت کی شان میں فرماتے ہیں ؎ رَاَیۡتُ وِلَائِیۡ اٰلَ طٰهٰ فَرِیۡضَةً ✦ عَلٰی رَغۡمِ اَهۡلِ الۡبُعۡدِ یُوۡرِثُنِیۡ الۡقُرۡبٰی ✦ فَمَا طَلَبَ الۡمَبۡعُوۡثُ اَجۡرًا عَلَی الۡهُدٰی ✦ بِتَبۡلِیۡغِهٖ اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِی الۡقُرۡبٰی ✦ اہل بیت کی شان میں اور بھی حدیثیں[2] وارد ہیں"۔ اور جب[3] یہ آیت قل لا اسئلکم الخ نازل

[1] امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اقترافِ حسنات سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی مراد ہے۔ (صواعق محرقہ) [2] حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قریش ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو خنداں پیشانی سے ملتے ہیں۔ اور جب ہم سے ملتے ہیں تو بطور اجنبی ملتے ہیں" یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت غصہ آیا اور فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے کہ کسی مرد کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا جبتک کہ وہ اللہ تعالٰی اور اُس کے رسول کے واسطے تم سے محبت نہ کریگا۔ (ابن کثیر از امام احمد رح) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا کہ تم لوگ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کو آپ کی اہل بیت میں طلب کرو (بخاری) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ" واللہ صلہ قرابت رکھنے میں مجھے اپنی قرابت سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت زیادہ محبوب ہے (بخاری) حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جس دن آپ مسلمان ہوئے تھے آپ کا اسلام مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب تھا کیونکہ خطاب کے اسلام لانے سے آپکا مسلمان ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا۔ (بخاری) [3] زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم ان کو مضبوط پکڑے رہو تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ان دونوں میں سے ایک بہ نسبت دوسرے کے زیادہ بزرگ ہے۔ اور وہ کتاب اللہ ہے کہ آسمان سے زمین تک ایک رسی تنی ہوی ہے۔ دوم میری عترت اہل بیت ہیں یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہونگے یہانتک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے پس تم لوگ دیکھتے رہو کہ میرے بعد تم لوگ ان دونوں چیزوں سے کسطرح برتاؤ کرتے ہو (ترمذی) حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ہوئی تو چند لوگوں نے اپنے جی میں کہا کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی مراد ہے کہ اپنے بعد لوگوں کو اپنے قرابتداروں کے ساتھ سلوک کرنے پر آمادہ کریں پس جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ ان لوگوں نے آپ پر بہتان باندھا ہے (کہ آپ نے یہ آیت اپنی طرف سے بنالی ہے) تو یہ آیت اُن کے جواب میں نازل ہوئی۔ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ۚ فَاِنۡ یَّشَاِ اللّٰہُ یَخۡتِمۡ عَلٰی قَلۡبِکَ ؕ وَ یَمۡحُ اللّٰہُ الۡبَاطِلَ وَ یُحِقُّ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ ؕ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۲۴﴾ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ (پیغمبر نے) اللہ پر جھوٹ افترا کیا پس (اے نبی) اگر اللہ (تمہاری ذلت) چاہتا تو تمہارے دل پر مہر کر دیتا (کہ تم اُس پر بہتان کرنے میں دلیر ہوتے) اور اللہ (تو) باطل کو مٹاتا اور اپنی باتوں سے حق کو ثابت کرتا ہے اس لئے کہ وہ دلی باتوں سے واقف ہے کافروں

(بقیہ صفحہ گذشتہ) لوگو! اللہ تعالے کو محبوب رکھو کہ وہ تمکو اپنی نعمتوں سے پالتا ہے اور اللہ تعالے کی وجہ سے مجھے محبوب رکھو۔ اور میری محبت سے میری اہل بیت کو محبوب رکھو (ترمذی) حسین بن سبرہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قربے کون لوگ ہیں کیا آپ کی بیبیاں آپ کی اہل بیت نہیں ہیں زید نے فرمایا کہ آپ کی بی بیاں تو آپ کی اہل بیت ہیں لیکن آپ کی اہل بیت وہ لوگ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے حصین نے کہا "وہ کون لوگ ہیں؟" زید نے فرمایا "وہ اولاد علی اولاد عقیل اولاد جعفر اور اولاد عباس رضی اللہ عنہم ہیں (مسلم و نسائی۔) اسکے علاوہ اسی تفسیر کے صفحہ (۱۴۸۷) پر انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت کی شرح میں بھی اہل بیت عظام کے فضائل مذکور ہوئے ہیں۔ ۱۲ ثعلبی و بغوی (صواعق) فان یشاء اللہ الخ۔ بعضوں نے کہا تمہارے دل پر صبر کی مہر کر دیتا کہ ان کے عدم اسلام سے تمھیں ایذا نہ ہوتی لیکن آپ کو غیرت الٰہی کے لحاظ سے تکلیف پہنچتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالے نے فرمایا لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ۔ "اے نبی کیا تم ان کے ایمان نہ لانے سے اپنی جان کھو بیٹھوگے۔ ویمح۔ مرفوع بسبب ابتدا کے ہے لیکن رسم خط میں واو نہیں لکھا جاتا جیسا کہ سندع الزبانیہ میں (ابن جریر)۔ ۱۲

ازواج مطہرات اہل بیت سے ہیں

اس اعتراض کا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن خود بنا کے اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کیا اور اُس پر بہتان باندھا ہے اللہ تعالےٰ اسطرح جواب دیتا ہے کہ طوفان و افترا کرنا تو اُسکا کام ہے جن کے دل بُرے اعتقاد اور بُرے کاموں میں پھنسے رہنے سے سیاہ ہو جاتے ہیں جس سے آخر میں اُن کے دلوں پر مُہر کر دیجاتی ہے اور پھر اُن کے درست ہونے کی امید باقی نہیں رہتی تو وہ اللہ پر بہتان کرنے میں دلیر ہو جاتے ہیں برخلاف اس کے اے نبی کریم نہ تو تم بُرے کام کرتے ہو اور نہ تمھارے دل پر مُہر لگیگی جو تم مجھ پر افترا کرتے۔ اس میں تعریض ہو کہ جو آنحضرت کی طرف افترا منسوب کرتا ہو خود اُس کے دل پر مُہر لگیگی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ کی عادت تو جھوٹ اور باطل کو مٹانے کی ہے تو پھر آنحضرت بفرض کفار باطل پر ہوتے تو اس طرح دن دونی اور رات چوگنی ترقی نہ ہوتی اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ حق بات کو ثابت و قائم رکھتا ہے کیونکہ وہ سب کے حال سے واقف ہے اور جھوٹے اور سچے کو اُن کے حسب حال سزا و جزا دیتا ہے۔ اور جو کیسا ہی گنہگار و مشرک اپنے گنہ و شرک سے توبہ کرلے تو اُسے قبول فرمالیتا ہے

جسطرح ارشاد ہے۔ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۙ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝ اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور جو تم کرتے ہو جانتا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک

يَفْعَلُوْنَ نافع کی ابوعمرو ابن عامر شعبہ یاسے بصیغہ غایب

ع ۲ ۳

کام (بھی) کئے اُن (کی دعا) کو قبول فرماتا ہے اور اپنے فضل سے اُنھیں زیادہ عطا فرماتا ہے
اور کافروں کے لئے سخت عذاب ہے۔ چونکہ اس آخری آیت میں مسلمانوں کی دعا قبول کرنیکا
وعدہ ہے اس لئے معترض کو یہ حق تھا کہ بعض مسلمانوں کی تکلیف و تنگدستی پر یہ اعتراض کر دیتا کہ
وہ دعا بھی کرتے ہیں پھر اثر اجابت کیوں نہیں ہوتا فرماتا ہے کہ ہم ہر ایک کی حالت کے
مناسب اسکی دعا قبول کرتے ہیں اور اُس کے حسب اندازہ رزق دیتے ہیں جسطرح ارشاد
۲۷ ہے ۔ وَلَوۡ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزۡقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَلٰکِنۡ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ؕ اِنَّہٗ
بِعِبَادِہٖ خَبِیۡرٌۢ بَصِیۡرٌ ۝ اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے رزق کشادہ کرے تو وہ زمین میں
ضرور سرکشی کریں لیکن اللہ ایک اندازہ کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے نازل فرماتا ہے اس لئے کہ وہ
اپنے بندوں (کے حال) سے باخبر (اور اُن کے حال کا) دیکھنے والا ہے۔ سب پر توسیع رزق
نہ کرنے میں اللہ تعالےٰ کی بہت سی حکمتیں ہیں جن میں سے یہ ایک حکمت تو ظاہر ہے کہ اگر سب کو
غنی فرما دیتا تو کوئی کسی کی خدمت نہ کرتا اور رابطۂ تعاون و سلسلۂ تمدن منقطع ہو جاتا ۔
لیکن اس کے ساتھ ہی وہ ناامیدوں کو محتاج نہیں چھوڑتا بلکہ بعد قحط بارش برساتا ہے اور
۲۸ بعد خوف و ندامت ہر ایک کی کارسازی فرماتا ہے جسطرح ارشاد ہے ۔ وَہُوَ الَّذِیۡ یُنَزِّلُ
الۡغَیۡثَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا قَنَطُوۡا وَیَنۡشُرُ رَحۡمَتَہٗ ؕ وَہُوَ الۡوَلِیُّ الۡحَمِیۡدُ ۝ اور وہی (اللہ) ہے جو

غیث ۔ باران (کنز) ۱۲ ۔

بندوں کے مایوس ہونے کے بعد پانی برساتا ہے اور اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے اور وہ کارساز
لائق حمد ہے۔ چونکہ مینہ برسانا قدرت کی ایک بڑی نشانی ہے اس لئے اُسی سلسلہ میں اپنی
قدرت کی اور نشانیاں بھی بیان فرماتا ہے۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ آیت ۲۹
فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ اور اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے
آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا ہے اور اُن جانداروں کا (بھی) جو اُس نے آسمان و زمین
میں پھیلا دئے ہیں اور وہ جب چاہے (یعنی روزِ قیامت) اُن کے جمع کرنے پر (بھی) قادر
ہے۔ ان آیات میں اپنی قدرت ظاہر کر کے فرمایا کہ باوجود قدرت اللہ تعالیٰ تم پر ظلم نہیں
کرتا بلکہ تمھیں جو تکلیف پہونچتی ہے وہ تمھارے ہی کرتوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو تمھارے بہت سے
گناہ معاف فرما دیتا ہے جس طرح ارشاد ہے: وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ آیت ۳۰

دابۃ۔ اس میں ملائکہ۔ انسان۔ جن اور دیگر حیوانات۔ کیڑے۔ مکوڑے سب شامل ہیں (ابن کثیر) وما اصابکم الخ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اُس پروردگار کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ بندہ مومن کو کوئی سختی و تعب نہیں
پہونچتا اور نہ کوئی فکر و اندوہ ہوتا ہے مگر یہ کہ اُس کے عوض اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ کا کفارہ فرما دیتا ہے۔ حتیٰ کہ جو کانٹا
اُسکے چبھے کفارہ ہے۔ (بخاری) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب بندہ کے گناہوں کی کثرت ہو جاتی ہے اور اُس کے پاس ایسی چیز نہیں ہوتی جس سے کفارہ ہو تو اللہ تعالیٰ
اُسکو غم و اندوہ میں مبتلا فرماتا ہے کہ اُس کے گناہوں کا کفارہ ہو۔ (ابن ابی حاتم) ضحاک سے روایت ہے کہ جو کوئی قرآن یاد کر کے
بھول گیا تو مجھے کچھ معلوم نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ اُسکی بدکرداری کی سزا ہے۔ پھر ضحاک نے یہ آیت ما اصابکم الخ پڑھی اور کہا کہ قرآن
بھول جانے سے بڑھکر کون مصیبت ہوگی (ابن ابی حاتم) حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ

وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ۔ اور تم پر جو مصیبت پڑتی ہے تو اُس گناہ کی وجہ سے جو تمھارے ہاتوں نے کیا
اور وہ (تمھاری) بہت (سی خطاؤں) سے درگذر فرماتا ہے۔ اگر تم یہ خیال کرو کہ کہیں بھاگ کر یا اور
کسی طرح مصیبت سے بچ جاؤگے تو یہ تمھارا دیوانہ پن ہے۔ قضائے الٰہی ٹلنے والی نہیں۔ ہاں
پھر بھی بچاؤ ہے تو اُسی کے پاس رجوع کرنے سے ہے۔ کیونکہ وہی اپنے بندوں کا حامی و مددگار ہے
جسطرح ارشاد ہے۔ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝
اور تم (اللہ کو) زمین میں (کبھی بھاگ کر) عاجز نہیں کرسکتے اور اللہ کے سوا نہ کوئی تمھارا کارساز ہے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) علیہ وسلم نے فرمایا کہ "قسم اُس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ آدمی کو اگر لکڑی کی کھرنچ لگتی ہے یا اُسکی رگ پھڑکتی ہے یا قدم پھسلتا ہے تو سوائے اس کے نہیں کہ کسی گناہ کے عوض ہوتا ہے اور جسقدر اللہ تعالےٰ نے عفو فرمایا وہ بہت زیادہ ہے (ابن ابی حاتم) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اے لوگو میں تم کو قرآن مجید کی افضل آیت بتاؤں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی وہ ہم لوگوں سے بیان فرمائی ہے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ما اصابکم الخ پڑھی اور فرمایا کہ اے علی میں تجھ سے اسکی تفسیر بیان کروں۔ دنیا میں جو مرض یا سختی یا بلا تم کو پہونچے وہ تمھارے کرتوت ہیں اور اللہ تعالےٰ حلیم ہے پھر کیسے وہ آخرت میں دوبارہ عقوبت فرمائیگا۔ اور جس چیز کو دنیا میں اللہ تعالےٰ نے عفو فرمایا اور وہ بڑا کریم ہے پھر کیسے اُس سے مواخذہ کریگا (ابن کثیر از ابن ابی حاتم و امام احمد وغیرہما) انبیا و صالحین کو جو بلا آتی ہے تو یہ نظرِ عام میں بشکلِ نقمت ہے اور حقیقت میں نعمت ہے۔ خطیبؒ نے کہا کہ انبیا و اولیا کو جو مصائب پہونچتے ہیں وہ از قسمِ کفارہ نہیں ہوتے بلکہ اُن کے درجات و فضائل بڑہانے کے لئے اُنکا امتحان ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب آخرت میں صابرین کو نعمت و درجات عطا ہونے لگیں گے تو دنیا میں جو لوگ عافیت سے رہے تھے وہ تمنا کریں گے کہ کاش اللہ کے واسطے ہماری بوٹیاں قینچیوں سے کاٹی گئی ہوتیں (بخاری)۔ دوسری حدیث میں ہے کہ مومن کو اُسکے جسم و مال وغیرہ میں بلائیں پہونچتی رہتی ہیں یہانتک کہ جب دنیا سے نکلتا ہے تو صاف پاکیزہ نکلتا ہے اور کافر و منافق کو درختِ صنوبر کی طرح آندھی کے جھونکے اثر نہیں کرتے یہانتک کہ وہ یکبارگی جڑ سے گر جاتا ہے۔ (ابن کثیر از بخاری) ۱۲

نہ کوئی مددگار۔ اگر اسکی قدرت وکارسازی ومددگاری کا یقین نہ ہو تو اسکی قدرت کے تماشے

دیکھو جسطرح فرماتا ہے۔ وَمِنْ اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ

رَوَاكِدَ عَلٰی ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ اَوْ یُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَیَعْفُ

عَنْ كَثِیْرٍ ۝ اور اسکی قدرت کی نشانیوں میں سے (جہاز) مانند پہاڑوں کے سمندر میں چلنے

والے ہیں اگر اللہ چاہے تو ہوا کو روک دے ۔ تو جہاز (بھی) سمندر کی سطح پر رکے ہوئے

رہ جائیں اسمیں بے شک وشبہ ہر صبر کرنے والے شکر گذار کے لئے نشانیاں ہیں۔ یا اُن کے

(بُرے) عمل کے باعث جہازوں (یا لوگوں) کو ہلاک کرے اور بہت (گناہ) سے درگذر کرتا ہے

یعنے اگر اللہ تعالے ہوا کو ٹھیرا دے تو جہاز اور کشتیاں جہانکی وہاں کھڑی کی کھڑی رہ جائیں

یا اگر چاہے تو ہلاک بھی کرے اور اُن کے گناہوں سے فی الحال درگذر کرتا ہے کہ ان باتوں سے منکرین

قدرتِ الٰہی آگاہ ہوجائیں کہ خدا کے سوا کوئی بچانیوالا نہیں ہے جسطرح ارشاد ہے۔ وَیَعْلَمَ

الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ ۝ اور (تاکہ) وہ لوگ جان لیں جو ہماری (قدرت

کی) نشانیوں میں جھگڑتے ہیں (کہ بلا نازل ہونے کے وقت) انھیں کہیں (بھی) بھاگنے کی

جگہ نہیں۔ حق بات کے قبول کرنے سے حبِّ دنیا یعنی طلبِ حکومت وریاست وجاہ روکتی ہے

الجوار۔ اصل میں الجواری ہے۔ یا تخفیف کے مدنظر حذف کی گئی یعنے السفن الجواری اور بسبب عدم التباس کے موصوف بھی محذوف ہے (کبیر) كَالْاَعْلَامِ۔ مجاہد وحسن وسدی وضحاک نے کہا "مانند پہاڑوں کے" (ابن کثیر) یُوْبِقْهُنَّ ایباق ہلاک کردن (صراح) وَیَعْلَمَ۔ تعلیل محذوف پر عطف ہے ای لینتقم منھم ویعلم الذین (نیشاپوری) ۱۲

الجواری نافع وبصری بیاء وقفاً
ریاح نافع
یعلم نافع شامی برفع

اور جب محبتِ دنیا کم ہو جاتی ہے تو ان دلائلِ قدرت سے آدمی نفع اٹھاتا اور خدا کو پہچانتا ہے
اس لئے دنیا سے نفرت دلاتا اور اسکا حقیر و فانی ہونا بیان فرماتا ہے :- فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ
فَمَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝
وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا ہُمْ یَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ
اسْتَجَابُوْا لِرَبِّہِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ۪ وَاَمْرُہُمْ شُوْرٰی بَیْنَہُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰہُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ
اِذَآ اَصَابَہُمُ الْبَغْیُ ہُمْ یَنْتَصِرُوْنَ ۝ پس جو کچھ تمھیں دیا گیا ہے تو (یہ) دنیوی زندگی کا
سامان ہے اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر اور بہت پائدار ہے (یہ) اُن لوگوں کے لئے ہے
جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں اور جو لوگ بڑے گناہوں سے اور برے
کاموں سے بچتے ہیں اور جب وہ (کسی پر) غصہ ہوتے ہیں تو (اُسکے جرم) بخشدیتے ہیں
اور جنھوں نے اپنے پروردگار کا حکم مانا اور نماز پڑھی اور اُنکا کام آپس کے مشورہ[ل] سے ہے
اور جو ہم نے انھیں عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ کہ جب اُن پر زیادتی
ہوتی ہے تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔ ان آیات میں دنیا کی مذمت بیان کرکے آخرت کی بہتری کا
بیان فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ بھلائی انھیں لوگوں کو حاصل ہو سکتی ہے جو صفات مذکورہ سے

کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ
حمزہ، کسائی
بصیغۂ مفرد

ل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی باوجودیکہ آپ تمام جہان سے افضل ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا کرتے تھے
اور اسیطرح صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپس میں مشورہ کیا کرتے تھے۔ مشورہ کرنے سے باہم الفت پیدا ہوتی ہے اور اجتماعِ عقول سے راہِ
صواب کھل جاتی ہے اور اللہ تعالےٰ اُس میں برکت عطا فرماتا ہے ۔ ١٢

متصف ہوتے ہیں۔ اور آخری صفت یعنی زیادتی کا بدلہ لینا وہ اس لئے ہے کہ ظالم اپنے ظلم سے رکے اور یہ جائز ہے بشرطیکہ برابر ہو زیادہ نہو لیکن عفو کرنا افضل ہے جس طرح ارشاد ہے:-

لے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس کے لئے کسی سے کبھی انتقام نہیں لیا لیکن جب حدودِ شریعت میں کچھ توہین ہوتی آپ خشمناک ہوجاتے تھے (بخاری) ایک مرتبہ آنحضرت ایک جہاد میں تشریف لیگئے تھے جب لشکر ایک منزل میں اترا تو وہاں سوائے کیکر کے اور سایہ نہ تھا۔ پس صحابہ نے سب سے زیادہ گھنے درخت کے نیچے صاف کرکے آپ کے لئے استراحت کا انتظام کیا اور خود دوسرے درختوں کے نیچے آرام لینے لگے۔ ناگاہ ایک شخص جسکا نام غورث بن الحارث تھا آیا اور تلوار کھینچ کر سرکار کی شہادت کا قصد کیا اس عرصہ میں آپ یکایک بیدار ہوگئے وہ ننگی تلوار کھینچے ہوئے تھا اور کہتا تھا کہ اسوقت آپ کو مجھ سے کون بچائیگا آپ نے فرمایا "اللہ" پس تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ آپ نے وہ تلوار اٹھا کر فرمایا کہ اب تجھکو کون بچائیگا۔ اس نے عرض کی کہ نہیں کوئی نہیں مگر یہ کہ آپ ہی معاف فرمائیں۔ پس آپ نے اسکو عفو فرمایا۔ اسی طرح آپ نے ایک خیبر کی یہودیہ مرحب مقتول کی بہن کو جس نے آپ کو بھونی بکری کے گوشت میں زہر ملاکر کھلایا تھا اور اسی گوشت نے آپ سے کلام کیا تھا کہ مجھ میں زہر ملا ہے آپ نہ تناول فرمائیں۔ اور خود یہودیہ نے بھی زہر کے ملانے کا اقرار کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر آپ پیغمبر ہیں تو ضرر نہ ہوگا ورنہ ہمکو نجات کا موقعہ ملیگا معاف فرمایا۔ لیکن جب اس خبیث یہودیہ کی بدحرکت سے بشر بن براء نے بوجہ سرایت زہر کے شہادت پائی اور ان کے وارثوں نے قصاص چاہا تو آپ نے اسکو قصاص میں قتل کروایا۔ چنانچہ محمود بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے قصاص لیا یوں ہی آپ نے لبید بن اعظم یہودی کو بھی جس نے آپ پر سحر کیا تھا عفو فرمایا۔ جب رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک اُحد کے دن شہید ہوئے اور چہرۂ مبارک زخمی ہوا تو یہ امر آپ کے اصحاب پر نہایت شاق گذرا۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ کفار کو بددعا دیجئے۔ فرمایا کہ میں لعنت کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں۔ بلکہ دعوت دینے کے لئے رحمت بناکر بھیجا گیا ہوں اور فرمایا۔ (اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ) یعنے اے پروردگار تو میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ نہیں جانتی ہے۔ حضرت قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں مجموعہ فضل و درجاتِ احسان و خلق اور نہایت ہی صبر و حلم ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف سکوت ہی پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ انھیں معاف فرمادیا پھر جو رحمت و مہربانی کا جوش ہوا تو ان کے لئے اللہ کے پاس سفارش کی اور فرمایا بخشدے یا ہدایت کر۔ پھر بسبب شفقت و رحمت

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثۡلُهَا ۚ فَمَنۡ عَفَا وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيۡنَ ۝ وَلَمَنِ انۡتَصَرَ بَعۡدَ ظُلۡمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ سَبِيۡلٍ ۝ اِنَّمَا السَّبِيۡلُ عَلَى الَّذِيۡنَ يَظۡلِمُوۡنَ النَّاسَ وَيَبۡغُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝ وَلَمَنۡ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ۝

اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے پھر (بھی) جو کوئی معاف کر دے اور صلح کرلے تو اسکا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔ بیشک وہ ظلم کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور ہاں! کسی پر ظلم ہوا ہو اور وہ اس کے بعد بدلہ لے تو یہ لوگ ہیں جن پر (ملامت کی) کوئی سبیل نہیں۔ (ملامت) کی راہ تو انھیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ انھیں لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور البتہ جس شخص نے (بدلہ لینے سے) صبر کیا اور (جرم) بخشدیا تو بیشک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ جب اللہ تعالے نے اخلاقِ حمیدہ اور اوصافِ ستودہ بیان فرمائے تو بندوں کو اشارہ فرمایا کہ وہ اللہ تعالے ہی سے اسکی ہدایت و توفیق چاہیں کیونکہ وہ جس کو ہدایت نہیں دیتا اسکی پھر کوئی بھی مدد نہیں کرسکتا جسطرح ارشاد ہے۔ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) میری قوم فرمایا پھر انکی جانب سے انکی جہالت کا عذر کیا۔ عرض کیا کہ وہ جانتے نہیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد) اسطرح فرماتے تھے کہ اے رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم پر بددعا کی کہ کوئی کافر نہ بچا اگر آپ بھی ہم پر اسطرح بددعا کرتے تو ہم بھی سب ہلاک ہوجاتے! آپ کو طرح طرح کی تکلیف دیگئی روئے مبارک کو خون میں شرابور کیا اور آپ کے دندان مبارک کو شہید کیا لیکن آپ نے سوائے کلمۂ خیر کے کچھ نہ فرمایا۔ (شفا شریف) ۱۲-

مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝
وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ
مُّقِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ
سَبِيْلٍ ۝ اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے (رسوا کرنے کے) بعد اسکا کوئی (یارو) مددگار
نہیں اور (اے نبی قیامت کے دن) تم ظالموں کو دیکھو گے کہ جب وہ عذاب دیکھ لیں گے
تو کہیں گے کہ بھلا (دنیا میں) لوٹ چلنے کی بھی کوئی سبیل ہے۔ اور تم انھیں دیکھو گے کہ
وہ دوزخ کے روبرو لائے جائیں گے (نہایت) ذلت سے۔ عاجزی کرنے والے ہوں گے
چھپی نگاہ سے (جہنم کو) دیکھیں گے۔ اور ایمان والے کہیں گے بیشک نقصان پانیوالے
وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کو اور اپنے لوگوں کو قیامت کے دن خراب کیا۔ آگاہ
ہو جاؤ! بیشک ظالم ہمیشہ کے عذاب میں رہیں گے۔ اور اللہ کے سوا اُن کے کوئی حمایتی نہ ہوں گے
کہ انکی مدد کریں اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس (کے ہدایت) کی کوئی سبیل نہیں۔ لیکن اس سے

مَرَدّ۔ بازگردانیدن (صراح) طرف۔ چشم۔ یکون واحدا وجمعا۔ لانہ مصدر (صراح) الذل۔ بالضم
خواری۔ ضد عز۔ ذلت کذلک (صراح) ۱؎ ای من بعد خذلان اللہ ایاہ یعنی ضمیر بعدہ میں لفظ جلالہ کی طرف
بتقدیر مضاف راجع ہے (خفاجی) ۲؎ ابن کثیر۔ ۳؎ ابن کثیر۔ ۴؎ جب خونی کے قتل کے لئے تلوار کھینچتے ہیں تو وہ اُس وقت
تلوار کو پوری آنکھ کھولکر نہیں دیکھتا۔ بلکہ گوشۂ چشم سے دیکھتا ہے (خفاجی) ۱۲

یہ نہ سمجھنا کہ راہِ حق کا وجود ہی نہیں ہے بلکہ جو راہ ڈھونڈھتا ہے اور حق بات کو وقت گذرنے
سے پہلے مان لیتا ہے اسکو ضرور راہ ملجاتی ہے۔ اسی لئے کفار کی بدبختی اور ہونیوالی رسوائی
کا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا کہ ابھی وقت ہے کہ تم اپنے پروردگار کی اطاعت کرو ورنہ قیامت
کے روز پھر تمھیں کبھی پناہ نہیں ملیگی۔ جسطرح ارشاد ہے۔ اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ
یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ یَّوْمَىٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِیْرٍ فَاِنْ اَعْرَضُوْا
فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا اِنْ عَلَیْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ وَاِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ
بِهَا وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۝ تم اپنے پروردگار کا
حکم مانو اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جسے اللہ کی طرف سے (حکم ہو چکنے کے بعد) ٹلنا
نہیں ہے۔ اسدن تمھارے لئے نہ کوئی پناہ کی جگہ ہوگی اور نہ تم سے (گناہوں کا) انکار ہی
ہوسکے گا۔ پھر (اے نبی) اگر وہ روگردانی کریں تو ہم نے تمھیں انکا ذمہ دار بنا کر نہیں
بھیجا تمھارے ذمہ تو صرف (پیغام رسالت) پہونچا دینا ہے۔ اور بیشک جب ہم انسان کو
اپنی طرف سے رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوجاتا ہے۔ اور اگر انھیں کوئی
برائی بسبب ان کے اعمال کے پہونچے تو بیشک انسان بڑا ناشکرا ہے۔ یعنے نعمتوں کو اپنی
عقل و کوشش کا نتیجہ اور اپنے کو انکا مستحق سمجھکر خوش ہونا اور تکلیف کا مستحق نہ سمجھکر ناشکری

نکیر۔ والنکیر ایضا الانکار (قاموس) نکیر مصدر ہے افعال سے بغیر قیاس (خفاجی)، لے بیضاوی۔ سے بیضاوی ۱۲-

کرنے سے آدمی غفلت میں پڑتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی اطاعت سے روگرداں رہتا ہے۔ اور جب سمجھتا ہے کہ یہ سب اسی کا ہے تو ایسا سمجھنا مزید طاعت وخدمت کا باعث ہوتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ ہر حالت میں راحت ہو یا تکلیف شکر وصبر کرے کیونکہ وہ مالک ومختار ہے ہر طرح کے تصرف کا اسی کو اختیار ہے۔ جو مناسب سمجھتا ہے کرتا ہے۔ جسطرح فرماتا ہے ۔ لِلّٰهِ مُلْكُ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ اَوْ

يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ اللہ ہی کے لئے آسمانوں کی

اور زمین کی بادشاہت ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے (صرف) بیٹیاں

دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے (صرف) بیٹے دیتا ہے یا انھیں جوڑ سے بیٹے اور بیٹیاں دیتا

ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ وہ دانا قدرت والا ہے۔ اولاد کے اعتبار سے لوگوں کی چار قسمیں ہیں (۱) کسی کو اللہ تعالےٰ بیٹیاں دیتا ہے (۲) کسی کو بیٹے دیتا ہے (۳) کسی کو بیٹے بیٹیاں دونوں دیتا ہے (۴) کسی کو نہ یہ دیتا ہے نہ وہ بلکہ بانجھ بناتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کو ہر قسم کا علم ہر طرح کی قدرت ہے اس لئے ہر شخص کو اس کے مناسب عنایت فرماتا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ نے اپنی کمال قدرت وعلم کا بیان کیا تو اسکے

آیت ۴۹ تا ۵۰

اناثًا۔ انثیٰ۔ مادہ۔ انا غلثھم جمع (صراح) الذکور۔ ذکر نر۔ ذکور۔ ذکران جمع (صراح) عقیماً۔ اصل العقم الیبس المانع من قبول الاثر والعقیم من النساء التی لا تقبل ماء الفحل (مفردات) عقیم۔ نازائیدہ۔ بے اولاد۔ بے خبر بے عقل۔ ناکارہ (کنز) عورت مرد دونوں کو عقیم کہتے ہیں (مختار)

بعد اپنے برگزیدوں کو بطرح وحی والہام کرتا ہے ذکر فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا
وَحۡيًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوۡ يُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَيُوۡحِىَ بِاِذۡنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِىٌّ حَكِيۡمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ
اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ مَا كُنۡتَ تَدۡرِىۡ مَا الۡكِتٰبُ وَلَا الۡاِيۡمَانُ وَلٰـكِنۡ جَعَلۡنٰهُ نُوۡرًا
نَّهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهۡدِىۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۝ۙ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِىۡ لَهٗ
مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِيۡرُ الۡاُمُوۡرُ ۝ اور کسی بشر کی (یہ) تاب نہیں کہ
اللہ اس سے کلام فرمائے مگر بذریعہ وحی یا پردے کے پیچھے سے یا کسی پیغام رساں کو بھیجے پھر وہ اس کے
حکم سے جو چاہے پہونچا دے۔ بیشک وہ برتر حکمت والا ہے۔ اور (اے نبی) اسی طرح ہم نے اپنے
حکم سے تمھاری طرف قرآن بھیجا تم جانتے نہ تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ (احکام) ایمان (جانتے
تھے) ولیکن ہم نے اُسے نور بنایا جس کے سبب سے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت

ان یکلمہ۔ اسم کان ہے۔ لبشر۔ اسکی خبر ہے اور وحیا۔ مصدر ہے اس لئے کہ وہ بھی کلام کی قسم ہے۔ او من وراءی
حجاب۔ صفت کلام محذوف ہے۔ اور یرسل میں جو ارسال ہے وہ بھی کلام کی قسم بحسب مآل ہے۔ تو تقدیر یوں ہوگی وما
صح ان یکلم احد الا وحیا اوکلاما اوارسالا۔ روحا۔ الروح یذکر ویؤنث والجمع الارواح ویسمی القران
وعیسی وجبرائیل علیہما السلام روحا (مختار) الروح جعل اسما للجزء الذی بہ تحصل الحیاۃ والتحرک و
استجلاب المنافع واستدفاع المضار وسمی القران روحا لکونہ سببا للحیاۃ الاخرویۃ (مفردات) روح۔
جان وزندگانی۔ قرآن۔ رحمت۔ عیسی۔ جبرئیل (کنز) تدری۔ دراہ ودری بہ ای علم بہ من باب رمی و
درایۃ ودریۃ ایضا بضم الدال وکسرھا۔ (مختار) دری۔ دانستن (کنز) لہ اسلئے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام
قبل بعثت یقیناً مومن ہیں بوجہ معصوم ہونے ان کے کفر سے بالاتفاق۔ ثانیاً یہ کہ ایمان کا اطلاق کبھی مجرد تصدیق پر اور

اَوۡ يُرۡسِلُ نافع رفع لام سے بطور استیناف یعنی ھو یرسل
فَيُوۡحِىۡ نافع سکون یا سے۔

ع ۱۵-۶-۲۵

کرتے ہیں۔ اور بے شک و شبہ تم سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتے ہو۔ (یعنے) اُس خدا کی راہ

کی طرف کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) اُسی کا ہے۔ آگاہ رہو کہ اللہ ہی

کی طرف تمام امور کی بازگشت ہے یعنے وحی کبھی بلا واسطہ اور بالمشافہ ہوتی ہے جیسے اللہ

تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معراج میں کلام فرمایا۔ اور کبھی پردہ سے ہوتی ہے

یہ الہام وخواب وغیرہ سب کو شامل ہے۔ یا کسی فرشتہ کے ذریعہ سے وحی کی جاتی ہے۔ اور الہام

کے اقسام ہیں۔ چنانچہ اس کلمہ سے ظاہر ہے۔ **کلمہ ۲۶۔ مکالمہ** کلامِ حق کو بغیر واسطہ

اور بے جہت کے سننا ہے۔ یہ مناجات میں اعلےٰ مقام ہے۔ **مخاطبہ** کلامِ الٰہی کو خلق کی زبان

سے سننا ہے جس میں جہت ہو۔ اور عدم جہت کا متکلم میں اعتقاد کرنا اور جاننا کہ یہ کلامِ حق

سبحانہٗ ہے۔ جیسا کہ قصۂ موسےٰ میں جہتِ نار سے ندا ہوئی تھی۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کبھی مجموع تصدیق اور اقرار اور وہ کہ جن کے علم کی بغیر سمع کے کوئی سبیل نہیں ان پر بھی ہوتا ہے تو ایمان مرکب ہوا اور بعض اجزا کے منتفی ہونے سے مرکب منتفی ہوجاتا ہے اور ایمان شرع میں اس معنی پر بھی مستعمل ہے چنانچہ۔ ماکان اللہ لیضیع ایمانکم اسی پر شاہد ہے۔ یہاں ایمان سے مراد صلوٰۃ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے یہی ماکنت تدری یعنے تم نہیں جانتے فرمایا اور لو تکن مو منا یعنے تم مومن نہیں فرمایا (خفاجی) سلہ خطیب۔ بیضاوی نے بھی کہا کہ من وراء حجاب۔ پہلی وجہ کو خاص کرتا ہے۔ یعنی پہلی وحی مشافہۃ ہے تو یہ آیت جوازِ رویت کی دلیل ہوئی نہ کہ امتناع کی۔ بعضوں نے کہا وحی کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم الہام ہے جسکے معنی دل میں بیداری اور خواب میں ڈھلے جاتے ہیں دوسری قسم پردہ کے پیچھے سے بغیر کسی واسطہ کے سنتا ہے۔ تیسری قسم کسی فرشتے کے ذریعہ سے پہونچانا کہ سُنے بطریق ہواتف اور زبان شجر وغیرہ۔ الحمد للہ کہ تفسیر سورہ شوریٰ تمام ہوئی۔ ۱۲

سورۂ زخرف

مکی ہے اسکے حروف ۳۴۰۰ . کلمات ۸۳۳ . آیات - ۸۹ - ہیں -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے-

حٰمٓ ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۚ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا

لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۗ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝ واضح کتاب کی قسم ہے

کہ بیشک ہم نے اتارا اسے قرآن عربی (زبان) میں تاکہ تم (اسے) سمجھو - بیشک وشبہ ہمارے ہاں تو

(قرآن) اصل کتاب میں بڑا برتر حکمت والا ہے. تو کیا اسوجہ سے کہ تم لوگ حد سے تجاوز کرنیوالے

ہو ہم تم سے بے تعلق ہو کر نصیحت کرنا چھوڑ دیں گے - ان آیات میں پہلے قرآن کا برحق اور

منجانب اللہ ہونا اور اسکی بزرگی و برتری بیان فرمائی - پھر کفار کو مخاطب کیا کہ ہم ان نصائح و

مواعظ کو تمھارے حد سے بڑھ جانے کے سبب ہرگز نہیں چھوڑیں گے بلکہ تمھیں نصیحت کرینگے کہ تم

راہ حق کی جانب لوٹو جب قرآن اترنا شروع ہوا تو کفار انکار کرنے اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کو جھٹلانے لگے اگر اسوقت قرآن کا نزول موقوف ہوجاتا تو امت راہ راست پر

اِمِّ حمزہ - کسائی وصل میں کسرہ ہمزہ سے. اِنْ نافع - حمزہ کسائی کسرہ ہمزہ سے حرف شرط ہے -

ام الکتاب - ای اللوح المحفوظ قالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ومجاھد (ابن کثیر) صفحا - ضربت عنہ صفحا ای اعرضت عنہ وترکتہ (صراح) لـہ لان کنتم (بیضاوی) ۱۲

نہ آتی اور ہلاک ہو جاتی لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت سے تیئیس سال تک قرآن کا نزول

رکھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکذیب کفار سے رنج نہ ہونے کے لئے سابق انبیا کا حال بیان آیت ۶

فرما کر اسطرح تسلی دی۔ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اور ہم نے اگلی قوموں میں ۷

بہت سے نبی بھیجے اور اُن کے ہاں کوئی نبی نہیں آتا تھا مگر یہ لوگ اُس سے ٹھٹّا کرتے تھے پھر

ہم نے اُن (کفارِ قریش) سے زیادہ طاقت والوں کو ہلاک کر دیا اور اگلے لوگوں کے قصے

گذر چکے ہیں۔ بوجہ استہزا سابقہ کفار کی ہلاکی کا ذکر فرما کر کفارِ قریش کو آگاہ فرماتا ہے کہ باوجود آیت ۹

اقرارِ قدرت کیوں شرک کرتے ہو جسطرح ارشاد ہے۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا ۱۰

سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ

تُخْرَجُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝

لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا

هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ اور بیشک (اے نبی) اگر تم اُن لوگوں سے

فَاَنْشَرْنَا ۔ انشرہ اللہ تعالیٰ احیاہ (مختار) انشار زندہ کردن (کنز) كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۔ یعنی یہ دلیل جسطرح قدرتِ الٰہی اور اسکی حکمت پر دال ہے اسیطرح اُسکی قدرت بعث و قیامت پر بھی دلالت کرتی ہے (کبیر) عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ضمیر کا مرجع لفظ ما ہے اسی لئے ظہور کو جمع کیا اور باعتبار لفظ کے ضمیر کو مفرد لایا (خفاجی) مُقْرِنِيْنَ ۔ قال ابن عباس وقتادہ ای مطیقین (ابن کثیر) اقرن

مَهْدًا ۔ نافع ۔ مکی ۔ ابو عمرو ۔ ابن عامر ۔ جمع سے

تَخْرُجُوْنَ ۔ ابن ذکوان ۔ حمزہ ۔ کسائی ۔ بصیغہ معروف

پوچھو کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے کہ (اللہ) غالب دانا نے انھیں
پیدا کیا ہے (وہی ہے) جس نے تمھارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور اسمیں تمھارے لئے راستے بنائے
تاکہ تم راہ پاؤ (وہی ہے) جس نے آسمان سے اندازہ کے موافق پانی برسایا پھر ہم نے اس سے مردہ
شہر کو زندہ کیا اسیطرح تم (زندہ کرکے) نکالے جاوگے۔ اور (وہی ہے) جس نے ہر قسم کی چیزیں پیدا
کیں اور تمھارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے[1] جن پر تم سوار ہوتے ہو کہ تم انکی پیٹھ پر (اچھی
طرح) بیٹھ جاؤ پھر جب ان پر سوار ہو جاؤ تو اپنے پروردگار کا احسان یاد کرو اور کہو کہ پاک ہے وہ (ذات)
جس نے ان چیزوں کو ہمارا فرمانبردار کردیا اور ہم انپر قابو پانیوالے نہ تھے اور بیشک و شبہ ہم اپنے
رب کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔ ان آیات میں فرمایا کہ اسکی نعمتوں کی وجہ سے اسکا دل سے
احسان مانو اور زبان سے اسکی پاکی بیان کرو اور سیرِ دنیوی کے ساتھ ساتھ سیرِ آخرت کا بھی خیال
رکھو لیکن کفار ہیں کہ بجائے شکر و تسبیح کے شرک و ناشکری کرتے ہیں جس طرح ارشاد ہے۔ وَجَعَلُوْا

(بقیہ گذشتہ) للامر اطاقہ وقوی علیہ (قاموس) [1] علی بن ربیعہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ
عنہ کو دیکھا کہ ان کے سواری کا جانور لایا گیا جب آپنے اسکی رکاب میں پانوں رکھا تو کہا۔ بسم اللہ۔ جب اسپر بیٹھ گئے تو کہا۔ الحمد للہ سبحان الذی الخ
پھر تین مرتبہ اللہ تعالے کی حمد کی اور تین مرتبہ تکبیر کہی۔ پھر کہا کہ سبحانک لا الہ الا انت قد ظلمت نفسی فاغفرلی۔ پھر حضرت
علی رضی اللہ عنہ ہنس دیئے تو میں نے عرض کیا ای امیر المومنین آپ کیوں ہنسے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے ہوے
دیکھا اور آپ بھی ہنس رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں ہنسے۔ فرمایا کہ بندہ جب رب اغفرلی کہتا ہے تو
اللہ تعالے کو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ فرماتا ہے میرے بندے نے جان لیا کہ میرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں ہے (ابن کثیر از ابوداود
و ترمذی و نسائی) اور اسی کے قریب قریب امام احمد نے ابن عباس و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے (ابن کثیر) ۱۲

لَهٗ مِنۡ عِبَادِهٖ جُزۡءًا ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَكَفُوۡرٌ مُّبِيۡنٌ ؕ۝ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخۡلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصۡفٰٮكُمۡ بِالۡبَنِيۡنَ ۝

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحۡمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّهُوَ كَظِيۡمٌ ۝ اَوَمَنۡ يُّنَشَّؤُا

فِى الۡحِلۡيَةِ وَهُوَ فِى الۡخِصَامِ غَيۡرُ مُبِيۡنٍ ۝ اور انھوں نے اس کے بندوں میں سے اسکی اولاد بنائی

کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا صریح ناشکر ہے۔ کیا اللہ نے اپنی مخلوقات سے (اپنے لئے) بیٹیاں حبنیا

کرلیں اور تمھیں بیٹوں کے ساتھ خاص کردیا۔ اور جب انمیں سے کسی کو اس چیز کی خوشخبری دیجاتی

ہے جو اس نے رحمان کیلئے مثال بیان کی (یعنے لڑکی کی) تو اسکا چہرہ سیاہ پڑجاتا ہے اور وہ غم

سے گھٹنے لگتا ہے۔ کیا (اس نے ایسوں کو لیا) جو گہنے میں پرورش پاے اور جھگڑے میں (دلیل) نہ

بیان کرسکے۔ پھر اس اولاد کی قسم جو کافر خدا کی جانب منسوب کرتے ہیں بطور خاص بیان فرماتا

ہے۔ وَجَعَلُوا الۡمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيۡنَ هُمۡ عِبٰدُ الرَّحۡمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوۡا خَلۡقَهُمۡ ؕ سَتُكۡتَبُ شَهَادَتُهُمۡ

وَيُسۡـئَلُوۡنَ ۝ وَقَالُوۡا لَوۡ شَآءَ الرَّحۡمٰنُ مَا عَبَدۡنٰهُمۡ ؕ مَا لَهُمۡ بِذٰلِكَ مِنۡ عِلۡمٍ ۚ اِنۡ هُمۡ اِلَّا يَخۡرُصُوۡنَ ۝

اور انھوں نے فرشتوں کو جو اللہ کے بندے ہیں عورتیں ٹھیرایا۔ کیا یہ لوگ انکی پیدائش کیوقت

حاضر تھے انکی گواہی لکھی جائیگی اور ان سے بازپرس ہوگی۔ اور کہتے ہیں کہ اگر رحمٰن چاہتا تو ہم

انھیں نہ پوجتے انھیں اسکا کچھ علم نہیں ہے وہ محض جھوٹ بولتے ہیں آن کے ان خیالات کی

جزءً ا۔ اولاد چونکہ باپ کا جزء ہوتی ہے اس لئے یہاں اولاد مراد ہے (کبیر) اصفٰکم۔ أصفیته آثرته واختصصته (اساس) کظیم۔ ومکظوم ای مکروب (قاموس) کظم الغیظ وعلی الغیظ فهو کاظم وکظمه الغیظ والغم أخذ بنفسه فهو مکظوم وکظیم (اساس) یخرصون۔ خرص دروغ گفتن از باب نصر (صراح) ۱۲

نہ مشیت الٰہی سے تعلق اشیا عین توحید ہے۔ لیکن کافر بطور عناد و سرکشی کہتے تھے۔ اگر اسباب کو سچے دل سے

مانتے تو پھر بتوں کی جانب نفع و ضرر کی نسبت نہ کرتے۔ اور انھیں نہ پوجتے ۱۲

جزءًا ضمہ سے ع ۱۵ ۵
تُنَشَّؤُا
نافع۔ مکی۔ ابو عمرو۔ ابن عامر ... بصیغہ مجرد معروف

عِنۡدَ
نافع۔ مکی۔ ابن عامر
عباد کے بجائے (ن) سے یہ ظرف ہے
ءَاُشۡهِدُوۡا
نافع دو ہمزہ کے ساتھ مجہول باب افعال سے

لغویت ظاہر کرنے کے لیے انکی دلیل عقلی کی نفی فرمائی۔ اور اس کے بعد فرماتا ہے کہ ان کے ہاں
دلیلِ نقلی بھی نہیں ہے سوائے اس کے کہ اپنے گمراہ باپ دادوں کی تقلید کرتے ہیں ۔ اَمْ اٰتَیْنٰھُمْ
کِتٰبًا مِّنْ قَبْلِہٖ فَھُمْ بِہٖ مُسْتَمْسِکُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّۃٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِھِمْ
مُّھْتَدُوْنَ ۝ کیا ہم نے اس (قرآن) سے پہلے انھیں کوئی کتاب دی ہے۔ پس اس سے یہ تمسک
کرتے ہیں۔ بلکہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا اور بیشک ہم (بھی) انھیں
کے نشانِ قدم پر ٹھیک راہ پائے ہوئے ہیں۔ پھر اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح تسلی
دیتا ہے: ۔ وَکَذٰلِکَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْھَآ اِنَّا وَجَدْنَآ
اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّۃٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِھِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝ اور (اے نبی) اسیطرح ہم نے تم سے پہلے کسی گاؤں
میں کوئی (پیغمبر) ڈرانیوالا نہیں بھیجا مگر (یہی ہوا کہ) اُس (قریہ) کے دولتمندوں نے کہا
بیشک ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا اور بیشک ہم (بھی) انھیں کے نقش قدم پر

قُل نافع۔ مکی۔ ابوعمرو۔ شعبہ۔ حمزہ۔ کسائی بصیغۂ امر۔

(انکی) پیروی کرنے والے ہیں۔ پھر گذشتہ نبی نے اسطرح کہا ۔ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُکُمْ بِاَھْدٰی مِمَّا
وَجَدْتُّمْ عَلَیْہِ اٰبَآءَکُمْ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِہٖ کٰفِرُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْھُمْ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ

مستمسکون ۔ استمسک بہ اعتصم بہ (مختار) استمساک ۔ چنگ درزدن (کنز) امۃ ۔ الامۃ الطریقۃ التی تأمّ ای تقصد (خفاجی) اٰثارھم ۔ اثر الشیء حصول ما یدل علی وجودہ والجمع اٰثار (مفردات) اثر بے یعنے نشانِ قدم بر خاک (کنز) قٰل اولو جئتکم ۔ یہ حکایت امر ماضی سے ہے جو گذشتہ نبی پر وحی ہوئی تھی (خفاجی) باھدٰی افعل التفضیل کا صیغہ اُن کے زعم کی بنا پر ہے کیونکہ وہ اپنے دین کو ہی ہدایت سمجھتے تھے اگرچہ اُن کے طریقہ کو ہدایت سے کچھ

عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ ؏ (پیغمبر نے) کہا کیا (تم اپنے باپ دادا ہی کی پیروی کروگے) اگرچہ میں تمھارے ع ۱۰ ۸
پاس ایسا (دین) لاؤں جو اُس سے زیادہ رہنما ہے جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔
وہ بولے بیشک ہم اُس چیز کے منکر ہیں جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو۔ پس ہم نے اُن سے (سرکشی کا)
بدلہ لیا تو (اے نبی) دیکھو کہ جھٹلانیوالوں کا کیسا انجام ہوا۔ یہاں سابقہ کفار کی تباہی بیان
فرما کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ کہ آپ نے اپنے والد کی تقلید بسبب مخالفت دلیل کے نہ کی۔ اگر
کفار قریش کو بھی تقلید ہی منظور ہے تو وہ دلیل پر اعتماد کرنے میں اپنے دادا ابراہیم علیہ السلام
کی جو اولو العزم نبی ہیں تقلید کریں جسطرح ارشاد ہے۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ
مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ ۝ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ
یَرْجِعُوْنَ ۝ اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ بیشک میں اُس سے بیزار ہوں
جس کو تم پوجتے ہو سوا اُسکے جس نے مجھے پیدا کیا۔ پس بیشک وہ مجھے ضرور ہدایت کریگا اور
اس (توحید کی بات) کو اللہ نے ابراہیم کی اولاد میں ایک باقی رہنے والا کلمہ بنا دیا تا کہ یہ لوگ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) نسبت نہ تھی گویا یوں ہے کہ تم جس دین کو ہدایت سمجھتے ہو اُس سے بھی بہتر یہ دین ہے (خفاجی) ۱؎ (مدارک) ۲؎
بعضوں نے کہا ہے۔ برآء۔ فراء نے کہا مصدر مثل عدل کے ہے۔ جمع و تثنیہ نہیں کیا جاتا (کبیر) مما تعبدون۔ من
شئ الا من الذی فطرنی۔ اسم موصول مجرور ما سے بدل ہے۔ یا یہ کہ الاّ صفت معنے میں غیر کے اور ما موصوف جسکی تقدیر اسطرح ہے۔
اننی براء من الھۃ تعبد ونھا غیر الذی فطرنی (نیشاپوری) عقبہ العقب موخر الرجل۔ واعقاب الرجل
اولادہ (مفردات) عقب الرجل اولاد اور اولاد کی اولاد (صراح) لعلھم یرجعون۔ قتادہ نے کہا کہ (اپنے کفر سے)
توبہ کریں (ابن جریر) ۳؎ ابن عباس و مجاہد و قتادہ نے کہا کہ کلمہ باقیہ لا الہ الا اللہ ہے۔ (ابن کثیر) ۱۲

(ہماری طرف) رجوع کریں۔ پھر اُن کی امیدِ رجوع سے اعراض کرکے فرماتا ہے کہ انھیں رزق
کی وسعت اور عمر کی زیادتی جو موجبِ شکر تھی باعثِ زیادتیٔ شرک وشدتِ عناد ہوئی۔
بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ○ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا
سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ○ بلکہ میں نے
اُن کو اور اُن کے باپ دادا کو بہرہ مند کیا (تو وہ گمراہ ہوگئے) یہانتک کہ اب اُن کے پاس
(قرآن) برحق اور ایک ظاہر رسول آگیا۔ اور جب اُن کے پاس (قرآن) برحق آیا تو کہنے
لگے یہ جادو ہے اور بیشک ہم اس کے منکر ہیں۔ اور بولے یہ قرآن اُن دو بستیوں (مکہ اور
طائف) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ نازل کیا گیا۔ کافروں نے سمجھا کہ فضیلت و
بزرگی۔ مال وجاہِ دنیوی میں ہے۔ اور کہنے لگے کہ اول تو ہم پیغمبر کو مانتے ہی نہیں اور
اگر مانتے تو ایسے کو مانتے جو مال وجاہ میں بڑا ہوا ہوتا۔ اللہ تعالے اُن کے اس شبہ کا کئی
طرح سے جواب دیتا ہے۔ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَرَحْمَتُ
رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○ (اے نبی) کیا یہ تمہارے پروردگار کی رحمت (یعنے نبوت) کو تقسیم

جاءھم الحق۔ سدی نے کہا کہ جب سید الانبیاء قرآن لیکر آئے تو کافروں نے جادو کہا (ابن جریر) [۱] ابن جریر۔ [۲] معجزات ودلائل سے آپکی رسالت ظاہر تھی۔ [۳] ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عکرمہ وغیرہ نے کہا (ابن کثیر) [۴] کبیر ۱۲۔
معیشتھم۔ معیشۃ آنچہ بداں زندگانی کنند (منتخب) [۵] مدارک ۱۲۔

کرتے ہیں۔ ہم نے (خود) اُن کے درمیان میں انکی معیشت کو دنیوی زندگی میں تقسیم کیا ہے
اور ہم (ہی) نے اُن میں بعض کو بعض پر درجات میں بلندی دی کہ اُن میں سے ایک دوسرے کو
فرمانبردار بنائے۔ اور تمھارے پروردگار کی رحمت (بہت) بہتر اُس (مال و دولت) سے ہے
جو یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ یعنے یہ کہ نبوت دینا ہمارا کام ہے نہ کہ انکا۔ نبوت اور دینی کام تو
خیر۔ دنیوی کام جو بالکل حقیر و ادنے ہیں اُسکی تقسیم بھی تو ہماری ہی تقدیر و تدبیر سے ہوتی ہے
اور دنیا فانی ہے اور دینِ الٰہی جو خاص رحمتِ حق ہے باقی ہے تو یہ عقلمند کا کام نہیں کہ
خسیس شئے کو اشرف شے سے افضل ٹھیرا لے۔ اس کے بعد فرمایا کہ جیسی چاہئے ویسی وسعت
و فراغتی انھیں نہیں دیگئی ہے اگر انپر خوب وسعت کردیجاتی تو سب کے سب بسبب دنیا
کی محبت کے کفر پر تل جاتے جسطرح ارشاد ہے۔ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً
لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۝ وَلِبُيُوْتِهِمْ
اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۝ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ
عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ع اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقہ (کفر) پر ہو جائیں گے

سُقُفًا — مکی۔ ابوعمرو فتح سین اور سکونِ قاف سے۔
ع ۱۰
لَمَّا — ۹ نافع۔ مکی۔ ابوعمرو۔ ابن ذکوان۔ کسائی بغیر تشدید کے اور ہشام وجہ ثانی میں۔

؎ ابن عباس رضی اللہ عنہما و حسن وغیرہما نے فرمایا (ابن کثیر) مَعَارِجَ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے فرمایا سیڑھیاں اور زینے۔ (ابن کثیر) يَظْهَرُوْنَ. ظهرت على فلان اى علوته (تاج) ظہور بربالاے کسے شدن (کنز) زُخْرُفًا۔ ابن عباس وغیرہ نے کہا سونا (ابن کثیر) لغت میں اسکے دو معنے ہیں زینت کے بھی اور سونے کے بھی اگر زینت کے معنے لیں تو سقفا پر عطف ہوگا اور سونے کے معنے لیں تو یوں ہوگا سقفا من فضة و زخوف یعنے بعض ایسے اور بعض ایسے (خفاجی) ان كل ذالك لما۔ ان نافیہ ہے لمّا معنے میں الّا کے ہے (خفاجی) ۱۲

توبیشک ہم اُن کے لئے جو (خدائے) رحمٰن کا انکار کرتے ہیں اُن کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے

اور سیڑھیاں (بھی چاندی کی) جن پر وہ چڑھتے۔ اور اُن کے گھروں کے دروازے (بھی) اور تخت

(بھی) جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے (چاندی ہی کے کر دیتے) اور سونے کے (بھی)۔ اور یہ سب صرف

دنیوی زندگی کا سامان ہے۔ اور (اے نبی) آخرت (کی نعمت) تمہارے رب کے ہاں پرہیزگاروں

کے لئے ہی ہے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اگر اللہ تعالےٰ کے پاس دنیا کی قدر

مچھر کے پر برابر بھی ہوتی تو اس سے کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا"[1] رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ سونے چاندی کے باسنوں میں کھایا پیا نہ کرو۔ یہ دنیا میں اُن کے لئے ہیں۔ اور آخرت

میں ہمارے لئے ہے"[2] اکثر دنیا کی دولت و ثروت اور کثرت مال و جاہ انسان کو یاد الٰہی سے غافل

کر دیتی ہے اور اللہ سے روگردانی کا سبب ہوتی ہے تو جو اُس سے منہ موڑتا ہے اُسکا ہمنشین شیطان

ہو جاتا ہے جسطرح ارشاد ہے۔ وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ ۝ وَ

اِنَّهُمْ لَیَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَنَا قَالَ یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَ

بَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ ۝ وَلَنْ یَّنْفَعَكُمُ الْیَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِی الْعَذَابِ

مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اور جو شخص (خدائے) رحمٰن کی یاد سے منہ موڑتا ہے ہم اُس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے

یَحْسَبُوْنَ نافع، مکی، بصری، کسائی کسرہ سے۔ جاءانا نافع مکی شامی شعبہ الف تثنیہ سے۔

[1] ترمذی و ابن ماجہ۔ (ابن کثیر) [2] صحیحین یعنے بخاری و مسلم (ابن کثیر) عورتوں کو بھی اسکا استعمال حرام ہے۔ زیور جائز ہے۔

ومن یعش۔ عشی عن کذا عمی عنہ (مفردات) عشی عنہ اعرض (مختار) عشا شب کور شدن (کنز)

نقیض۔ تقییض۔ تقدیر کردن (کنز) ۱۲

ہیں تو وہ اسکا ساتھی (بنا رہتا) ہے۔ اور بیشک وشبہ وہ (شیاطین) انھیں راہ (حق) سے روکتے ہیں اور (اسپر بھی) وہ (لوگ) سمجھتے ہیں کہ وہ راہ راست پر ہیں۔ یہانتک کہ جب وہ ہمارے ہاں آئیگا تو (اپنے شیطان کو دیکھکر) کہیگا ای کاش مجھ میں اور تجھ میں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا پس (تو بہت ہی) برا ساتھی ہے۔ اور (اللہ فرمائیگا) جب تم (دنیا میں[5]) ظلم کر چکے ہو تو آج تمھیں (یہ آرزو) فائدہ نہ دیگی (اسلئے چاہیے[5]) کہ تم سب عذاب میں شریک ہوں یعنی جو اللہ تعالے کو بھولتا ہے۔ مراقبہ نہیں کرتا۔ اور اُس سے شرماتا نہیں۔ اور حظوظ نفسانی کی طرف مشغول ہوجاتا ہے تو ہر سانس میں شیطان اُسے وسوسہ ڈالتا ہے۔ اور گمراہ کرتا ہے۔ ابن عطا نے فرمایا کہ جو ذکر پر مداومت نہ کرے تو شیطان اُسکا ہمنشین ہوجاتا ہے۔ اور جو ہمیشہ ذاکر رہتا ہے شیطان کسیوقت اُس کے پاس نہیں آتا۔ سہل نے فرمایا کہ اللہ تعالے جس کے دل کو ملاحظہ فرماتا ہے کہ وہ اپنے غیر کی جانب متوجہ ہے تو اس سے اعراض فرماکے شیطان کو اُسپر تعینات فرما دیتا ہے تا اسے حق سے گمراہ کرے۔ جب یہ شیاطین کے ہمنشین یعنے کفار قریش گمراہی سے نہ پلٹتے اور ایمان نہ لاتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوتے اس لئے آپ کو اسطرح تسلی دیتا ہے۔ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ تو (اے نبی) کیا تم بہروں کو سناتے ہو یا اندھوں کو اور انکو جو صریح گمراہی میں (پڑے) ہیں راہ راست پر لاتے ہو یعنی ای نبی اگر وہ

سلہ سلہ سلہ (بیضاوی) ۱۲۔

تمھاری دعوت قبول نہیں کرتے ہیں اور تمھاری نصیحت کا اُن پر اثر نہیں ہوتا ہے تو رنجیدہ نہو کیونکہ
ہم اُن سے تمھارے سامنے یا تمھارے بعد ضرور بدلہ لیں گے اور عذاب کریں گے جسطرح ارشاد ہے
فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ۝ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ۝
پھر اگر ہم (جوارِ رحمت میں) تمھیں لیجائیں تو (بھی) بیشک ہم اُن سے بدلہ لینے والے ہیں۔ یا
تمھیں ہم وہ (عذاب) دکھادیں گے جسکا ہم نے کافروں سے وعدہ کیا ہو کیونکہ بیشک ہم اُنپر
قادر ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ مبارک کو نظر فرمایا کہ
غلبۂ شوقِ ملاقاتِ حق سے پر ہے۔ اور امتِ مرحومہ کا بھی خیال ہے کہ گمراہ ہونیمیں انکا کیا
حال ہوگا۔ فرمایا کہ فکر نہ کرو۔ تمھیں اپنے وصال سے مسرور کرونگا۔ اور تمھاری امت سے
کافرونکی برائی دفع کرونگا۔ اسی لئے سرکارِ عالم فرمایا کرتے تھے کہ میری زندگی اور میری موت
تمھارے لئے بہتر ہے۔ غرض انکی پاداش دنیامیں ہو یا آخرت میں بہرحال اے نبی تم قرآن مجید کے
احکام پر عمل کرتے رہو جسطرح فرماتا ہے۔ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ۝ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝ ع پس (اے نبی) تم اُس چیز کو جو تمھاری (ع ۱۰)
طرف وحی کی گئی ہے مضبوط پکڑلو کیونکہ تم سیدھے راستہ پر ہو۔ اور بیشک یہ (قرآن) تمھارے لئے

لذکر۔ والذکر الشرف (مفردات و قاموس) ۴۴ -

اور تمھاری قوم کے لئے شرف ہے اور (لوگو) تم عنقریب (اس سے) پوچھے جاؤ گے۔ اور (اے نبی) تم سے پہلے جو ہم نے اپنے رسول بھیجے اُن (کی امتوں)[1] سے پوچھو کیا ہم نے سوائے رحمٰن کے معبود بنا دیے تھے جنکی پرستش کیجاتی تھی۔ یعنے قرآن شریف میں ہر قسم کا دینی و دنیوی فائدہ ہے اور یہ قرآن مجید تاقیامت تمام مخلوق پر حجت ہے اور قومِ عرب کے لئے باعثِ شرف ہے کیونکہ انھیں کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ اس میں امت کو اشارہ ہے کہ وہ اقتدار و استقامت میں مضبوط رہیں کیونکہ عنقریب پرسش ہونیوالی ہے کہ تم نے اسکا کیا حق ادا کیا اور کہاں تک اسپر عمل کیا۔ اور اسیطرح تمام انبیا علیہ السلام پر توحید کی وحی ہوتی رہی ہے اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ بھلا ان کافروں سے پوچھو تو کہ کیا کبھی انھیں غیر خدا کی پرستش کی بھی ہدایت کی گئی تھی۔ اسی لئے اس کے بعد حضرت موسےٰ علیہ السلام کا قصہ بیان فرماتا ہے اس قصہ میں مشرکوں کے لئے عبرت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ وَلَقَدْ

اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ۝ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ اور بیشک وشبہہ ہم نے موسےٰ کو اپنے معجزوں کے ساتھ فرعون اور اُسکی گروہ کی طرف بھیجا تھا تو موسےٰ نے کہا کہ بیشک میں پروردگار عالم کا رسول ہوں۔ پس جب وہ ہمارے

[1] بتقدیر مضاف عبارت ہے یا اُن سے سوال کرنا بمنزلہ اُن کے انبیا سے سوال کرنے کے ہے (خفاجی) اور عبدالرحمٰن بن زید نے فرمایا کہ شب معراج جو انبیا جمع ہوئے تھے اُن سے پوچھ لو (ابن کثیر) ۱۲

معجزے لیکر اُن کے ہاں آئے تو بس لگے وہ معجزوں سے ہنسی کرنے۔ اور ہم اُنھیں کوئی معجزہ نہیں
دکھلاتے تھے مگر یہ کہ وہ (ایک) دوسرے سے بڑھکر ہوتا تھا۔ اور ہم نے انھیں عذاب میں گرفتار
کیا شاید کہ وہ رجوع کریں لیکن عذاب دیکھکر بھی وہ گناہوں سے باز نہ آئے اور خدا کیطرف
رجوع نہ کیا۔ بلکہ حضرت موسےٰ سے اسطرح کہا۔ وَقَالُوْا یٰۤاَیُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ
عِنْدَكَ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ۝ اور انھوں نے (موسےٰ سے) کہا اے جادوگر تیرے پروردگار سے بواسطہ
اُس وعدہ (قبولیتِ دعا) کے جو تجھ سے ہے ہمارے لئے دعا کر۔ (اگر ایسا ہو تو) بیشک ہم ضرور
راہ پر آجائیں گے۔ اور جو عذاب دور ہوا تو ساتھ ہی عہد شکنی کی جسطرح ارشاد ہے۔ فَلَمَّا
كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝ پھر جب ہم نے اُن سے عذاب دور کر دیا تو بس
وہ عہد توڑ دیتے تھے۔ یہ قومِ فرعون کا حال حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔ اور خود فرعون
کا جو حال تھا وہ اسطرح ہے۔ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَ
هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کی کہا
اے میری قوم کیا مصر کی سلطنت میری نہیں ہے؟ اور یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے
بہ رہی ہیں تو کیا تم نہیں دیکھتے۔ یہ حکومت میری ہے۔ اور جو تمام جہان کے پروردگار کا
رسول ہو اُس سے مصر کی حکومت و ربوبیت کیوں خارج ہو گئی۔ ایسا رسول تو سارکر

بما عہد۔ با سببیہ اور ما مصدریہ ہے (خفاجی) ینکثون۔ نکث العہد والحبل فتقدہ وبابہ نصر رغا
شکست عہد شکستن (صراح) ۱۲۔

یٰۤاَیُّهَ السّٰحِرُ شامی ضمہ ہا سے۔ بصری وکسائی بعد ہا کے الف بڑھا کر وقف کرتے ہیں ۱۲

مخلوق سے بکرم و بہتر ہونا چاہیے تھا۔ بھلا وہ بہتر ہے کہ میں جسطرح فرعون کا قول نقل فرماتا ہے۔ اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ ھٰذَا الَّذِیْ ھُوَ مَھِیْنٌ ۵ۙ وَّلَا یَکَادُ یُبِیْنُ ۰ بلکہ میں اس (موسے) سے بہتر ہوں جو ایک حقیر (آدمی) ہے اور صاف بول بھی نہیں سکتا۔ نہ تو اُسکے رسول کو کسی طرح کی حکومت ہی ہے اور بوجہ لکنت تقریر بھی ایسی ہے کہ اپنے مطالب کو اچھی طرح بیان نہ کر سکے۔ رسول سے تو اُسکے بھیجنے والے کی شان ظاہر ہونی چاہیئے۔ زینت وحشم ملک و خدم کی ضرورت ہے جسطرح کہتا ہے۔ فَلَوْلَآ اُلْقِیَ عَلَیْہِ اَسْوِرَۃٌ مِّنْ ذَھَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ مُقْتَرِنِیْنَ ۰ تو اسکو سونے کے کنگن کیوں نہ ڈالے گئے یا فرشتے جمع ہو کر اُسکے ساتھ آتے۔ یعنی یا تو ادا رہونا چاہیئے تھا جسکے لئے ضرور تھا کہ سونے کے کنگن وغیرہ ہوتے یا تائید و تصدیق کے لئے فرشتے ساتھ ہوتے۔ غرض ان مغالطات سے قوم اسکے داؤ میں آگئی اور اسکی مطیع بنکر اللہ تعالے کی فرمانبرداری سے خارج ہوگئی جسطرح ارشاد ہے۔ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَہٗ فَاَطَاعُوْہُ ۭ اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۰ پس فرعون نے اپنی قوم کو احمق بنا لیا تو انھوں نے اسکی اطاعت کی بیشک وہ نافرمان لوگ تھے۔ یہ نافرمانی بھی اسدرجہ کی کہ ہم جیسے حلیم کو بھی غضب ناک بنا دیا اور

مھین۔ سفیان نے کہا حقیر۔ قتادہ اور سدی نے کہا ضعیف۔ (ابن کثیر) مھین۔ بالفتح خوار و ضعیف (منتخب) ولا یکاد یبین۔ قتادہ اور سدی اور ابن جریر نے کہا عیّ اللسان یعنے پوری طور سے مطلب ادا کرنے پر قادر نہیں۔ (ابن کثیر) اسورۃ ابن عباس وغیرہ نے فرمایا کہ زیور جو ہاتھ پر پہنایا جاتا ہے (ابن کثیر) سوار بالکسر یارہ اسورۃ جمع اساورہ جمع الجمع (صراح) یارہ کنگن (نصیر) فاستخف۔ ای حملھم ان یخفوا معہ وجدھم خفافا فی ابدانھم وعزائمھم (مفردات) واستخف فلانا عن رایہ اذا حملہ علی الجھل والخفۃ وازالہ عما کان علیہ من الصواب (قاموس) استخفاف سبک گردانیدن (کنز)

اَسْوِرَۃٌ سوای حفص سبعین ... (margin, partly cut off)

چونکہ وہ بحرِ ضلالت میں غرق تھے اسلئے ہم نے بھی اُنھیں دریا میں ڈبو دیا جسطرح ارشاد ہے

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ۝ پھر جب

انھوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے اُن سے بدلہ لیا پس ہم نے ان سب کو ڈبو دیا اور ہم نے

انھیں پچھلوں کے لئے عبرت اور کہاوت بنا دیا یعنے جو ان فرعونیوں کے سے عمل کریں انکا بھی

حال ہوگا کیونکہ سلف کے قدم بہ قدم چلے اور جو ان سے نصیحت لے تو وہ اُن کے لئے عبرت

ہے۔ پھر جسطرح فرعون اپنی قوم کو مغالطہ دیکر اپنے دام میں لایا اُسیطرح بعضے مشرک

ع ۱۱ سُلُفًا حمزہ وکسائی دو ضمہ سے پڑھتے ہیں یہ سلف کی جمع ہے۔ ۱۱

اٰسفونا۔ علی بن ابی طلحہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آسفونا کے معنے اسخطونا ہے اور ضحاک نے بھی انھیں سے روایت کی کہ آسفونا کے معنے اغضبونا ہے اور بہت سے مفسرین بھی یہی معنے لیتے ہیں (ابن کثیر) امام ابو عبد اللہ ملا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیشک اللہ رنجیدہ نہیں ہوتا جیسے ہم رنجیدہ ہوتے ہیں لیکن اُس کے اولیا رنجیدہ ہوتے اور خوش ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالے نے انکی خوشنودی کو اپنی خوشنودی اور ان کے غضب کو اپنا غضب ٹھہرایا۔ اور اسیطرح یہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا جسنے میرے ولی کی اہانت کی پس تحقیق کہ وہ مجھ سے لڑنے کے لئے آمادہ ہوا (مفردات) ایساف بخشم آوردن۔ (صراح) سلفا۔ السلف المتقدم۔ مصدر ہے بطور مبالغہ یہاں اشخاص مراد ہیں اور معنے میں متقدمین اور ماضیین کے ہے یا جمع سالف ہے جیسے خدم جمع خادم (خفاجی) السلف المتقدم (مفردات) فراء و زجاج نے کہا کہ ہم نے انھیں سابق و متقدم کیا تا پچھلے لوگ عبرت و نصیحت لیں (کبیر) اسلئے ترجمہ میں عبرت کے معنے لئے گئے۔ ورنہ لفظی معنی متقدم کے ہیں۔ مثلا۔ المثل داستان (صراح) لہ جب سورۂ انبیاء میں یہ آیت نازل ہوئی (اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ) بیشک تم اور جسے تم اللہ کے سوا پوجتے ہو دوزخ کے ایندھن ہیں۔ تو ولید نے عبد اللہ بن زبعری سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ ہم اور ہمارے معبود دوزخ کے ایندھن ہیں۔ اس نے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے کہیں کہ ہم فرشتوں کو اور یہود عزیر کو اور نصاریٰ عیسے کو پوجتے ہیں تو کیا یہ سب دوزخ میں ہوں گے۔

کفار قریش کو دہوکا دیا چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ ۵۷
يَصِدُّوْنَ ○ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ○ اور ۵۸
(اے نبی) جب ابن مریم کی مثال بیان کیگئی تو بس تمہاری قوم اس (کے سننے) سے ہنسنے
لگی۔ اور بولی کیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا ابن مریم۔ اور انھوں نے یہ (مثال) صرف
تم سے جھگڑنے کو بیان کی۔ بلکہ یہ لوگ جھگڑالو ہی ہیں۔ یعنے یہ لوگ عیسے علیہ السلام کے
متعلق جو باتیں بیان کرکے خوش ہوتے اور چلّاتے ہیں کہ عیسے کی بھی عبادت ہوتی
ہے تو انھیں بھی دوزخ میں جانا چاہئے۔ اُس کے جواب میں اسطرح ارشاد فرماتا ہے۔
اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ○ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ ۵۹ ۶۰
مَّلٰۗىِٕكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ○ وہ صرف ایک بندے تھے کہ جن پر ہم نے احسان کیا اور

(بقیہ صفحہ گذشتہ) پھر اللہ نے ان کے رد میں یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۔ بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی کا وعدہ پہلے ہوچکا ہے وہ لوگ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے (ابن کثیر از محمد بن اسحاق) اور یہ آیت وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ الخ۔ اتری۔ یعنے جب ابن زبعری نے عیسے علیہ السلام کے لئے مثال بیان کی۔ تو کافر اس مثال سے کہلاریاں مارنے لگے۔ اس لحاظ سے کہ اب آنحضرت سے جواب نہ بن پڑیگا۔ اور بولے کہ ہمارے معبود تو تمھارے پاس عیسے سے بہتر نہیں ہیں۔ جب عیسے دوزخ میں جائیں گے تو ہمارے بت بھی جائیں گے۔ اُس کا جواب آئندہ آیت میں دیتا ہے۔ کہ وہ تو برگزیدہ بندے ہیں۔ جو اپنی جہالت سے انکی پرستش کریگا وہ خراب ہوگا۔ اُنپر کیا گناہ ہے۔ یصدون۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بہت لوگوں نے روایت کی کہ اسکے معنے یضحکون ہیں۔ یعنے ہنستے ہیں اور اس سے تعجب کرتے ہیں۔ اور ابراہیم نخعی نے کہا یعرضون یعنے روگردان ہوتے ہیں (ابن کثیر) صدّ یصِدّ بالضم ویصِدّ بالکسر صدًا و صدیدًا عجّ وضجّ (تاج العروس) صدود بانگ کردن از باب نصر وضرب (صراح) ۱۲۔

یَصُدُّوْنَ نافع شامی کسائی ضم صاد سے۔ بعضوں نے کہا یہ دو لغتیں ایک معنے کے ہیں اور بعضوں نے دونوں میں فرق بیان کیا اور کہا یہ صدود سے ہے۔ یعنے حق سے روکنا۔

بنی اسرائیل کے لئے انھیں (اپنی قدرت کی) ایک مثال بنائی۔ اور اگر ہم چاہیں تو بیشک تم
میں سے[1] فرشتے بنائیں کہ (وہ) زمین میں (تمھارے) جانشین بنیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عیسے
علیہ السلام تو محض ایک بندے تھے جنھیں ہم نے نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا اگر ان کی
کوئی پرستش کرے تو وہ معذب ہوگا۔ عیسے کا اس میں کیا قصور ہے۔ رہا انھیں بغیر باپ کے
پیدا کرنا یہ ہماری قدرت کی نشانی ہے۔ اگر ہم چاہتے تو تمھی میں سے فرشتے پیدا کرتے۔ تاکہ ہم
اپنی قدرت کا معائنہ کرائیں اور وہ تمھارے جانشین ہوتے۔ پھر آل حال عیسے علیہ السلام بیان
فرماتا ہے۔ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ وَلَا
يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ
لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ
هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ اور (اے نبی کہدو) بیشک و شبہ عیسے (کے اُترنے) سے قیامت کا علم (حاصل ہوتا)

[1] اس صورت میں من تبعیضیہ ہوگا اور ابن عباس و سدی کا بھی یہی قول ہے۔ مجاہد نے کہا کہ من بدلیۃ کے لئے ہے۔
(ابن کثیر، تفسیر بسیر) وانہ لعلم للساعۃ۔ یعنے عیسے علیہ السلام کا روز قیامت سے پہلے نازل ہونا فریابی و سعید بن منصور
و مسدد و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم و طبرانی متعدد طرق کے ساتھ ابن عباس سے راوی ہیں (در) کہ عیسے قیامت کی ایک
علامت ہیں اُن کے آنے سے قیامت کا قرب معلوم ہوتا ہے۔ خود انھیں علم کہنا مبالغہ ہے گویا کہ وہ قرب قیامت کے لئے
نفس علم ہیں (خفاجی) اور دوسری قرارت وانہ لعلم بھی اس معنی کی تائید کرتی ہے (ابن کثیر) مصنوعی عیسے یعنے قادیانی
کتاب الوصیۃ صفحہ ۳ میں تحریر کرتے ہیں کہ خدا نے مجھے میری وفات سے اطلاع دی ہے اور فرمایا کہ تمام حوادث اور عجائبات
قدرت دکھلانے کے بعد تمھارا حادثہ آئیگا۔ ہم قادیانیوں سے پوچھتے ہیں کہ تمام حوادث اور عجائبات قدرت تو ہو چکے

ہے۔ پس تم قیامت میں شک نہ کرو۔ اور میری پیروی کرو یہی سیدھی راہ ہے۔ اور تمھیں شیطان
(میری اتباع سے) نہ روکے کیونکہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔ اور جب عیسیٰ معجزے لیکر آئے وہ
(لوگوں سے) بولے کہ میں تمھارے پاس حکمت لیکر آیا ہوں۔ اور اسواسطے (آیا ہوں) کہ بعض
وہ چیزیں جن میں تم اختلاف کرتے تھے تمھارے لئے بیان کردوں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور
میری اطاعت کرو بیشک اللہ ہی میرا پروردگار اور تمھارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو
یہی سیدھی راہ ہے۔ سیدھی راہ اس لئے ہے کہ اسمیں نہ افراط ہے۔ اور نہ تفریط۔ نہ نصرانیوں کی
طرح عیسےٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہو۔ نہ یہودیوں کی طرح اُن پر تہمت لگاؤ۔ چنانچہ عیسےٰ علیہ السلام نے
یہی اسیطرح کہا اور جو اسپر بھی اختلاف کرے تو وہ دردناک روز سے ڈرے جو آرہا ہے جسطرح
ارشاد ہے۔ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ یَوْمٍ اَلِیْمٍ هَلْ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) صرف دو چار ہی حادثے اور عجائبات قدرت بھی مرزا صاحب کی موت کے پہلے نہ ہوے۔ ہاں یہ عجیب بات ضرور ہوی کہ مرزا صاحب کو حج نصیب نہ ہوا۔ اور مکہ مدینہ میں ان کے مذہب کی اشاعت نہ ہوی۔ جو جگہ کہ جھوٹے اور سچے کی کسوٹی ہے۔ اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ایمان آخری زمانہ میں مدینہ میں اسطرح جائیگا جسطرح سانپ اپنی بانبی میں جاتا ہے ۱۲ اور اسلام کی عام ترقی مشرق و مغرب میں جو عیسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہونیوالی ہے وہ بھی نہ ہوی۔ بلکہ تمام اہل اسلام کو مرزا صاحب کفر کا الزام لگا گئے اور باہم پھوٹ ڈال کے اپنے گڑھے میں سو گئے۔ کاش اب بھی قادیانیوں کی آنکھیں کھل جائیں اور سمجھتے کہ مسیح موعود کے آنیکی جو اہل اسلام کو خوشی ہے وہ صرف اشاعت اسلام کی ہے۔ جسکی بشارت احادیث میں موجود ہے (مناظرہ) ایک اہل سنت نے ایک قادیانی سے کہا۔ کہ تمھارے عیسےٰ کی امت جب مشرق و مغرب میں پھیل جائیگی جسطرح احادیث میں ہے تو ہم بھی اُسوقت معتقد ہو جائیں گے۔ ورنہ کیوں سلف کے اعتقاد سے روگردان ہوں۔ قادیانی نے کہا کہ تھوڑے ہی روز میں دیکھ لوگے۔ ابھی وقت آجاتا ہے۔ وہ تو نہ ہوا۔ بلکہ مرزا صاحب کا وقت آگیا اور قادیانی بجائے بڑھنے کے گھٹنے لگے۔ ۱۲

يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ پس اُن میں سے جماعتیں مختلف

ہوگئیں تو جنھوں نے ظلم کیا اُن کی دردناک دن کے عذاب سے خرابی ہے. وہ قیامت ہی

کے منتظر ہیں کہ اُن پر یکایک آجائے اور وہ واقف بھی نہ ہوں. جب اللہ تعالےٰ نے فرمایا

کہ وہ قیامت کا انتظار کرتے ہیں تو اسکے بعد ان احوال کا ذکر فرمایا جو قیامت سے متعلق

ہیں. الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ۝ يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ

وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ

تُحْبَرُونَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ

الْأَعْيُنُ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ لَكُمْ فِيهَا

فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ اُس روز دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوجائیں گے مگر

متقین (کہ انکی دوستی باقی رہیگی - اور ہم انسے کہیں گے) اے میرے بندو آج نہ تمھیں خوف ہے

ان تاتیہم. ساعۃ سے بدل ہے (بیضاوی) تُحبرون. الحبر بالکسر اثر النعمۃ والحسن واسماء وبالفتح السرور (قاموس) حبور وحبرۃ شادکردن یحبرون ای ینعمون ویکرمون ویسرون (صراح) سورۂ روم کے دوسرے رکوع میں اسکی تفسیر ہوچکی ہے. صحاف. صحفۃ. کاسۂ بزرگ. جمع صحاف (صراح) صحفہ وہ پیالہ جس میں چار پانچ شخص کھاسکیں (نفائس) اکواب. الکوب قدح لا عروۃ لہ (مفردات) کوب. قدح (کنز) تلذ. اصل میں تتلذ تھا. لہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مجاہد وقتادہ رحمہم نے فرمایا کہ قیامت کے روز ہر دوستی بدلکر دشمنی ہوجائیگی سوا پرہیزگار دنکی دوستی کے (ابن کثیر) اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن دو آدمیوں میں اللہ کے لئے محبت ہو ان دونوں میں سے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہو تو اللہ تعالےٰ قیامت کے روز اُن دونوں کو جمع کرکے فرمائیگا. یہ تیرا دوست ہے جس سے تو نے میرے واسطے محبت کی تھی (ابن کثیر از ابن عساکر) سے (بیضاوی) ۱۲

یٰعبادی ع ۱۱ ۱۲ نافع. بصری شامی. وصل و وقف میں بہ زیادتی یائے ساکنہ. اور شعبہ وصل یائے مفتوح اور وقف میں یائے ساکنہ سے.

تشتہی مکی. بصری شعبہ. حمزہ. کسائی. وصل میں بغیر ہائے ضمیر وسقوط یا سے.

اور نہ تم غمگین ہوگے (یہ) وہ لوگ ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور فرمانبردار رہے

(کہا جائیگا) تم اور تمھاری بیبیاں جنت میں داخل ہو۔ تم خوش کئے جاؤگے۔ اُن پر سونے

کی قابوں اور پیالوں کا دور چلیگا اور جو جی چاہے اور (جس سے) آنکھیں لذت پائیں

بہشت میں (موجود) ہے اور (کہا جائیگا کہ) تم اس میں ہمیشہ رہوگے اور یہ وہی جنت ہے

جسکے تم وارث بنائے گئے ہو بسبب اُن اعمال کے جو تم کرتے تھے اسمیں تمھارے لئے کثرت

سے میوے ہیں جن میں سے تم کھاتے ہو۔ پھر وعدہ کے بعد وعید کا بیان فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ

فِیْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۚ لَا یُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِیْهِ مُبْلِسُوْنَ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا

لہ عکرمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں جو بندہ کہ سب سے کم درجہ والا ہوگا جسکے بعد کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا اسکی نعمتوں کی یہ کیفیت ہوگی کہ اسکی نظر کے سامنے سو برس کی دوری تک سونے کے محل اور موتی کے قبے بنے ہوں گے اور انمیں ایک بالشت بھر جگہ بیکار نہ ہوگی۔ اور اسکے کھانے کے وقت صبح و شام ستر ہزار سونے کے پیالے پیش ہوا کریں گے۔ اور ہر پیالہ میں جس رنگ کا کھانا ہوگا دوسرے میں اسکے سوا دوسرے رنگ کا ہوگا۔ اسکی خواہش اول سے آخر تک یکساں ہوگی۔ اگر ان میں سے ایک خوان نعمت تمام زمین والوں کے لئے اتارا جائے تو سب کے لئے کافی ہوگا اور جو کچھ اس جنتی کو دیا گیا اسمیں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا (ابن کثیر از عبد الرزاق) اسی کے قریب قریب ابن ابی حاتم اور امام احمد نے بھی روایت کی ہے ۲ہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دوزخی کو اسکا جنتی مکان دکھایا جائیگا تو وہ حسرت سے کہیگا کاش مجھے اللہ تعالےٰ ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں سے ہو جاتا۔ اور ہر جنتی شخص کو بھی اسکا دوزخی گھر دکھایا جائیگا تو کہیگا کہ ہم سے ممکن نہ تھا کہ ہم راہ پاتے اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ فرماتا۔ یہ کلمہ اسکی طرف سے شکریہ کا ہوگا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص کیلئے اسکا ایک مکان جنت میں ہے اور ایک مکان دوزخ میں۔ بس کافر مومن کے دوزخی مکان کا وارث ہوتا ہے۔ اور مومن کافر کے جنتی مکان کا مالک ہوتا ہے (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) یفتر۔ الفتر سکون بعد حدة ولین بعد شدة وضعف بعد قوة (مفردات) المبلس سست کروان (کنز) فیہ ضمیر کا مرجع عذاب ہے (ابن جریر) ۱۲ـ

هُمُ الظّٰلِمِينَ ○ بیشک گنہگار عذاب جہنم میں ہمیشہ رہیں گے (جو) ان سے ذرا (بھی) کم نہ کیا جائیگا

اور وہ اُس میں (اپنی نجات سے) مایوس رہیں گے اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا ولیکن

وہی ظالم تھے۔ اور جب وہ تخفیفِ عذاب سے مایوس ہو گئے تو داروغہ دوزخ کو پکار کر

اسطرح کہنے لگے ۔ وَنَادَوۡا يٰمٰلِكُ لِيَقۡضِ عَلَيۡنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمۡ مّٰكِثُوۡنَ ○ اور پکاریں گے[1] کہ اے

مالک (اپنے رب سے عرض کر) کہ تیرا پروردگار ہمارا فیصلہ کر ڈالے۔ وہ کہیگا بیشک تم ہمیشہ رہنے

والے ہو۔ بعد تہدید عذاب پھر قریش کے سبب شقاوت یعنے حق بات سے مخالفت و دشمنی

کرنے کو بیان فرماتا ہے۔ لَقَدۡ جِئۡنٰكُمۡ بِالۡحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَكُمۡ لِلۡحَقِّ كٰرِهُوۡنَ ○ اَمۡ اَبۡرَمُوۡۤا اَمۡرًا[2]

فَاِنَّا مُبۡرِمُوۡنَ ○ اَمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّا لَا نَسۡمَعُ سِرَّهُمۡ وَنَجۡوٰىهُمۡ ؕ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيۡهِمۡ يَكۡتُبُوۡنَ ○

(ای کفار) بیشک و شبہ ہم تمھارے پاس (دین) حق لائے ولیکن تم میں کے اکثر حق سے نفرت

کرتے ہیں کیا انھوں نے کوئی (بڑی) بات ٹھان لی ہے تو بیشک ہم نے (بھی اسکا بدلہ)

ٹھان لیا ہے کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم انکی چھپی باتوں اور سرگوشیوں کو نہیں سنتے۔ ہاں

(ضرور سنتے ہیں) اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) جو اُن کے پاس ہیں لکھ لیتے ہیں۔ یعنی جب[3] وہ

[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر پڑھتے تھے ونادوا یامالک لیقض علینا ربک۔ یعنے پکاریں گے اے مالک ہماری روحوں کو تیرا رب قبض کرے تاکہ ہم جس تکلیف میں ہیں اُس سے راحت ملے (ابن کثیر از بخاری)

[2] ابرموا۔ ابرم الشیٔ احکمہ (مختار) ابرام۔ استوار کردن و ملول کردن (کنز) [3] مجاہد نے کہا (ابن کثیر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مکر کرنیکا مستحکم ارادہ کرلیتے ہیں تو ہم بھی پوری طور سے
بدلہ لیتے ہیں۔ یعنے وہ تکذیب پر متفق تو ہم انکی تعذیب پر آمادہ ہیں۔ یا انھوں نے یہ سمجھا کہ اعتقاد
باطنی شے ہے اور اللہ تعالے انکی پوشیدہ باتیں اور انکی سرگوشیاں نہیں سنتا ہے۔ اسکے جواب
میں فرمایا کہ ہم سب کچھ جانتے ہیں۔ اور ہمارے فرشتے سب کچھ لکھ لیتے ہیں۔ بعد ذکر لکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ ان کافروں سے کہدو کہ تم جسطرح فرشتوں کو بیٹیاں کہتے ہو
اگر یہ بات صحیح ہوتی تو میں تم سے پہلے انکی پرستش کرتا جسطرح فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ ۸۱
وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ۝ (اے نبی) کہو کہ اگر (بفرض محال) رحمن کے اولاد ہوتی تو میں سب سے — وُلْدٌ حمزہ، کسائی۔ جمع سے۔
پہلے عبادت کرنیوالا ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالے نے مجھپر سب سے زیادہ رحم فرمایا ہے تو مجھے اُس کی
رضامندی کی طلب بھی سب سے زیادہ ہونی چاہئے۔ اور کمال رضامندی اولاد کی خوشنودی
میں ہے۔ لیکن جب اُسے اولاد ہی نہیں ہے تو انکی پرستش کیسی۔ اسی لئے اپنی تنزیہ اسطرح بیان
فرماتا ہے۔ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ آسمانوں کا ۸۲
اور زمین کا پروردگار، عرش کا مالک اُس سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ اپنی تنزیہ کے بعد کافروں
کی تہدید کا حکم فرماتا ہے۔ فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَیَلْعَبُوْا حَتّٰی یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ۝ ۸۳
تو (اے نبی) انھیں چھوڑدو کہ بک بک کرلیں اور کھیل لیں یہانتک کہ وہ اپنے اُس دن سے

لہ قتادہ نے کہا (ابن کثیر) یخوضوا۔ الخوض ھو الشروع فی الماء والمرور فیہ واکثر ما ورد فی القرآن ورد فیما یذم الشروع فیہ (مفردات) خوض۔ دررفتن درباطل (کنز) ۱۲

ملیں جسکا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے - پھر اپنی تنزیہ (یعنے زمین و آسمان میں ایک ہی خدا ہے
تو اسکے غیر کی عبادت باطل ہے) اسطرح فرماتا ہے - وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ
إِلَٰهٌ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۝ وَتَبَارَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ عِلْمُ
السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ اور وہی ذات ہے جو معبود ہے آسمان میں اور معبود ہے زمین
میں (یعنے دونوں جگہ وہی مستحق عبادت ہے) اور وہی حکمت والا دانا ہے - اور بڑی برکت والا
ہے وہ جسکے لئے آسمانوں کی اور زمین کی اور اُسکی بادشاہت جو ان دونوں کے درمیان
میں ہے - اور اسی کے پاس ہے قیامت کا علم اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے
یعنے اگر کافر اپنے بتوں کی عبادت سے انکار کرکے ان کے شفیع ہونے کا دعوے کریں تو
یہ بھی باطل ہے - کیونکہ شفاعت تو وہی کریں گے جو حق تعالےٰ کی وحدانیت کا اقرار کریں -
جسطرح ارشاد ہے - وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ
بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ اور خدا کے سوا جنھیں یہ لوگ پوجتے ہیں وہ سفارش
کا اختیار نہیں رکھتے مگر جس نے حق (بات) کی گواہی دی اور وہ جانتے (بھی)
ہیں - یعنے بت کافروں کی شفاعت نہیں کرسکتے - ہاں یہ شفاعت کا کام تو انھیں
لوگوں کا ہے جو زبان سے توحید کی گواہی دیتے ہیں اور دل سے جانتے اور
اُسکی تصدیق کرتے ہیں - اور خدائے تعالےٰ کی خالقیت کا تو کافروں کو

يُرْجَعُوْنَ مکی - حمزہ - کسائی سے -

بھی اقرار ہے۔ پھر شرک پر کیوں اڑے ہوئے ہیں۔ جس طرح ارشاد ہے۔ ٩٧
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ
قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اور (اے نبی) اگر تم ان سے پوچھو کہ انھیں کس نے پیدا
کیا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے پھر (اس اقرار کے بعد) یہ کہاں بہکے
جاتے ہیں۔ قسم ہے نبی کے یا رب کہنے کی بے شک یہ ایسے لوگ
ہیں جو کہ ایمان نہیں لاتے۔ پھر اگر اس بیان کے بعد بھی شرک پر اڑے
رہیں تو اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان سے روگرداں ہو۔ یہانتک کہ ١٣
وقتِ فتح و نصرت آجائے۔ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ تو تم اُنکے ٩٦
مُنہ پھیر لو اور کہو سلام ہے اپس عنقریب وہ جان لیں گے۔ یعنے انکی کٹ حجتی سے
درگذرو اور رخصتی سلام کہدو عنقریب وہ جان لیں گے۔ اس میں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی اور کافرونکو تہدید ہے۔ آخر یہی ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو فتح و نصرت ہوی اور مشارق و مغارب میں اسلام پھیل گیا۔

وَقِيْلِهٖ نافع۔ ابن کثیر ابوعمرو ابن عامر کسائی نصب لام وضم ہاسے۔ محل ساعة پر معطوف ہے۔ کیونکہ علم کی اضافت ساعت کی طرف بطور اضافت مصدر کے مفعول کی طرف ہے۔ معنی یسطرح ہوے۔ عندہ علم الساعة و علم قول الرسول یا فعل ناصب مقدر ہے۔ اور قیل بنابر مصدریت منصوب ہے۔ بتقدیر اسطرح پر۔ وقال قیله۔ تعلمون نافع۔ شامی تاسے۔

لہ اسی کے قریب قریب ابتدار سورۃ میں آیت گذری اور مقصود اس سے انھیں آگاہ کرنا ہے کہ باوجود اس اعتقاد کے اجسام خسیسہ اور اصنام خبیثہ جو محض بے جان ہیں کسطرح عبادت کے لائق ہیں۔ وقیله۔ واو قسمیہ ہے (خفاجی) قیل و قال و قول ہم معنی مصادر ہیں (خفاجی) سلٰم۔ مبتدار مقدر کی خبر ہے یعنے امری سلمٌ (خفاجی)

٤٤ سورۂ دخان

مکی ہے اس کے حروف (۱۴۴۰) کلمات (۳۴۰) آیات (۵۹) ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی رات میں سورۂ حٰم پڑھا جس میں دخان کا ذکر ہے تو اس نے اس حالت سے صبح کی کہ اسکی بخشش ہو گئی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

حٰمٓ ۚۛ ۝ وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ۝ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِيۡنَ ۝ واضح کتاب کی قسم ہے۔ بیشک ہم نے اسے اتارا مبارک رات میں بیشک ہم ڈرانے والے ہیں۔ اس قدر کی رات میں ہر طرح کی بھلائی ہے جس میں قرآن مبارک نازل ہوا اور کیوں وہ رات مبارک

لہ نیشاپوری ٢ہ ابن کثیر از ابو یعلیٰ۔ مبارکۃ۔ اگر کسی زمان و مکان کو زیادتی شرافت و بزرگی دی گئی ہے تو وہ انسان ہی کی شرافت کے سبب سے دیگئی ہے وہی اصل ہے اُس کے سوا جو مخلوق ہے اسکی تابع ہے (کبیر) ٣ہ چنانچہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ۔ قدر کی رات رمضان شریف کے مہینے میں ہے جسطرح فرماتا ہے۔ شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِىۡٓ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ۔ اور جو عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ نصف شعبان کی رات ہے جسمیں شعبان سے شعبان تک لوگوں کی موت لکھی جاتی ہے۔ اور جسکی موت لکھی گئی وہ نکاح کرتا ہے۔ اسے اولاد ہوتی ہے۔ اور اسکا نام مُردوں میں ہوتا ہے۔ یہ حدیث نصوص کا معارضہ نہیں کر سکتی (ابن کثیر) حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی ماثبت بالسنہ میں اسطرح تطبیق فرماتے ہیں کہ یہ تقسیم ارزاق وغیرہ شب برات سے شروع ہو کر لیلۃ القدر میں ختم ہوتی ہے ۱۲۔

نہ ہوگی جس میں اللہ تعالےٰ کے پاس سے تمام امور تصفیہ پاکر بٹ جاتے ہیں۔ یعنے
اس سال جو امور واقع ہونے والے ہوتے ہیں جیسے موت۔ رزق وغیرہ۔ وہ لوح محفوظ
سے فرشتوں کے دفاتر میں لکھادئے جاتے ہیں جسطرح ارشاد ہے۔ فِیۡهَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ
حَکِیۡمٍ ۝ اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا اِنَّا کُنَّا مُرۡسِلِیۡنَ ۝ رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۝ رَبِّ
السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَهُمَا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِیۡنَ ۝ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحۡیٖ وَیُمِیۡتُ رَبُّکُمۡ وَرَبُّ
اٰبَآئِکُمُ الۡاَوَّلِیۡنَ ۝ اس (رات) میں تمام حکمت والے کام تصفیہ پاتے ہیں۔ حکم ہوکر
ہمارے پاس سے۔ بیشک ہم (رسول) بھیجتے ہیں (یہ) تمہارے پروردگار کی رحمت سے ہے۔
کیونکہ وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ پروردگار (ہے) آسمانوں (کا) اور زمین کا اور
اسکا جو اُن دونوں کے درمیان میں ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ سوا اسکے کوئی معبود
نہیں ہے۔ (وہی) جلاتا اور (وہی) مارتا ہے۔ (وہی) تمہارا پروردگار اور تمہارے اگلے
باپ دادا کا پروردگار ہے۔ جو تمام جہان کا مالک ہے۔ مارنا جلانا جسکے اختیار میں ہے اُسکے
پاس قرآن کا اتارنا نبیوں کا بھیجنا کیا مشکل ہے۔ لیکن یہ کافر دل کے اندھے ان باتوں کو
سمجھتے ہی نہیں بلکہ اپنے لہو و لعب میں گرفتار ہیں جسطرح ارشاد ہے۔ بَلۡ هُمۡ فِیۡ شَكٍّ یَّلۡعَبُوۡنَ
بلکہ وہ شک میں ہیں (ان باتوں کو) کھیل سمجھ رہے ہیں۔ ان کے لہو و لعب شک و تردد کا

رَبُّ — نافع مکی ابن کثیر مکی ابو عمرو بصری ابن عامر شامی ضم با سے

لے ابن عمرو مجاہد وغیرہ بہت سے لوگوں نے روایت کی (ابن کثیر) ۱۲-

نتیجہ عنقریب معلوم ہوجاتا ہے۔ آسمان سے دہواں اٹھکر کافروں پر چھا جائیگا جو سخت
عذاب ہو۔ اے نبی کریم تم صرف انتظار کرو جسطرح ارشاد ہے۔ فَارۡتَقِبۡ یَوۡمَ تَاۡتِی السَّمَآءُ
بِدُخَانٍ مُّبِیۡنٍ ؀ یَّغۡشَی النَّاسَ ؕ ہٰذَا عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ؀ تو (اے نبی) اس دن کا انتظار کرو
کہ آسمان ظاہر دہواں لائیگا جو لوگوں پر چھا جائیگا۔ یہ دردناک عذاب ہے۔ عذاب

ل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارے پروردگار نے تمھیں تین باتوں سے ڈرایا۔ ایک دخان ہے کہ مومن کو زکام کیطرح پہونچیگا اور کافر کو گرفت کریگا تو وہ پھول جائیگا۔ یہانتک کہ اس کے ہر سوراخ سے دہواں نکلے گا۔ دوسرا دابہ ہے۔ تیسرا دجال ہے۔ (ابن جریر و طبرانی از ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ) اور اسی کے قریب قریب ابن ابی حاتم نے ابوسعید خدری اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دخان کی نشانی ابھی تک نہیں گذری۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے ایک روز صبح کو میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں آجکی رات صبح تک نہیں سویا۔ عرض کیا کہ آپ کیوں نہیں سوئے۔ فرمایا لوگ کہنے لگے کہ دمدار ستارہ نکلا ہے تو مجھے خوف ہوا کہ دخان آپہنچا۔ اس خطرے سے صبح تک نہیں سویا (رواہ ابن جریر و ابن ابی حاتم) اور اسکی اسناد صحیح ہو۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی دخان کے منتظر ہیں۔ اور انھیں کے موافق ایک جماعت صحابہ و تابعین کا قول ہے۔ اور ان اقوال کے ساتھ احادیث صحیحہ بھی موجود ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ دخان منجملہ اُن علامات کے ہے جنکا انتظار ہے۔ اور آیت فارتقب یوم تاتی السماء سے بھی یہی ظاہر ہے۔ کیونکہ ارتقاب بمعنی انتظار ہے۔ اور جو قول کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ دخان واقع ہوچکا جسکو اہل مکہ بھوک کی شدت سے آسمان پر چھایا ہوا دیکھتے تھے۔ یہ دخان تو فقط انکا خیال تھا جو بھوک کی شدت سے اونکی آنکھوں میں دکھائی دیتا تھا۔ ایسا ہی قولہ تعالے یغشی الناس ہو۔ اسلئے کہ اگر وہ خیالی دخان مراد ہوتا تو آیت میں انھیں کی خصوصیت ہوتی۔ اور سب کے واسطے عام نہ ہوتا (ابن کثیر) یغشی۔ غشیہ غشاوۃ و غشاء اتاہ اتیان ما قد غشیہ ای سترہ (مفردات) غشی۔ پوشانیدن (کنز) ۱۲

آجائیگا تو اس وقت اپنے رب کی طرف رجوع ہو کر اسطرح دعا کرنے لگیں گے۔ رَبَّنَا
اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۞ اے ہمارے پروردگار ہم سے عذاب دور کردے ۱۲
بے شک ہم ایمان لاتے ہیں حکم ہوگا۔ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ۞ ۱۳
ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ۞ (اس سے) کسطرح انھیں نصیحت ہو حالانکہ ان کے
پاس ایک ظاہر رسول آئے۔ پھر (بھی) انھوں نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے سکھایا ہوا ۱۴
ہے۔ دیوانہ ہے۔ اب نصیحت لیتے ہیں حالانکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان
میں جو کچھ گستاخی کی وہ ظاہر ہے۔ خیر اسپر بھی ہم تھوڑی دیر کے لئے اسباب عذاب دور
کرتے ہیں جسطرح ارشاد ہے۔ إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۞ بیشک ہم ۱۵
کچھ (تم سے) عذاب دور کردیں گے۔ پھر تم وہی (کفر) کرنے لگوگے۔ یہ دفع عذاب بھی

مبین۔ بان وبیّن وتبین وأبان واستبان کلہا لازمۃ متعدیۃ (قاموس) یعنے ایسے رسول جنکی رسالت واضح اور ظاہر ہے۔ تولوا۔ تولّی۔ برگشتن وروے گردانیدن (کنز) تولّی عنہ أعرض (مختار) اناکاشفوا العذاب۔ اسکے دو معنے ہیں (۱) یعنے قیامت میں اگر تم سے عذاب دفع کرکے تمھیں دنیا میں پلٹا دیں تو تم پھر بھی کفر و تکذیب کروگے جسطرح ایک جاے فرمایا۔ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۞ (۲) یہ کہ ہم عذاب کے اسباب مہیا ہونے اور اس کے تم تک پہونچنے کے بعد اس میں تھوڑی تاخیر کرتے ہیں اور تم اپنی سرکشی و گمراہی میں ہمیشہ رہتے ہو۔ اور اس کشف سے یہ لازم نہیں آتا کہ عذاب آ بھی جائے۔ اور اسیطرح پھر انکا کفر چھوڑ کر کفر کیطرف پلٹنا لازم نہیں آتا اسی لئے قتادہ نے کہا کہ تم عذاب کی طرف پلٹنے والے ہو (ابن کثیر) ۱۲۔

۱۶ صرف اس لئے ہم نے کیا ہے کہ جب ہم ان سے قیامت میں انتقام لیں تو پھر انھیں کوئی
عذر کا موقع باقی نہ رہے جسطرح ارشاد ہے۔ یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ۝
(یاد کرو) جسدن ہم سخت گرفت میں گرفتار کریں گے ضرور ہم بدلہ لینے والے ہیں۔ چنانچہ ہم نے
فرعونیوں سے بھی اسیطرح کئی بار عذاب دور کرکے آخر ان سے بدلہ لیا۔ جسطرح ارشاد ہے۔
۱۷ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ۝ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۖ اِنِّيْ
۱۸ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَاِنِّيْ عُذْتُ
بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ۝ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ۝ اور بیشک و شبہ ان سے پہلے
ہم فرعون کی قوم کو آزما چکے اور ان کے پاس ایک باعزت رسول آئے (اور کہا) کہ بندوں
کو میرے حوالہ کردو۔ بیشک میں تمھارے واسطے (خدا کا) امانت دار رسول ہوں۔ اور
یہ کہ تم اللہ سے سرکشی نہ کرو۔ بیشک میں تمھارے پاس (اپنی نبوت کی) ایک صاف دلیل

البطشۃ الکبری۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ "جنگ بدر کا دن ہے" ایک جماعت ان کے ساتھ متفق ہے۔ اور
ظاہر یہ ہے کہ وہ روز قیامت ہے اگرچہ یوم بدر بھی یوم البطش ہے۔ ابن جریر نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی آپ نے
کہا کہ "ابن مسعود رضی اللہ عنہ" نے فرمایا کہ بطشۂ کبریٰ روز بدر ہے اور میں کہتا ہوں کہ وہ روز قیامت ہے اور اسکی اسناد صحیح ہے
اسیطرح حسن بصری و عکرمہ فرماتے ہیں۔ (ابن کثیر) ادوا۔ تا دیہ۔ رسانیدن (کنز) تعلوا۔ علا فی الارض تکبر
(مختار) علو۔ بلند شدن و بلندی جستن و تکبر کردن (کنز) ان ترجمون۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ رجم باللسان یعنی
گالی دینا ہے۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ رجم بالحجارۃ یعنے سنگسار کرنا ہے (ابن کثیر) مترجم کہتا ہے کہ دونوں بھی ہوں۔

آتا ہوں۔ اور بیشک میں اپنے پروردگار اور تمھارے پروردگار سے اس (بات) سے کہ
تم مجھے سنگسار کرو پناہ لیچکا ہوں۔ اور اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے ہو تو مجھ سے الگ ہو جاؤ
حضرت موسےٰ نے فرعونیوں سے فرمایا کہ تم نے جو بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنایا ہے انھیں
مجھے دیدو اور تکبر و تکذیب رسول سے باز آؤ اگر تمھیں اللہ کی ربوبیت اور میری رسالت
میں شک ہو تو میں ایک صریح اور صاف دلیل پیش کرتا ہوں اور جو اسپر بھی میرے قتل پر آمادہ
ہو تو میں اللہ سے پناہ لیتا ہوں وہی مجھے تمھاری سنگساری سے بچالیگا۔ لیکن اگر تم ایمان
نہیں لاتے ہو تو میری ایذا سے تو کنارہ کش رہو کیونکہ مجھے ستانا تمھیں خراب و برباد کردیگا۔ آخر
انھوں نے باوجود اس نصیحت کے تکلیف دی اور ایمان نہ لائے تو آپ نے اسطرح بددعا کی

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ۝ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ
رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ۝ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّ
نَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ ۟ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ
وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝ مِنْ ع ۲۹ ۱۴

(رَھْوًا۔ ای ساکنا (مفردات) رھا البحر سکن و بابہ علا (مختار) رہو۔ آہستہ رفتن و ساکن (کنز و منتخب) ابن
عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ موسےٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تم چلے جاؤ اور دریا کو اسی حالت پر چھوڑ دو۔ مجاہد نے کہا کہ اسی
طرح خشک راستہ چھوڑ دو۔ اور اُسے پہلی حالت پر نہ کرو تا وہ سب لوگ اس کے اندر آجائیں۔ اسیطرح عکرمہ و ربیع و ضحاک وغیرہ
نے کہا (ابن کثیر) فاکِھِیْن۔ ای ناعمین (صراح) فکہ کفرح فکھا و فکاھۃ فھو فکہٌ و فاکہٌ ای طیب
النفس ضحوکٌ (تاج العروس) فکہ بفتحتین خوش طبع شدن و سخت شاد شدن (منتخب) ۱۲۔

44-

فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ کَانَ عَالِیًا مِّنَ الْمُسْرِفِیْنَ ٥ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰھُمْ عَلٰی عِلْمٍ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ٥ وَاٰتَیْنٰھُمْ مِّنَ
الْاٰیٰتِ مَا فِیْہِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ ٥ پھر موسےٰ نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ یہ گنہگار لوگ ہیں (انھیں
سزا دے۔ حکم ہوا) پس میرے بندوں کو راتوں رات لیکر چلے جاؤ۔ بیشک تمھارا پیچھا کیا جائیگا
(تم پار ہوجاؤ) اور دریا کو (اسیطرح) ٹھیرا ہوا چھوڑ دو۔ کیونکہ یہ لشکر غرق کردئے جائینگے
انھوں نے چھوڑے کتنے ہی باغ اور چشمے۔ اور کھیت اور عمدہ مکان۔ اور آرام جس میں
وہ عیش کرتے تھے (بات) اسیطرح ہے۔ اور ہم نے دوسری قوم کو ان چیزوں کا وارث
بنادیا۔ پس نہ انپر آسمان وزمین روئے نہ انھیں مہلت دیگئی۔ اور بیشک وشبہ ہم نے
بنی اسرائیل کو ذلت دینے والے عذاب سے نجات دی (یعنی) فرعون سے بیشک
فرعون سرکش (اور) حد سے گذرنے والوں میں تھا۔ اور بیشک وشبہ ہم نے بنی اسرائیل
کو سمجھ (بوجھ) کر سارے جہان پر ترجیح دی۔ اور ہم نے انھیں وہ معجزے دئے جن میں

علی العٰلمین۔ مجاہد وقتادہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے بنی اسرائیل کو اُس زمانے کے اہلِ عالم پر برگزیدہ وممتاز فرمایا تھا (ابن کثیر)
لے مبتدا مقدر ہے (کبیر) کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص کے لئے آسمان میں دو دروازے ہیں۔ ایک دروازے
سے اسکا رزق اُترتا ہے۔ اور دوسرے دروازے سے اسکا نیک کام ونیک کلام داخل ہوتا ہے پھر جب وہ مرجاتا ہے تو وہ
دونوں اسپر روتے ہیں۔ اور یہی آیت پڑھی۔ فما بکت علیھم السماء والارض۔ اور بیان فرمایا کہ ان فرعونیوں نے کبھی اللہ
تعالے کے واسطے کوئی نیک کام نہیں کیا تھا کہ انکی موت سے زمین انپر روتی اور نہ انکا کوئی نیک کام آسمان کو چڑھا کہ اسکے
گم ہونے سے آسمان انپر روتا (ابن کثیر از ابو یعلے الموصلی) اسی کے قریب المعنی ابن ابی حاتم وابن جریر نے بھی
روایت کی ہے (ابن کثیر) ۱۲۔

صریح آزمایش تھی۔ جب آپ نے بددعا کی تو آپ کو حکم الٰہی ہوا کہ بنی اسرائیل کو فرعونیوں سے علیحدہ کرلو۔ اور اپنی قوم کو لیکر دریا کو شق کرکے چل نکلو۔ حسب حکم آلٰہی جب آپ دریا سے پار ہو گئے تو چاہا کہ دریا کو جسطرح تھا اسطرح کر دیں تا ان کے اور فرعونیوں کے درمیان پانی حائل ہوجائے۔ اور وہ ان تک نہ آسکیں۔ تو اللہ تعالے کا حکم ہوا کہ دریا میں اسی طرح خشک راہ چھوڑ دو۔ اور فرعونیوں کو دریا میں آنے دو کیونکہ وہ سب غرق ہو جائیں گے۔ چنانچہ اسی طرح ہوا کہ وہ سب ڈوب کر ہلاک ہو گئے اب قوم فرعون کا جو حال ہوا وہ معلوم ہو گیا۔ پھر بھی یہ کفار قریش ہمارے کہنے کو نہیں مانتے اور روز قیامت سے انکار کرتے ہیں جسطرح ارشاد ہے۔ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ

لَيَقُوْلُوْنَ ۝ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ۝ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ

صٰدِقِيْنَ ۝ (اے نبی) بے شک وشبہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ہماری پہلی ہی موت ہے اور ہم (دوبارہ) زندہ نہیں کئے جائیں گے۔ پس اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ۔ چونکہ کافروں کا یہ بیہودہ سوال تھا اسلئے اسکے جواب سے قطع نظر کرکے گذشتہ امتوں کے عذاب سے ڈراتا ہے۔

اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝

منشرین۔ انشرہ اللہ تعالی احیاہ (مختار) نشور۔ زندہ شدن۔ انشار زندہ گردانیدن (صراح)۔
مجرمین۔ اُجرم صار ذاجرم (مفردات) اجرام۔ جرم کردن (کنز) ۱۲۔

کیا یہ لوگ (قوت میں) بہتر ہیں یا قوم تبع اور وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے ہم نے انھیں ہلاک کر دیا کیونکہ وہ مجرم تھے۔ کفار مکہ کو چاہئے کہ گذشتہ امتوں کی حالت سنکر عبرت لیں کیونکہ انکی قوت اور طاقت کے مقابلہ میں یہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ رہا قیامت کا انکار تو جو تمام مخلوقات کو پیدا کیا وہ دوبارہ نہیں پیدا کر سکتا۔ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں کہ مخلوقات کی پیدائش انپر حجت قایم کرنے کے لئے ہوی جسطرح ارشاد ہے۔ وَمَا خَلَقۡنَا

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَہُمَا لٰعِبِیۡنَ ۝ مَا خَلَقۡنٰہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۝

ل۱ قوم تبع وہی قوم سبا ہے (جسکا قصہ سابق میں گذر چکا ہے) وہ قحطان کے عرب تھے۔ جسطرح یہ قریش عدنان کے عرب ہیں۔ حمیر یعنے سبا جب ان میں کوئی بادشاہ ہوتا تو اسکا نام تبع رکھتے جسطرح فارس کے بادشاہ کو کسرے روم کے بادشاہ کو قیصر مصر کے کافر بادشاہ کو فرعون حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی کہتے ہیں جسطرح اسکے سوا اور اعلام اجناس ہیں یہ تبع درمیانی ہے اسکا نام اسعد ابوکرب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے سات سو برس پہلے ان کا انتقال ہوا۔ یہودیوں کے کسی عالم نے انسے کہا کہ مدینہ طیبہ میں آخری زمانہ کے نبی کی ہجرت ہوگی جنکا نام (مبارک) احمد ہوگا۔ تو انھوں نے انکی مدح میں اشعار لکھکر اہل مدینہ کو دیدیا یہانتک کہ وہ ابو ایوب جسکے مکان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اترے تھے انھیں یاد تھے چنانچہ وہ شعر یہ ہیں۔ اشعار۔

شَہِدۡتُ عَلٰی اَحۡمَدَ اَنَّہٗ　　رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ بَارِی النَّسَمۡ
فَلَوۡ مُدَّ عُمۡرِیۡ اِلٰی عُمۡرِہٖ　　لَکُنۡتُ وَزِیۡرًا لَّہٗ وَابۡنَ عَمۡ
وَجَاہَدۡتُ بِالسَّیۡفِ اَعۡدَاءَہٗ　　وَفَرَّجۡتُ عَنۡ صَدۡرِہٖ کُلَّ غَمۡ

اسی لئے قتادہ کہتے ہیں تبع نیک دمی تھا۔ اللہ تعالے نے انکی مذمت نہیں کی ان کے قوم کی مذمت کی ہے (ابن کثیر) اور احادیث بھی تبع کی مدح میں ہیں دیکھو ابن کثیر۔ لٰعِبِیۡنَ۔ لعب فلان اذا کان فعلہ غیر قاصد ایہ مقصد اصحیحا یلعب لعبا (مفردات) لاعب۔ بازی کنندہ (کنز) - ۱۲

اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور اُسکو جو ان دونوں کے درمیان میں ہے
کھیلنے کے لئے نہیں پیدا کیا۔ ہم نے ان دونوں کو نہیں پیدا کیا مگر (حکمت) حق کے
ساتھ ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ جب ثبوتِ بعث و قیامت پر دلیل بیان فرمائی
پھر اس کے بعض احوال بیان فرماتا ہے۔ اِنَّ یَوۡمَ الۡفَصۡلِ مِیۡقَاتُہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ۙ﴿۴۰﴾ یَوۡمَ لَا
یُغۡنِیۡ مَوۡلًی عَنۡ مَّوۡلًی شَیۡئًا وَّ لَا ہُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ اللّٰہُ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۴۲﴾ ع ۲ ۱۳/۱۵
بیشک فیصلہ کا دن ان سب (کے جزا) کی میعاد ہے۔ کہ اُس دن کوئی دوست کسی
دوست کے کچھ کام نہ آیگا اور نہ انھیں مدد پہونچیگی۔ مگر جس پر اللہ رحم کرے۔ بیشک
وہی غالب رحم والا ہے۔ اُس دن دوست دوست کے کام نہ آیگا۔ مگر وہی شخص کام
آیگا کہ جسپر خدا نے رحم کیا یعنے اپنے دوست کے لئے شفاعت کریگا[1] اور جو عینِ رحمت
وسراپا رحمت ہیں یعنی رحمۃ للعالمین وہ تو دنیا و آخرت میں ہر جگہ کام آتے ہیں۔ اللہ
تعالےٰ انھیں کے دستِ مبارک سے تمام نعمتیں تقسیم فرماتا ہے۔ محروم رہا وہ شخص جسنے

یوم الفصل۔ روزِ قیامت کا نام یوم الفصل یعنے جدائی کا دن رکھنے میں کئی وجوہ ہیں (۱) اہل جنت و اہل نار علحدہ ہوجائیں گے (۲) بندوں میں فیصلہ ہوجائیگا (۳) مسلمانوں کے حق میں اس لئے یوم فصل ہے کہ ان کے ناپسند چیزوں سے انھیں علحدگی ہوجائیگی۔ اور کافروں کے حق میں اس لحاظ سے کہ انھیں انکے محبوب چیزوں سے دوری ہوجائیگی الخ (کبیر) مَنۡ۔ محل رفع میں ہے اور مستثنےٰ متصل ہے۔ ای لا یغنے قریب عن قریب الا المؤمنین۔ فانہم یؤذن لہم بالشفاعۃ (خفاجی) [1] ابن جریر ۱۲

پسے سر آیا رحمت سے منہ پھرایا ہے

محمدِ عربی کابروے ہر دو سراست	کسیکہ خاکِ درش نیست خاک برسرِ او

روزِ قیامت کا ذکر فرما کے اب کافروں کے عذاب کو جو وہاں ہوگا بیان فرماتا ہے۔ اِنَّ

شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۙ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۛ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۙ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ؕ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ

اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۖ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ؕ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ

الْكَرِيْمُ ۝ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۝ بیشک تھوہر کا درخت گنہ گار کا کھانا ہے جیسے

پگھلا ہوا تانبا (اور) وہ پیٹوں میں ایسا کھولیگا۔ جیسے گرم پانی کا کھولنا (ہوتا ہے) (پھر حکم

دیا جائیگا) اسے پکڑو اور اسے دوزخ کے بیچوں بیچ تک گھسیٹو پھر اس کے سر پر کھولتا پانی ڈالو

جو (سخت) عذاب ہے [۲] (اور اس سے کہو کہ عذاب کا) مزہ چکھ کیونکہ تو عزت دار [۳] (اور) بزرگ

ہے۔ بیشک یہی (عذاب) ہے جسکی نسبت تم شک کرتے تھے۔ گنہ گاروں کے بعد متقیوں کا

الزقوم۔ ان شجرة الزقوم عبارة عن اطعمة كريهة في النار ومنه استعير زقم فلان وتزقم اذا ابتلع شيأ كريها (مفردات) نام درختی است در دوزخ (کنز) اثیم۔ گنہگار۔ یہاں اثیم سے کافر مراد ہے۔ (ابن کثیر) المهل۔ دردی الزیت (مفردات) ھل ریم و دردی روغن زیتون و نقرہ و مس وقلعی گداختہ۔ (کنز) مہل کے تفصیلی معنی سورہ کہف میں گذرے ہیں۔ یغلی۔ غلی بالفتح جوشیدن دیگ وجز آں (منتخب)۔ فاعتلوہ۔ العتل الاخذ بمجامع الشیء وجرہ بقھر (مفردات) عتل سخت کشیدن چیزے از باب ضرب ونصر (صراح) سواء۔ وسط ومیان (منتخب) [۱] مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر ایک قطرہ اسمیں سے زمین پر گرے تو تمام زمین والوں کی زندگی تلخ ہو جائے۔ (ابن کثیر) [۲] بیضاوی [۳] یہ بطور استہزا کہا جائیگا۔ اور اس سے مراد اسکا ضد ہے (کبیر) ۱۲۔

تَغْلِيْ
نافع۔ ابو عمرو۔ ابن عامر۔ شعبہ۔ حمزہ۔ کسائی۔ تا ہے تانیث سے ضمیر کا مرجع شجرہ ہے۔

فَاعْتُلُوْهُ
نافع۔ مکی۔ ابن عامر۔ ضم تا سے۔

اَنَّكَ
کسائی۔ فتح ہمزہ سے یعنی لِاَنَّكَ یا عذاب اَنَّكَ ۱۲۔

حال وعید کے بعد وعدہ کا بیان فرماتا ہے ۔ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ
عُيُوْنٍ ۝ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ
عِيْنٍ ۝ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ۝ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى
وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ بیشک پرہیز گار
امن کی جگہ میں۔ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ پہین ریشمی کپڑے اور دبیز ریشمی
کپڑے پہنیں گے آمنے سامنے (بیٹھے) ہوں گے۔ (بات) اسیطرح ہے۔ اور ہم انکا
بڑی آنکھوں والی حوروں سے بیاہ دیں گے وہاں وہ ہر طرح کے میوے طلب کرینگے
بے فکر ہوں گے۔ پہلی موت کے سوا (جو دنیا میں ہو چکی) وہاں وہ موت (کی تلخی)
نہیں چکھیں گے۔ اور اللہ انھیں دوزخ کے عذاب سے بچالیگا۔ (اے نبی) تمھارے
پروردگار کے فضل کے سبب سے۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ اسمیں اہل جنت کے چار

مُقَام ۔ نافع۔ ابن عامر ضم میم سے۔ عُیُوْن مکی۔ ابن ذکوان شعبہ۔ حمزہ۔ کسائی بکسر عین سے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے سابق میں گذر چکا۔

مقام ۔ فتح میم سے موضع قیام ہے۔ اور مراد مکان ہے۔ یہ خاص معنی عام میں مستعمل ہیں۔ اور ضم میم سے جو دوسری قرات ہے اسکے معنے موضع اقامت کے ہیں (کبیر) حور عین ۔ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ حور دریائے شور میں تھوک دے تو وہ شیریں ہو جائے (ابن کثیر) الا الموتۃ ۔ الا کے معنے لیکن کے ہیں۔ تقدیر یوں ہے کہ وہاں موت کا مزہ نہ چکھیں گے لیکن پہلی موت کا مزہ تو چکھ چکے ہیں (کبیر) ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو عمل کیا کرو اور سیدھی راہ چلے چلو اور (جنت کے) نزدیک ہو جاؤ اور جان رکھو کہ کوئی شخص اپنے عمل سے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھی ایسے نہیں ہیں۔ فرمایا کہ (ہاں) میں بھی ایسا نہیں ہوں مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنے فضل و رحمت میں ڈھانک لے (ابن کثیر از صحیح) ۱۲

نعمتیں مذکور ہیں (۱) مکان۔ اور وہ دو شرطوں سے اچھا ہوتا ہے ایک تو اسمیں کسطرح کا خوف نہو چنانچہ
اٰمِنِیْنَ سے یہی مراد ہے۔ دوسری یہ کہ ہر قسم کے عیش کے سامان مہیا ہوں چنانچہ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ
اسی کی تصریح ہے۔ (۲) ملبوسات۔ جسکا سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ میں بیان ہے (۳) اصحابِ کامل محل کے بیٹھنا
اور بی بیاں جو حور عین ہیں (۴) ماکولات یعنی میوے وغیرہ۔ ان سب راحتوں کے بعد فرمایا کہ یہ عیش
دائمی اور حیاتِ جاوید ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کو سیاہ مینڈھے کی شکل میں
لاکر جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائیگا۔ پھر وہ ذبح کر دیا جائیگا اور پکار دیا جائیگا کہ اے اہل
جنت اب حیاتِ جاوید ہے اور کبھی موت نہیں اور اے اہل دوزخ (تمھیں بھی) ہمیشہ جینا ہے اور کبھی
موت نہیں ان سب کے آخر میں فرمایا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اسی کا فضل بڑی کامیابی ہے
مزدور کو اسکی اجرت ملجانا اچھا ہے لیکن خلعت سے سرفراز ہونا اس سے اعلیٰ ہے۔ ان سب بیانوں کے بعد
ارشاد ہوتا ہے کہ اے نبی کریم اس فصاحت و بلاغت سے وعدہ و وعید کا بیان تمھاری زبانِ عربی میں
اسلئے کیا ہے کہ یہ لوگ نصیحت لیں۔ اسپر بھی نہ مانیں تو انکی ہلاکی کا انتظار کرو اور وہ بھی منتظر ہیں فَاِنَّمَا

ع ۱۷ ۳ ۱۶ یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ۝ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ۝ع پس (اے نبی) ہم نے اس
(قرآن) کو تمھاری زبان میں اسی لئے آسان کر دیا ہے کہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں تو تم منتظر رہو بیشک یہ

لے ابن کثیر از بخاری و مسلم ۔ لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت سے کہا جائیگا تمھارے واسطے یہ نعمتیں ہیں
کہ ہمیشہ تندرست رہو کبھی تمکو کوئی بیماری نہ چھوئے ہمیشہ زندہ رہو کبھی تمھیں موت نہ آئے ہمیشہ عیش میں بسر کرو کبھی
تمھیں کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ہمیشہ نوجوان رہو کبھی تم پر بڑھاپا نہ آئے (ابن کثیر از عبدالرزاق) ۱۲۰

(بھی) مظہر ہیں۔ قرآن کی ادائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اسطرح ہوئی کہ
کلام ازلی ان میں حلول نہیں ہوا۔ اور حادث میں قدیم حلول نہیں کیا کیونکہ یہ محال ہے۔ لیکن جب اللہ
تعالیٰ کو اپنے کلام کو ظاہر کرنا منظور ہوا تو اپنے کلام کا نور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے
ظاہر فرمایا تو کلام حق کو نور حق نے اٹھایا۔ پس آپکی زبان مبارک فعل حق ہے اور فعل حق آپکے
نور صفات کا مظہر ہے تاکہ لوگ آپکی زبان مبارک سے صفات حق کے معانی کو پائیں کیونکہ اللہ
تعالیٰ بغیر واسطوں کے سناتا تو سب مر جاتے چنانچہ مولانا فرماتے ہیں۔ ؎

گرچہ قرآن از لب پیغمبر است	ہر کہ گوید حق نگفت او کافر است

تجلی ذاتیہ سماعت بے جہت ہو وے لیکن مخلوق کی زبان پر نہو۔ بلکہ کلام حق کو حق سے سنے۔ مگر جہت معینہ سے
مخصوص نہو اور کسی جہت مخلوق سے ہو بلکہ جہت قدس سے ہو جو جہات مخلوق سے منزہ ہے۔ اور مشاہدہ
دل سے سنتا ہے اور جانتا کہ اسکا متکلم حق سبحانہ تعالیٰ ہے۔ اور ان تمام مراتب میں بندہ اپنے تمام وجود سے اس حیثیت سے سنتا
ہے کہ اسمیں کوئی نقص نہیں رہتا۔ اور متکلمین یعنے کلام کرنیوالے کئی قسم پر ہیں ایک یہ کہ خود محراب میں ہووے۔ اور دوسرا وہ
کہ احساس سے غائب ہو۔ اسکی روح کو آسمان اول پر لیجاتے ہیں وہاں کلام ہوتا ہے یا ایسا ہی آسمان دوم پر یا ساتویں
آسمان تک پھر سدرۃ المنتہےٰ پھر عرش تک۔ اور تیسرا احساس سے غائب نہیں ہوتا بلکہ ثابت رہتا ہے لیکن یہ تجلی
زیادہ قوی ہے۔ اور بعض کیلئے نور کا منبر قائم کرتے ہیں۔ اس پر بیٹھتا ہے۔ اور کلام حق سبحانہ کو سماعت
کرتا ہے۔ اور بعض کیلئے نور کا ڈیرہ دیتے ہیں۔ جس میں وہ کلام الٰہی کو سماعت کرتا ہے۔

سلہ کلام سننے کا یہ طریقہ ہے جو تفسیر ہذا کے صفحہ (۱۸۷۷) میں لکھا گیا ہے۔ اور یہ جو ہے کہ الہام بطریق [illegible] اور بذریعہ خواب وغیرہ ہوتا ہے۔ حضرت شیخ اکبر
[illegible] باب (۲۸۹) [illegible] جلد ثانی صفحہ (۳۴۸) میں فرماتے ہیں کہ ایک جماعت کو روئیت کی جن میں سے ابوالمدد بھی ہیں وہ ہمارے
شیخ (مرشد) عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ [illegible] سال [illegible] ہے اور [illegible] اسمیں [illegible] ہوتا ہے [illegible] خبر
دیتا ہے۔ اور اسیطرح [illegible] بھی اسیطرح تحفۃ الاسرار وغیرہ میں [illegible] نے اسکو [illegible] اسکو نقل کیا کہ
لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ شیخ اکبر بھی ہمارے سلطان الاولیا رضی اللہ عنہ کے ایک واسطے سے مرید ہیں۔ ۱۲

سُورۃ جاثیۃ

مکی ہے۔ اسکے حروف (۲۱۳۱) کلمے (۴۸۸) آیات (۳۷) ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

حٰمٓ ○ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ○ اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ○ وَفِیْ خَلْقِکُمْ وَمَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّۃٍ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ○ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ

ان فی السموٰت۔ اسمیں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ وہ بغیر تقدیر و تاویل کے اپنے ظاہر پر محمول ہے یعنی نفس آسمان و زمین میں آیات ہیں مثل سورج چاند ستارے حیوانات نباتات معادن کے کہ وہ وجود باری تعالیٰ پر دلالت کرتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ خلق کو مقدر مانیں یعنی ان فی خلق السموٰت والارض جیسا کہ سورہ بقر میں اسکی تصریح کیگئی ہے (خفاجی مع کبیر) لآیات للمؤمنین اللہ تعالیٰ نے ان فواصل میں پہلے مؤمنون پھر یوقنون پھر یعقلون فرمایا اسمیں نکتہ یہ ہے کہ ان سے کہا گیا اگر تم ایمان دار ہو تو ان دلائل میں غور فکر کرو اور اگر تم مومن نہیں ہو بلکہ طالب یقین ہو تو ان دلائل کو سوچو سمجھو اور اگر تم ایماندار اور یقین کرنیوالوں میں سے نہیں ہو تو کم سے کم عقلمندوں کے زمرہ میں سے تو ہو جاؤ اور ان دلائل کے پہچاننے میں کوشش کرو (کبیر) وفی خلقکم ومایبث۔ ما کا عطف ضمیر مجرور پر جو خلقکم میں ہے درست نہیں اسلئے کہ عطف ضمیر متصل پر خواہ وہ اسم سے مجرور ہو یا حرف سے بغیر اعادہ جار کے صحیح نہیں ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ جزو کلمہ کے مانند ہوتی ہے۔ بلکہ ما کا عطف خلق پر ہے جو مضاف ہے ضمیر کیطرف (خفاجی مع بیضاوی) من رزق۔ بارش کو رزق اسواسطے کہا کہ وہ روزی کا سبب ہے (بیضاوی) ۱۲

حم سورہ جاثیہ

آیات معا۔ حمزہ کسائی نصب سے

اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ تِلْکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتْلُوْہَا عَلَیْکَ بِالْحَقِّ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۢ بَعْدَ اللّٰہِ
وَاٰیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ ۝ قرآن کا اتارنا اللہ کیطرف سے ہے جو زبردست حکمت والا ہے۔ بیشک
مومنوں کیلئے آسمانوں میں اور زمین میں (ہماری قدرت کی) نشانیاں ہیں اور
تمہاری پیدائش میں اور اُن جانداروں میں جنھیں (اللہ زمین میں) پھیلاتا ہے (ہماری
قدرت کی) نشانیاں ہیں اُن لوگوں کیلئے جو یقین رکھتے ہیں۔ اور رات دن کے
آنے جانے میں اور اُس روزی (یعنے پانی) میں جسے اللہ نے آسمان سے اتارا پھر اس سے
زمین کو اسکے مرنے کے بعد زندہ کیا۔ اور نیز ہواؤں کے ردوبدل میں (ہماری قدرت
کی) نشانیاں ہیں اُن لوگوں کیلئے جو سمجھتے ہیں۔ (اے نبی) یہ اللہ کی آیتیں ہیں جنھیں
ہم تمھیں ٹھیک ٹھیک پڑھکر سناتے ہیں تو اللہ اور اسکی آیتوں کے بعد یہ (اور) کس بات پر
ایمان لائیں گے۔ خداوند عالم نے پہلے پہل قرآن شریف کا منجانب اللہ ہونا بیان فرمایا
اسوجہ سے کہ تمام احکام شرعیہ کی حقیقت اسی پر مبنی ہے پھر اپنی وحدانیت وقدرت کے
مختلف دلیلوں کو بیان فرمایا۔ پھر بھی جو نہ مانیں تو انھیں زجر و توبیخ فرماتا اور عذاب

تُؤْمِنُوْنَ ابن عامر، شعبہ، حمزہ، کسائی نے خطاب سے

فبای حدیث الخ۔ ای بعد آیات اللہ اور اللہ کے نام کی تقدیم مبالغہ اور تعظیم کے لئے ہے مثل اعجبنی
زید وکرمہ کے ہے کہ جو شخص اللہ کے کلام پر ایمان نہیں لایا تو وہ اللہ کے سوا کسی کلام پر ہرگز ایمان نہ لائیگا
بعضوں نے کہا کہ اس سے مراد قرآن ہے پس اگر وہ اسپر ایمان نہ لائیں گے تو پھر کونسی کتاب پر ایمان لائینگے
اور اس کے بعد تو کوئی کتاب نہیں ہے (بیضاوی مع حاشیہ لوری)

شدید سے ڈراتا ہے۔ وَیۡلٌ لِّکُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیۡمٍ ۙ یَّسۡمَعُ اٰیٰتِ اللّٰہِ تُتۡلٰی عَلَیۡہِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسۡتَکۡبِرًا

کَاَنۡ لَّمۡ یَسۡمَعۡہَا ۚ فَبَشِّرۡہُ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ۝ وَ اِذَا عَلِمَ مِنۡ اٰیٰتِنَا شَیۡـًٔا اتَّخَذَہَا ہُزُوًا ؕ اُولٰٓئِکَ

لَہُمۡ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ۝ مِنۡ وَّرَآئِہِمۡ جَہَنَّمُ ۚ وَ لَا یُغۡنِیۡ عَنۡہُمۡ مَّا کَسَبُوۡا شَیۡـًٔا وَّ لَا مَا اتَّخَذُوۡا مِنۡ

دُوۡنِ اللّٰہِ اَوۡلِیَآءَ ۚ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ۝ ہٰذَا ہُدًی ۚ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمۡ لَہُمۡ

عَذَابٌ مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِیۡمٌ ۝ ہر جھوٹے گنہگار کی خرابی ہے۔ کہ جو اللہ کی آیتیں اسکے یہاں پڑھی

جاتی ہیں تو سنتا ہے پھر تکبر سے (اپنے کفر پر) اڑا رہتا ہے گویا کہ اس نے انھیں سنا ہی نہیں

تو اسے (آئی ہی) دردناک عذاب کی خوشخبری دو۔ اور جب ہماری آیتوں میں سے کسی

(آیت) کو جانتا ہے (تو) اسکی ہنسی کرتا ہے۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنیوالا عذاب ہے۔ ان کے

آگے جہنم ہے اور انکی کمائی انھیں کچھ فائدہ نہ دیگی اور نہ وہ (کچھ کام آئیں گے) جنھیں اللہ کے سوا

انھوں نے اپنا کارساز بنایا تھا اور انھیں بڑا عذاب ہے۔ یہ (قرآن) ہدایت ہے اور جن لوگوں نے

اپنے پروردگار کی آیتوں کا انکار کیا انھیں سخت دردناک عذاب ہے۔ ان آیتوں میں کافروں

کے چند بُرے صفات بیان فرماکے ہر ہر صفت کے بعد ایک ایک قسم کے عذاب سے ڈرایا۔ اور

ع ۱۱ / ۱۲

اَلِیۡمٌ: نافع، ابو عمرو، ابن عامر، شعبہ، حمزہ، کسائی، حفص سے ۔ صفت رجز ہے۔

۱ افاک ۔ بالفتح و تشدید کا دروغ گو (منتخب) یصر۔ الاصرار کل عزم شددت علیہ بقول (مفردات) اصرار بر معصیت ایستادن یعنے بر ارتکاب و مباشرت اک دائم و مواظب بودن (کنز) کان لم یسمعہا۔ موضع حال میں ہے یعنے یصر مثل غیر السامع (بیضاوی) من ورائہم۔ وراء اس جہت کا نام ہے کہ جس سے آدمی چھپ سکے خواہ وہ آگے ہو یا پیچھے (کبیر) رجز۔ اشد العذاب (کبیر) رجز عذاب (کنز) الیم۔ صفت عذاب ہے۔ ۱ (ابن کثیر) ۲ ابن کثیر

بیشک وہ ان عذابات کے مستحق ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انپر قسم قسم کے احسانات فرماے
اور انھوں نے انکی ناشکری کی چنانچہ بعض احسانات کا ذکر ان آیتوں میں فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ
سَخَّرَ لَکُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْکُ فِیْہِ بِاَمْرِہٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ
لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْہُ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝
اللہ ہی ہے جس نے تمھارے لئے سمندر کو تابع کر دیا تاکہ اسمیں اللہ کے حکم سے جہاز چلیں اور تاکہ
تم اسکے فضل سے (روزی کی) تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور
جو کچھ زمین میں ہے (ان) سب کو اپنی طرف سے تمھارے تابع کر دیا بیشک و شبہ اسمیں ان لوگوں
کے لئے جو فکر کرتے ہیں (ہماری قدرت کی) نشانیاں ہیں۔ بعد دلائل توحید و قدرت و
حکمت اخلاق حمیدہ و افعال کریمہ کی تعلیم دیتا ہے۔ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ
اَیَّامَ اللّٰہِ لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَیْہَا

سخر لکم۔ التسخیر ایضا التذلیل (مختار) تسخیر۔ رام کردن (کنز) جمیعا منہ۔ موضع حال میں ہے یعنے کائنۃ منہ و حاصلۃ من عندہ یا خبر مبتدا محذوف یعنے ذٰلک منہ او ھو منہ (کبیر) اس آیت میں اسطرف اشارہ ہے کہ ساری چیزیں تمھاری مسخر اور فرمانبردار ہیں کہیں ایسا ہو کہ پھر تم انہیں سے کسی کے کہیں مطیع و فرمان بردار ہو جاؤ۔ بلکہ تم اُسی کے فرمانبردار بنے رہو جس نے ساری چیزوں کو تمھارے زیر حکومت کیا کیونکہ اسنے تمھیں سب کا میاں بنایا ہے اور اس نے تمھیں اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس اب جو کسی دنیوی چیز کا بندہ بنے تو وہ اللہ کے فضل و احسان کو بھول گیا۔ اور عبودیت کا حق نہ ادا کیا۔ مقولہ ہے ہرچہ در بند آنی۔ بندۂ آنی۔ قل۔ اسکا مقولہ محذوف ہے بسبب دلالت جواب کے تقدیر یوں ہے قل لہم اغفروا یغفروا (بیضاوی) بعض مفسروں نے اس آیت کو آیت قتال سے

لِنَجْزِیَ ابن عامر۔ حمزہ کسائی۔ نون تکلم سے۔

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝ (اے نبی) ایمان والوں سے کہدو کہ ان لوگوں سے درگذریں

جو اللہ کے (عذاب کے) دنوں سے نہیں ڈرتے کہ اللہ ان لوگوں کو اُس کا

بدلہ دے جو یہ کرتے تھے۔ جس نے نیکی کی تو اپنے ہی لئے اور جس نے بُرائی کی تو اُس

(کا وبال اُسی) پر ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ یعنے کافروں کی چھوٹی

چھوٹی باتوں سے درگذرو۔ کیونکہ ہم ہر ایک کا بدلہ دینے والے ہیں۔ اگرچہ یہ بیان موجب

ہدایت قوم ہے لیکن جسطرح بنی اسرائیل نے حق کو جانکر عناد و سرکشی کی اسی طرح کفار قریش

بھی انھیں کے قدم بقدم چل رہے ہیں۔ اس لئے بنی اسرائیل کا حال بیان فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ

بَغْيًا بَيْنَهُمْ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اور ہم نے بنی

اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت دی اور ہم نے انھیں پاک چیزوں سے روزی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) منسوخ کہا ہے۔ ایام۔ ایام کا استعمال مجازاً وقایع کیلئے مشہور ہے (خفاجی) ودیما علدوا عن السلف بالیوم یقال یوم الیوم کما یقال لیلة لیلاء (مختار) لیجزی۔ علت ہے اغفروا مقدر کی (خفاجی) لہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وقتادہ سے مروی ہے کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا کہ مشرکوں اور اہل کتاب کی ایذا رسانی پر صبر وتحمل کریں پھر جب وہ اپنی سرکشی وعناد پر اڑے رہے تو اللہ نے جہاد کا حکم نازل فرمایا (ابن کثیر) ؎ قوم سے مراد مومنین ہیں یا کافر یا دونوں اور تنکیر تعظیم کے لئے ہے یا تحقیر کیلئے (بیضاوی) والحکم۔ اس سے مراد یا تو علم وحکمت ہے یا علم فیصلہ یا علم معرفت احکام الٰہی یعنی علم فقہ ہے (کبیر) علی العالمین۔ ای علی عالمی زمانہم (کبیر) بینات۔ اسمیں معجزات بھی داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ بھی ادلۂ دینیہ ہیں (خفاجی) ۱۲۔

دی اور انھیں سارے جہان پر بزرگی دی (تھی) اور ہم نے انھیں امر (دین) کی واضح دلیلیں
عنایت کیں پھر انھوں نے اختلاف نہیں کیا لیکن علم آنے کے بعد آپس کی باہمی ضد سے
بیشک (اے نبی) تمھارا رب اُن کے درمیان میں جس بات میں کہ وہ جھگڑتے ہیں روز قیامت
فیصلہ کردیگا۔ باوجودیکہ ہم نے بنی اسرائیل کو دینی و دنیوی نعمتوں سے سرفراز کیا پھر بھی انھوں
نے نہ مانا اور دین میں تفرقہ اندازیاں کیں اور بنی اسرائیل کا اختلاف اپنی کتاب و دین میں
روز بروز بڑھتا ہی گیا اس لئے خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جامع شریعت دیکر روانہ
فرمایا جسطرح ارشاد ہے۔ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ
وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ پھر اے
نبی ہم نے تمھیں حکم دین کی ایک راہ پر قایم کردیا تو تم اسی (شریعت) کی اتباع کرو اور جو
لوگ نہیں جانتے ان کے خواہشوں کی پیروی نہ کرو۔ اس لئے کہ یہ لوگ اللہ کے مقابلہ میں
تمھارے کچھ بھی کام نہ آئیں گے اور بیشک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ

لہ بیضاوی۔ علی شریعۃ۔ الشرع مصدر ثم جعل اسما للطریق النہج فقیل لہ شرع وشریعۃ واستعیر
ذالک للطریقۃ الالٰھیۃ (مفردات) شریعت۔ راہ و روشے کہ خدا تعالی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہادہ اند آنرا
بزبان فارسی کیش خوانند (کنز) لن یغنوا۔ اغنانی کذا واغنی عنہ کذا اذا کفاہ (مفردات) اغنا توانگر
کردن کسے را و بے نیاز کردن و فائدہ دادن (منتخب) بصائر۔ حجتہائے روشن (کنز و منتخب) - ۱۲

متقیوں کا دوست ہے۔ یہ (قرآن کی باتیں) لوگوں کے لئے روشن دلیلیں ہیں اور
جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ بنی اسرائیل کی پیروی تو
وہی شخص کریگا جسے اپنے دین میں شک و شبہ ہو اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تو واضح اور ظاہر
ہے۔ اور انکا خوف بھی نہیں کیونکہ متقیوں کا ناصر و مددگار اللہ تعالے ہے اب ان
دلائل واضحہ پر بھی کوئی شخص راہ حق سے پھرے تو وہ خود ہی خراب ہوا۔ وہ کسطرح
ہدایت یافتہ کے برابر ہو سکتا ہے جس طرح ارشاد ہے۔ اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ اجۡتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ
اَنۡ نَّجۡعَلَہُمۡ کَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحۡیَاہُمۡ وَ مَمَاتُہُمۡ ؕ سَآءَ مَا یَحۡکُمُوۡنَ
وَ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ وَ لِتُجۡزٰی کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا کَسَبَتۡ وَ ہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ۝
جو لوگ برائیوں کے مرتکب ہوتے ہیں کیا انھوں نے سمجھ لیا ہے کہ ہم انھیں اُن لوگوں کے
جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام (بھی) کئے کہ یکساں ہو انکا جینا اور
انکا مرنا یہ لوگ برا حکم لگاتے ہیں۔ اور اللہ نے آسمانوں (کو) اور زمین کو (حکمت) حق کے
ساتھ پیدا کیا ہے اور تاکہ ہر شخص کو اسکے کئے کا بدلہ دیا جائے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائیگا۔
بُرے لوگوں کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ انکی زندگی اور موت اچھے لوگوں کے مرنے اور جینے کے

ع ۳ ۱۰ ۱۸
سَوَآءً
نافع، مکی، ابو عمرو، ابن عامر، شعبہ رفع سے بنا بر ابتدائیت کے کاف سے خبر کالذین میں ہے اور وہ نجعل کا مفعول ثانی ہے۔

اجترحوا۔ الاجتراح اکتساب الاثم اصلہ من الجراحۃ (مفردات) اجتراح کسب کردن (کنز) سواء
محیاھم۔ نجعلھم کی ضمیر سے حال ہے۔ محیاہم اور مماتہم سواء سے مرفوع ہے جو معنی میں مستوی کے ہے (مدارک) ولتجزی بالحق
پر معطوف ہے اسلئے کہ وہ علت کے معنی میں ہے۔ یا علت محذوفہ پر معطوف ہے تقدیر عبارت یوں ہو گی لیدل بہا علی قدرتہ ولتجزی الخ (بیضاوی)

برابری نیک و بد ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ نیک اپنے مالک کی طاعت میں جیتے ہیں اور دارِ آخرت کی فکر میں رہتے ہیں اور بُرے اپنے خالق کی مخالفت میں جیتے اور دنیا کی جاہ و عزت کے خیال میں رہتے ہیں ان کے لئے موت کے وقت خوشخبری و بشارت ہے اور ان کے لئے تکلیف و رسوائی اور ذلت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسطرح خاردار کیکر سے انگور نہیں حاصل ہوتے ہیں اسیطرح فاسق و فاجر بزرگوں کا مرتبہ نہیں پا سکتے

غرض یہ کہ پیدایش آسمان و زمین کی علتِ غائی انسان کامل ہی ہے پھر اللہ تعالے اسکا ثواب اور اسکے مخالفوں کا عذاب بموجب عدالت کسطرح ترک فرمائیگا۔ اور یوں تو ہر شخص اپنی خواہش کی پیروی کرکے یہ سمجھ رہا ہے کہ میں خدا کی عبادت کرتا ہوں حالانکہ یہ سب گمراہی کا سبب ہے جسطرح ارشاد ہے۔ اَفَرَئَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ

اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ (اے نبی) کیا تم نے اُسے دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا

ل مسروق سے روایت ہے کہ تمیم الداری ایک رات نماز میں کھڑے ہوئے اور برابر صبح تک یہی آیت ام حسب الذین اجترحوا الخ پڑھتے اور رکوع و سجدہ کرتے رہے۔ فضیل بن عیاض یہ آیت بار بار پڑھتے تھے۔ اور روتے تھے اور کہتے تھے "اے فضیل کاش تجھے معلوم ہوتا کہ تو ان دونوں فریقوں میں سے کس فریق میں ہے"؟ (ابن کثیر) واضله الله علی علمٍ۔ اللہ تعالی کو معلوم تھا کہ یہ گمراہی کا مستحق ہے۔ دوسرے یہ معنے کہ اسکے علم کے پہنچنے اور حجت و الزام قایم ہونے کے بعد گمراہ کیا گیا۔ دوسرا قول پہلے کو مستلزم ہے۔ اور اسکا عکس نہیں۔ (ابن کثیر) علی علمٍ۔ حال من الفاعل ای حال کونه تعالی عالما بضلاله ویمکن ان یجعل حالا من المفعول (روح) ۱۲

غِشٰوَةً حمزہ کسائی فتح عین و سکون شین سے۔ تَذَكَّرُوْنَ نافع۔ مکی۔ ابوعمرو ابن عامر۔ شعبہ تشدید ذال سے۔

اور علم کے ہوتے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اسکے کانوں پر اور اسکے دل پر مہر لگا دی
ہے اور اسکے آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے اللہ کے (گمراہ کرنے کے) بعد کون اسے ہدایت کریگا
کیا تم لوگ نصیحت نہیں لیتے۔ یعنی وہ اپنی خواہش کا محکوم ہے جس چیز کو اسکا نفس اچھا
سمجھتا ہے وہ اسے اچھا سمجھنے لگتا ہے اور جس چیز کو اسکا نفس برا کہتا ہے وہ اسے برا سمجھنے
لگتا ہے غرض یہ کہ وہ اپنے نفس امارہ کا بندہ بن جاتا اور اللہ رسول کی اطاعت سے روگرداں
ہو جاتا ہے جو اسکے لیے سراسر گمراہی ہے۔[1] پھر اسباب گمراہی میں سے ایک اور سبب یعنی کافرونکا
قیامت سے انکار کرنا اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ
وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝ وَاِذَا
تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝
اور کہتے ہیں ہماری تو یہ دنیا ہی کی زندگی ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں[3] اور زمانہ ہی ہمیں

[1] کبیر [2] اس آیت میں معتزلہ کا رد ہے کہ وہ تحسین و تقبیح کو عقلی مانتے ہیں حالانکہ ہر شئے کا حسن و قبح اللہ تعالے کے
حکم پر منحصر ہے۔ الدھر۔ فی الاصل اسم لمدۃ العالم من مبدا وجودہ الی انقضائہ (مفردات) الزمان
الطویل والابد الممدود وألف سنۃ (قاموس) دہر زمان و زمانہ دراز ملنے کہ نہایت داشتہ باشد۔
(کنز) [3] اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم اپنے باپوں کے صلب اور ماؤں کے رحم میں نطفہ تھے اسکے بعد دنیا میں
پیدا ہوئے۔ دوسرے یہ معنی کہ ہم مرجاتے ہیں اور اپنی اولاد کے باقی رہنے کے سبب سے زندہ رہتے ہیں۔
تیسرے یہ معنی کہ بعض مرتے ہیں اور بعض زندہ رہتے ہیں (کبیر) [4] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اللہ فرماتا ہے مجھے آدم کے بیٹے نے تکلیف پہنچائی زمانہ کو گالی دیتا ہے اور میں زمانہ ہوں۔ میرے ہاتھ میں کام ہے

ہلاک کرتا ہے۔ اور انھیں اسکا کچھ علم نہیں ہے یہ محض گمان کرتے ہیں۔ اور جب ہماری واضح
آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو انکی حجت یہی ہوتی ہے کہ کہتے ہیں " اگر تم سچے ہو
تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ" کافروں نے معاد کے ساتھ ذات باری تعالے کے
صفات احیاء و اماتت کا بھی انکار کیا۔ کہ جسطرح قیامت میں کوئی زندہ نہیں کرتا۔
اسی طرح یہیں کوئی مارتا بھی نہیں تو اللہ تعالے نے جواب میں فرمایا کہ یہ سب انکی
جہالت کا سبب ہے اور دلائل قطعی جو مبدا و معاد پر قایم ہیں اسکے جواب میں صرف
یہ کہدینا کہ "ہمارے باپ دادا کو زندہ کرو" لغو ہے۔ اسی لئے انکی سرزنش و توبیخ کے بعد احیا
و اماتت کی صفتیں اپنے ہی لئے ثابت فرماتا ہے۔ قُلِ اللّٰہُ یُحۡیِیۡکُمۡ ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ ثُمَّ یَجۡمَعُکُمۡ
اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ؏ (اے نبی) کہدو کہ اللہ ع ۵ ۱۹
تمھیں جلاتا ہے پھر تمھیں مارتا ہے پھر تمھیں قیامت کے دن اکٹھا کریگا اسمیں کچھ بھی شک
نہیں ولیکن بہتیرے لوگ نہیں جانتے۔ لیکن یہ انکا قصور فہم ہے۔ قیامت کا قائم کرنا اسکے لئے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) رات اور دن کو بدلتا ہوں۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ زمانہ کو گالی نہ دو کیونکہ اللہ ہی زمانہ ہے (ابن کثیر از بخاری و داؤد و نسائی) امام شافعی اور ابو عبیدہ اور انکے سوا اور ائمہ نے لا تسبوا الدھر الخ کے یہ معنی بیان کئے کہ زمانہ جاہلیت میں عربوں کو جب کوئی تکلیف یا بلا پہنچتی تو وہ زمانہ کو بھلا برا کہتے تھے اور زمانہ کا خالق تو اللہ ہی ہے تو گویا انھوں نے اللہ کو گالیاں دیں اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعتبار سے زمانہ کو برا بولنے سے منع فرمایا۔ (ابن کثیر) ؎ حجتہم کان کی خبر ہے اسکا اسم ان قالوا ہے یعنے ماکان حجتہم الا مقالتہم ایتو الخ۔ بعضوں نے کہا کہ کان کا اسم حجتہم ہے اور اسکی خبر ان قالوا ہے (مدارک) اسکو حجت کہنا صرف انکے زعم کے اعتبار سے ہے (کبیر)

کیا مشکل ہے جو ساری کائنات کا مالک ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کیلئے ہے۔ اور جسدن قیامت قائم ہوگی

اُسدن جھٹلانیوالے نقصان اٹھائیں گے۔ اور (اے مخاطب) تو ہر گروہ کو زانوؤں پر بیٹھا

ہوا دیکھیگا۔ ہر فرقہ اپنے نامۂ اعمال کی جانب بلایا جائیگا۔ (اور کہا جائیگا) آج تمھیں اُسکا

بدلہ دیا جائیگا جو تم دنیا میں کرتے تھے۔ یہ ہماری کتاب تمھارے روبرو سچائی کے ساتھ بولیگی

اسلئے کہ تم جو کچھ کرتے تھے ہم اُسے لکھواتے تھے۔ ذکرِ قیامت کے بعد نیک بختوں اور بدبختوں

کے حالات جو قیامت میں ہوں گے بیان فرماتا ہے۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ

تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ

لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝ وَ

بَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ

السَّاعَةُ ہمزہ لفظنسب۔

جاثیۃ۔ مجاہد و کعب الاحبار و حسن بصری نے کہا کہ ہر امت گھٹنوں کے بل ہوگی۔ عکرمہ نے کہا کہ یہاں گھٹنے کے بل مراد نہیں ہے بلکہ جاثیۃ سے مراد یہ ہے کہ ہر امت جدا کر کے علیحدہ کردیجائے گی لیکن قول اول بہتر ہے (ابن کثیر) جثو جثی بزانو نشستن (کنز) ... نَسْتَنْسِخُ۔ استنساخ۔ کتابت کردن خواستن (کنز)

كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ پھر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے تو انکا

يَخْرُجُوْنَ حمزہ، کسائی بصیغۂ معروف

پروردگار انھیں اپنی رحمت[1] میں داخل فرمائیگا یہی صریح کامیابی ہے۔ اور لیکن جو لوگ کافر ہوئے (انسے کہا جائیگا) کیا میری

آیتیں تمھارے سامنے نہیں پڑھی جاتی تھیں پھر تم نے (انکی پیروی سے) سرکشی کی اور تم لوگ گنہگار تھے۔ اور جب کہا جاتا تھا کہ بیشک اللہ کا

وعدہ برحق ہے اور قیامت کے آنے میں کچھ شک نہیں تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے ہم (اسے) محض ایک خیال سمجھتے

اور ہم اسپر یقین لانیوالے نہیں۔ اور انپر انکے اعمال کی برائیاں (آخرت میں) ظاہر ہوگئیں اور انھیں اس (عذاب)[2] نے گھیر لیا جس

کا وہ ٹھٹھا کرتے تھے اور (انسے) کہا جائیگا کہ آج ہم تمھیں بھلا دینگے[3] جیسا کہ تم نے اس دن کے ملنے کو بھلا دیا تھا اور تمھارا ٹھکانا دوزخ ہے

اور تمھارا کوئی مددگار نہیں۔ یہ (عذاب) اسلیے ہے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا مقرر کیا تھا اور تمھیں دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا

تھا۔ تو آج یہ نہ دوزخ سے نکالے جائینگے اور نہ انکی معذرت قبول ہوگی جب اللہ تعالے اپنی حکمتوں وغیرہ کو بیان فرما چکا تو

اب اپنی عظمت و جلال اور حمد و ثنا پر سورت کو ختم فرماتا ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ[4] فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ پس اللہ ہی کی تعریف ہے جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور

پروردگار ہے زمین کا پروردگار ہے سارے جہان کا۔ اور اسیکی بڑائی[5] ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی زبردست (اور) حکمت والا ہے

[1] یہاں رحمت سے مراد جنت ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ اللہ تعالے نے جنت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے جسپر میں مہربانی کرنا چاہونگا اسے تجھمیں داخل کرونگا (ابن کثیر) [2] (ابن کثیر) [3] یعنی ہم تمھیں عذاب میں چھوڑ دینگے جیسا کہ تم نے طاعت کو چھوڑ دیا جو قیامت میں کام آتی۔ دوسرے معنی یہ کہ ہم تمھیں بھولی ہوئی شی کیطرح کر دینگے کہ جسکی پرواہ نہیں ہوتی جیسا کہ تم نے ہمارے اسدن کی ملاقات کی پرواہ نہ کی بلکہ اسکے لیے کچھ تیاری بھی نہیں کی اور صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی روز قیامت اپنے بعض بندوں سے فرمائیگا کہ کیا میں نے تیرا نکاح نہیں کیا تھا۔ کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی۔ گھوڑوں اور اونٹوں کو تیرے تابع نہیں کیا۔ جواب دیگا ہاں اے پروردگار یہ سب کچھ تو نے مجھے دیا۔ پھر فرمائیگا کیا تجھے میری ملاقات کا خیال تھا۔ کہیگا کہ نہیں اللہ تعالی فرمائیگا کہ آج میں تجھے بھولا جاتا ہوں جیسا کہ تو مجھے بھولا تھا (ابن کثیر) [4] الکبریاء کو مجاہد نے کہا کہ اس سے مراد سلطان ہے یعنی وہ ایسا بزرگ و برتر ہے کہ ہر چیز اسکے آگے فروتنی کرتی ہے اور اسیکی محتاج ہے (ابن کثیر) [5] حدیث صحیح میں وارد ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ عظمت میری ازار ہے اور تکبر میری چادر ہے جو کوئی ان دونوں میں سے کسی ایک کا بھی مجھ سے جھگڑا کریگا تو میں اسے دوزخ میں داخل کر دونگا (ابن کثیر از مسلم) الحمد للہ کہ سورۂ جاثیہ ختم ہوا جو کچھ فروگذاشت ہوئی ہو خداوند کریم معاف فرماوے۔

۴۶

سُورۃ احقاف

مکی ہے لیکن ایک آیت قُلْ اَرَاَیْتُمْ الخ مدنی ہے۔ اس کے حروف (۲۳۰۰) کلمے (۴۴۳) آیات (۳۵) ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۚ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ۝ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَاۤ

اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَمَّاۤ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝ قرآن کا اتارنا اللہ کی

طرف سے ہے جو زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ ہم نے آسمانوں (کو) اور زمین کو اور سب کچھ

جو ان دونوں کے درمیان میں ہے (حکمت) حق ہی سے اور ایک مدت معین کیلئے پیدا

کیا ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ اس سے روگرداں ہوتے ہیں جس سے ڈرائے جاتے

ہیں۔ توحید کے ثبوت کے بعد کافروں کا اسطرح رد فرماتا ہے۔ قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ؕ اِیْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ

مِّنْ قَبْلِ هٰذَاۤ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ (اے نبی ان سے) کہو کیا تم نے انھیں

لے نیشا پوری سے یہ آیت سورۂ فاطر میں بھی گذری ہے۔ اَثٰرَۃٍ مِّنْ عِلْمٍ۔ مجاہد نے کہا کہ وہ اثر جو منقول

دیکھا ہے جنکی اللہ کے سوا تم پرستش کرتے ہو۔ مجھے دکھاؤ کہ انھوں نے زمین (کی چیزوں)
سے کس چیز کو پیدا کیا ہے یا آسمانوں (کے بنانے) میں انکی شرکت ہے۔ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے
کی کوئی کتاب یا کوئی علمی روایت میرے پاس لاؤ۔ یعنی وہ اصنام عبادت کے اصلا مستحق نہیں
کیونکہ انھوں نے کسی چیز کو پیدا نہیں کیا۔ پھر انکی توبیخ و سرزنش اس طرح سے کی :- وَمَنْ
اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ
۵ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ اور اس سے
۶ بڑھکر گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ایسے کی پرستش کرے جو قیامت تک اسکی دعا قبول نہیں کرسکتا
اور وہ (معبود) انکی دعا سے بیخبر ہیں۔ اور جب لوگ (قیامت میں) جمع کیے جائینگے تو وہ (معبود) انکے دشمن ہوجائیں گے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ابن عباس نے فرمایا کوئی دلیل مبین لاؤ۔ ایک دوسری روایت میں فرمایا کہ اثرۃ سے مراد خط ہے۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا بقیۂ علم۔ قتادہ نے کہا کہ علم خاص مراد ہے۔ (ابن کثیر) ابن جریر فرماتے ہیں کہ "معنی بقیۂ علم الخ سب اقوال کو جامع ہیں، کیونکہ وہ بقیۂ علم خواہ خط ہو۔ یا کتب سابقین سے مروی ہو۔ یا کوئی خاص علم جس سے وہ برگزیدہ کیے ہوں"۔ غرض وہ اپنی بت پرستی کے دعوے پر نہ کوئی دلیل نقلی لاسکتے ہیں نہ عقلی تو جب اپنے دعوے پر دلیل نہیں لاسکتے تو انکا دعوی باطل ہے۔ اثرۃ من علم ھو ما یروی او یکتب فیبقی لہ اثر (مفردات) اثارۃ مثل غوایۃ وضلالۃ کے مصدر ہے معنے میں بقیہ کے۔ عربوں کے اس قول سمنت الناقۃ علی اثارۃ من لحم ای علی بقیۃ منہ سے ماخوذ ہے اور کہا گیا کہ اسکے معنی روایت کے ہیں (خفاجی) ملہ مدارک لا یستجیب۔ قیل ھی الاجابۃ وحقیقتھا ھی التحری للجواب والتھیؤ لہ لکن عبر بہ عن الاجابۃ لقلۃ انفکاکھا منہا (مفردات) استجابۃ۔ قبول کردن (کنز) حشر۔ الحشر الجمع (قاموس) حشر الناس جمعھم وبابہ ضرب (مختار) حشر۔ جمع کردن (کنز) ۱۲

اور انکی پرستش کے منکر ہوں گے۔ پہلی دلیل میں تو نفی قدرت کی ہر طرح سے نفی کیگئی تھی اور اس دلیل میں ہر طرح سے اُن کے علم کی نفی کیگئی ہے جب جسم سے علم و قدرت منتفی ہو تو وہ شخص جماد ہے اور عبادتِ جماد نری گمراہی ہے ؎

بے بہرہ کسے کہ چشمۂ آبِ حیات	بگذارد و رو نہد بسوئے ظلمات

اسی لیے روزِ قیامت اُن کے فرضی معبود ان کے دشمن ہوجائیں گے اور کہیں گے کہ یہ ہماری پرستش نہیں کرتے تھے بلکہ حقیقت میں شیاطین کو پوجتے تھے یعنی جو وہ کہتے اسپر چلتے تھے۔ بعد اثباتِ توحید نبوت کا بیان فرماتا ہے۔ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِیْ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ كَفٰى بِهٖ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کافر حق (بات) کو جب وہ اُن کے پاس آئی کہتے ہیں کہ یہ کھلا جادو ہے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ اس (قرآن) کو اس (نبی) نے دل سے بنا لیا ہے۔ (اے نبی) کہو کہ اگر میں نے اسے دل سے بنا لیا ہے تو تم میرے لئے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے۔ اس (قرآن) کی نسبت تم جو بک بک کرتے ہو وہ خوب جانتا ہے۔ وہی میرے اور تمھارے درمیان گواہ بس ہے اور

تفیضون۔ افاضوا فی الحدیث اذا خاضوا فیه (مفردات) افاضۃ گفتگو کردن در چیزی و قصہ شروع کردن (کنز)

وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ غفور رحیم فرمانے میں اسطرف اشارہ ہے کہ اب بھی شرک سے توبہ کریں تو بخشدیتا اور رحم فرماتا ہے پھر کافروں نے جو آنحضرت کی رسالت پر اعتراض کیا تھا اُس شبہ کو اسطرح دور فرماتا ہے۔ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ

بدعا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما ومجاہد وقتادہ نے فرمایا کہ میں ہی پہلا رسول نہیں ہوں (ابن کثیر) والبدع بالکسر الامر الذی یکون اولا (قاموس) بدعا قیل معناہ لم یتقدمنی رسول۔ وقیل مبدعا فیما اقولہ۔ والبدعۃ فی المذھب ایراد قول لم یستن قائلہا وفاعلہا فیہ لصاحب الشریعۃ۔ واماثلہا المتقدمۃ۔ واصولہا المتقنۃ (مفردات) بدع۔ بالکسر نو پیدا شدہ (منتخب) بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ بدعت ہدے وبدعت ضلالۃ۔ بدعت ہدے وہ ہے کہ جس کے کرنے کی خود شارع نے رغبت دلائی ہو۔ اور وہ مذموم نہیں ہے۔ کیونکہ شارع کی جانب سے اسپر ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث مَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً سے ظاہر ہے۔ بدعت ضلالہ وہ ہے جو ماموریہ کے مخالف ہو۔ پس ایسی بدعت مذموم ومنکر ہے۔ جسکی برائی پر حدیث مَنْ سَنَّ سُنَّۃً سَیِّئَۃً شاہد ہے۔ مثلاً صلوۃ تراویح کہ وہ بدعتِ ہدیٰ میں داخل ہے اس لئے کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ اسکے لئے اس کے پڑھنے کا طریقہ جاری نہیں کیا ولیکن آپ نے چند راتیں بطرز خاص اسے پڑھکر چھوڑ دیا۔ اب وہ فی الحقیقت سنت ہے بوجہ حدیث علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین۔ یعنی تم میرے اور خلفاء راشدین کے طریقہ کو اپنے پر لازم کرلو۔ واقتدوا بالذین من بعدی۔ اوران لوگوں کی اقتدا کرو جو میرے بعد ہیں (مجمع بحار الانوار) علامہ ابن حجر نے فتح المبین میں لکھا ہے۔ والحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا۔ حاصل کلام یہ کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ سیرت شامی میں معرفت اقسام بدعت کا طریقہ امام عزالدین بن عبدالسلام سے اسطرح نقل کیا گیا ہے۔ یعرض البدعۃ علی القواعد الشرعیۃ۔ فاذا دخل فی الایجاب فھی واجبۃ اوفی قواعد التحریم فھی محرمۃ اوالمندوب فمندوبۃ اوالمکروہ فمکروھۃ اوالمباح فمباحۃ۔ یعنی بدعت کو

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَلٰی مِثۡلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسۡتَكۡبَرۡتُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ۠

ع ١٠

(اے نبی) کہو کہ میں رسولوں سے کوئی نیا (رسول) نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میری ساتھ کیا کیا جائیگا اور نہ (یہ کہ) تمھاری ساتھ (کیا ہوگا)۔ میں صرف اُسکی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیجاتی ہے اور میں تو صرف ایک صریح ڈرانیوالا ہوں

(بقیہ صفحہ گذشتہ) قواعد شرعیہ پر پیش کریں پھر اگر وہ ان قواعد کے تحت میں داخل ہو جس سے وجوب کا ثبوت ہوتا ہے تو وہ واجب ہے۔ یا تحتِ ضوابطِ تحریم تو وہ حرام ہے۔ یا تحتِ مندوب ہیں وہ مستحب ہے۔ یا مکروہ تو مکروہ ہے یا مباح تو مباح ہے علامہ عینی نے بھی شرح بخاری میں اسیطرح لکھا ہے۔ وما ادری الخ۔ ضحاک نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ اس کے بعد مجھے کس چیز کا حکم دیا جائیگا اور کس چیز سے روکا جائیگا۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس کے بعد سورہ فتح میں اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا لِّیَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ الخ نازل ہوا اور اس نے اسکو منسوخ کر دیا جب مغفرت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر نکل کر لوگوں کو مژدہ سنایا کہ اللہ نے میرے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے۔ مسلمانوں نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ کو مبارک باد ہو۔ آپکے ساتھ جو معاملہ کیا جائیگا ہم نے اسے جان لیا۔ اب ہمارا کیا حال ہوگا پس اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی لِّیُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا الخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور انکی امت کے ساتھ جو معاملہ کیا جائیگا اسے اللہ نے بیان کر دیا (ابن جریر) ابو بکر ہذلی نے حسن بصری سے روایت کی کہ آخرت کا حال تو آپ کو معلوم تھا کہ میں جنتی ہوں اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ میرے اور تمھارے ساتھ کیا کیا جائیگا باعتبار دنیا کے ہے یعنے یہ معلوم نہیں کہ آیا میں نکالا جاؤنگا یا میں قتل کیا جاؤنگا جیسا کہ اور انبیا کے ساتھ کیا گیا اور یہ بھی نہیں جانتا ہوں کہ تمھیں زمین میں دھسا دیا جائیگا یا تم پتھر برسائے جاینگے۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی وَاِذۡ قُلۡنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ یعنے اللہ نے سارے عرب کو اپنے احاطہ میں کر لیا ہے کہ وہ آپ کو قتل نہ کر پینگے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

(اے نبی ان سے) کہو کیا تم نے دیکھا ہے کہ اگر یہ (قرآن) اللہ کیطرف سے ہو اور تم نے اسکا انکار کردیا۔ اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اسی جیسی (کتاب) پر گواہی دی پھر وہ (قرآن پر) ایمان لایا اور تم نے تکبر کیا (پھر کیا تم ظالم نہیں ہو) بیشک اللہ ظالم قوم کو ہدایت

اسلام عبداللہ بن سلامؓ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) معلوم ہوگیا کہ آپ قتل نہ کئے جائیں گے۔ پھر آپکی امت کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔ پس اللہ آپ کے اور آپکی امت کے ساتھ جو کچھ کریگا وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگیا (ابن جریر) وَشَهِدَ شَاهِدٌ الخ سعدؓ نے کہا کہ روئے زمین پر کسی کے لئے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ وہ جنتی ہے سوائے ابن سلام رضی اللہ عنہ کے اور کہا کہ یہ آیت انہیں کی شان میں نازل ہوئی ہے (ابن کثیر از امام مالکؒ) بخاری و مسلم و نسائی نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ اسیطرح ابن عباس رضی اللہ عنہما و مجاہد و ضحاک وغیرہم نے کہا کہ وہ عبداللہ بن سلام ہیں (ابن کثیر) حسن بصری نے کہا کہ مجھے خبر پہنچی جب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہونے کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک یہود جان چکے ہیں کہ میں انکے بڑے عالموں میں سے ہوں اور میرے باپ (بھی) ان کے بڑے عالموں میں سے ہیں۔ اور بیشک میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہو اور بے شک وہ لوگ (بھی) آپکا ذکر تورات میں لکھا ہوا پاتے ہیں پس آپ فلاں فلاں اشخاص کو بلوائے اور مجھے اپنے مکان میں چھپاکر پھر ان سے میرا اور میرے باپ کا حال دریافت کیجئے تو وہ لوگ آپ سے یہ بیان کریں گے کہ وہ خود (بھی) بڑے عالم ہیں اور ان کے باپ (بھی) بڑے عالم ہیں اور میں اسوقت باہر نکل کر آپکی رسالت کی گواہی دونگا اور کہونگا کہ یہ لوگ (بھی) تورات میں آپ کا حال لکھا ہوا پاتے ہیں اور بے شک آپ ہدایت اور دین برحق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہو۔ عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایسا ہی) کیا۔ پھر ان کو اپنے مکان میں چھپاکر یہود کو بلوایا تو وہ آگئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ بن سلام تم میں کیسے آدمی ہیں سبھوں نے کہا کہ وہ خود بھی بڑے عالم ہیں اور ان کے باپ بھی بڑے عالم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلا

نہیں کرتا۔ آیت وَمَآ اَدۡرِیۡ مَا یُفۡعَلُ بِیۡ وَلَا بِکُمۡ میں علما کے دو قول ہیں۔ پہلا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت آیتِ سورۂ فتح لِیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ سے منسوخ ہے۔[1] دوسرا قول یہ ہے کہ میں دنیا میں اپنے قتل ہونے اور نکالے جانے اور تم پر عذاب نازل ہونے کو نہیں جانتا پھر اللہ تعالیٰ نے آپکو اس سے بھی مطلع کر دیا پھر کافروں کا ایک اور شبہ آنحضرت کی نبوت کے متعلق

(بقیہ صفحہ گذشتہ) دیکھو تو اگر وہ اسلام لائیں تو تم بھی مسلمان ہو جاؤ گے انہوں نے تین مرتبہ کہا کہ وہ اسلام لاویں گے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن سلام کو بلایا تو وہ نکل کر کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہو اور بے شک یہ لوگ اپنے پاس توریت میں آپکا ذکر لکھا ہوا پاتے ہیں اور بیشک آپ ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجے گئے ہیں۔ یہودنے کہا کہ ای عبداللہ بن سلام اس بات پر ہم تم سے کچھ اندیشہ نہیں کرتے عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ وہ کافر ہو کر نکل گئے۔ تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ کَانَ الخ (ابن جریر)

[1] ام العلا کی حدیث میں جو انھوں نے عثمان بن مظعون کے مرنے کے بعد کہا تہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ نے انہیں بزرگ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واللہ میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائیگا۔ یہ لفظ اسی روایت بخاری شریف میں واقع ہے۔ اور دوسری روایت بخاری ومسلم میں یوں ہے میں نہیں جانتا کہ اسکے ساتھ کیا کیا جائیگا ابن کثیر نے کہا وہی لفظ ٹھیک محفوظ ہے (ملخص از ابن کثیر) [2] علیٰ مثلہ یعنے قرآن کے جیسی (کتاب) پر جو توراۃ ہے بنی اسرائیل کے شاہد عبداللہ بن سلام نے گواہی دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی ہونا توریت میں لکھا ہوا ہے یہود توریت میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے کہ آپ نبی ہیں پس وہ ایمان لائے اور تم نے تکبر کیا (ابن جریر) [3] بیضاوی کہ جواب شرط بسبب دلالت اِنَّ اللّٰہَ الخ محذوف ہے (مدارک) [4] ابو داؤد نے اپنی ناسخ میں اسکو بیان کیا ہے۔ دیکھو درمنثور۔ اور ابن کثیر نے تفسیر سورۂ فتح میں امام احمد اور صحیحین سے روایت کی ہے کہ جب آیت لِیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکو مبارک ہو کہ اللہ آپکے ساتھ جو معاملہ کریگا وہ اس نے بیان فرما دیا۔ اب ہمارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا تو آیت لِیُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ الخ نازل ہوئی [5] چنانچہ ابن جریر نے

بیان فرماکر اسکا جواب دیتا ہے - وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَیْرًا مَّا سَبَقُوْنَاۤ اِلَیْهِ ؕ وَ اِذْ لَمْ یَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ هٰذَاۤ اِفْكٌ قَدِیْمٌ ۝ وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً ؕ وَ هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِیًّا لِّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَ بُشْرٰى لِلْمُحْسِنِیْنَ ۝ اور کافروں نے مسلمانوں کی نسبت کہا کہ اگر یہ (دین) بہتر ہوتا تو یہ ہم سے پہلے اسکی طرف نہ جا(لے پا)تے - اور جب قرآن کے ذریعہ انھوں نے ہدایت نہ پائی تو کہنے لگے کہ یہ قدیم

(بقیہ صفحہ گذشتہ) آگے منقول ہوا - برخلاف فرقہ وہابیہ کے کہ وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خاتمہ کا علم نہ تھا - چنانچہ ابن عبدالوہاب نجدی کا یہ اعتقاد ہے کہ چند امور متعلق بشریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائے گئے - ہرگز آپ کو علمِ غیب نہ تھا - آپکو تو اپنے خاتمہ کی بھی خبر نہ تھی کہ آپکا خاتمہ کیسا ہوگا - چنانچہ اسکی ابن عبدالوہاب نجدی نے کتاب التوحید میں لکھا ہے " انہ کان لا یعلم امر خاتمتہ من حال حیاتہ فکیف یعلم حال تلک المشرکین بعد مماتہ - بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اپنی زندگی میں اپنے خاتمہ کا حال معلوم نہ تھا تو مرنے کے بعد ان مشرکوں کا حال کیونکر جان سکتے ہیں " علمائے اہل سنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ معلوماتِ باری تعالٰے لاتعد ولاتحصی ہیں - علمِ باری تعالٰے جملہ موجودات و معدوماتِ ممکنہ و ممتنعاتِ ذاتیہ وما یترتب علیہا الآثار والاحکام کو شامل و محیط ہے - یہ علم قدیم وبلا واسطہ ذات باری سے مختص ہے اسمیں پایا جاتا ہے دوسروں میں نہیں مسلم الثبوت میں ہے کہ موجودات وہ اشیا ہیں جو عدم سے وجود میں آگئیں یا آنیوالی ہیں - اور معدوماتِ ممکنہ وہ ہیں کہ انکا وجود نہوا ہے نہ ہوگا لیکن انکا ظہور ممکن ہے - اور ممتنعاتِ ذاتیہ وہ ہیں جنکا وجود محال بالذات ہے اور ان کے آثار واحکام کا بھی - پس علم باری عز اسمہ تمام موجودات و ممکنات و ممتنعات اور جو احکام و آثار کہ ان پر مرتب ہوتے ہیں ان سبکو شامل ہے - اور علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ موجودات ما کان ومایکون پر حاوی ہے جو معلوماتِ الٰہی کی نسبت بعض ہے اور یہ بالواسطہ وحادث ہے - لسانًا - مصدق کی ضمیر سے حال ہے جو کتاب کی طرف راجع ہے - (بیضاوی) وبشری للمحسنین - فی محل النصب معطوف علی محل لتنذر وانہ مفعول لہ (مدارک) لہ (خازن) -

لِتُنْذِرَ نافع بزی ابن عامر نے تا خطاب سے

فرق درمیان علم غیب الٰہی ونبوی

جھوٹ ہے۔ اور اس سے پہلے موسےٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت تھی۔ اور یہ کتاب (اسکی) تصدیق
کرنیوالی عربی زبان میں ہے تاکہ ظالموں کو ڈرائے اور نکوکاروں کے لئے بشارت دے۔ جب
دلائلِ توحید و نبوت بیان فرماچکا اور منکرین کے شبہات کا ذکر فرماکے اُن کے جوابات بھی
دیچکا تو اب حق پر چلنے والوں کا طریقہ بیان فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا
فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ۝ بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار تو اللہ ہے پھر (اُسی پر) اڑے رہے تو اُنپر
نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہی لوگ جنتی ہیں وہاں ہمیشہ رہیں گے اسکا بدلہ جو وہ
کرتے تھے۔ پھر بعدِ توحید انواعِ استقامت میں سے جو اعلےٰ شے ہے وہ خلق خدا پر شفقت کرنا ہے
خصوص والدین کے ساتھ اس لئے فرمایا۔ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ
اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ

حُسْنًا نافع۔ مکی۔ ابوعمرو۔ ابن عامر۔
کَرْهًا نافع۔ مکی۔ ابوعمرو۔ ہشام دونوں جگہ فتح کاف سے۔

جزاء۔ اس فعل کا مصدر ہے جسپر سیاق دلالت کرتا ہے ای جوزوا جزاء (بیضاوی) احسانا۔ بنابر مصدریت منصوب
ہے اس لئے کہ معنی وصینا الانسان کے یہ ہیں امرناہ ان یحسن الیہما احسانا (کبیر) کرھا۔ الکرہ بالضم المشقۃ
(مختار) کرہ بالضم سختی۔ یقال قمت علی کرہ ای علی مشقۃ (صراح) کرھا۔ بنابر حال منصوب ہے یعنے ذات
کرہ یا صفت مصدر ہے یعنے حملا ذات کرہ (مدارک) وفصالہ۔ یہاں مضاف مقدر ہے ای مدۃ حملہ وفصالہ
فصل الرضیع عن امہ یفصل بالکسر فصالا۔ وافصلہ ای فطمہ (مختار) الفصال التفریق بین الصبی
والرضاع (مفردات) فصال۔ باز داشتن کودک از شیر (منتخب) حتی اذا بلغ۔ حتی مقدر کی غایت ہے یعنے عاش
واستمرت حیاتہ حتی الخ (بیضاوی) اشدہ۔ ای قوتہ۔ وھو ما بین ثمانی عشرۃ الی ثلثین۔ ۱۲

سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ
صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اور ہم نے

انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنیکا حکم دیا ہے۔ اسکی ماں نے اسکو تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور تکلیف سے اسے جنا۔ اور اُس کے حمل اور اسکی دودھ چھڑائی (کی مدت) کے تیس مہینے ہیں۔ یہانتک کہ جب پہونچا اپنی پوری قوت کو اور پہونچا چالیس برس (کی عمر) کو تو اُس نے کہا۔ اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری اُس احسان کا شکر ادا کروں جو احسان تو نے مجھپر اور میرے ماں باپ پر کیا ہے۔ اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو راضی ہو۔ اور میرے لئے میری اولاد میں صلاحیت عنایت فرما۔ بیشک میں نے تیری طرف رجوع کیا اور بیشک میں مسلمانوں (میں) سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جب اپنی توحید کو بیان فرمایا تو ساتھ ہی والدین سے عمدہ برتاؤ کرنیکا حکم کیا اور خاصکر ماں کے ساتھ کہ وہ حمل کیوجہ سے

اوزعنی۔ استوزعت اللہ شکرہ فاوزعنی ای استلہمتہ فألهمنی۔ (مختار) ایزاع۔ در دل انداختن (منتخب) اصلح لی فی ذریتی۔ واجعل لی الصلاح ساریا فی ذریتی راسخا فیہم (بیضاوی) ؎ آیت حَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ کو آیت وَفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ وَ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ۔ کے ساتھ ملانیسے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اقل مدت حمل بالاتفاق چھ مہینے ہے اور اکثر مدت رضاعت دو سال ہے۔ اور یہی مذہب امام شافعی و امام احمد و صاحبین کا ہے۔ امام ابوحنیفہ رح فرماتے ہیں کہ مدت رضاعت کہ جس سے حرمت ثابت ہوتی ہے تیس مہینے ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے دو باتوں کو بیان فرمایا کر اُن دونوں کی حرمت مقرر کردی تو یہ مدت ہر ایک کے لیے علیحدہ ہوگی یعنے حمل کے تیس مہینے اور دودھ چھڑائی کے تیس مہینے۔ ؎ (بیضاوی) ؎ اکثر جگہ قرآن مجید میں اطاعت رب کے بعد ذکر والدین ہے چنانچہ ایک آیت میں ہے اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ۔ ۱۲

قسم قسم کی تکلیفیں اٹھاتی ہے۔ ابتدائے حمل میں متلی شروع ہوتی ہے۔ غذا ہضم نہ ہونے کے باعث بیمار کیطرح پیلی پڑجاتی ہے۔ اور بچہ کو نو مہینے تک بڑی مصیبت کے ساتھ اٹھائی رہتی ہے۔ پھر جب جنتی ہے تو اسکی جان پر بنتی ہے باوجود ان تکالیف کے وہ اپنا خون پلاتی۔ اور اپنی جان پر ہمہ قسم کی مصیبتیں جھیلتی ہے اسکی ذراسی تکلیف گوارا نہیں کرتی۔ پھر کمتر مدتِ حمل چھہ مہینے اور اکثر مدتِ رضاعت دو سال جو کل تیس مہینے ہوتے ہیں۔ یہ ماں کی خدمت کا زمانہ ہے پھر جب پوری قوت کو یعنی چالیس سال کو آدمی پہونچے تو اُسے چاہئے کہ توبہ کی تجدید کرے۔ اور خدائے تعالیٰ کی جانب رجوع ہو۔ کیونکہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کے اور اپنے والدین کے مطیع ہیں انھیں کیلئے ہر طرح کی سرفرازی ہے۔ عمل مقبول۔ گناہ مغفور۔ جسطرح ارشاد ہے:۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۝ یہی لوگ ہیں جن کے نیک عمل ہم اُن سے

يُتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنُ مَا عَمِلُوا وَيُتَجَاوَزُ — نافع۔ مکی۔ ابو عمرو۔ ابن عامر۔ شعبہ۔

لہ حافظ ابو یعلی موصلی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان بندہ کی چالیس سال کی عمر ہوتی ہے تو اللہ تعالےٰ اُس کے حساب میں تخفیف فرماتا ہے۔ اور جب ساٹھ سال کی ہوتی ہے تو اپنی طرف اُسے رجوع کی توفیق دیتا ہے۔ اور جب ستر سال کا ہوتا ہے تو آسمان والے اُسے چاہتے ہیں اور جب اسّی سال کا ہوتا ہے تو اسکی نیکیاں ثابت رکھتا اور بُرائیاں مٹا دیتا ہے۔ اور جب نوّے سال کا ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ اگلے پچھلے گناہ سب بخش دیتا اور اُس کے گھر والوں میں اسکی شفاعت قبول فرماتا ہے۔ اسیطرح ایک دوسری وجہ سے مسند امام احمد میں بھی مذکور ہے (ابن کثیر) فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ۔ ای ہم نے جانا اصحاب الجنۃ (ابن کثیر) یا جارو مجرور حال ہے ای کائنین فی اصحاب الجنۃ (مدارک) ۱۲۔

قبول کریں گے اور انکی برائیوں سے درگذر کرینگے (وہ) جنت کے لوگوں میں (ہونگے)
سچا وعدہ جو ان سے کیا جاتا تھا۔ رسولوں کی زبان سے جو کچھ وعدہ فرمایا ہے وہ سچا ہے
والدین کی فرمانبردار اولاد کا ذکر اور انکی نجات کا بیان فرماکے اب حال اشقیا اور
والدین کی نافرمان اولاد کا ذکر فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِیْۤ اَنْ ۱۷
اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
حَقٌّ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ اور جس نے اپنے والدین سے کہا کہ تم پر تف ہے
کیا تم مجھے ڈراتے ہو کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤنگا۔ اور بیشک مجھ سے پہلے بہت سے قرن گذر چکے
(ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ کیا گیا)۔ اور ماں باپ اللہ سے فریاد کرتے ہیں (اور بیٹے سے

اُفٍّ
اسکا اعتبار لغاتِ
سورہ بنی اسرائیل
میں گذرا۔
اَتَعِدٰنِنِیْۤ
مع۔ کی۔ تم مجھے
اَتَعِدٰنِنِیْۤ
...ام دو نونوں
...یں ادغام اور ...
...ول ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرئیل علیہ السلام نے بیان کیا کہ خدا کے بندوں کی نیکیاں اور برائیاں لائی جائینگی
پھر ان میں باہم مقابلہ کیا جائیگا۔ پھر اگر اسمیں سے ایک نیکی بھی باقی رہیگی تو اللہ تعالےٰ اُسے جنت میں بہت وسیع
فرمائیگا۔ راوی نے کہا کہ میں یزداد کے پاس گیا تو انہوں نے ایسے ہی حدیث بیان کی۔ میں نے عرض کیا اگر اسکی
سب نیکیاں جاتی رہیں تو کیا ہوگا فرمایا اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے حق میں فرماتا ہے (اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ
الخ (ابن کثیر از ابن جریر) اُفٍّ۔ اصل الاف کل مستقذر من وسخ وقلامۃ ظفر وما یجری مجراھما
ویقال ذلک لکل مستخف استقذارا لہ نحو اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ۔ (مفردات)۔
والاف صوت یصدر عن المرء عند تضجرہ وکراھتہ (روح البیان) اف۔ اسم فعل ہم باشد وایں
لفظے گویند کہ از تنگدلی و سرگرانی شدہ باشد و از غضب کنند (کنز) اَتَعِدٰنِنِیْۤ۔ الوعد یکون فی الخیر
والشر (مفردات) وعید ترسانید (کنز) یستغیثٰن اللہ۔ یقولان الغیاث باللہ منک ومن قولک
وھو استعظام لقولہ (کشاف) استغثتہ طلبت الغوث (مفردات) استغاثۃ فریاد خواستن (کنز) ۱۵ (خازن)

کہتے ہیں کہ) تیرا برا ہو! ایمان لا بیشک اللہ کا وعدہ (یعنی بعث) برحق ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ
یہ تو محض اگلوں کی کہانیاں ہیں اور جس نے نہ والدین کی اطاعت کی اور نہ وہ خدا پر
ایمان لایا تو وہ تباہ ہوا اور نقصان میں رہا جسطرح ارشاد ہے:۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ
عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ۝
یہی لوگ ہیں جن پر وعدہ (عذاب) ثابت ہو گیا منجملہ اُن امتوں کے جو ان سے پہلے جن و انس
(کی قسم) سے گذر چکی ہیں۔ بیشک وہ نقصان پانیوالے ہیں۔ نیک و بد کا حال بیان فرما کر
اب ایک عام قاعدہ کہ جیسی کرنی ویسی بھرنی اسطرح ارشاد فرماتا ہے۔ وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ
مِّمَّا عَمِلُوا ۖ وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى
النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ
الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَفْسُقُونَ ۝ع اور ہر ایک کیلئے
اُن کے اعمال (کے لحاظ) سے درجے ہیں اور تاکہ اُن کے اعمال (کے بدلے) انھیں پورے
دے جائیں۔ اور اُنپر ظلم نہیں کیا جائیگا۔ اور جسدن کافر آگ کے سامنے لائے جائینگے
(تو اُن سے کہا جائیگا کہ) تمھاری عمدہ چیزیں تم اپنی دنیا کی زندگی میں لے چکے اور اُن سے فائدہ

ولنوفیهم
نافع۔ ابن ذکوان
حمزہ۔ کسائی نون کا
تکلم سے
ع ءأذھبتم ۱۰
۲ ابن عامر
ساتھ زیادتی
ہمزہ کے۔ ہمزتین
کا استفہام ہے
معلوم ہوسکتا ہے۔

له (خازن) لیوفیهم۔ محذوف سے متعلق ہے تقدیر اسکی یوں ہے جازاھم بذالك (خفاجی) یعرض الذین
کفروا علی النار۔ ای یعذبون بها فالعرض محمول علی التعذیب مجازا من قولهم عرض الاساری
علی السیف ای قتلوا (روح) له جزاء (بیضاوی) ۱۲-

اٹھا چکے ہو۔ پس آج تمھیں ذلت کے عذاب کی سزا دیجائیگی اس سبب سے کہ تم زمین میں ناحق
تکبر کرتے تھے اور اسوجہ سے کہ تم نافرمانی کرتے تھے۔ حضرت[له] امیر المومنین عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ نے بلحاظ تقوے بہت سے عمدہ کھانے پینے کی چیزیں چھوڑ دیں۔ اور فرماتے
تھے کہ مجھے ڈر ہوتا ہے کہ میں کہیں اُن لوگوں میں نہ ہوجاؤں جنکی شان میں اللہ تعالے
فرماتا ہے کہ تمھاری عمدہ چیزیں تم اپنی دنیا کی زندگی میں لیچکے اور اُن سے فائدہ اٹھا چکے

نفس را بد خو بناز و نعمتِ دنیا مکن	آب و نان سیر کاہل میکند مزدور را

پھر کافروں کو پوری طور سے ڈرانے کے لئے قصۂ عاد استطرادً ذکر فرماتا ہے۔ وَاذْكُرْ ع ۳
اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ اور (اے نبیؐ! قوم)
عاد کے بھائی (ہود) کا (اپنی قوم سے) ذکر کرو۔ کہ جب انھوں نے اپنی قوم کو احقاف
میں ڈرایا اور بیشک اُن سے پہلے اور ان کے بعد ڈرانے والے گذرے تھے۔ (کہا) کہ اللہ کے سوا

[له] ابن کثیر۔ بِالْاَحْقَاف۔ ابن زید نے کہا کہ احقاف حقف کی جمع ہے وہ ریتی کا پہاڑ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احقاف حضرموت میں ایک وادی ہے اسکو برہوت کہتے ہیں جسمیں کافروں کی روحیں ڈالی جاتی ہیں (ابن کثیر) احقاف۔ جمع الحقف ای الرمل المائل (مفردات) احقاف۔ دیار عاد (مختار) و آں ریگستانے بود نزدیک حضرموت بولایت یمن (حسینی) النُّذُرُ۔ جمع نذیر بمعنی منذر (کبیر) مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ الخ من قبل هود یہ جملہ معترضہ ہے درمیان انذر قومه اور الا تعبدوا کے (مدارک) وَمِنْ خَلْفِهٖ۔ عطف اسکا اوپر عطف۔ خلفها قبلنا وما بعدا کے ہے (خفاجی) مطلب یہ ہے کہ جو رسول اُن سے آگے ہوگزرے ہیں اور جو ان کے بعد ہوں گے سب کے سب انھیں کے مانند ڈرانیوالے تھے (کبیر) ابن کثیر ۱۲۰

۲۲ سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ بیشک میں تمھاری نسبت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں
انھوں نے خوف تو نہ کیا۔ بلکہ گستاخی سے اسطرح کہا۔ قَالُوٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ
اٰلِهَتِنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وہ کہنے لگے کیا تو ہمارے ہاں
اسلئے آیا ہے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دے۔ اگر تو سچوں (میں) سے ہے تو جس
(عذاب) سے تو ہمیں ڈراتا ہے ہمارے پاس لا۔ آپ جواب دیتے ہیں کہ مجھے اسمیں کچھ
دخل نہیں۔ جسوقت تمھارے لئے عذاب مقرر ہے اسکا علم اللہ تعالے ہی کو ہے وہ اسوقت
۲۳ عذاب نازل فرمائیگا۔ میں رسول ہوں ع بر رسولاں بلاغ باشد وبس۔
جسطرح فرمایا۔ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا
تَجْهَلُوْنَ ۝ (ہود نے) کہا کہ (اسکا) علم تو اللہ ہی کو ہے۔ اور میں تمھیں وہ (حکم) پہونچا دیتا ہوں
جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں ولیکن میں تمھیں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جہالت کرتے ہو کہ رحمت
الٰہی کے عوض عذاب الٰہی کو طلب کرتے ہو اس بات کو نہیں جانتے کہ رسول صرف تبلیغ
۲۴ و ۲۵ وانذار کے واسطے مبعوث ہوتے ہیں نہ کہ عذاب کرنے کے لئے۔ پھر انکی ایک اور جہالت کہ
انھوں نے عذاب کو ابر سمجھا اسطرح بیان فرماتا ہے۔ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ

وَاُبَلِّغُكُمْ ابو عمرو۔ باب افعال سے

لتافکنا۔ الافک بالفتح مصدر افکہ ای قلبہ وصرفہ عن الشیٔ وبابہ ضرب (مختار) اَفَك۔ برگردانند
(کنز) راوہ۔ اسمیں جو ضمیر ہے یا تو اللہ کے قول ما تعدنا کی جانب راجع ہے یا ضمیر مبہم ہے جسکی تفسیر اللہ کا قول عارضاً ہے
وہ ترکیب میں تمیز ہے یا حال ہے دخفاجی عارضاً۔ العارض السحاب یعترض فی الافق (مختار) عارض ابر پراگندہ در افق (منتخب)

قَالُوا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهٖ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ تُدَمِّرُ كُلَّ

شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۝ پھر جب

انھوں نے اُس (عذاب) کو دیکھا کہ ایک ابر اُن کے میدانوں کے سامنے (آرہا) ہے کہنے

لگے کہ یہ ابر ہم پر برسنے والا ہے۔ (ہود نے کہا یہ بات نہیں ہے) بلکہ یہ وہ ہے جسکی تم جلدی کرتے

تھے۔ (یہ) ہوا ہے اُسمیں دردناک عذاب ہے۔ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر چیز کو ہلاک کر دیتی

ہے۔ پس یہ لوگ ایسے ہوگئے کہ سوائے اُن کے مکانوں کے کچھہ نظر نہ آتا تھا۔ ہم گنہ گار لوگوں کو

اسی طرح سزا دیتے ہیں۔ بعد ذکر ہلاکت انکی قوت و قدرت کا بیان فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا

إِن مَّكَّنَّاكُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ

تدمر۔ الدمار الهلاك يقال دمره الله تدميرا ودمر عليه بمعنى (مختار) تدمیر۔ ہلاک کردن و ہلاک

انگندن برکسے (منتخب) لہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی

ہنستے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ آپ تبسم فرماتے تھے۔ اور جب بادل یا زور کی ہوا دیکھتے تو آپکے چہرہ سے خوف کے آثار

نظر آنے لگتے تھے۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہوا و بادل آتا ہے تو لوگوں کو

خوشی ہوتی ہے اس امید سے کہ پانی برسیگا اور میں دیکھتی ہوں کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر دوسری طرح کے آثار

نظر آتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ میں اس سے کیونکر بے فکر ہو سکتا ہوں شاید اسمیں

عذاب ہو۔ اسلئے کہ ہوا تند سے ایک قوم پر عذاب کیا گیا اور ایک قوم نے بادل دیکھ کر کہا کہ یہ بادل ہم پر برسنے والا ہے

حالانکہ انھوں نے عذاب دیکھا تھا (ابن کثیر از امام احمد) ہے جملہ ذرات زمین و آسمان ؛ لشکر حقند گاہِ امتحان ؛

باد را دیدی کہ با عاداں چہ کرد ؛ آب را دیدی کہ با طوفاں چہ کرد ؛ (مثنوی) ہے روح۔ ہے مبتدا محذوف۔

(روح) فیما ان مکنکم۔ مبرد نے کہا کہ ما بمنزلہ الذی کے اور ان بمنزلہ ما نافیہ کے ہے مطلب یہ ہے کہ وہ تم سے مال و

اولاد و قوت میں زیادہ تھے (کبیر) یا ان شرطیہ ہے جسکا جواب محذوف ہے یعنی کان بغیکم اکثر لیکن پہلی صورت کا ماننا زیادہ اچھا ہے (بیضاوی)

ع ۳

وَلَآ اَفْئِدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝
فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ وَذٰلِكَ
اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ اور بے شک وشبہ ہم نے انھیں ان چیزوں کی قدرت دی تھی
جنکی قدرت ہم نے تمھیں نہیں دی ہے اور ہم نے ان کے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے
تھے تو نہ ان کے کان اُن کے کچھ کام آئے اور نہ اُنکی آنکھیں اور نہ اُن کے دل۔ کیونکہ وہ
اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی اُڑاتے تھے اس نے انھیں
گھیر لیا۔ اور (اے قریش) بے شک وشبہ ہم نے تمھارے آس پاس کی بستیوں[1] کو ہلاک کیا۔
اور بار بار ہم نے نشانیاں بیان کیں تاکہ وہ لوگ[2] رجوع کریں۔ پھر انھوں نے کیوں انکی
مدد نہ کی؟ جنکو انھوں نے اللہ کے سوا تقرب کیلئے معبود بنالیا تھا۔ بلکہ وہ ان سے کھوگئے

اذ کانوا یجحدون۔ لاجل انھم کانوا (کبیر) اذ۔ ظرف قائم مقام تعلیل کے ہے مثل تیرے قول ضربتہ اذ اساء کے اسکے
یہ معنی ہیں کہ تو نے اسے اسوقت بوجہ اسکے کہ اس نے برائی کی تھی مارا (خفاجی) اتخذوا من دون اللہ قربانا الھۃ۔
القربان الھۃ اتخذوا کا مفعول ثانی ہے اور مفعول اول محذوف ہے یعنے وہ ضمیر جو الذین کی طرف راجع ہے قربانا حال یا
مفعول لہ ہے یعنے متقربین الی اللہ یا لاجل القربۃ۔ قربان مصدر ہے یا اسکا اسم ہے جسکے ذریعہ اللہ کا تقرب
حاصل کیا جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ قربانا مفعول ثانی ہو اور الھۃ اس سے بدل یا اسکا بیان ہو (نیشاپوری) اس بحث کو
خفاجی نے خوب لکھا ہے۔ ذالک افکہم۔ ای علام نصرۃ آلھتہم وضلالھم عنہم وقت الحاجۃ محصول افکہم وافترائہم
او عاقبۃ شرکہم وثمرۃ کذبہم علی اللہ (نیشاپوری) [1] یعنی ثمود ولوط کی بستیاں (بیضاوی) [2] لعلہم ای اھل اھل
القریٰ (کبیر)۔

اور یہ ان کے جھوٹ اور افترا (کا نتیجہ) ہے یعنی قوم عاد ہی پر کچھ موقوف نہیں بلکہ ہم نے عرب حجاز کے گرد و نواح میں اور بھی بہت سی بستیوں کو ہلاک کیا ہے پھر جب ہمارا عذاب نازل ہوا تو انکے خیالی معبود ان کے کچھ بھی کام نہ آئے ان آیتوں میں کافروں کے کفر کا حال بیان فرما کے اب بعض جنات کا حال بیان فرماتا ہے کہ کفار قریش کی بدبختی اور سرکشی کو ظاہر کرے کہ جنات تک خدا کے کلام اور خدا کے رسول کی تصدیق کرکے ایمان لاتے اور اپنی قوم والوں کو کفر و شرک سے ڈراتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر چلنے کی انھیں ترغیب دیتے ہیں مگر یہ ہیں کہ سمجھتے ہی نہیں جسطرح ارشاد ہے۔ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ٭ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ٭

واذ صرفنا الیک نفرا من الجن۔ ای اقبلنا بہم الیک والی الاستماع منک (مفردات) نفرا۔ النفر عدۃ رجال یمکنہم النفر ای الحرب ونحوہا (مفردات) والنفر بفتحتین عدۃ رجال من ثلاثۃ الی عشرۃ (مختار) نفر۔ چند عدد مردم (کنز) حضروہ۔ اسکا مرجع قرآن ہے یا رسول (کبیر) انصتوا۔ الانصات السکوت والاستماع (مختار) انصات۔ خاموش بودن بجہت گوش داشتن بشنیدن چیزے۔ (کنز)

منذرین۔ یہ آیت اس پر دلیل ہے کہ جنوں میں نذیر ہیں رسول نہیں ہیں یہ بات یقینی ہے کہ اللہ نے جنوں میں سے رسول نہیں بھیجا چنانچہ اللہ کا قول وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیہم اس پر شاہد ہے (ای نبی) ہم نے آپ سے پہلے آدمیوں ہی کو رسول بناکر بھیجا ہے۔ یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم۔ اسمیں خطاب مجموع جنسین کی طرف ہے اس اطلاق کے صدق کے لئے کسی ایک جنس میں رسول کا ہونا کافی ہے (ابن کثیر) ۱۲۔

6-31 يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

6-32 وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۚ اُولٰٓئِكَ

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اور (ان سے ذکر کرو) جب ہم نے تمھاری طرف جنوں[1] کی ایک جماعت کو

متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں۔ تو جب وہ وہاں حاضر ہوئے (ایک دوسرے[2] سے) بولے

خاموش رہو۔ پھر جب (قرآن کا پڑھنا) تمام ہوا تو وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے کہ

انھیں ڈرائیں اور کہنے لگے کہ اے ہماری قوم بے شک ہم نے ایک کتاب سنی جو موسےٰ[3] کی

بعد نازل کی گئی ہے اپنے آگے والی (کتابوں) کی تصدیق کرنے والی ہے۔ حق کی طرف اور

[1] ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جن پہلے زمانہ میں فرشتوں کی باتیں سن آتے اور اسمیں اپنی طرف سے دس جھوٹ ملاتے تو جس قدر انھوں نے سنا تھا سچ تھا اور جو اپنی جانب سے زیادہ کرتے وہ باطل۔ اسوقت شہاب ستارے نہیں ٹوٹتے تھے۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اسکے بعد اگر کوئی جن چوری سے سننے جاتا تو اسپر تارہ ٹوٹتا اگر لگ گیا تو جل جاتا۔ پس انھوں نے اس امر کی ابلیس سے شکایت کی اس نے کہا کہ یہ کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہے۔ پھر اسنے (ہر طرف) اپنے لشکر بھیجے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وادی نخلہ کے دونوں پہاڑ کے درمیان نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور ابلیس کو اطلاع دی۔ کہنے لگا یہ وہی نئی بات ہے جو زمین میں پیدا ہوئی (ابن کثیر از امام احمد و ترمذی و نسائی) ابن کثیر اسی کے قریب المعنی بخاری میں بھی مروی ہے[2] یعنی خاموشی سے سنو۔

[3] جنوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں کیا حالانکہ توریت کے بعد انجیل بھی نازل ہوئی ہے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ انجیل میں صرف نصائح اور نرم دلی کی باتیں ہیں اور کچھ تھوڑے سے حلال و حرام کے احکام مذکور ہیں تو گویا وہ توریت کا تتمہ ہے اسی لئے انہوں نے انزل من بعد موسیٰ کہا (ابن کثیر) بعضوں نے کہا کہ جنات یہودی تھے[4] الی الحق ای فی الاعتقاد و الاخبار و الی طریق مستقیم ای فی الاعمال یعنی وہ ایسی کتاب ہے جو عقاید و اعمال کی ہدایت دیتی ہے (ابن کثیر)

راہِ راست کی طرف ہدایت کرتی ہے۔ اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانے والے کا کہا مانو اور
اُس پر ایمان لاؤ کہ اللہ تمہارے لئے کچھ تمہارے گناہ بخشدے۔ اور تمھیں دردناک عذاب سے
بچائے۔ اور جو کوئی اللہ کی طرف بلانے والے کا کہنا نہ مانیگا تو وہ زمین میں (کہیں بھاگ کر
اللہ کو) عاجز کرنے والا نہیں ہے اور اس کے لئے اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ یہی لوگ
صریح گمراہی میں ہیں۔ اسمیں کفارِ قریش کی تنبیہ ہے کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤ تو کیا ہوا جن ایمان
بھی لائے اور اپنی قوم کو دعوتِ ایمان بھی دی۔ اور تم جو یہ سمجھتے ہو کہ حشر و نشر کوئی چیز نہیں

ل؎ یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن و انس کیطرف مبعوث تھے (ابن کثیر) ۲؎ کیونکہ ایمان لانے سے حقوقِ عباد نہیں بخشے جاتے بلکہ مظلوم کی رضامندی ہونی چاہیے ۳؎ بعض علما نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ مسلمان جن جنت میں داخل نہ ہوں گے ان کے نکوکاروں کا یہی بدلہ ہے کہ وہ قیامت کے دن عذاب نار سے بچا لئے جائیں گے اگر اس سے زیادہ انکا بدلہ ہوتا تو اسکا ذکر کیا جاتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسیطرح ایک روایت آئی ہے کہ ایماندار جن بہشت میں داخل نہ ہوں گے کیونکہ وہ ابلیس کی اولاد ہیں اور ابلیس کی ذریت تو جنت میں داخل نہیں ہو سکتی۔ حق یہ ہے کہ ان کے مسلمان ہمارے مسلمانوں کیطرح جنت میں داخل ہوں گے چنانچہ علماءِ سلف کا یہی مذہب ہے۔ انہوں نے اس آیت وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ سے استدلال کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ جن و انس پر اپنا احسان جتلاتا ہے کہ ان کے نیکوکاروں کا بدلہ جنت ہے (ابن کثیر) ۴؎ بیضاوی ۵؎ قوم جن کا وجود اور اُن کا آپ پر ایمان لانا علاوہ اور آیتوں کے ان آیتوں سے بھی ثابت ہے لیکن بعض بے سمجھ نئے تعلیم یافتہ بغیر سوچے سمجھے جن کا انکار کر بیٹھتے ہیں اور اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ اس انکار سے صاف و صریح نصوصِ قرآنی اور معتبر و صحیح احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہوتی ہے۔ ۱۲

تو تم ذرا غور تو کرو کہ جو تمام مخلوقات کا خالق ہے جس نے ایسے بڑے آسمان و زمین پیدا کئے
۳۳ اور جو ہر چیز پر قادر ہے کیا وہ مُردوں کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا جسطرح ارشاد ہے۔ اَوَلَمْ
يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ
يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ وہ اللہ جس نے
آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے وہ تھکا نہیں اسبات پر (بھی) قادر
ہے کہ مُردوں کو زندہ کرے۔ ہاں بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے اُسکی اس قدرت پر آج ایمان
نہیں لاتے ہیں تو اُنھیں کل معلوم ہو جائیگا جب دوزخ کا سامنا ہوگا تو حقیقت اور
۳۴ قدرت کا اقرار کرتے ہی بنیگی جسطرح ارشاد ہے۔ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ
اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اور جس
دن کافر آگ کے سامنے لائے جائیں گے (ان سے کہا جائیگا) کیا یہ (عذاب) سچ نہیں
ہے وہ کہیں گے ہاں قسم ہے ہمارے پروردگار کی (یہ برحق ہے) فرمائیگا کہ عذاب کا مزا چکھو
اس سبب سے کہ تم کفر کرتے تھے آخرت میں تو انکا یہ حال ہونا ہی ہے اب دنیا کی
چندروزہ زندگی میں اگر یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی تکلیف دیتے ہیں یا اپنے

لم یعی۔ العی عجز یلحق فی تولی الامر والکلام (مفردات) عی۔ ماندہ شدن و عاجز شدن از کار (کنز)
بقادر۔ خبر ان ہے اور بے تاکید نفی کے لئے زیادہ کیگئی ہے (بیضاوی) لے ہذا کا اشارہ عذاب کی طرف تعریض
تصریح عذاب کے جواسکے بعد مذکور ہے (بیضاوی مع خفاجی) ۱۲-

کفر سے باز نہیں آتے ہیں تو صبر کرنا چاہیئے کیونکہ ایک دن یہ لوگ دوزخ کا ایندھن بننے والے

ہیں۔ اسی لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہے۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ

أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا

إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ۝ پس (اے نبی) جس طرح

اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا تم بھی صبر کرو اور ان کے لئے (عذاب کی) جلدی نہ کرو۔ یہ لوگ

جسدن وہ (عذاب) دیکھیں گے جسکا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو (ایسا معلوم ہوگا) گویا

صرف ایک گھڑی دن ٹھیرے تھے (یہ پیام) پہنچا دینا ہے اب نافرمان لوگ ہی ہلاک کئے

جائیں گے۔ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کا حکم فرمایا کیونکہ کافروں سے

اس تکلیف دہی کا پورا بدلہ وہاں لیا جائیگا اور جب یہ وہاں کا عذاب دیکھیں گے تو

انھیں انکی دنیوی زندگی اور موت سے حشر تک کا زمانہ بالکل قلیل معلوم ہوگا۔ یہ سب کچھ بیان

اولوالعزم۔ اولوالعزم پیغمبروں کی تعداد میں مختلف اقوال ہیں اور سب سے زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ وہ نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و خاتم الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالے نے سورہ احزاب و سورہ شوریٰ کے دو آیتوں میں ان اسماء کی تصریح کی ہے (ابن کثیر) عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا اور شام کو افطار نہ کیا پھر دوسرے دن بھی روزہ رکھا اور افطار نہ کیا پھر تیسرے دن بھی روزے سے تھے اور فرمایا کہ اے عائشہ بیشک دنیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم و آل محمد کے لائق نہیں ہے اے عائشہ اللہ تعالے اپنے اولوالعزم رسولوں سے راضی نہ ہوا مگر یہ کہ وہ دنیا کی مکروہ چیزوں پر صبر کریں اور اسکی مرغوب اشیاء سے منہ موڑیں پھر مجھ سے بھی راضی نہ ہوا یہانتک کہ جس بات کی تکلیف اولوالعزم کو دی تھی وہی حکم مجھے دیا چنانچہ فرمایا (فاصبر الخ) اللہ کی قسم جیسا کہ ان لوگوں نے صبر کیا میں بھی اپنی طاقت بھر صبر کرونگا۔ اور ساری قوت تو اللہ ہی کی طرف سے ہے (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) لہ (کبیر) ۲ (بیضاوی) ۱۲۔

فرمایا کرارشاد فرماتا ہی کہ اگر اس پر بھی وہ نہیں مانتے ہیں تو ایسے نافرمان ہلاک کردی جائیں گے جسطرح ان نافرمانوں کو ہلاک کیا جسطرح انکا الوقت
صبر کرتا ہی اسیطرح سالک کو کشفِ جمالِ قدسی کے وقت بہی صبر کرنا چاہئی کیونکہ اسوقت عرش سی تحت الثریٰ سے
تک سب فنا ہوجاتا ہی **کلمہ** تجلی معائنہ کرنیمیں کسی چیز کے ظہور حق سے مراد ہی۔ جو علوم الٰہیہ سی اسکو جانتا ہی
تجلیات بہت سی ہیں جو بیان سی باہر ہیں اور تمام تجلیات کی چار اصول ہیں (۱) تجلیاتِ افعال جن سی اکوان
کی ساتہ قدرت کا تعلق ارادۂ سابقہ کی موافق احوال و مراتب و مقامات و حرکات و سکنات میں انقلابِ وجود سے
مشاہدہ کرتا ہی (۲) تجلیاتِ صفات جن سی کمالاتِ الٰہیہ کی شیون جنہیں جلال و جمال سی تعبیر کرتے ہیں
مشاہدہ کرتا ہو (۳) تجلیاتِ اسمار (۴) تجلیاتِ ذات جس سی کمالاتِ الٰہیہ ظاہرہ کو اسماء اور مراتبِ الٰہیہ
میں دیکھتا ہی **کلمہ** شہود کشفِ اعظم ہی جو مطالعہ جمالِ الٰہی سی تعبیر کیا جاتا ہی۔ اسکی تین درجے ہیں جو ایک
دوسری سی اعلیٰ ہیں (۱) حق سی حق کو مظاہرِ خلقیہ میں دیکھنا اور یہ مطالعہ عیانیہ بصارت محسوسہ سے ہی اور یہ
مبتدیوں کیلئے خاص ہی۔ حق سبحانہ تعالیٰ حلول سی منزہ مظاہر کونیہ میں اپنی تجلی کرتا ہی تو اپنی بصیرتوں سے
مشاہدہ کرتے ہیں اور حق سبحانہ انکی بصیرتوں میں ایک نور عطا فرماتا ہی جس سے وہ مشاہدہ کرتے ہیں اپنی نفوس سے
یہ نور کُنتُ سَمعَهُ وَبَصَرَهُ کی فیض سی ہوتا ہی۔ اس مقام کی علامت یہ ہی کہ اکوان اُس سی محجوب ہوتے ہیں اور وہ سوائے حق
سبحانہ تعالیٰ کے کیسکو نہیں دیکھتا۔ اور اس مرتبہ کی علاوہ اس مشاہدہ میں تین مشاہد ہیں (۱) حق سبحانہ کی رویت
رویتِ اشیا کی بعد (۲) حق سبحانہ کی رویت۔ رویتِ اشیاء کی ساتہ (۳) حق سبحانہ کی رویت رویتِ اشیا کی
قبل ان تینوں میں ہر ایک اپنی ماقبل سے اعلیٰ ہی اور تمام مقام شہود میں اُس شخص کا اعلیٰ مقام ہی جس سی حق سبحانہ اکوان

چھپا دیتا ہے۔ تو وہ سوائے حق سبحانہ کے کسیکو نہیں دیکھتا ہے۔ یہاں ایک بات رہی ہے۔ اگر کہیں کہ رویت حق اور
رویت خلق ہیں جو جامع ہو وہ ایسے شخص سے جو فقط رویت حق سے قاصر ہووے اکمل ہو۔ پس جسنے خلق کو دیکھا
ہو وہ دیکھنے والا اکمل ہو۔ ہم کہینگے کہ حق سبحانہ کی اور خلق کی رویت جمع نہیں ہوتی ہے۔ مگر بقا کے مقام والوں کو۔ اور دیکھنے
مقام بقا میں ہوتا ہے تو اسکی نظر خلق کیطرف دلالت کرتی ہے کہ اسمیں اسکا بقیہ ہے جس سے مخلوق کو دیکھا پس جسکا شہود
عین حسی ہے مطلوب یہ ہے کہ ماسوا کا مشاہدہ نہ کرے۔ اور اسکا شہود بجز حق سبحانہ کے نہووے۔ اگرچہ یہ مرتبہ جلیل ہے مگر
لیکن تمام اہل اللہ کیلئے عام ہے (۲) شہود کا حق سے حق کا مظاہر حقیہ میں جو اسماء وصفات سے مراد ہے شہود
کرنا ہے۔ یہ شہود قلبی ہے۔ اسلئے کہ صفات معانی کمالات الٰہیہ ہیں اور معانی بجز بصیرت کے ظاہر
نہیں ہوتے۔ اسلئے کہ بصر اجسام وارواح میں مقید ہے اور بصیرت معانی کا شہود ضرور تو نہیں کرتی ہے
برخلاف بصر کے۔ اور یہ شہود شہود اول سے اعلیٰ ہے کیونکہ بصر کا شہود مظاہر خلقیہ میں ہوتا ہے۔ اور
بصیرت کا شہود مطلق ہے کبھی مظاہر حقیہ میں اور مظاہر خلقیہ میں شہود کرتی ہے (۳) مرتبہ شہود کا
شہود مطلق ہے اور وہ خاص کاملوں کیلئے ہے۔ اور وہ پہلا مرتبہ مراتب وجود کا ہے اور اسکا آخر کو انتہا نہیں
یہ مقامات ان اللہ والوں کے ہیں جنہیں رزق کی فکر نہیں ہوتی۔ کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے ؎

بے مگس ہرگز نماند عنکبوت	رزق را روزی رساں پر می دہد

اور اپنے وقت کو کسطرح غفلت میں نہیں گذارتے ؎

نقد وقت خویش را گر پے بریم	ہم ز دنیا ہم ز عقبیٰ برخوریم

الحمد للہ کہ سورۂ احقاف ختم ہوا۔

۴۷ سورہ محمد

سورہ محمد

مدنی ہے۔ اسکے حروف (۲۳۴۹) کلمے (۵۴۰) آیات (۳۸) ہیں

اسکا نام سورہ قتال بھی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اللہ نے ان کے عمل ضائع کردئے۔ اس سورہ میں سب سے پہلے کافروں کی خرابی بیان فرمائی اب مومنوں کا حال فرماتا ہے کہ جو لوگ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں ان سے اگر بمقتضائے بشریت کوئی قصور ہو بھی جائے تو وہ مٹا دیا جائیگا جسطرح ارشاد ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ

صدوا۔ صدو صدود۔ بازگردانیدن وبازگشتن (کنز) صد لازمی ومتعدی آتا ہے اور یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں۔ اضل۔ اضلال۔ باطل کردن وضایع کردن (کنز) لہ (نیشاپوری) سے ابوالسعود رح نے کہا کہ کافر لوگ اگر مہمانوں کی ضیافت کریں یا قرابتیوں کے ساتھ نیکی کریں یا محتاجوں کے ساتھ سلوک کریں تو ایسی باتوں کا کوئی اثر باقی نہیں رکھا جاتا۔ کیونکہ انمیں ایمان کا لگاؤ نہیں ہے۔ علی محمد۔ یہ عطف خاص علی العام ہے۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بعد بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر ایمان لانا ضروری ہے (ابن کثیر) وھو الحق من ربھم۔ جملہ معترضہ ہے (ابن کثیر) خبر بعد خبر ہے گویا یوں کہا کہ وھو الحق وھو من ربھم (کبیر)۔

مِن رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے
نیک کام (بھی) کئے اور جو محمد پر اتارا گیا (یعنی قرآن) اس پر ایمان (بھی) لائے اور
وہ ان کے پروردگار کے پاس سے برحق ہے۔ اللہ ان کے گناہ مٹا دیگا اور انکا کام بنا دیگا
یعنی ہم نے کافروں کے عمل باطل کر دئے اور نیکوں کے گناہوں سے درگذر کیا کیونکہ کافر
حق کو چھوڑ باطل کی پیروی کرتے ہیں اور مومن حق کے تبع ہیں جسطرح فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ
بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِن رَّبِّهِمْ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ
اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ ۝ یہ اس لئے کہ جو کافر ہیں وہ بیشک باطل کی پیروی کرتے ہیں اور
بیشک جو مومن ہیں وہ حق کی پیروی کرتے ہیں جو انکے رب کیطرف سے (نازل ہوا) ہے۔ اسیطرح اللہ لوگوں کے لئے انکی مثالیں
بیان فرماتا ہے۔ کافروں کے عمل باطل۔ اور انسان کی حرمت و تعظیم اس کے عمل کے اعتبار
سے ہے اس لئے اسطرح فرماتا ہے۔ فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا
أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ذَٰلِكَ

بالھم۔ ابن عباس نے فرمایا امر۔ مجاہد نے کہا شان۔ قتادہ و ابن زید نے کہا حال سب کے معنی قریب قریب
ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ چھینکنے والا الحمد للہ کہے اسکے جواب میں یرحمک اللہ کہا جائے۔ پھر چھینکنے والا
یھدیکم اللہ ویصلح بالکم کہے۔ (ابن کثیر) البال۔ الحال (قاموس) لقیتم۔ لقاء۔ دیدن و رسیدن
و پیش آمدن و کارزار کردن (کنز) فضرب الرقاب۔ اصل میں فاضربوا الرقاب ضربا۔ ہے تاکید کیلئے مختصر کیا گیا
کیونکہ مصدر منصوب فعل پر دال ہے (نیشاپوری) اثخنتموھم ای غلبتموھم وکثرفیھم الجراح (قاموس) یقال اثخن
الشیء فھو ثخین اذا غلظ ... [illegible] ... ضربا و ... فا مفردات
[illegible]

وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝

توجب تم کافروں سے مقابل ہو تو انکی گردنیں مارنی (شروع کردو) یہانتک کہ جب تم انپر غالب ہوجاؤ تو (انھیں) مضبوط قید کرو پھر (اس کے) بعد یا احسان کرو اور یا فدیہ

(بقیہ صفحہ گزشتہ) الوثاق - اوثقتہ شددتہ والوثاق والوثاق اسمان لما یوثق بہ الشئ (مفردات) وثاق بالکسر والفتح بند (صراح) فاما منا بعد واما فداء - اصل میں فاما تمنون منا واما تفدون فداء ہے یعنے یہ مفعول مطلق فعل مقدر کے ہیں - امام شافعیؒ کے پاس امام کو اختیار ہے کہ چار کاموں میں سے کوئی ایک کام کرے (۱) قتل (۲) غلام بنانا (۳) احسان یعنے بغیر عوض کے چھوڑ دینا (۴) فدیہ یعنے مسلمان قیدیوں کے بدلہ میں چھوڑ دینا یا مال لیکر چھوڑنا (نیشاپوری) عوفی نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ آیت اللہ کے قول - فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین الخ سے منسوخ ہے - قتادہ و ضحاک و سدی وغیرہم نے بھی ایسا ہی کہا اور دوسرے اکثر لوگوں نے کہا کہ وہ منسوخ نہیں ہے (ابن کثیر) تضع الحرب - قتادہ نے کہا کہ یہانتک کہ شرک باقی نہ رہے (ابن کثیر) اوزارھا - واحدھا وزر - اثقال السلاح (مفردات) وزر گناہ و سلاح (کنز)

والذین قتلوا الخ - شہید کو اللہ کے ہاں سے چھ باتیں عنایت ہوتی ہیں - یعنے جب خون کا پہلا قطرہ گرتا ہے تو وہ بخشدیا جاتا ہے جنت میں اسکا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے اور اسکا حور عین سے بیاہ کر دیا جاتا ہے - اور اس کے سر پر بزرگی کا تاج رکھا جائیگا جو دنیا و مافیہا سے جڑا ہوگا اور وہ حلہ ایمان سے آراستہ کر دیا جاتا ہے اسکا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا اور وہ عذاب قبر سے نجات پاتا ہے اور فزع اکبر سے مامون رہتا ہے - بہتر حوریں اسکو عطا ہونگی - اور اسکی قرابت کے بہتر آدمیوں کیلئے اسکی شفاعت مقبول ہوگی (ابن کثیر از ابن جریر) ترمذی و ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے (ابن کثیر) امام احمدؒ سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور حدیث عبد اللہ بن عمر اور حدیث ابو قتادہ میں مذکور ہے کہ ہر چیز بخشی جاتی ہے سوائے قرضہ کے (مسلم) عرفھا لھم - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہانتک کہ لڑائی (کا گروہ) اپنے ہتیار رکھدے۔ یہ (حکم ہی) اور اگر اللہ چاہتا تو بے شک

اُن سے (خود) بدلہ لیتا ولیکن (وہ قتال کا حکم اس لئے دیتا ہے کہ) تم میں ایک کو

دوسرے سے آزمائے۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے تو اللہ ان کے اعمال ہرگز

ضائع نہیں کریگا عنقریب انھیں مقصود کو پہونچا دیگا اور انکا کام بنا دیگا۔ اور انھیں

جنت میں داخل کردیگا جسکا حال انھیں بتا دیا ہے۔ جب کافروں سے جہاد و قتال کرنیکا

اخروی ثواب بیان فرماچکا تو اب دنیا میں بھی نصرت کا وعدہ فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ ۝ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّھُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَھُمْ

ای ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمھاری مدد کریگا اور تمھارے قدم جما دیگا۔

اور جن لوگوں نے کفر کیا تو ان کے لئے ہلاکی ہو۔ اور اللہ ان کے عمل ضایع کردیگا۔ جزا بِن

(بقیہ صفحہ گذشتہ) فرمایا کہ جب مومن آگ سے رہائی پائیں گے تو ایک پل پر روکے جائیں گے جو جنت اور دوزخ کے بیچمیں ہی۔ تاکہ دنیا میں جو مظلمہ ایک دوسرے کے درمیان تھے انکا مطالبہ کیا جائے یہانتک کہ جب وہ پاک و صاف ہوجائیں گے تو انھیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دیجائے گی۔ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہی بیشک انمیں کا ایک ایک شخص جنت میں اپنی منزل کی طرف اُس منزل سے زیادہ راہ پائیگا جو اسکیلئے دنیا میں تھی (ابن کثیر از بخاری) قیل بان وصفہا لھم وشوقھم الیہا وھداھم (مفردات) تعریف شناسا ئیدن (کنز) لے (ابن کثیر) لے خبر محذوف (جلالین) سے بیضاوی کے ہدایت کے دو معنے ہیں ایک راہ دکھانا دوسرے مقصود تک پہونچا دینا۔ یہاں ہم نے دوسرے معنے لئے ہیں۔ فتعسا۔ التعس الھلاک (مختار) تعسالہ ای الزمہ اللہ تعالیٰ ھلاکا۔ وفی الآیۃ یجوز ان یکون نصبا علی معنی تعسہم اللہ قالہ ابو اسحق (تاج العروس) تعسًالہ۔ ہلاکی یا دور (منتخ) شہ اللہ کی مدد سے مراد اسکے دین و رسول کی مدد (بیضاوی)

عمل سے ہوتی ہے۔ تم مدد کروگے تو اللہ تعالیٰ بھی تمہاری مدد کریگا اور نفس پر بصورت جنگ تم کو
یا جادۂ شریعت پر قائم رکھیگا یا راہ طریقت کی سیر کرو تو نفس کے شر سے بچائیگا اور راستۂ انوار
ربوبیت دکھلا کر تمہیں مقام عبودیت میں قائم رکھیگا اور کافروں کا حال اسکے برعکس ہوگا
کہ ان کے عمل ضائع ہو جائیں گے اور یہ سب انہیں کی کرنی ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ یہ اس سبب سے کہ انھوں نے اسے ناپسند
کیا جو اللہ نے نازل فرمایا پھر اللہ نے ان کے اعمال اکارت کر دیے پھر اگلے کافروں کی
ہلاکت کا ذکر کرکے اسطرح عبرت دلاتا ہے۔ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝ پس کیا انھوں نے زمین میں سیر نہیں کی

فاحبط۔ احباط۔ باطل کردن (کنز) دمّر۔ تدمیر۔ ہلاک کردن (کنز) امثالہا۔ جمع مبالغہ اور زیادہ تہدید
کے لئے فرمایا۔ یعنی ہر ایک کو مثل عذاب سابقین ہو۔ (خفاجی) اگر امثالہا سے دنیوی عذاب مقصود ہو تو اسوقت
کافروں سے مراد کفار قریش ہوں گے۔ اور اگر اخروی عذاب مراد ہو تو کافروں سے وہی کافر مراد ہوں گے جو دنیا میں
ہلاک ہوئے۔ (کبیر) ذٰلک۔ یعنی مومنوں کی مدد اور کافروں کا برا انجام (مدارک) مولیٰ۔ ناصر (خفاجی)
مولی۔ یاری دہندہ و دوست (کنز) اللہ کے اس قول لا مولی لھم اور وردوا الی اللہ مولاھم الحق میں
کوئی منافات و مخالفت نہیں ہے اس لئے کہ مولی کے معنی سید و رب و ناصر کے آتے ہیں جس جگہ اللہ نے مولے کی
نفی کی اس سے مراد یہ ہے کہ انکا کوئی مددگار نہیں۔ اور جہاں مولی کا اثبات کیا اس سے مراد مالک و رب ہے
(کبیر) غزوۂ احد میں مشرکین کے سردار صخر بن حرب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے متعلق پوچھنا
شروع کیا کہ یہ لوگ زندہ ہیں یا نہیں جب ایسا پوچھا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کوئی جواب نہیں دیا گیا جب اس نے

12

تا کہ دیکھیں کہ جو ان سے پہلے تھے انکا انجام کیا ہوا۔ اللہ نے انھیں ہلاک کر دیا۔ اور کافروں کے لئے اسی کی مثل (عذاب) ہیں۔ یہ اس لئے کہ ایمان والوں کا مددگار اللہ ہے۔ اور اس سبب سے کہ کافروں کا کوئی مددگار نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور کافروں کی دنیوی حالت کا ذکر کیا تو اب ان کے آخرت کا حال بیان فرماتا ہے جس طرح ارشاد ہے۔ ع ۲

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝ بیشک اللہ انھیں جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام (بھی) کئے ایسی جنتوں میں داخل فرمائیگا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اور کافر (دنیا میں) فائدہ اٹھا رہے ہیں اور جس طرح چوپائے کھاتے ہیں کھا رہے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) جواب نہ پایا تو کہنے لگا کہ یہ لوگ مارے گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو تاب نہ رہی فرمایا اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ نے تیرے غمگین ہونے کے لئے انھیں باقی رکھا ہے تو نے جن جن کے نام لئے وہ سب زندہ ہیں" حضرت نے اس کے جواب میں کچھ کہا اور پھر رجز پڑھتا ہوا اپنے بُت کا نام لیکر کہنے لگا اُعْلُ هُبَلْ اُعْلُ هُبَلْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو جواب نہیں دیتے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیا کہیں؟ فرمایا بولو "اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ" پھر حضرت نے کہا "لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ" تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے جواب دیا گیا "اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ" (ابن کثیر) سلہ مقدر یا ہلاکی ۱۰ امثالہا کی ضمیر کا مرجع پہلے ہو۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ عاقبت کی طرف راجع ہو اسپر دال ہے (روح المعانی) یَتَمَتَّعُونَ، تمتع۔ برخورداری یافتن (کنز) مَثْوًى۔ الثواء الاقامة مع الاستقرار یقال ثوی یثوی ثواء (مفردات) مثوی۔ مقامی کہ در وے درنگ کنند (کنز) سلہ ابن کثیر۔ سلہ حدیث صحیح میں ہے کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں

[illegible]

اور انکا ٹھکانا آگ ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ کافروں کو سزا دینے کے لئے قیامت ہی کی خصوصیت
نہیں ہم انھیں دنیا میں بھی سزا دے سکتے ہیں اور ان سے پہلے بہت سوں پر ہمارا قہر نازل
ہو چکا ہے جس طرح ارشاد ہے۔ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ 46
أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝ اور (اے نبی) بہت سی بستیاں جو تمھاری اس بستی سے جس
(کے لوگوں) نے تمھیں نکالا۔ قوت میں بہت زیادہ تھیں۔ ہم نے انھیں ہلاک کر دیا تو
انکا کوئی بھی مددگار نہ ہوا۔ جب نیک لوگوں کے ساتھ وہ سلوک اور بد لوگوں کے ساتھ
یہ معاملہ ہو تو پھر بھلا دونوں کس طرح برابر ہو سکتے ہیں؟ اہل حق اور گروہ شیطان میں
بہت بڑا فرق ہے جس طرح ارشاد ہے۔ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ 47

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اپنا تمام وقت اور تمام کوششیں کھانے پینے ہی کے لئے صرف کرتے اور دن رات اسی
فکر میں رہتے ہیں اور جب زیادہ انہماک ہو جاتا ہے تو پھر حرام حلال کا فرق بھی باقی نہیں رہتا۔ رشوت
بیاج غصب ظلم غرض جس طرح ہوتا ہے روپیہ کماتے اور خورد و نوش میں صرف کرتے ہیں۔ ع

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است	تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

ان لوگوں کو ذرا سوچنا اور اس آیت کے آخری الفاظ "انکا ٹھکانا آگ ہے" کو مدنظر رکھنا چاہئے کہیں
خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ آج کی عارضی راحت کل کی دوامی تکلیف کا مقدمہ بنے۔ اس فانی عیش کے سبب
ابدی آرام سے محروم رہنا پڑے۔ ایسے کھانے پینے سے تو بھوکا رہنا اچھا ہے۔ مولانا جامیؒ نے کیا خوب کہا ہے
جوع اشد غذاے اہل صفا ۔ محنت ابتلاے اہل ہوا ۔ جوع تنویر خانۂ دل تست ۔ اکل تعمیر خانۂ گل تست ۔
خانۂ دل گذاشتی بے نور ۔ خانۂ گل چہ میکنی معمور ۔ [illegible] الخیرۃ ۔
[illegible] جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے غار کی طرف نکل کر گئے اور وہاں پہونچکر اسے مڑ کر دیکھا

سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ۝ پھر کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے روشن طریقہ پر ہو

مثل اس کے ہے جسے اسکی بدکاری بھلی کر دکھائی گئی ہو۔ اور انھوں نے اپنے نفسانی

خواہشوں کی پیروی کی۔ چونکہ دونوں گروہوں میں فرق ظاہر ہے۔ اسی لئے انکی

15 جزا میں بھی فرق ہے جس طرح بیان فرماتا ہے۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ط

فِیْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ

لِّلشّٰرِبِیْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِی النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ۝ جس جنت کا وعدہ

پرہیزگاروں سے کیا گیا ہے اسکی صفت (یہ ہے کہ) اسمیں ایسے پانی کی نہریں ہیں

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اور فرمایا کہ تو اللہ کا محبوب شہر ہے اور میرا بھی۔ اگر مشرک لوگ مجھے نہ نکالتے تو میں تجھے چھوڑ کر

نہ نکلتا (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) بینة۔ هی الدلالة الواضحة۔ عقلیة کانت او محسوسة

(مفردات) بینہ۔ گواہ روشن حجت آشکار (کنز) ابو عثمان نے فرمایا کہ بینہ وہ نور ہے جس سے آدمی الہام

و وسوسے میں فرق کرتا ہے (عرائس) مثل الجنة۔ عکرمہ نے کہا کہ اسکی صفت (ابن کثیر) آسن۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما و حسن و قتادہ نے کہا کہ غیر متغیر یعنی اسمیں کسی قسم کا تغیر نہ ہو۔ قتادہ و ضحاک و عطا نے

کہا کہ بدبودار نہ ہو (ابن کثیر) الآسن من الماء الآجن۔ والآجن الماء المتغیر الطعم واللون (قاموس)

اسن الماء اذا تغیر ریحه تغیرا منکرا (مفردات) آسون۔ مزہ و بوے گردانیدن آب از بسیار ٹھیرنے

ضرب (صراح) اهواءهم۔ الهوی میل النفس الی الشهوة۔ ویقال ذلک للنفس المائلة الی

الشهوة (مفردات) هواء۔ آنچہ آرزوی نفس آں باشد (کنز) طعمہ۔ طعم بالفتح مزہ (صراح)۔

لذة۔ لذ کا مؤنث ہے جسکے معنی لذیذ کے ہیں یا مصدر بتقدیر مضاف ہے یعنی ذات لذة۔ یا مجازاً لطفہ

بالشی حفی ہی لذة ہی (مفردات) قطع۔ قطع پارہ پارہ کردن (صراح)

جسمیں بدبو نہیں۔ اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جسکا مزہ نہیں بدلا۔ اور ایسی شراب کی
نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے خوش ذائقہ ہے۔ اور صاف (خالص) شہد کی نہریں
(بھی) اور ان کے لئے وہاں ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے
معافی (بھی) (کیا یہ) اُن کے مثل ہیں جو ہمیشہ آگ میں رہنے والے ہیں اور انھیں کھولتا
پانی پلایا جائیگا کہ وہ انکی انتڑیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کردیگا۔ یعنی کافر دوزخ میں جو طرح
طرح کے عذاب میں مبتلا رہیں گے وہ اس لئے کہ انمیں بھی انواع و اقسام کی برائیاں
تھیں مجملہ ان کے ایک برائی اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰٓ 47
إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِندِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا ۚ أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ
عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوٓا أَهْوَآءَهُمْ ۝ اور (اے نبی) انمیں سے بعض ایسے بھی ہیں جو تمھاری
طرف کان لگاتے ہیں۔ یہانتک کہ جب تمھارے پاس سے وہ باہر جاتے ہیں تو جنھیں علم

(بقیہ صفحہ گذشتہ) صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں دودھ پانی شہد اور شراب کے سمندر ہیں پھر اس سے
نہریں پھوٹ کر نکلتی ہیں (ابن کثیر از امام احمد و ترمذی) صحیح بخاری میں ہے کہ جب تم اللہ تعالےٰ سے مانگو
تو جنت الفردوس مانگا کرو اس لئے کہ وہ جنت میں اوسط اور سب جنتوں سے اعلےٰ و ارفع ہے اسی سے
جنت کی نہریں نکلتی ہیں اور اسکے اوپر عرش رحمان ہے (ابن کثیر) سلہ (ابن کثیر) آنفا۔ استانفت الشئ
اخذت انفہ ای مبدأہ۔ ومنہ آنفا ای مبتدأ (مفردات) آنفًا۔ اسم فاعل غیر قیاسی ہے کیونکہ اس سے
فعل ثلاثی نہیں آیا۔ زمخشری نے کہا آنفًا اس گھڑی کا نام ہے کہ جس میں تم ہو اس سے پہلے گذری ہو
(خفاجی) آنفًا۔ اکنوں (صراح) ۱۲

دیا گیا ہے ان سے (تمسخر کے طور پر) کہتے ہیں کہ اس نے ابھی کیا کہا۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں
پر اللہ نے مہر کر دی ہے اور انھوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کی ہے یعنے منافق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتے اور آپکے کلام کو سنتے جب وہاں سے
باہر نکلتے تو ان صحابہ سے جو عالم ہیں پوچھتے کہ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہا۔
کافروں کا یہ کہنا تمسخر کے طور پر تھا اس لئے انکی مذمت کرکے اہل حق کی اسطرح مدح فرماتا
ہے۔ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ۝ جن لوگوں نے ہدایت (17)
پائی انھیں اللہ نے زیادہ ہدایت دی اور انھیں انکی پرہیزگاری (کی توفیق) عنایت
کی یعنے جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالٰے نے انھیں اور زیادہ ہدایت کی شرح صدر و نور
یقین عطا فرمایا۔ اور ان کے تقوے میں انکی مدد کی۔ اسپر بھی کافر آگاہ نہیں ہوتے
ہیں تو قیامت انھیں آگاہ کردیگی جسکی علامات ظاہر ہونے لگی ہیں جسطرح ارشاد ہے۔
فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا (18)
جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ۝ تو یہ لوگ قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ ناگہاں ان پر آجائے۔ پس
بیشک اسکی علامتیں آچکی ہیں۔ جب ان پر قیامت آجائیگی تو انکا نصیحت ماننا انھیں

لے (بیضاوی) سے رازی نے کہا کہ شاید یہ کوئی مشرکین سے بعضے لوگ ہوں جنکا بیان اوپر آیا ہے۔ یہ سورہ بھی
مکیہ ہے۔ ابن کثیر وغیرہ نے کہا کہ یہ منافقوں کا حال ہے سے (خازن) اشراطها۔ الشرط بفتحتین العلامة
واشراط الساعة علاماتها (مختار) اشراطها۔ فشانها واحد شرط است بفتح را کتس ذکرہم۔ مبتدا فانٰی لهم خبر

کسطرح (مفید) ہوگا۔ ان کافروں کو تو محض قیامت کا انتظار ہے اور اسکی نشانیاں تو آچکیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا اور چاند کا شق ہونا۔ پھر جب قیامت آئیگی تو انھیں نصیحت حاصل کرنا کچھ بھی نفع نہ دیگا کیونکہ اسوقت ایمان لانا مفید نہیں ہے۔

جب دونوں گروہ مومن و کافر کا حال بیان فرمایا تو اب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مخاطب فرماتا ہے۔ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ۝ پس (اے نبی) جان لو کہ بیشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہ کے لئے اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کیلئے بخشش طلب کرو۔ اور اللہ تم لوگوں کے (دنیا میں) چلنے پھرنے اور تمھارے (عقبےٰ کے) ٹھکانے کو جانتا ہے۔ اس آیت میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تین احوال کی طرف اشارہ ہے (۱) اللہ کے ساتھ جو حال ہے یعنے اسکی توحید (۲) آپکے نفس مبارک کے ساتھ جو حال ہے یعنے گناہوں سے طلب عصمت (۳) امت کے ساتھ جو حال ہے۔ ان کے گناہوں کی

۱؎ بیضاوی ۲؎ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی ملا کر اٹھائی اور فرمایا کہ میں قیامت کے ساتھ اسطرح بھیجا گیا ہوں یعنے میرے بعد قیامت ہے۔ (ابن کثیر از بخاری) متقلبکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ متقلبکم یعنے تمھارے چلنے پھرنے کو دنیا میں۔ ومثواکم میں تمہاری ٹھکانے کو آخرت میں (ابن کثیر) ۳؎ بیضاوی ۴؎ روح ۵؎ آنحضرت صلی اللہ علیہ و الہ وسلم باوجود مغفور ہونیکے طلب مغفرت پر مامور ہوئے تاکہ استغفار سنت ہو جائے اور امتی آپکی پیروی کریں (معالم) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ "اے لوگو! تم لا الہ الا اللہ اور استغفار کو بہت پڑھا

مغفرت دنیا میں اور قیامت میں آپکی شفاعت سے رستگاری بھی اسی میں داخل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو تم اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو بیشک میں ایکدن میں ستر مرتبہ سے زیادہ توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ پھر اپنے علم محیط کو بیان فرمایا کہ مسلمان

(بقیہ صفحہ گذشتہ) لازم کرلو اور بہت پڑھا کرو کیونکہ ابلیس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے برباد کیا اور انہوں نے مجھے لا الٰہ الا اللہ اور استغفار سے مار ڈالا۔ پھر جب میں نے یہ دیکھا تو انھیں انکی رائے اور خیالات میں تباہ کیا کیونکہ اب وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک راہ پر ہیں (ابن کثیر از ابو یعلےٰ) اس کے علاوہ استغفار کی فضیلت میں اور بہت سی حدیثیں ہیں۔ فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ الآیہ۔ قرآن مجید میں جہاں ذکر توحید کا ہے صفات وافعال کے ساتھ ہے۔ لیکن یہاں ذات مجرد کا ذکر ہے اور یہ مقتضی ہے کہ بندہ مقام توحید میں مستغرق ہو۔ یعنے اضداد کی نفی کرے اور عین ذات کا اثبات چنانچہ لا الٰہ سے اضداد کی نفی ہے اور الا اللہ سے الوہیت کا اثبات۔ اور حکم استغفار میں اشارہ ہے کہ تحقیق توحید کے لئے فنا وجود حادث شرط ہے تو اسکے باقی ہونے سے استغفار کرنا چاہیئے کیونکہ وہی باعث حجاب ہے۔ واسطی رح نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا "اسلم" یعنے ہمہ تن مطیع ہو جاؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا "فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ" ان دونوں میں اسقدر فرق ہے جسقدر کہ علم وعمل میں۔ اور علم محبت ہی اور معرفت غلبہ حال اور غلبۂ حال کے لئے حکم نہیں دیا جاتا ہے۔ بعض مشایخ رح نے کہا کہ پہلے حکم دیا "فاعلم اللہ الخ" یعنے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کو یقین سے جان لے پھر اسکے بعد استغفار کا حکم دیا تو اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ کہیں نفس یہ نہ سمجھ لے کہ میں نے پہچان لیا حالانکہ حق عزوجل کی شان عظمت کو بطریق حقیقت خود اللہ تعالےٰ ہی پہچانتا ہے سوائے اسکے کوئی نہیں جانتا (عرائس) ملہ ہر کرا چو تو پیشوا باشد ۔ نا امید از خدا چرا باشد ۔ چوں نشان شفاعت کبرےٰ ۔ یافت بر نام نامیت طغرا ۔ امتاں باگناہ گار بہا ۔ بتو دارند امیدوار بہا ۔ ملہ (ابن کثیر از بخاری) ۱۲

طاعت وخشیت کی باریکیوں سے آگاہ ہوں اور خود کو عبودیت میں قصور وار سمجھکر ہمیشہ مغفرت کے طالب رہیں۔ برخلاف منافقوں کے کہ وہ طرح طرح کے حیلے اور مکاریاں کیا کرتے تھے جسطرح ارشاد ہے۔ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ۝ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ کہتے ہیں کہ کوئی سورۃ (جسمیں جہاد کا حکم ہو) کیوں نہ نازل کیگئی۔ پھر جب کوئی واضح سورت نازل کیجاتی ہے اور اسمیں لڑائی کا ذکر کیا جاتا ہے تو (اے نبی) تم اُن لوگوں کو جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے دیکھتے ہو کہ وہ تمھاری طرف ایسی نظر سے دیکھتے ہیں کہ جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو۔ پس انکی خرابی ہے۔ ان آیات میں ایماندار وں کی مدح اور مریض القلب منافقوں کی مذمت ہے۔ ایماندار تو اس امر کی آرزو کیا کرتے ہیں کہ

محکمۃ۔ المحکم ما لا یعرض فیه شبهة من حیث اللفظ ولا من حیث المعنے (مفردات) محکم۔ سخن ظاہر المعنی (کنز) فاولی۔ سبھوں نے اتفاق کیا کہ اس سے مراد تہدید و وعید ہے لیکن پھر صیغہ میں اختلاف کیا اصمعی نے کہا کہ اولی فعل ماضی قارب کے معنے میں ہے اور اسکا فاعل ضمیر ہے جسکا مرجع معلوم ہے یعنے قارب ھلاکھم اور اکثر کہتے ہیں کہ وہ ولی کا اسم تفضیل ہے جو قرب کے معنے میں ہے ابو علی نے کہا وہ ویل کا اسم تفضیل ہے اصل اَویل تھا جس میں قلب ہے اسکا وزن افلع ہے (خفاجی) قرب کے معنی میں افعل التفضیل ہوگا تو اس طرح ہے ای الشر اقرب الیك (تاج العروس)، اور احتمال ہے کہ اولی مبتدا محذوف کی خبر ہو یعنی الموت اولی لھم۔ اسلئے کہ ایسی زندگی سے جسمیں اللہ رسول کی اطاعت نہو موت بہتر ہے (کبیر) ماہ (بیضاوی)۔

خداوند عالم کی جانب سے کوئی ایسا سورہ نازل ہو کہ جس میں جہاد کا حکم صادر ہو۔ اور

یہ منافق ہیں کہ ایسی باتوں سے انکی جان نکلتی ہے۔ پھر انھیں امتثال حکم آلہی کے لئے برانگیختہ ۲۱

فرماتا ہے۔ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

فرماں برداری اور نیک بات (ان کے لئے بہتر ہے) پھر جب کام پکا ہو گیا تو اگر یہ لوگ اللہ سے

(اپنے ایمان و طاعت میں) سچے رہتے تو البتہ ان کے لئے بہتر تھا۔ یعنی جہاد کے وقت اگر

یہ لوگ ثابت قدمی اور سچی نیت سے اللہ کے واسطے لڑتے تو اسمیں انھیں کی بھلائی تھی منافقوں کو

نصیحت و فضیحت کرنے کے بعد ان کے اس قول کو رد کرتا ہے جو وہ کہتے تھے کہ جہاد میں بڑی

خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جسطرح ارشاد ہے۔ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۲۲

وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ پس (اے منافقو) تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تم (جہاد سے) منہ موڑو

عَسَیْتُمْ نافع کسرسین

طَاعَةٌ۔ مبتدا ہے خبر حسن محذوف۔ یا خبر ہے۔ مبتدا امرنا محذوف ہے۔ واحدی نے کہا ہو سکتا ہے کہ طاعة اولی لهم

کی خبر ہو (کبیر) عَزَمَ الْاَمْرُ۔ اللہ تعالے نے عزم کو امر کی جانب منسوب کیا حالانکہ عزم صاحب امر کیلئے ہوتا ہے

اسمیں دو احتمال ہیں پہلا یہ کہ اسمیں حذف ہوا ہے تقدیر اسکی صاحب الامر ہے۔ دوسرا یہ کہ مجاز ہے جیسا کہ ہم کہتے ہیں

جاء الامر و ولی (کبیر) ۱ (بیضاوی) ۲ (مدارک) اِنْ تَوَلَّيْتُمْ۔ اسمیں دو وجہ ہیں پہلی یہ کہ وہ ولایت

سے ماخوذ ہو تو اسوقت یہ معنی ہوں گے کہ اگر تم حاکم ہو گے تو تم زمین میں فساد کروگے دوسری یہ کہ تولی سے ماخوذ ہو

جو بمعنی اعراض ہے اور یہی مقام کے مناسب ہے (کبیر) اَنْ تُفْسِدُوْا۔ خبر عسی ہے اور شرط جملہ معترضہ ہے درمیان

اسم و خبر کے۔ تقدیر عبارت یوں ہے فهل عسیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم ان تولیتم (مدارک)

خفاجی نے کہا کہ یہی ظاہر ہے اور جواب شرط محذوف ہے جس پر اسکا ماقبل دلالت کرتا ہے۔ ۱۲

تو (بھی) تم زمین میں فساد کروگے اور اپنی قرابتوں کو توڑ دوگے یعنی اس خیال سے جیسا کہ تم کہتے ہو کہ ہمیں فساد و قطع رحمی کا اندیشہ ہے اگر جہاد کرنا چھوڑ دوگے تو پھر بھی تم سے وہی کام ہوگا کہ دنیا کی ذراسی چیز کیلئے لڑوگے اور فساد عظیم برپا کروگے چنانچہ عرب کی یہ عادت مشہور تھی قطع رحم گناہ کبیرہ ہے اسی لئے اللہ تعالےٰ نے سب برائیوں کو عام طور سے اور قطع رحم کو خاص طور سے منع فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے تمام مخلوق کو پیدا کیا تو رحم نے

لہ بعضوں نے کہا کہ اگر تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین سے اعراض کروگے اور آن کے طریقہ سے منہ موڑ دوگے تو وہی زمانہ جاہلیت کے کام کروگے زمین میں فساد پھیلاؤ گے قرابت توڑوگے لڑکیاں زندہ درگور کروگے (مدارک) ٹلہ (ابن کثیر از بخاری) سلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بغاوت و قطع رحم سے بڑھکر کوئی ایسا گناہ نہیں کہ اسکی سزا دنیا میں جلدی سے ملجائے باوجودیکہ اس کے لئے آخرت میں عذاب کا ذخیرہ تیار کر رکھا ہے (ابن کثیر از امام احمد و ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اچھا معلوم ہو کہ اسکی عمر میں ترقی ہو اور رزق میں زیادتی ہو اسے چاہئے کہ اپنے قرابت والوں سے عمدہ سلوک کرے (ابن کثیر از امام احمد) ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے چند قرابتدار ہیں کہ میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ لوگ قطع کرتے ہیں میں درگذر کرتا ہوں وہ ظلم کرتے ہیں۔ میں بھلائی کرتا ہوں وہ برائی کرتے ہیں کیا میں بھی ان کے ساتھ ایسا ہی کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اگر تو ایسا کریگا تو تم سب متروک کردئے جاؤگے بلکہ تجھے چاہیے کہ انپر سخاوت کرے اور ان کے ساتھ سلوک کرے جبتک تو اس حالت پر رہیگا اللہ کی جانب سے تیرے ساتھ ایک معین و مددگار رہیگا (ابن کثیر از امام احمد) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ رحم کرنے والے ہیں رحمٰن انپر رحم فرماتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کریگا (ابن کثیر از امام احمد و ابو داؤد و ترمذی) ۱۲۔

فرمایا کہ جو کوئی تجھے ملایا میں اسے ملاؤنگا اور جو کوئی تجھے قطع کرے میں اسے قطع کرونگا۔ ناتا
توڑنا اور زمین میں فساد کرنا یہ کافروں کی عادتیں ہیں۔ اور انھیں جو سزا دی وہ اسطرح
7-23 بیان فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فَاَصَمَّہُمْ وَاَعْمٰٓی اَبْصَارَہُمْ ۝ یہی لوگ ہیں
جن پر خدا نے لعنت کی پھر انھیں (حق بات کے سننے سے) بہرا کردیا اور انکی آنکھیں اندھی
کردی ہیں (کہ سیدھا راستہ نہیں سوجھتا) چونکہ انھوں نے گناہ کئے اس لئے اللہ تعالٰے نے
انھیں یہ سزا دی پھر فرماتا ہے کہ وہ ایسی سرکشی کیوں کرتے ہیں کیا وہ قرآن کے معانی میں
7-24 غور نہیں کرتے جو انکی ہدایت کیلئے نازل ہوا ہے۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ
7-25 اَقْفَالُہَا ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِہِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُمُ الْہُدَی الشَّیْطٰنُ

فَاَصَمَّہُمْ۔ اصمام۔ کر کردن (کنز) لہ (بیضاوی) لہ (کبیر) اللہ تعالٰے نے اصمہم فرمایا اَصَمَّ اٰذَانَہُمْ
نہیں فرمایا اور اَعْمٰٓی اَبْصَارَہُمْ فرمایا اَعْمَاہُمْ نہیں فرمایا اسمیں ایک لطیف نکتہ ہے وہ یہ ہے کہ آنکھ خود آلۂ رویت
ہے اگر اسپر کوئی آفت آجائے تو اس سے رویت مفقود ہوجاتی ہے برخلاف کان کے کہ اگر وہ کاٹ جائے یا
اکھیڑ دیا جائے تو بھی بات سنائی دیتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ بہرہ پن میں کان کو کچھ دخل نہیں اور آنکھ کو رویت
میں دخل ہے۔ (کبیر) اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۔ الایہ۔ "کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے جو اُن کیلئے
بھیجا گیا ہے یا وہ ان تک پہونچا ہی نہیں جو ان کے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں" ایسی حالت میں اَم متصلہ
ہوگا۔ بعضوں نے کہا منقطعہ ہے (خفاجی) اَقْفَالُہَا۔ اقفال قفل کی جمع ہے اور مضاف اُس ضمیر کیطرف
ہے جسکا مرجع قلوب ہے۔ اس سے خاص قفل مراد ہیں یعنے قفل کفر و عناد جو بند ہوں تو پھر کھلتے نہیں (نیشاپوری)
اِرْتَدُّوْا۔ الارتداد الرجوع (مختار) یہاں مراد یہ ہے کہ منافق جو بظاہر اظہار اسلام کرتے تھے وہ پھر اپنے کفر
پلٹ گئے۔ بعض مفسرین نے کہا کہ یہاں یہود و نصاریٰ سے مراد ہے کہ وہ توراۃ و انجیل پر تو ایمان لاچکے لیکن قرآن
شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاکر مرتد ہوتے ہیں کیونکہ توراۃ و انجیل میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰى لَهُمْ ۝ پس کیا یہ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر ان کے (لائق)
قفل ہیں بیشک جو لوگ اپنے راہ راست ظاہر ہونے کے بعد اپنی پیٹھ پر الٹے پھر گئے شیطان
نے ان کے لئے انکی بری باتوں کو زینت دیدی اور انھیں (انکی سرکشی میں) ڈھیل دیدی
ہے۔ ذکر کفار کے بعد منافقوں کا حال بیان فرماتا ہے کہ بعد ہدایت وہ شیطان کے داؤ میں
آگئے اور اسکا سبب یہ ہے کہ منافق ظاہر میں تو مسلمان ہیں اور باطن میں کافروں اور یہودیوں
کی موافقت کرتے ہیں جسطرح ارشاد ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ
سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ۝ یہ اس سبب سے ہے کہ ان لوگوں سے
جنھوں نے اللہ کی نازل کی ہوئی چیز کو ناپسند کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم بعضے کاموں میں تمھاری
اطاعت کریں گے اور اللہ انکی پوشیدہ بات کہنے کو (بھی) جانتا ہے یعنے منافقوں نے درپردہ
یہود سے کہا کہ بعض امور میں ہم تمھارا کہا مانتے ہیں چنانچہ اسکا بیان ایک دوسری جگہ قرآن
شریف میں فرماتا ہے۔ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ
لَنَنْصُرَنَّكُمْ منافق اہل کتاب سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے جاؤگے تو ہم بھی تمھارے ساتھ نکل جائینگے
اور تمھارے بارہ میں کسیکا کہا نہ مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی ہوگی تو ہم تمھاری ضرور مدد کریں گے

سول۔ التسویل تزیین النفس لما عرض علیه وتصویر القبیح منه بصورة الحسن (مفردات) تسویل
آراستن کاری (صراح) املیٰ۔ املی له فی غیه اطال له (مختار) املاء روز گار دراز گذاشتن (صراح) لہ (کبیر)
ذٰلک۔ بعض مفسروں نے کہا کہ ذٰلک کا مشار الیه املاء ہے اور بعضوں نے کہا کہ تسویل ہے (کبیر) اسرارهم ۱ اسررت
الی فلان حدیثا افضیت الیه فی خفیة (مفردات) اسرار پنہاں کردن (کنز) ۱۲۰

اُمْلِیَ ابو عمرو بصیغہ مجہول۔

اَسْرَارَهُمْ نافع۔ مکی۔ ابو عمرو۔ ابن عامر۔ شعبہ بہ فتح ہمزہ۔

اللہ تعالےٰ نے اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر کر کے منافقوں کو دنیا ہی
میں رسوا ذلیل کر دیا اب انکی موت کا حال بیان فرماتا ہے۔ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ
يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَآ أَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ
فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝ پھر (انکا حال) کیسا ہوگا کہ جب فرشتے ان کے مونہوں پر اور پیٹھوں پر
مارتے ہوئے انکی روح قبض کریں گے۔ یہ اس سبب سے کہ انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جو
اللہ کو غضبناک کر دیا اور اسکی رضامندی کو انھوں نے ناپسند کیا تو اللہ نے ان کے
عمل ضائع کر دئے۔ یعنی دنیوی چند روزہ زندگی اور تھوڑے سے ذلیل مال و اسباب کے لئے
یہ منافق طرح طرح کے حیلے کرتے ہیں۔ جب ملائکہ عذاب اگر سختی کے ساتھ روح قبض کریں گے
اور ضرب زدوکوب ہوگی تو اسوقت یہ کیا حیلہ کریں گے۔ اور چونکہ انھوں نے خدا کی مرضی کے
خلاف کیا اس لئے ان کے عمل بھی بیکار کر دئے گئے۔ حبط عمل کے علاوہ ان منافقوں کی
سرزنش بھی فرماتا ہے۔ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ أَضْغَانَهُمْ

ذالک۔ اسکا مشارالیہ توفی موصوف ہے (بیضاوی) ضرب وجوہ ادبار کے بعد اس کے ذکر کرنے میں ایک لطیف اشارہ ہے
کہ انسان جب کسی چیز کی پیروی کرتا ہے تو اسکی طرف متوجہ ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ ان کے مونہوں کو ماریں گے کیونکہ
اس نے اللہ کے خلاف میں اسطرف رخ کیا تھا۔ اور جب کسی چیز کو بری سمجھتا ہے تو اس سے پیٹھ پھیر لیتا ہے اسواسطے
فرمایا کہ انکی پیٹھوں کو ماریں گے کیونکہ اس نے اللہ کی رضامندی سے پیٹھ پھیری تھی (کبیر) ما اسخطہ۔ اسخط غضبہ
(مختار) اسخاط بخشم آوردن (صراح) ما اسخط سے کفر و تکذیب رسول مراد ہے۔ اور رضوان سے ایمان و تصدیق رسول
(کبیر) لہ (ابن کثیر) اضغانہم۔ الضغن الحقد الشدید جمعہا اضغان (مفردات) ضغان۔ کینہا دمداو تہا (کنز)۔

کیا ان لوگوں نے جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے یہ سمجھ لیا ہے کہ اللہ انکے دلی کینوں کو
کبھی ظاہر نہیں فرمائیگا بلکہ انھیں ظاہر فرمادیگا جس سے عقلمند پہچان لیں گے کہ یہ منافق اور یہ مخلص
ہے۔ اور اگر ہم چاہیں تو منافقوں کے علامات بتادیں گے جن سے تم انھیں پہچان لوگے جیسا
ارشاد ہے۔ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
اَعْمَالَكُمْ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ۝ (اے
نبی) اور اگر ہم چاہیں تو بیشک تمھیں ان لوگوں کو دکھادیں کہ یقیناً تم انھیں انکی علامتوں سے
پہچان لیں۔ اور تم انھیں (ان کے) طرز گفتگو سے ضرور پہچان لوگے۔ اور اللہ تمھاری عمل جانتا
ہے۔ اور ضرور ہم تمھیں آزماتے ہیں تاکہ تم میں سے جہاد کرنیوالوں کو اور صبر کرنیوالوں کو معلوم
کرلیں۔ اور ہم تمھاری خبروں کی (بھی) تحقیق کرتے ہیں۔ اس آیت کے نزول کے بعد کوئی منافق

سلہ چنانچہ سورہ برات میں منافقوں کی خوب فضیحت ہوئی ہے۔ اور ان کے نفاق پر جو افعال دال تھے بتلادئے گئے۔ اسی لئے
اس سورہ کا نام فاضحہ ہے (ابن کثیر) لَسِيْمٰهُمْ۔ السومة بالضم والسيمة والسيماء والسيمياء بكسرهن
العلامة (قاموس) سیما بالمد والقصر نشان وعلامت (منتخب) لحن القول۔ ای فی فحواه ومعناه وکان اللحن
فی العربیة العدول عما یکلم معنیً وعن الصواب ایضًا (صراح) لحن مقصود از سخن (کنز) حتی نعلم
یعنے اس علم کا ظہور عالم شہادت میں ہووے کیونکہ اللہ تعالٰے نے علم غیب سے سب جان لیا ہے (کبیر) نبلوا اخبارکم
منافقوں کا یہ خبر دینا کہ ہم ایماندار ہیں اور مسلمانوں کو چاہتے ہیں آیا انکا کہنا سچ ہے یا جھوٹ ہے ہم اسے جانچتے ہیں (بیضاوی)
سلہ بروایت انس رضی اللہ عنہ (نیشاپوری) ولا تصل علی احد منہم سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے
کہ آپ کو منافقوں کا علم تھا۔ جب تو آپ ان کے موتی کی نماز ادا نہیں فرماتے تھے۔ اور انکی قبر پہ تشریف فرما نہیں ہوتے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی نہ رہا۔ چنانچہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا۔ اور بعد حمد وثنا کے فرمایا کہ ای لوگو تم میں بعضے منافق ہیں تو میں جسکا نام لوں وہ اٹھ جائے پھر فرمایا کہ او فلانے کھڑا ہو۔ او فلانے کھڑا ہو۔ یہانتک کہ آپنے چھتیس آدمیوں کے نام لئے پھر فرمایا کہ تم میں سے یا تمھارے درمیان میں بعضے منافق ہیں۔ تو تم اللہ تعالے سے ڈرو الخ

32
توبیخ منافقوں کے بعد کافروں یا یہودیوں کو زجر فرماتا ہے جسطرح ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ۝ بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور اُنپر راہ حق ظاہر ہوجانے کے بعد انہوں نے رسول کی مخالفت کی وہ ہرگز اللہ کا کچھ نقصان نہ کرسکیں گے۔ اور اللہ ان کے عملوں کو ضائع کردیگا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا بعینہٖ اللہ تعالے سے ہے۔ کیونکہ انکا بھیجنے والا اللہ تعالی ہے۔ اسی لئے کسی طرح ضرر نہیں پہنچا سکتے بلکہ انہیں کے عمل اکارت ہوجائیں گے۔ یا یہ کہ انکا کوئی مکر نہیں چل سکیگا۔ اب مسلمانوں کو

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سورہ برارت میں لا تعلمہم اللہ نعلمہم جو پہلے تھا بعد میں اللہ تعالے نے آپکو ایک ایک منافق کا علم عطا فرمایا۔ صاحب عرائس فرماتے ہیں کہ آپکے قلب مبارک کو اللہ تعالے لباس انوار غیب پہنایا۔ جس سے آپکو بواطن غیوب و اسرار ضمائر قلوب نظر آتے تھے۔ اس لئے آپنے فرمایا علمت ما کان وما سیکون۔ اسیطرح مرشد اپنے مرید کا حال جانتا ہے جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله۔ لہ امام احمد از ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ (ابن کثیر) شاقوا۔ الشقاق المخالفة (مفردات) شاقة مخالفت کردن و دشمنی نمودن (کنز)۔

ڈراتا ہے کہ شرک سے بچو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی سے بھی اعمال حبط ہو جاتے ہیں اسکا بھی خیال رکھو اسی لئے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کی اسطرح تاکید فرماتا ہے جسطرح ارشاد ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ۔ اے ایماندارو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے عملوں کو اکارت نہ کرو۔ ریا اور کسی پر احسان جتلانا یہ بھی مبطل عمل ہیں۔ ان سب سے مسلمان کو اجتناب چاہیئے لیکن یہ اُسی عمل کو باطل کرتے ہیں جس میں ریا و احسان جتلانا ہے اور اگر بے توبہ مر بھی جائیں تو بخشش و شفاعت کی امید ہے برخلاف شرک و بے ادبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اسمیں سب عمل باطل ہوتے ہیں اور جو بے توبہ مر گیا تو اسکی بخشش بھی نہیں ہوتی جسطرح ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ مَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ۔ بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا پھر مر گئے اور وہ کافر ہی رہے تو اللہ انھیں ہرگز نہ بخشیگا۔ جب کافروں کے عمل بیکار اور انکے گناہ غیر مغفور تو انکی دنیا و آخرت میں کچھ حرمت نہیں۔ پھر ان سے لڑائی میں پیچھے ہٹنا مطیع خدا و رسول کو ہرگز نہ چاہیئے جسطرح ارشاد ہے۔ فَلَا تَھِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَی السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ۔

اِلَی السَّلْمِ شعبہ حمزہ بکسر سین سے

ڈالا ۔ ۔ ۔

ے چنانچہ سورۂ حجرات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آواز پر آواز بلند کرنے سے منع فرما کے آخر میں فرمایا کہ اس سے تمھارے عمل ضایع ہو جائیں گے۔ فلا تھنوا۔ الوھن ضعف من حیث الخلق او الخلق (مفردات) وھن سستی و سست شدن و کردن از باب ضرب (صراح) وتدعوا۔ نہی پر معطوف ہے (خفاجی) ۱۲۔

وَاللّٰہُ مَعَکُمْ وَلَنْ یَّتِرَکُمْ اَعْمَالَکُمْ - پس (مسلمانو) سستی نہ کرو اور (کافروں کو) صلح کی طرف نہ بلاؤ۔ اور تم ہی غالب رہوگے اور اللہ تمھارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمھارے عمل ضایع نہ کریگا اگر لڑائی میں کفار سے خوف ہو تو اللہ تعالی کو اپنے ہمراہ سمجھو وہی تمھیں مدد دیگا - اور اپنی مددگاری سے تمھارے عمل میں کچھہ کمی نہ فرمائیگا بلکہ تمھیں تمھارے پورے اعمال کا ثواب عنایت فرمائیگا - اب رہا دنیا کے خیال سے آخرت کی طلب چھوڑ دینا یہ نہایت ہی بُری بات ہے اسلئے دنیا کی اسطرح تحقیر فرماتا ہے - اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا یُؤْتِکُمْ اُجُوْرَکُمْ وَلَا یَسْـَٔلْکُمْ اَمْوَالَکُمْ ۝ اِنْ یَّسْـَٔلْکُمُوْھَا فَیُحْفِکُمْ تَبْخَلُوْا وَیُخْرِجْ اَضْغَانَکُمْ ۝ دنیا کی زندگی تو محض کھیل اور تماشا ہے اور اگر تم ایمان لاؤگے اور پرہیزگاری کروگے تو وہ تمھیں تمھارے (پورے) اجر عطا فرمائیگا - اور وہ تمھارے (کل) مال تم سے نہیں مانگتا ہے - اگر وہ تم سے مال مانگے پھر تنگ کرے تو تم

لن یترکم - وترہ مالہ نقصہ ایاہ (قاموس) ترۃ کم کردن از حق کسے از باب ضرب (صراح) وترتہ الرجل اسوقت کہا جاتا ہے جبکہ تو اس کے متعلقین میں سے اسکے قرابت دار اور اس کے دوستوں کو قتل کرکے اسے اکیلا چھوڑ دیا ہو ذہو وتر سے (جو معنی میں فرد کے ہے) یعنے اسکا عمل ضایع کرنے اور اسکے اکیلا چھوڑنے کو وتر سے تشبیہ دیگئی ہے (بیضاوی) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی تمھارے عمل اکارت کرکے تمھیں اکیلا چھوڑ دیگا - لعب - لعب فلان اذا کان فعلہ غیر قاصد بہ مقصدا صحیحا یلعب لعبا (مفردات) لعب ولعب بازی (صراح) لھو - ما یشتغل الانسان عما یعنیہ و یھمہ (مفردات) لہو - چیزیکہ از عمل خیر باز دارد (منتخب) لعب وہ ہے کہ جسمیں انسان مشغول ہووے اور اسکی اسوقت ضرورت ہے اور نہ آئندہ اس سے کچھ منفعت ہے -

بخل کروگے اور تمھارے دلی کینے ظاہر فرمائیگا دنیا کے نفع وضرر کا خیال تو بالکل لغو ہے
وہ تو بچوں کا کھیل ہے کہ ایک لڑکا نبولیاں پتے وغیرہ لیکے بیٹھتا ہے۔ دوسرا ٹھیکریاں
چنے وغیرہ لاکر خریدتا ہے۔ شام ہوتے ہی مشتری مبیع کو لیکے خریدی ہوئی شے کو پھینکدیتا ہے
اور بائع ثمن کو یعنی ٹھیکریاں یا چنے وغیرہ کو ڈالدیتا ہے۔ آخر میں دونوں کے ہاتھ خالی
کے خالی رہ جاتے ہیں۔ اس سے بدتر حال دنیاداروں کا ہے کہ مرتے وقت سب
چھوڑ جاتے ہیں لیکن انپر حساب و عذاب باقی رہتا ہے۔ جسطرح دنیادار لڑکوں پر ہنستے ہیں
اسیطرح اللہ والے انپر ہنستے ہیں۔ آدمی کو چاہیے کہ اس دنیا میں کچھ خیر خیرات کرے
جو وہاں کام آئے۔ اللہ تو تم سے تمھارا کل مال طلب نہیں کرتا بلکہ صرف زکوٰۃ و عشر لیاجاتا
ہے وہ بھی اس لئے کہ تم سے مال کی محبت کم ہو اور فقراء وغیرہ کے کام میں آئے۔ اگر وہ
سب مال تم سے طلب کرتا تو تم مخالفت کرتے اور تمھارا کھوٹاپن پوری طور سے ظاہر ہوجاتا
کیونکہ مال کی محبت آدمی کے دلمیں سمائی ہوئی ہے۔ اب جو مال سے زیادہ اللہ و رسول کو

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور اسے اپنے ضروری کاموں سے باز نہ رکھے۔ اور جو باز رکھے تو وہ لہو ہے (کبیر) فیحفکم۔
احفا فالسؤال الخ۔ (اساس) الاحفاء الالحاح فی المطالبۃ (مفردات) احفا بالکسر در سوال
مبالغہ کردن (منتخب) لہ اسمیں اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ جمع جب مضاف ہوتی ہے تو عموم کا فائدہ دیتی ہے
مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ تم سے تمھارا کل مال نہیں لیتا جیسا کہ کافروں سے لیا جاتا ہے۔ اور اللہ کے قول یؤتکم اجورکم ولا
یسئلکم اموالکم میں جو حسن وخوبی ہے ظاہر ہے یعنی سوال تو تھوڑے مال (یعنی ربع عشر) کا ہے اور ثواب تمھیں پورا دیا جائیگا (خفاجی)
لہ انسان کا جسم اسی خاک کے اشیاء سے نشوونما پاتا ہے اسلئے اسے زمین کی پیداوار چیزیں سونا اور چاندی سے طبعی محبت ہے۔

چاہیگا تو وہی شخص زکوٰۃ دیگا خیرات کریگا۔ اور جو بخیل بنا رہا تو خود ہی نے اپنے آپ کو

38 بلا کی میں ڈالا۔ اسطرح ارشاد ہے۔ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ ۚ

وَمَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا

غَیْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ ۠ آگاہ ہو جاؤ کہ تم وہ لوگ ہو کہ تمھیں اللہ کی راہ میں خرچ

کرنیکے لئے بلایا جاتا ہے۔ تو تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ بخیلی کرتا ہے۔ اور جو بخیلی کرتا ہے تو وہ خود

اپنی ہی بخیلی کرتا ہے۔ اور اللہ (تو) بے پرواہ ہے اور تم (اسکے) محتاج ہو۔ اور اگر تم روگردانی کروگے

تو وہ تمھارے سوا دوسری قوم کو (تمھاری) بدلہ میں لائیگا پھر وہ تمھارے جیسے نہوں گے یعنی تمھیں جو

خیرات کرنیکا حکم دیا جاتا ہے تاکہ تمھارا سچاپن ظاہر ہو کہ تم مال سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے

ہو۔ اور جو سونا چاندی سے محبت ہو تو اس مال کا وبال اسکی جان پر پڑیگا۔ اللہ کو مال کی کوئی

ضرورت نہیں وہ تو بے پرواہ ہے۔ بلکہ تم ہی اسکے محتاج ہو کہ اسی نے سب کچھ تمھیں عنایت فرمایا۔ اگر تم

اسکا کہنا نہ مانوگے تو وہ تم سے بہتر پیدا کریگا۔ وہ وصف و جنس میں تمھارے جیسے نہوں گے۔

هٰٓؤُلَآءِ۔ اسمیں دو وجہ ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ ھولاء موصولہ ہے معنی میں الذین کے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ھولاء انتم کی جز ہوا اور تدعون جملہ مستانفہ ہے (کبیر) وان تتولوا۔ وان تومنوا پر معطوف ہے (بیضاوی) لہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت وان تتولوا الخ کو پڑھا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہیں کہ اگر ہم یہ گردانی کریں تو ہمارے بدلہ میں لائے جائیں گے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ مارکر فرمایا کہ یہ اور اسکی قوم ہے۔ اگر ثریا کے پاس دین ہوگا تو فارسیوں میں چند ایسے لوگ ہوں گے جو اسے حاصل کر لائیں (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) الحمد للہ کہ سورۂ قتال ختم ہوا ۱۲

ع ۱۷ ۳۸

سورۂ فتح

مدنی ہے۔ اس کے حروف (۲۴۳۸) کلمات (۵۶۰) آیات (۲۹) ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ سورہ جو مجھ پر نازل ہوا ہے دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے"

(بخاری، امام احمد، ترمذی و نسائی و غیرھما۔)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

48-2

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ

فتحنا۔ الفتح ازالۃ الاغلاق والاشکال وذلک ضربان احدھما یدرک بالبصر کفتح الباب ونحوہ والثانی یدرک بالبصیرۃ کفتح الھم وھو ازالۃ الغم (مفردات) فتح۔ کشایش و نصرت (صراح) لفظ ماضی سے اس لئے فرمایا کہ علم الٰہی میں جو شے متحقق ہے وہ ہو چکی ہے۔ یہ مخبر کی علو شان و عظمت پر دال ہے اور اسی لئے جمع متکلم کا صیغہ عظمت کیلئے بیان فرمایا کیونکہ بندوں کے افعال کا خالق و موجد وہی ہے۔ اکثروں نے اس فتح سے صلح حدیبیہ مراد لی ہے کیونکہ فتح کے لغوی معنی بندش کا کھولنا ہے اور یہ صلح حدیبیہ ہی مشرکوں سے نہایت متعذر و مشکل تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس مشکل گرہ کو کھولدیا۔ زہری نے کہا کوئی فتح صلح حدیبیہ سے بڑھ کر نہ تھی کیونکہ اس تین سال کی صلح میں مشرکین مسلمانوں سے ملنے جلنے لگے جس کے سبب سے اسلام مشرکوں کے دل میں گھر کر گیا اور بہت سے لوگ اسلام لائے چونکہ یہ صلح فتح مکہ کا مقدمہ ہوئی اس لئے اس سے فتح مکہ بھی مراد لے سکتے ہیں۔ لیغفرلک رازی نے کہا کہ یہ لام تعلیل تعریف مغفرت ہے اس کی تقدیر یوں ہے انا فتحنا لک لتعرف انک مغفور لک معصوم۔ کیونکہ لوگ اصحاب فیل کے واقعہ کے بعد سے سمجھ گئے تھے کہ دشمن خدا مکہ پر غالب نہ ہوگا بلکہ اس کا دوست ہی اس کا مالک ہوگا۔ ابن عطیہ نے کہا کہ لام صیرورۃ ہے یعنے اللہ تعالیٰ نے اس فتح کو آپ کے غفران اور معصومیت کی علامت گردانا ہے (کبیر)

نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝

بیشک[1] (اے نبی) ہم نے تمہارے لئے ظاہر فتح کا فیصلہ کر دیا تاکہ اللہ تمہارے اگلے پچھلے گناہ تمہیں معاف[2] کرے اور تم پر اپنی نعمت تمام کرے اور تمہیں راہ راست[3] پر چلائے

اور اللہ تمہیں زبردست مدد سے تائید دے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فتح کے ساتھ مغفرت یعنی معصومیت۔ اتمام نعمت اور سیدھی۔ راہ کی ہدایت اور نصرت کامل جمع فرما دی گویا یوں فرمایا ہے کہ "اے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تمہارے لئے دین و دنیا کی خوبیاں جمع کر دی ہیں" اور فتح و نصرت کو اپنی طرف اس لئے منسوب فرمایا کہ دلوں کو قوت و ثبات و طمانیت

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اور یہ کرامت و شرف صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے اس میں کسی فرد بشر کو آپ کے ساتھ شرکت نہیں ہے اور اسی سے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت و کمال شرافت تمام اولین و آخرین پر ثابت ہے (ابن کثیر) من ذنبك۔ اس سے مراد مومنین کے گناہ ہیں۔ یا ترک افضل ہے (کبیر) ۱۲۔

[2] عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا ایک شے کے متعلق آپ سے تین مرتبہ سوال کیا لیکن کچھ جواب نہ ملا۔ پھر میں نے اپنے آپ کو ملامت و سرزنش کی اور اس خوف میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر آگے بڑھ گیا کہ کہیں میرے عتاب میں قرآن شریف نہ نازل ہو۔ اس اثنا میں ناگہاں ایک پکارنے والے نے پکارا کہ یا عمر تو میں واپس آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ شب گزشتہ مجھ پر ایک ایسی صورت نازل ہوئی ہے جو میرے پاس دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ انا فتحنا لك الخ (ابن کثیر از امام احمد و بخاری و ترمذی و نسائی) [3] عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہو جاتے تو آپ کے قدم مبارک شق ہو جاتے ہیں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس قدر مشقت اٹھاتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ کیا میں بندۂ شکر گزار نہ ہوں (ابن کثیر از امام احمد و مسلم) [4] یعنی رسالت کے پہنچانے میں ٹھیک راہ دکھلائے (بیضاوی) ۱۲

3-4 دشمن کے مقابلہ میں عطا فرمانا اسی کا کام ہے جس طرح ارشاد ہے هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ
فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ
3-5 وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں سکون نازل فرمایا کہ ان[1] کے ایمان کے ساتھ اور
ایمان زیادہ ہو اور اللہ ہی کیلئے آسمانوں کے اور زمین کے لشکر ہیں اور اللہ دانا (اور)
حکمت والا ہے تاکہ اللہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ایسی جنتوں میں داخل کرے[2]
جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور تاکہ اُن سے انکی برائیوں کو دور کردے

السکینۃ - ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سکینۃ سے مراد طمانینت ہے۔ قتادہ نے کہا کہ اس سے وقار مراد ہے (ابن کثیر) السكينة - قيل هو ملك يسكن قلب المؤمن ويؤمنه وقيل هو العقل وقيل له سكينة اذا سكن عن الميل الى الشهوات وقيل السكينة والسكن واحد وهو زوال الرعب (مفردات) آرامش و آہستگی (صراح) ولله جنود السموات والارض اس سے آسمان و زمین کے فرشتے مراد ہیں۔ یا جنود سموات سے فرشتے اور جنود ارض سے حیوانات اور جن مراد ہیں (کبیر)، فوزا - الفوز الظفر بالخير مع حصول السلامة (مفردات) فوز - رستن و پیروزی یافتن بہ نیکی (صراح) ۱۲

[1] اللہ تعالیٰ نے انہیں سکون و اطمینان عنایت فرمایا تو انہوں نے صبر کے ساتھ عین الیقین پایا اور پہلے علم الیقین حاصل تھا تو اس ایمان غیب کے ساتھ یہ ایمان بڑھ گیا (کبیر) [2] جب آیت لیغفر لك الخ نازل ہوئی تو صحابہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مبارک ہو یہ آپ کے لئے ہے پھر ہمارے واسطے کیا ہے تو آیت لیدخل الخ نازل ہوئی (ابن کثیر از صحیحین) ۱۲ -

اور یہ[1] اللہ کے نزدیک (ان کی) بڑی کامیابی ہے یعنی تمام مخلوقات انسان ہوں یا حیوان
فرشتے ہوں یا جنات سب اُسی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور اُسی کے محکوم ہیں۔ اگر وہ
چاہے تو ملائکہ کی فوج علانیہ بھیجدے لیکن وہ علیم و حکیم ہے اپنی حکمتوں کو خوب سمجھتا ہے
اسی لئے اُس نے مومنین کے لئے جہاد و قتال کا حکم دیا کہ اس سے ایمانداروں اور منافقوں
میں فرق ظاہر ہو جائے مسلمان ثواب کے مستحق ہو جائیں اور منافق و مشرک عذاب کے
چنانچہ مسلمانوں کی سرفرازیوں نعمتوں اور ثواب کا ذکر فرما کر منکرین و مخالفین اسلام
کی سزاؤں کا بیان اس طرح فرماتا ہے:۔ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَ
الْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ
وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ اور تا کہ اللہ منافق مردوں اور منافق
عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب کرے جو اللہ کے ساتھ (قسم
قسم کی) بدگمانی کرتے ہیں۔ انھیں پر بُری گردش ہے۔ اور اللہ ان پر غضبناک ہوا اور
اس نے ان پر لعنت کی اور ان کے لئے جہنم تیار کیا ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے اور آسمانوں کے

[1] ذالک کا شار الیہ ادخال و تکفیر ہے (بیضاوی) دائرۃ - والدائرۃ عبارۃ عن الخط المحیط یقال
دار یدور دوراناثم عبر بھا عن الحادثۃ (مفردات) دائرۃ - گردش زمانہ (منتخب) لعنھم - اللعن الطرد
والابعاد علی سبیل السخط (مفردات) لعن راندن و دور کردن از نیکی و رحمت (صراح) ۱۲

اور زمین کے لشکر اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے وہ جسے چاہے غالب کرے اور جسے چاہے مغلوب کرے کافر و منافق جو بدگمانی کرتے ہیں ان کا وبال انھیں پر پڑیگا وہ دنیا میں بھی مقہور و ملعون ہوے اور آخرت میں بھی ان کے لئے جہنّم ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتا ہے اس کیلئے یہی خرابیاں ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور آپ کی بعثت کے فوائد کو اس طرح ذکر فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ بیشک[1] (اے نبی) ہم نے تمھیں گواہ اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا (بناکر) بھیجا ہے۔ کہ تم (لوگ) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور ان کی توقیر کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تین صفات بیان فرمائے۔ اول شاہد مخلوق کے لئے۔ دوم مبشر مؤمنین کے لئے سوم نذیر کافروں کے لئے اور مخلوق کو مخاطب کرکے

تعزروہ۔ ابن جریر۔ ابن منذر۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ اجلال و تعظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے (در) اور ابن عباس وغیرہ نے فرمایا تعزروہ یعنی تعظموہ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرو (ابن کثیر) التعزیز التوقیر و التعظیم (مختار) تعزیر بزرگ داشتن (صراح)
توقروہ۔ التوقیر۔ التعظیم (مختار) توقیر۔ بزرگ داشتن (صراح) بکرۃ و اصیلا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نماز فجر۔ ظہر اور عصر (کشاف) ۱۲
[1] اس آیت کی شرح سورۂ احزاب میں کی گئی ہے (ملاحظہ ہو تفسیر ہذا صفحہ ۱۵۰۹) ۱۲

فرمایا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم[۱] و تکریم کرو اور دن رات تسبیح کرتے رہو۔ اس حکم کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر آپ کی عظمت و توقیر خود بیان فرماتا ہے کہ آپ سے بیعت کرنا عین اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنا ہے جس طرح ارشاد ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۠

بیشک[۲] (اے نبی) جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی[۳] سے بیعت کرتے ہیں

[۱] پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا حکم دینا پھر تسبیح کے لئے فرمانا اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کو اپنے سے بیعت کرنا فرماتے ہیں قرآن شریف کی بلاغت معلوم ہوتی ہے کہ پہلے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم دیدیا پھر ایسا ہو کہ لوگ یہود و نصاریٰ کی طرح بھٹک جائیں اپنی تسبیح کا حکم فرمایا اور اس حکم سے کہیں لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں کمی نہ کریں اور آپ کو اپنے جیسا بشر نہ سمجھ لیں یہ فرمایا کہ ان سے بیعت کرنا مجھ سے بیعت کرنا ہے ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے اس حکم کے غور کرنے سے یہاں ایک راز کھلتا ہے یبایعونك بایع السلطان اذا تضمن بذل الطاعة له بما رضخ له ویقال لذلك بیعة ومبایعة (مفردات) المبایعة والتبایع عبارة عن المعاقدة والمعاهدة كان كل واحد منهما باع ما عنده من صاحبه واعطاه خالصة نفسه وطاعته ودخیلة امره (تاج العروس) مبایعه ـ بیعت کردن بیعت عہد و پیمان یعنی قول و قرار کردن (کنز)، نکث ـ نکث العهد والحبل نقضه وبابه نصر (مختار) شکستن عہد (کنز) [۲] بیعت ـ اس آیت سے بیعت کا شروع ہونا ظاہر ہے اور یہ امر مشہور متواتر اور باجماع امت ثابت ہے کہ بیعت امر شرعی ہے۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف قسم پر بیعت کی کبھی کسی کام پر عمل کرنے کے لئے اور کبھی کسی فعل کے ترک کرنے کے لئے۔ کبھی ہجرت پر بیعت لی گئی کبھی جہاد پر کبھی نماز، روزہ وغیرہ ٹھیک طور سے ادا کرنے پر کبھی کفار کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنے پر کبھی ممنوعات و فواحش چھوڑنے پر

اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پھر جو کوئی عہد شکنی کرے تو وہ خود اپنے ہی (ضرر کے) لئے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کبھی تو عام طور پر سب سے لیگئی اور کبھی خاص حاضرین سے۔ بروایت صحیح ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر بیعت لی اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند محتاج مہاجرین سے اس بات کی بیعت لی کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں ان لوگوں کا یہ حال تھا کہ اگر کسی شخص کا کوڑا گر جاتا تھا تو وہ اپنے گھوڑے سے اتر کر اس کو اٹھا لیتا تھا۔

ثبوتِ بیعت بر قرآن

یہ بیعت تقویٰ و توبہ جو صوفیائے کرام میں جاری ہے اس کا ثبوت اس آیت سے بھی ملتا ہے یَاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ یعنی "اے نبی جب آئیں تمہارے پاس مسلمان عورتیں تم سے بیعت کرنے اس بات پر کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور چوری نہ کریں اور بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں اور نہ لائیں بہتان باندھ کر اپنے ہاتھ پاؤں میں اور نافرمانی نہ کریں تمہاری کسی اچھے کام میں تو ان سے بیعت لو اور ان کے لئے اللہ سے بخشش چاہو۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

یہ بیعت بیعت اسلام نہیں ہے بلکہ بیعت تقویٰ و توبہ ہے کیونکہ ان عورتوں کا مسلمان ہونا لفظ مومنات سے ثابت ہے۔ یہ نص صریح ثابت کر رہی ہے کہ صوفیائے کرام کے ہاں جو سلسلہ بیعت ہے وہ موافق احکام خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے مسلمانوں سے بیعت لینا جائز ہی نہیں بلکہ سنت ہے بیعت طریقت کے ثبوت کیلئے یہ آیت بھی ہے یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اسکی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ وسیلہ کی تلاش لام للوجوب کے اعتبار سے واجب ٹھیری اور یہاں وسیلہ سے مراد ذات مرشد ہے اور اس آیت سے بھی ثبوت نکلتا ہے :۔ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ یعنی اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ رہو۔

ثبوتِ بیعت بر احادیث

بیعت کے متعلق مختلف احادیث سے بھی ثبوت ملتا ہے چنانچہ صحیحین اور نسائی وغیرہ میں عبادہ بن صامت رضؓ سے مروی ہے کہ "ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تھے آپ نے فرمایا

عہد شکنی کرتا ہے اور جو کوئی اس بات کو پورا کرے جس کا اس نے اللہ سے عہد کیا ہے تو اللہ اسے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروگے اور چوری نہ کروگے اور زنا نہ کروگے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی بیعت کی آیت پڑھی۔ پس ہم لوگوں نے ان باتوں پر بیعت کرلی"۔ بخاری نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی کہ "میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر میں ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا۔ جب لوگ کم ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابن اکوع! کیا تم بیعت نہیں کرتے؟" عرض کیا میں نے تو بیعت کرلی ہے"۔ فرمایا "اور دوبارہ بھی" پس میں نے دوبارہ بیعت کرلی"۔ اس حدیث سے بیعت کا مکرر لینا بھی ثابت ہے۔ نسائی نے جریر سے روایت کی: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کو نصیحت کرنے کے لئے بیعت کی"۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:- "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم سننے اور فرمانبرداری کرنے پر بیعت کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ یعنی حسبِ استطاعت کرو (ترمذی) غائب کی بیعت بھی جائز ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے غائبانہ بیعت کی۔ بیعت صوفیہ کے تین طریقے مشہور ہیں۔ پہلا طریقہ معاصی سے توبہ کرنا۔ دوسرا تبرکاً بیعت کرنا یعنی حصولِ برکت کی نیت سے سلسلہ صالحین میں داخل ہونا مثل سلسلہ اسنادِ حدیث کے۔ بیعت کا تیسرا طریقہ تاکدِ عزیمت ہے یعنی خلوص امرِ الٰہی اور ترکِ مناہی ظاہری و باطنی اور اللہ تعالیٰ سے قلب کا تعلق پیدا کرنے کے لئے پکا ارادہ کرنا اور یہی اصل طریقہ ہے اور یہ بیعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی منحصر نہیں ہے بلکہ صحابہ نے بھی لی ہے۔

حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بھی صحابہ نے بیعت لی ہے چنانچہ ابن ابی حاتم نے مقاتل سے کہا کہ جب یہ آیت فتحِ مکہ کے روز نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں سے کوہِ صفا پر بیعت لی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عورتوں سے پہاڑ کے نیچے بیعت لی۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصار کی عورتوں کو ایک مکان میں جمع فرمایا اور عمر رضی اللہ عنہ کو اُن کے ہاں روانہ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دروازہ پر کھڑے رہے سلام کیا اور فرمایا میں حضرت رسالت مآب

طرق بیعت صوفیہ

بڑا ثواب دیگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کا ذکر فرما

(بقیہ صفحہ گذشتہ) صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمہارے پاس آیا ہوں تم مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کہ تم کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھراؤ اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو۔ ہم لوگوں نے کہا "بہت اچھا" پھر حضرت ممدوح نے اپنا ہاتھ گھر کے باہر سے بڑھایا اور ہم لوگوں نے اپنے ہاتھ گھر کے اندر سے بڑھائے" کذا فی الدر المنثور للسیوطی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی صحابہ میں بیعت کا سلسلہ جاری رہا اور صحابہ چاروں خلفا سے یکے بعد دیگرے بیعت کرتے رہے صحیح بخاری میں ہے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے خلیفہ سوم کے ہاتھ پر بیعت کرتے وقت یہ کہا أُبَایِعُكَ عَلٰی سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ وَالْخَلِيفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهٖ یعنے میں تم سے کتاب خدا و سنت رسول و طریقہ شیخین پر بیعت کرتا ہوں اور امام احمدؒ کی روایت میں ہے أُبَایِعُكَ عَلٰی كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ وَسِيْرَةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ۔ ان روایتوں میں بیعت تقویٰ کا ذکر ہے۔ خلافت وغیرہ سب اسمیں داخل ہیں۔ نسائی کی روایت میں تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابیوں کو ارشاد کیا کیا تم مجھ سے اسطرح کی بیعت نہیں کرتے جیسے عورتوں نے کی ہے۔ اس حدیث میں تو بیعت کی تحریص ہے ۲؎ یعنے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے وہ ان کے اقرار کو سنتا ہے انکی نیت کو دیکھتا ہے اور انکی ظاہری و باطنی حالت کو جانتا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ ہیں اور حقیقت میں بیعت لینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے راہ خدا میں اپنی تلوار کھینچی تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی۔ ایک اور حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کے بارہ میں فرمایا کہ واللہ اس پتھر کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شان سے اٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہو گی جس سے وہ بات کریگا اور جس نے اس کو خالص نیت سے چوما ہے اسکی گواہی دے گا تو جس شخص نے اس کو چوما بیشک اس نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اَلْاٰيَه (ابن کثیر عن ابن ابی حاتم) بعض علماء نے کہا کہ اس آیت کی تاکید سے بیقین تو یہ ہے کہ ید اللہ ان کے ہاتھوں پر ہے اگرچہ ھو الظاھر اللہ تعالیٰ کی شان ہے لیکن یہ ظہور اس انتہائے کمال پر ہے کہ بندے کو اسکی برداشت نہیں ہو سکتی ہے۔ کیونکہ بندہ سراسر نقص ہے۔ پس وہ مظہر تجلی یعنے رسول اللہ

انما یبایعون اللہ

اب منافقوں کے حالات اور انکی بہانہ سازی کی پیش گوئی فرماتا ہے جسطرح ارشاد ہے

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ لَكُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ (اے نبی) دیہاتی عرب جو پیچھے رہ گئے اب تم سے کہیں گے کہ ہم اپنے مال اور اہل (وعیال) میں مشغول رہے پس تم ہمارے لئے بخشش چاہو یہ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے تم کہو کہ اگر اللہ تمھیں ضرر پہونچانا چاہے یا تمھیں نفع پہونچانا چاہے تو کون ہے جو اللہ کے مقابلہ میں تمھارے لئے کچھ کر سکے۔ بلکہ تم لوگ جو کرتے ہو اللہ اُس سے خبردار ہے۔ منافق بطور تقیہ بناوٹ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بخشش طلب کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ڈرایا کہ میں تمھارے ظاہر و باطن سب سے واقف ہوں۔ اور اُن کے بیہودہ اور بے اصل عذرات کو اسطرح رد فرمایا۔ بَلْ ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَنقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ دیکھتا ہے اور یہ یقین ہے کہ ید اللہ فوق ایدیھم
الاعراب (سکان البادیة) خاصة۔ والنسبة الیه اعرابی لانه لا واحد له) (قاموس وتاج) اعراب۔ تازیان۔ بیابان باش (صراح) شغلتنا الشغل والشغل العارض الذی یذھل الانسان (مفردات) شغل۔ بکارے درشدن و بکارے در بودن و کسے را بکارے مشغول کردن (کنز) ۔١٢

اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝

بلکہ تم نے یہ گمان کیا کہ رسول اور ایماندار لوگ کبھی اپنے اہل و (عیال) میں واپس ہی نہ

آئیں گے اور یہ (گمان ہی) تمہارے دلوں میں زینت دیدیا گیا تھا اور تم نے بہت برا گمان

کیا تھا۔ اور تم لوگ (خود) تباہ ہو گئے یعنی تم اپنے نفاق کے سبب بیٹھ رہے اور یہ خیال

کیا کہ اس لڑائی میں سب ہلاک ہو جائیں گے اور حقیقت میں تمہیں لوگ تباہ کار ہو پھر

آخرت کا عذاب جدا ہے جس طرح ارشاد ہے۔ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ 48

اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۝ اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے۔ تو بیشک ہم نے

(ان) کافروں کیلئے دہکتی ہوئی آگ تیار کی ہے۔ اپنے مالک و مختار کی مخالفت کی یہی سزا ہے۔

مالک بھی ایسا کہ آسمان و زمین اس کے زیر حکومت اور مختار بھی ایسا کہ مغفرت و معافی کا

اسے ہر طرح اختیار ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ 48

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ اور آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت

اللہ ہی کیلئے ہے جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان

ہے۔ جو منافق غزوۂ حدیبیہ میں شریک نہیں ہوئے تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

ؔ بورا ابن عباس وغیرہ نے فرمایا ھلکی یعنے ہلاک ہونے والے۔ (ابن کثیر) بورا جمع بائر بمعنی

بالبوار عن الھلاک یقال بار الشیٔ یبور بوارا (مفردات) بور ہلاک شدہ و تباہ شدہ و ہلاک شدگان و این

لفظ ہم مفرد آمدہ است و ہم جمع آمدہ است کہ مفروش بائر باشد (کنز) ؔ ذالک کا مشار الیہ ظن ہے۔ ۱۲

خیبر کی غنیمت لینے کیلئے چلنے کو تیار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ انھیں ساتھ چلنے کی
اجازت نہ دیجائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل حدیبیہ سے فتح خیبر کا وعدہ فرما کر اس کی
5 غنیمت کو انھیں کے ساتھ خاص کر دیا تھا۔ جب انھیں چلنے سے منع کیا گیا تو وہ حسد کا
الزام دینے لگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی۔ کہ یہ حسد نہیں یہ تو انھیں کی سمجھ کا پھیر ہے جسطرح ارشاد
ہے: سَیَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰی مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ یُرِیْدُوْنَ
اَنْ یُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ فَسَیَقُوْلُوْنَ بَلْ
تَحْسُدُوْنَنَا ط بَلْ كَانُوْا لَا یَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ جب تم غنیمتوں کی طرف انکے
لینے کیلئے جاؤگے تو پیچھے رہے ہوئے لوگ کہیں گے ہمیں اجازت دو کہ ہم تمھارے
پیچھے چلیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے فرمان کو بدلدیں (اے نبی) تم کہو کہ ہرگز تم ہمارے
پیچھے نہ چلنے پاؤگے۔ اللہ نے پہلے سے اسیطرح فرمایا ہی۔ پھر وہ کہیں گے (کہ اللہ کا

له مغانم۔ والغنم اصابته والظفر به ثم استعمل فی کل مظفور به من جهة العدی وغیرهم والمغنم مایغنم وجمعه مغانم (مفردات) غنیمة بالفتح مال کہ از حرب کفار حاصل شود مغنم کذلك (طح)۔ ذرونا۔ ذر بگذار و این فعل امر است بمعنی اترك چون دع در استعمال مضارعات و عدم استعمال در ماضی و مصدرش (کنز) یبدلوا کلام اللہ۔ قتادہ مجاہد نے کہا کہ وہ وعدہ جو اللہ نے اہل حدیبیہ سے کیا تھا (یعنی خیبر کی غنیمت کا) (ابن کثیر) من قبل تم نے جو مسلمانوں کے ہمراہ (لڑائی کیلئے) نکلنے کا سوال کیا ہی اس سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ اہل حدیبیہ سے وعدہ کر چکا ہے (ابن کثیر)۔ ١٢

فرمان نہیں ہے) بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو (ایسا نہیں ہے) بلکہ یہ لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہیں
پھر اللہ تعالیٰ ان منافقوں کو جو حدیبیہ میں شریک نہیں ہوئے آزماتا ہے کہ ابھی کیا ہے کچھ دنوں بعد تم
ایک جنگ جو قوم کے مقابلہ کیلئے بلائے جاؤگے اسوقت تمہارا کفر و اسلام سب کھل جائیگا
جسطرح ارشاد ہے:۔ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ
شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا
كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (اے نبی) دیہاتی عربوں میں سے جو پیچھے رہ گئے ہیں۔
ان سے کہو کہ تم عنقریب سخت لڑنے والے لوگوں کی طرف بلائے جاؤگے کہ تم ان سے
لڑوگے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے تو اگر تم اطاعت کروگے تو اللہ تمھیں نیک اجر عنایت فرمائیگا
اور اگر تم روگردانی کروگے جیسا کہ اس سے پہلے تم نے روگردانی کی ہے تو اللہ تمھیں دردناک
عذاب سے سزا دیگا۔ اللہ تعالیٰ ان دیہاتیوں کو پھر ایک موقع عنایت فرماتا ہے کہ اگر تم

اولی۔ خداوندان۔ واو جمع ذو لو و نہ از لفظ وے (کنز) ۱۲ باس۔ البؤس والباس والباسأ
الشدۃ والمکروہ الا ان البؤس فی الفقر والحرب اکثر والبأس والبأساء فی النکایہ (مفردات)
باس سخت شدن در جنگ و دلیر شدن مضرت رسیدن و اندوہگیں شدن (کنز) لہ قرآن مجید میں بہت سی غیب کی
خبریں دیگئی ہیں جو آدمی کی قدرت سے باہر ہیں اور جن پیشین گوئیوں کی تصدیق دنیا کے حادثات اور واقعات سے بخوبی
ہو چکی اور ہو رہی ہے جنمیں سے یہ بھی ایک آیت ہے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے ان اعراب کو عرب و فارس
اور روم سے لڑنے کیلئے بلایا اور خوب لڑائی ہوئی ، علی بن ابی طلحہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ
وہ اہل فارس ہیں۔ ابن ابی لیلی و عطا و حسن و قتادہ نے فرمایا کہ وہ فارس و روم ہیں (ابن کثیر) اسکے سوا اور اقوال بھی ہیں

جہاد کروگے اور کافروں سے لڑوگے تو اللہ تعالیٰ تمھیں ثواب دیگا اور اگر پہلے کی طرح
اب بھی پہلوتہی کروگے اور لڑنے سے چھپوگے تو تمھارے لئے عذاب الیم تیار ہے۔ جہاد کا
7 حکم دیکر اور عذاب سے ڈرا کر اندھوں لنگڑوں اور بیماروں کو مستثنےٰ فرمادیا جسطرح ارشاد ہے

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيْمًا ۲ ع النصف

اندھے پر حرج نہیں اور نہ لنگڑے پر حرج ہے اور نہ بیمار پر حرج ہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول
کی اطاعت کریگا اللہ اُسے ایسی جنتوں میں داخل کریگا جس کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں
اور جو کوئی روگردانی کریگا تو اللہ اُسے دردناک عذاب سے سزا دیگا۔ اندھے پر جہاد نہیں
اگرچہ وہ آواز پر حملہ کرسکتا ہے لیکن اپنے کو دشمن سے بچا نہیں سکتا۔ اور لنگڑے پر بھی نہیں
اگرچہ وہ بیٹھکر لڑ سکتا ہے لیکن کسی موقع پر دشمن سے بچنے کیلئے دور جاکر پھر دوڑ کر حملہ نہیں
کرسکتا۔ اور بیمار پر بھی نہیں اگرچہ وہ کھڑا ہوسکتا اور دشمن کو دیکھ سکتا ہے لیکن اسمیں
دشمن کو دفع کرنیکی قوت نہیں چہ جائیکہ اُس پر غالب آسکے غرض جہانتک ہوسکے
اللہ رسول کی اطاعت کرو تو جنت اور نہیں تو دوزخ ہے۔ فرمانبرداروں کو یہ اجر
-18 ضرور ملیگا اور جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی انھیں رضائے الٰہی

ندخلہ نعذبہ نافع ابن عامر نون متکلم

حرج - ای خلیق والحرج الاثم (مختار) حرج - تنگی - گناہ (کنز) ۱۲

ملکی۔ یہاں خاص طور پر انکا ذکر فرماتا ہے۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝
وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ط وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ (اے نبی) بیشک و شبہ
اللہ ایمانداروں سے خوش[1] ہوا جب وہ درخت[2] کے نیچے تم سے بیعت[3] کر رہے تھے اور اس نے

اثابهم۔ اصل الثوب رجوع الشی الی حالته الاولی التی کان علیها۔ والثواب ما یرجع الی الانسان من جزاء اعماله۔ والاثابة تستعمل فی المحبوب (مفردات) اثابة پاداش دادن (کنز) [1] حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ صلح حدیبیہ کے روز ہم لوگ چودہ سو تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ آج تم ساری دنیا کے لوگوں سے بہتر ہو (ابن کثیر از مسلم) حضرت جابر سے دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے انمیں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا (ابن کثیر از امام احمد) [2] عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حج کو جاتا تھا کہ میرا گزر ایک قوم پر ہوا جو ایک مقام پر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کیسی مسجد ہے؟ لوگوں نے کہا کہ وہی درخت ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت الرضوان لی تھی" پھر میں سعید بن المسیب[3] کے پاس آیا اور میں نے ان سے یہ حال بیان کیا تو سعید نے کہا میرے باپ نے بھی اس درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اور انھوں نے مجھ سے کہا کہ جب ہم لوگ دوسرے سال قضاء عمرہ کیلئے گئے تو وہ درخت بھول گئے اور ہر چند ہم نے کوشش کی لیکن وہ درخت ہم کو نہیں ملا۔ پھر سعید نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو تو اسکا علم نہیں تھا اور تم اس سے واقف ہو۔ تم تو بڑے جاننے والے ٹھہرے (ابن کثیر از بخاری) اور جو یہ مشہور رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو کٹوا دیا یہ قول اس صحیح حدیث کا مقابلہ نہیں کرسکتا کیونکہ اگر کٹوا دیا جاتا تو حدیث کے یہ لفظ کہ "ہم بھول گئے اور باوجود کوشش اسکا پتہ نہ ملا" صحابہ کبھی نہ کہتے۔ اور اس صحیح حدیث کے بعد بھی جو

اُس (اخلاص) کو جو ان کے دلوں میں ہے جان لیا پس اُس نے اپنر سکون نازل فرمایا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کٹوانے کی روایت کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے درخت کو کٹوانے کا حکم دیا ہو جس کو لوگوں نے اصلی درخت کے غائب ہونیکے بعد اپنے طور پر تجویز کر کے متبرک بنا لیا تھا اس روایت کی کل حقیقت اتنی ہے اور ایک فرقہ ہے کہ ہر بار اس روایت کو پیش کرتا ہے اور اس سے استدلال کرتا ہے کہ آثار و تبرکات کی تعظیم و زیارت ممنوع ہے۔ گناہ ہے بلکہ حرام ہے اور یہ نہیں دیکھتا کہ اس روایت کے مقابلہ میں آیات قرانی احادیث صحیحہ۔ صحابہؓ ائمہ۔ اولیا۔ علماء اور صلحا بزرگوں کے اقوال و اعمال موجود ہیں اور اس استدلال سے ان سب کی تکذیب ہوتی ہے قرآن بول رہا ہے۔ "وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى" اور "وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ" اور شعائر اللہ کیا ہیں "اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ"۔ حدیثیں کہہ رہی ہیں جو شفا شریف میں ہیں کہ "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف فرمائی کے منبر پہ ہاتھ پھیر کر اپنے منہ پر پھیرا کرتے تھے" "حضرت نجذہؓ جب بیٹھے ہوئے اپنے سر کے سامنے کے حصہ کے بال چھوڑتے تھے تو وہ زمین پر گرتے تھے جب کہا جاتا کہ آپ کیوں نہیں منڈواتے ہیں تو آپ فرماتے تھے کہ "میں اس کو کس طرح منڈواؤں ان بالوں کو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک لگا ہے"۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے موے مبارک سے دو بال مل گئے تھے جنھیں اونہوں نے اپنی ٹوپی میں رکھ لیا تھا۔ ایک جنگ میں جب انکی ٹوپی گر گئی تو اس کے لینے کے لئے انہوں نے بہت سخت لڑائی کی بعض صحابہ نے ان پر اعتراض کیا کیونکہ بہت سے لوگ مقتول ہوئے تھے آپ نے فرمایا۔ "میں نے اپنی ٹوپی کیلئے ایسا نہیں کیا بلکہ اس میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے موے مبارک تھے مجھے خوف تھا کہ اسکی برکت کہیں مجھ سے نہ جاتی رہے اور وہ مشرکین کے ہاتھ میں نہ پڑ جائے"۔ حضرت امام مالکؒ مدینہ منورہ میں پیدل پھرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پاؤں پڑے ہوں وہاں میرے جانور کے کھر لگیں۔ حضرت احمد بن فضیلؒ جو بڑے

اور انھیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔ اور بہت سی غنیمتیں (بھی) جنھیں وہ لے رہے تھے

اور اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے راضی ہوا اور اس نے انھیں سکینت وطمانیت دی کہ وہ بھی ہمیشہ خدائے تعالیٰ سے راضی رہیں۔ اور انھیں خیبر میں فتح ونصرت کے علاوہ غنیمتیں بھی عطا فرمائیں کہ وہ دوسرے شہروں میں اسلام پھیلائیں اگرچہ اس مال سے قوت ہوتی ہے لیکن ہر حالت میں اللہ پر بھروسہ کرنا چاہئے اور اس کے کسی فعل کو حکمت سے خالی نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ سب پر غالب اور بڑا حکیم وہی باری تعالیٰ ہے دوسری غنیمتیں جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمراہی میں یا آپ کے بعد قیامت تک حاصل ہونگی۔

اُسے اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ 48

وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) تیر مارنے والے تھے فرماتے تھے کہ میں اپنی کمان کو اسوقت سے بغیر وضو کئے ہاتھ نہیں لگاتا ہوں جب سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمان کو اپنا دست مبارک لگایا ہے۔" روایت ہے کہ جہجاہا الغفاری نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا لیا اور اسکو اپنے گھٹنے پر رکھکر توڑنا چاہا لوگوں نے ایک شور مچایا ساتھ ہی اُسکے گھٹنے میں کیڑے پڑ گئے اور اس کے گھٹنے کو کاٹ لیا اور وہ سال بھر کے اندر مرگیا۔ سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں ہم لوگ قیلولہ کرتے تھے کہ یکایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی نے پکارا۔ لوگو! بیعت کرو بیعت کرو۔ روح القدس کا نزول ہوا ہے ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے آپ ایک کیکر درخت کے نیچے رونق افروز تھے ہم لوگوں نے آپ سے بیعت کی اور یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھکر بیعت کی تو لوگ کہنے لگے ابن عفان کو مبارک ہو کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف بھی کرتے ہیں اور ہم یہاں ہیں رسول اللہ صلعم نے

وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا (اے مسلمانو)

اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے جنھیں تم حاصل کروگے پس یہ (غنیمت) تمھیں جلد دیدی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دئے اور (یہ) اسلئے کہ ایمانداروں کیلئے (قدرت کی) ایک نشانی ہوجائے اور اللہ تمھیں راہ راست پر چلائے۔ اور دوسرے (فتوحات بھی) ہیں جن پر تم نے قابو نہیں پایا ہے بیشک وہ اللہ کے احاطۂ (قدرت) میں ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یعنے تمھارے لئے اللہ تعالیٰ نے اور بہت سی فتوحات اور غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے۔ جو آگے چل کر تمھیں حاصل ہونگی سردست یہ خیبر کی غنیمت تمھیں دلوادی اور صلح حدیبیہ کے سببسے کفار کے ہاتھ تم پر ظلم کرنے سے روک دئے اور تمھیں نقصان سے محفوظ رکھا کہ یہ واقعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل ہوں اور تم لوگ راہ راست پر چلو۔ اس کے علاوہ اور فتوحات بھی ہیں جن پر ابھی تم نے تو قابو نہیں پایا ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے احاطۂ قدرت میں ہے جو ہر چیز پر قادر و متصرف ہے اور ان واقعات میں جو نصرت الٰہی شامل حال تھی وہ اتفاقی نہ تھی بلکہ وہ ربانی اور آسمانی تائید تھی جسطرح ارشاد ہے۔ وَلَوْ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) فرمایا اگر وہ سالہا سال بھی وہاں رہتے تو طواف نہ کرتے جبتک کہ میں طواف نہ کروں (ابن کثیر از ابن ابی حاتم)
مغانم۔ مجاہد نے کہا تمام فتح و غنیمت جو قیامت تک حاصل ہو المغنم والغنیمۃ بمعنی وقد غنم بالکسر غنما وغنمۃ تغنیما ای نفله و اغتنمه (غنمان) غنیمت و مغنم بالفتح مال کہ از حرب کفار حاصل شود (صراح) کف۔ کف۔ باز ایستادن باز ایستانیدن لازم و متعدی (صراح) ۱۲۔

قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝ اور اگر کافر تم سے لڑتے تو بیشک وہ
پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے پھر وہ نہ کوئی کارساز پاتے اور نہ کوئی مددگار (یہ) اللہ کا طریقہ (ہے) جو
پہلے سے چلا آرہا ہے اور (اے مخاطب) تو اللہ کے طریقہ میں ہرگز تبدیل نہ پائیگا۔ کیونکہ سابق کفار
بھی انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں اسیطرح پسپا ہوئے یہی اللہ کی عادت ہے اور عادتِ الٰہی
خدا ہی بطور معجزہ وغیرہ بدلے تو وہ بدلتی ہے ورنہ نہیں بدلتی چنانچہ یہ بھی معجزہ و خرق عادت ہے
کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی تھوڑی سی جماعت کو کافروں سے بچاتا رہا۔ چنانچہ ایک واقعہ بیان فرماتا ہے

48-

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ
بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ اور وہی ہے جس نے وسطِ مکہ میں کافروں کے ہاتھ تم سے اور
تمہارے ہاتھ ان سے روک دیے بعد اس کے کہ اللہ نے تمہیں ان پر فتح دی۔ اور جو کچھ تم
کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے ابھی صلح حدیبیہ ہو ہی رہی تھی کہ کفار جبل تنعیم کی طرف سے
مسلمانوں پر چھاپہ مارنے کیلئے آئے مسلمانوں نے انھیں گرفتار کرلیا اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور میں پیش کیا آپ نے انھیں رہا فرمادیا۔ اس آیت میں اسی واقعہ کیطرف اشارہ ہے کہ
کفار بھی نقصان نہ پہونچا سکے اور مسلمان بھی بغیر ہاتھ چلانے کے ان پر فتح یاب ہوگئے اور یہ

یعملون ابو عمرو

لہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے روز کفار کے اسی آدمی مسلح ہوکر کوہ تنعیم کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر ٹوٹ پڑے کہ غفلت میں قتل کر ڈالیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا کی تو وہ گرفتار ہوکر

عہ [illegible]

25 وہی کفار قریش ہیں جنھوں نے مسلمانوں کو حج سے روکا ہے جسطرح ارشاد ہے هُمُ الَّذِينَ
كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَن يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ
مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ
لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا

وہی ہیں جنھوں نے کفر کیا اور تمھیں مسجد حرام (میں جانے) سے روکا۔ اور قربانی کو (بھی) اسکی
جگہ پر پہونچنے سے روک کر (باز رکھا) اور اگر (مکہ میں) کچھ ایماندار مرد اور کچھ ایماندار عورتیں
نہ ہوتیں جنھیں تم نہیں جانتے تھے کہ تم انھیں نادانستہ پامال کر ڈالتے۔ پس تمھیں ان
(کے سبب) سے نقصان پہونچتا (تو تمھیں لڑائی کی اجازت دیتے لیکن اجازت نہیں دی) تاکہ اللہ جسے
چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے۔ اگر وہ (مکہ والے ایک دوسرے سے) علیحدہ ہو جاتے
تو بیشک ہم اُن میں سے کافروں کو دردناک عذاب کی سزا دیتے۔ مکہ میں بہت سے مرد اور عورتیں
مسلمان ہو چکے تھے لیکن کافروں کے ڈر سے چھپے ہوئے تھے تو اب اگر لڑائی ہوتی تو

(بقیہ صفحہ گذشتہ) آپ کے سامنے پیش کیے گئے۔ پھر آپ نے انھیں معاف فرمادیا اور یہ آیت نازل ہوئی (ابن کثیر از
امام احمد و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی) ۱۲ ——— [1] ھدے ۔ الھدی ما یھدی الی الحرم
من النعم (مختار) معکوفا ۔ العکوف الاقبال علی الشیٔ والھدی معکوفا ای محبوسا ممنوعا (مفردات) عکفه ۔
حبسه ووقفه (مختار) عکف ۔ باز داشتن (کنز) معرۃ ۔ قیل للمضرۃ معرۃ تشبیھا بالعر الذی ھو الجرب
(مفردات) والمعرۃ ۔ الاذی والغرم والدیة (قاموس) تزیلوا ۔ زیله فتزیل ای فرقه فتفرق (مختار)
زیال ۔ جدا شدن (کنز) [1] جلالین ۔ [2] بیضاوی ۔ [3] جواب لولا محذوف (جلالین) [4] بیضاوی ۱۲

کافروں کے ساتھ وہ بھی پس جاتے کیونکہ مسلمان خود انھیں پہچان نہیں سکتے تھے۔ اور ان کے قتل سے خواہ مخواہ مسلمان نقصان اٹھاتے یعنے دیت دینی پڑتی اور مسلمانوں کی تعداد بھی گھٹ جاتی۔ یہی سبب ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر لڑنے کی اجازت نہیں دی اور صلح کرادی کہ اس عرصہ میں اور لوگ بھی داخل رحمتِ اسلام ہو جائیں۔ اور اگر کفار و مسلمان علیحدہ علیحدہ رہتے تو پھر کافروں کو اچھی طرح سزا دیجاتی اور جب کافروں نے اپنی جاہلیت سے مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے سے روکا بوقت صلح اپنے من مانے شرائط پیش کئے اور تحریر صلحنامہ کے وقت بھی اپنی جہالت دکھائی جس سے خواہ مخواہ مسلمانوں میں برہمی پیدا ہوتی اور قتل و خون کی نوبت آتی تو ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ کے مسلمانوں کے دلوں میں صبر و سکون دیکر انھیں مطمئن فرمادیا جسطرح ارشاد ہے 48

اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ

الحمیة - الحمیة العار والانفة (مختار) حمیت غیرت و ننگ (منتخب) حمیة الجاهلیة یہی تھی کہ انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور رسول اللہ لکھنے سے انکار کیا (ابن کثیر) کلمة التقوىٰ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کلمۃ التقوی یعنی لا الٰہ الا اللہ اور حضرت علی۔ عمر و ابن عباس مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم نے بھی یہی تفسیر بیان کی ہے۔ مجاہدؒ نے کہا "اخلاص" عطاء بن ابی رباحؒ نے کہا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی كل شیء قدیر (ابن کثیر) زہریؒ نے کہا کہ یہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے جس سے مشرکوں نے حدیبیہ کے روز انکار و تکبر کیا۔ (ابن جریر) ١٢

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ
كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمًا ۞ جب کافروں نے اپنے دلوں میں پچ اور (زمانۂ) جاہلیت کی پچ پیدا ع ۳ ۹ ۱۱
کر لی تو اللہ نے اپنے رسول پر اور ایمانداروں پر اپنا سکون نازل فرمایا اور انہیں پرہیزگاری
کی بات پر ثابت رکھا اور وہ اس کے زیادہ حقدار اور اس کے سزاوار تھے۔ اور اللہ ہر چیز سے
واقف ہے۔ ہوا یہ تھا کہ مدینہ منورہ سے روانہ ہونے سے پیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک خواب دیکھا تھا کہ آپ مکہ میں بے خوف و خطر داخل ہوئے اور طواف کیا۔ کوئی سر
منڈوا رہا ہے اور کوئی بال کترو رہا ہے۔ چونکہ نبی کا خواب غلط نہیں ہوتا آپ نے صحابہ کو
بشارت دی۔ پھر جب آپ طوافِ کعبہ کو روانہ ہوئے تو اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ سمجھ
لیا کہ اسی سفر میں اس خواب کی تعبیر ملے گی۔ جب یہاں صلح کی ٹھیری تو صحابہ غمگین ہو گئے کیونکہ
7 بظاہر مشرکین کا غلبہ معلوم ہوتا تھا حالانکہ اس صلح میں جو جو مصلحتیں تھیں اسکا علم اللہ و رسول
ہی کو تھا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خواب دیکھا تھا وہ بالکل سچا تھا چنانچہ
آپ کے خواب کی تصویر اس آیت میں کھینچکر اس کی تصدیق فرماتا ہے لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ
رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ

مُحَلِّقِيْنَ ۔ حلق۔ بوئے سر تراشیدن (کنز) مقصرین قصر۔ کوتاہ کردن (کنز) اور صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ رحم کرے سر منڈانے والوں پر" عرض کیا گیا "اور کترانے والوں کیلئے" فرمایا "اللہ رحم کرے

رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ ۖ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِن دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ۝

بیشک وشبہ اللہ نے اپنے رسول کو واقعی سچا خواب دکھایا۔ انشاء اللہ[1] تم ضرور بالضرور امن کیساتھ

مسجد حرام میں داخل ہو گے اپنے سر منڈوائے ہوئے اور (بال) کتروائے ہوئے بلا خوف پس

وہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے تو اس نے اس سے پہلے ایک قریب کی فتح عنایت کی

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب ضرور پورا ہوگا لیکن بالفعل جو تمہیں یہ بات

حاصل نہیں ہوی اسکی حکمت حکیم مطلق ہی کو معلوم ہے تم لوگ اُن باتوں کو نہیں سمجھتے

سردست تمھیں یہ فتح[2] عنایت کی اور بغیر جنگ و جدل صلح کرا دی جس سے بہت سے

کافر مسلمان ہو گئے اور مسلمانوں کی قوت بڑھ گئی اور اس صلح میں جو شرائط طے ہوئے ہیں

اس سے تم لوگ دل شکستہ نہو اس سے تمھیں کوئی نقصان نہیں پہونچیگا بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہے

قصۂ صلح حدیبیہ۔ رسول[3] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ ذیقعدہ ۶ھ میں تیرہ سو[4] سے زائد

(بقیہ صفحہ گزشتہ) سر منڈانے والوں پر" پھر وہی عرض کیا گیا اور آپ نے پھر وہی فرمایا پھر تیسرے یا چوتھے مرتبہ میں فرمایا اور کتروانے والوں پر" (ابن کثیر) ۱۲

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خواب بیان کرتے وقت انشاء اللہ فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی وہی نازل فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام رسول کلام حق ہے بعض مفسرین نے کہا کہ انشاء اللہ یہاں تحقیق کے لئے آیا ہے۔ رازی نے لکھا کہ خواب کی پوری تعبیر فتح مکہ کے بعد حجۃ الوداع میں واقع ہوی۔ ابن کثیر ابو السعود وغیرہ نے لکھا کہ اسکی تعبیر دوسرے سال عمرہ ادا کرتے وقت ظاہر ہوی [2] بعض مفسرین نے کہا اس سے مراد فتح خیبر ہے۔ [3] اس تمام قصہ کو امام احمدؒ۔ بخاری۔ ابو داؤد۔ نسائی وغیرہم نے روایت کیا ہے (در منثور) [4] روایتیں ایک ہزار سے پندرہ سو تک کی ہیں۔ اس اختلاف کی تطبیق اس طرح کیجاتی ہے کہ آپ کے ساتھ اصحاب ایک ہزار تھے۔ اور پھر آ آکر ملتے گئے اور ان کی تعداد پندرہ سو تک پہونچ گئی۔ ۱۲

اصحاب کے ساتھ عمرہ کے لئے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے جب ذوالحلیفہ پر پہونچے تو قربانیوں کے جانوروں کو قلادہ ڈالا۔ اور اشعار (اونٹوں کے کوہان میں شگاف) کیا جو قربانی کی علامت تھی۔ اور اس مقام سے عمرہ کا احرام باندھا۔ قوم خزاعہ میں سے ایک شخص کو بطور جاسوس روانہ فرمایا۔ اور خود معہ لشکر روانہ ہوئے جب غدیر اشقاط پر پہونچے تو وہاں آپ کا جاسوس واپس ملا۔ اس نے بیان کیا کہ قریش نے بہت سے لشکر جمع کئے ہیں۔ وہ لوگ آپ سے لڑیں گے۔ اور آپ کو مکہ میں جانے اور عمرہ ادا کرنے سے روکیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو مخاطب فرمایا اور رائے طلب کی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اللہ ورسولؐ کو سب معلوم ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بیت اللہ کے ارادے سے نکلے ہیں۔ کسی سے لڑنے جھگڑنے کے قصد سے تو نہیں نکلے۔ بس آپ بیت اللہ کی جانب چلیں وہاں جو ہمیں روکے ہم اس سے لڑینگے۔ وہاں سے قافلہ روانہ ہوا۔ چلتے چلتے ایک مقام پر پہونچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ فرمایا کہ دیکھو خالد بن ولید قریش کے سواروں کو لئے ہوئے انکا طلیعہ[1] ہے۔ تم لوگ اس طرف نہ جاؤ۔ بلکہ دائیں جانب چلو۔ خالد بن ولید کو ذرا بھی خبر نہ ہوئی اور آپ اس لشکر کے قریب پہونچ گئے۔ اب خالد کو اطلاع ہوئی۔ اور وہ اپنے

---

[1] طلیعہ وہ جماعت جو دشمن کی چڑھائی کی خبر رکھنے کے لئے مثل جاسوس کے پھرتی ہے اسکی جمع طلائع ہے (نہایہ)۔۱۲

سواروں کو لیکر سرپٹ قریش کے ہاں پہونچا اور کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ وہ اس جانب سے آ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے جاتے تھے۔ جب اس موڑ پر پہونچے جہاں سے مکہ کو اترتے ہیں۔ تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی لوگوں نے اس کے اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ نہ اوٹھی لوگوں نے کہا ناقہ قصویٰ تھک گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات نہیں ہے نہ اسکی یہ عادت ہے بلکہ حَبَسَہَا حَابِسُ الْفِیْلِ یعنی جس نے ہاتھیوں کو حرم سے روکا تھا اسی نے اسکو بھی روکا ہے۔ پھر آپنے فرمایا واللہ آج قریش اللہ تعالیٰ کی چیزوں کی تعظیم کے متعلق جو چاہیں گے میں قبول کرونگا۔ پھر آپ کی اونٹنی اٹھی اور آپ حدیبیہ[1] کے کنارے ایک چشمہ پر اترے جسمیں بہت تھوڑا پانی تھا جو تھوڑی دیر میں ختم ہو گیا۔ آپسے عرض کیا گیا کہ لوگ پیاسے ہیں۔ آپنے اپنے ترکش سے ایک تیر دیا۔ اور فرمایا کہ یہ تیر اسمیں گاڑ دو۔ ویسا ہی کیا گیا۔ اسمیں سے اس قدر پانی نکلا کہ سارا لشکر سیراب[2] ہو گیا۔ اسی اثنا میں بُدَیل بن ورقا اپنی قوم خزاعہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ آیا اور کہا کہ قریش دوسرے

[1] حدیبیہ مکہ سے نو میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے کہتے ہیں کہ اسکا اکثر حصہ داخل حرم ہے۔ یہ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں متعین و معلوم تھا۔ لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں وہ نامعلوم سا ہو گیا۔ اور لوگ اسکی زیارت سے محروم ہو گئے (مدارج النبوۃ) حدیبیہ تخفیف یا اور اس کی تشدید سے بھی ایک باؤلی ہے اس کے سبب سے مکان کا نام رکھا گیا۔

[2] پانی کے متعلق بخاری میں ایک اور معجزہ بیان کیا گیا ہے کہ لوگوں نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے آپ کے کاسہ کے اور کہیں پانی نہیں ہے آپ نے اس پیالہ کو طلب فرمایا اور اس میں اپنی انگلیاں کہدیں اور ساتھ ہی پانی کو جوش ہوا اور اسقدر پانی بہا کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے۔ راوی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ لوگ کتنے تھے انہوں نے فرمایا ہم پندرہ سو آدمی تھے اگر ایک لاکھ آدمی بھی ہوتے تو پانی کفایت کرتا۔ ۱۲

قبیلوں سمیت اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ آپ کو مکہ میں نہ داخل ہونے دیں اور اگر آپ نہ رکیں تو آپ سے لڑیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہیں ہم تو ادائے عمرہ کے لئے آئے ہیں۔ اور یہ خوب معلوم ہے کہ لڑائیوں کی وجہ سے قریش کمزور و ضعیف ہو گئے ہیں۔ اب اگر وہ لوگ چاہیں تو میں ان سے ایک مدت کیلئے صلح کر لوں اور وہ مجھے باقی مشرکین سے لڑنے دیں۔ اگر میں مغلوب ہو جاؤں تو انکا مطلب حاصل ہو گیا اور اگر میں غالب رہوں تو اگر انکی مرضی ہو تو مثل دوسروں کے وہ بھی میری متابعت کریں۔ ورنہ حسب مصالحت مدت مقررہ تک آرام لیں۔ اور اگر قریش میری ان باتوں سے انکار کریں تو قسم ہے اس خدا کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میں اُن سے لڑونگا یا تو میری گردن جدا ہو جائیگی یا اللہ تعالیٰ اوس کام کو پورا کر دیگا اور اپنے دین کو فتح دیگا۔" بدیل نے عرض کیا کہ "میں آپکا یہ پیغام بہت جلد انھیں پہنچاتا ہوں" اور مجلس شریف سے اٹھکر قریش کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں پہونچکر ان لوگوں سے کہا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جو باتیں سنی ہیں اگر تم اجازت دو تو میں تم سے کہوں قریش کے بیوقوف جیسے عکرمہ بن ابی جہل و حکم بن العاص وغیرہ کہنے لگے کہ ہمیں اُسکی بات سننے کی ضرورت نہیں ہے لیکن بعض سمجھداروں نے کہا کہ کہو کیا سنکر آئے ہو۔ بدیل نے جو کچھ سنا تھا ان لوگوں سے بیان کیا اور کہا اے گروہ قریش تم ان سے جنگ کرنے میں

ارشاداتِ نبوی کا قریش کو پہنچانا

جلدی کرتے ہو۔ وہ تو زیارت کعبہ کیلئے آئے ہیں تم سے لڑنیکا ارادہ نہیں ہے حسب دستور تمھیں جنگ سے باز رہنا چاہئے۔" قریش نے اس کا اعتبار نہیں کیا اور گمان کیا کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سازش کرلی ہے کیونکہ قبیلۂ خزاعہ ہمیشہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرفدار ونمیں تھا۔ اسی اثنا میں عروہ بن مسعود ثقفی اٹھا اور کہا "اے معشر قریش! میں تمھارے فرزند کی طرح ہوں اور تمھیں اپنے باپ کی جگہ سمجھتا ہوں" انھوں نے کہا بیشک یہی بات ہے۔ کہا کیا "تم میری نسبت خیانت یا عداوت کا خیال کرتے ہو" انھوں نے کہا "نہیں" غرض اور مختصر سی گفتگو کے بعد عروہ نے کہا جو کچھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم سے کہتے ہیں وہ نہایت عمدہ بات ہے تمھیں قبول کرلینا چاہئے۔ اور اگر تم اجازت دو تو میں وہاں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔" ان لوگوں نے اجازت دی۔ عروہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپنے اس سے بھی وہی فرمایا جو بدیل سے ارشاد کیا تھا۔ عروہ نے کہا "مجھے بتلائے تو کہ اگر آپ اپنی قوم کو ہلاک کردیں گے تو کیا حاصل ہوگا اہل عرب میں سے تو کسی شخص نے بھی آپ سے پہلے ایسا نہیں کیا۔ اور اگر آپ مغلوب ہوگئے تو ظاہر ہے کہ کیا حال ہوگا کیونکہ جو لوگ اب آپ کیساتھ ہیں اور آپ کو گھیرے ہوئے ہیں آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے یہ سن کر غضبناک ہوگئے اسکو اور اس کے بتوں کو بہت برا بھلا کہا۔ اور فرمایا کیا ہم انھیں چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ عروہ نے پوچھا یہ کون ہیں۔ کہا گیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اُس نے کہا "خدا کی قسم اگر تمھارا ایک احسان مجھ پر نہ ہوتا جسکا بدلہ میں نے ابھی نہیں کیا ہے تو میں تمھیں جواب دیتا"۔ پھر عروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنے لگا ہر بار جب کچھ کہتا تو آپ کی ریش مبارک کو ہاتھ لگاتا۔ مغیرہ بن شعبہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مستعد کھڑے تھے جب وہ ریش مبارک کو ہاتھ لگاتا تو اپنی تلوار کے قبضہ سے اس کے ہاتھ پر مارتے اور کہتے کہ "ادب کر اور اپنے نجس ہاتھ کو ریش مبارک سے الگ رکھ"۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ عروہ کے چچیرے بھائی تھے۔ پھر عروہ بن مسعود نے اِدھر اُدھر اصحاب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا شروع کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تھوکتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں جا پڑتا ہے۔ لوگ اسکو زمین پر گرنے نہیں دیتے ہیں اور جسکے ہاتھ پڑتا ہے وہ (عطر کی طرح) اسکو اپنے چہرہ اور جسم پر ملتا ہے جب آپ کسی کام کیلئے فرماتے ہیں تو لوگ اسکو پورا کرنے کیلئے ایک پر ایک گرتے ہیں اور جب آپ وضو فرماتے ہیں تو بچے ہوئے پانی کے لئے لوگ قتال کرتے ہیں۔ اور جب آپ کچھ فرماتے ہیں تو سب خاموش ہو جاتے ہیں اور بلحاظ تعظیم کے آپ کے چہرہ پر کوئی نظر نہیں ڈالتا۔ غرض صحابہ کے آداب دیکھکر عروہ حیران رہ گیا اور یہاں سے واپس ہو کر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا۔ کہنے لگا لوگو میں نے بڑی بڑی صحبتیں اٹھائی ہیں۔ کسریٰ۔ قیصر اور نجاشی کے ہاں ایلچی بنکر گیا ہوں لیکن کہیں بھی نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کی اسطرح تعظیم کیجاتی ہو جسطرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم

عروہ کو حضرت مغیرہ بن شعبہ کی دھمکی

آداب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

قریش کو عروہ کی ہدایت

اُن کے اصحاب کرتے ہیں اگر وہ تھوکتے ہیں تو اسکو (عطر کی طرح) مل لیتے ہیں جب وہ کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو فوراً اسکی تعمیل کیجاتی ہے۔ جب وضو کرتے ہیں تو اس پانی کے لئے اسطرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ گویا لڑمریں گے جب وہ کچھ کہتے ہیں تو سب کی آوازیں پست ہو جاتی ہیں اور کوئی اُن کے چہرہ کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھتا۔ اب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو صلاح کی بات پیش کی ہے تم اس کو قبول کر لو۔ قریش نے کہا ہم نہیں مانتے اس سال تو وہ لوٹ جائیں۔ اسی اثنا میں ایک اور شخص بنی کنانہ کا اٹھا اور کہا کہ اجازت دو تو میں جاتا ہوں اسکو اجازت دیگئی اور وہ لشکر گاہِ اسلام کے قریب آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ شخص اُس قوم کا ہے جو قربانی کے اونٹوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ تم لوگ قربانی کے اونٹوں کو اُس کے سامنے لاؤ"۔ اصحاب لبیک کہتے ہوئے اُس کے استقبال کو آئے۔ جب اُس نے یہ حالت دیکھی تو کہا کہ "ہرگز مناسب نہیں ہے کہ ان لوگوں کو خانہ کعبہ کے طواف سے روکا جائے" اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کئے بغیر وہ واپس ہو گیا۔ اور قریش سے کہنے لگا کہ "وہ لوگ اونٹوں کو اشعار و تقلید کر چکے ہیں اور بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ ہے میں انکا روکنا خلافِ مصلحت سمجھتا ہوں"۔ پھر ایک شخص مکرز بن حفص اٹھا اور اجازت لے کر

---

۱ اور اگر انکی داڑھی سے یا سر سے کوئی بال گرتا ہے تو اسکو تبرک کے طور پر اٹھا لیتے اور نہایت تعظیم سے اسکی حفاظت کرتے ہیں (مدارج النبوۃ) ۲ اسی اثناء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک صحابی خواش بن امیہ کعبی جو خزاعی روانہ کئے گئے کافروں نے انکی مخالفت کی اور وہ واپس ہو گئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھیجے گئے کہ جا کر کافروں کو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مکر زفاجر شخص ہے اس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی۔ ابھی باتیں ہو رہی تھیں کہ سہیل بن عمرو آگیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کو دیکھا تو فرمایا "قَدْ سَهُلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ" سہیل نے صلح کی گفتگو شروع کی اور کہا کہ آپ میں ہم میں ایک تحریری معاہدہ ہو جائے کاتب کی یاد ہوی۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو" سہیل نے کہا "رحمٰن" کیا بات ہے میں نہیں جانتا "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھو" سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے اسطرح لکھا گیا۔ پھر فرمایا "هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" سہیل نے کہا "اگر ہم آپ کو رسول اللہ سمجھتے تو نہ آپ کو خانہ کعبہ سے روکتے اور نہ آپ سے لڑتے محمد بن عبد اللہ لکھیئے"[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "واللہ بے شک و شبہ میں اللہ کا رسول ہوں

سہیل کا آکر صلح کی گفتگو کرنا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) مسلمانوں کے اصلی ارادہ سے آگاہ کریں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حسب حکم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بمقام بدح مشرکوں کو آپ کا پیغام پہونچایا تو کفار نے جاہلانہ گفتگو کی لیکن ابان بن سعید نے حضرت عثمان رض کی تعظیم کی اور آپ کو لیکر مکہ میں داخل ہوا ذوالنورین نے ابو سفیان وغیرہ قریش مکہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام کہا لیکن ان کو بھی قوم کا ہم خیال پایا تو واپس ہونے لگے۔ لوگوں نے طواف کعبہ کیلئے آپ کو کہا۔ آپ نے فرمایا جبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہ کریں میں طواف نہیں کرتا ع فردوس چہ کار آید اگر یار نہ باشد۔ اس بات سے مشرکین غضب ناک ہوئے اور آپ کو واپسی سے روکدیا اور آپ کے قتل کی خبر بھی اڑا دیگئی اسکی اطلاع ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بیعت لی بوقت بیعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یاد کیا اور اپنے بائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ "یا اللہ عثمان تیرے اور تیرے رسول کے کام میں ہے میں اسکی طرف سے بیعت کرتا ہوں۔ یہ عثمان کا ہاتھ ہے" اپنے سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھکر عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کی۔ [1] کاتب حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے جب سہیل نے لفظ رسول اللہ پر بحث کی اور آنحضرت

اور اگر تم میری تکذیب کرتے ہو تو اچھا محمد بن عبد اللہ ہی لکھو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طواف کرنے دو سہیل نے کہا کہ یہ تو ہو نہیں سکتا۔ آپ آئندہ سال آئیں۔ یہ بھی لکھا گیا۔ پھر سہیل نے کہا کہ دورانِ صلح میں اگر کوئی مسلمان ہم سے آملے تو ہم اسکو واپس نہیں دینگے اور اگر ہمارا کوئی آدمی خواہ وہ مسلمان ہی ہو آپ کی طرف چلا آئے تو وہ ہمیں واپس دیا جائے مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ یہ کسطرح ہو سکتا ہے کہ ہم مسلمانوں کو مشرکوں کے حوالہ کر دیں[1] اس اثناء میں ابو جندل بن سہیل بیڑی ہتکڑی پہنے آگئے سہیل نے کہا یہ پہلی شرط ہے اُسکو مجھے واپس دیجئے۔ آپنے فرمایا ابھی تو کتابت بھی پوری نہیں ہوئی۔ اس نے کہا اگر ایسا ہے تو آپ سے عمر بھر صلح نہیں کرتا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ایک کو میری خاطر سے چھوڑ دے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ "اس لفظ کو میٹ کر بن عبد اللہ لکھو" تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عذر کیا اور کہا کہ میں کبھی وصفِ رسالت کو نہیں مٹاتا۔ کاغذ زمین پر رکھدیا اور ہاتھ تلوار کے قبضہ پر ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کاغذ لیلیا اور لفظِ رسول اللہ کو میٹ کر خود "بن عبد اللہ" تحریر فرمایا۔ بطور معجزہ ایسا کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں بعضے کہتے ہیں کہ انکا مطلب یہ ہے کہ لکھنے کا حکم فرمایا جسطرح كَتَبَ اِلٰى قَيْصَرَ اور كَتَبَ اِلٰى كِسْرٰى وارد ہوا ہے۔

[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کس طرح ہو سکے گا؟ تو آپ نے تبسّم کیا اور فرمایا "اے عمر! اگر ان میں سے کوئی مسلمان ہو کر ہمارے پاس آئے اور ہم اُسے واپس کر دیں تو اللہ تعالیٰ اسے اور نورِ ایمان و ایقان عطا فرمائے گا اور جو ہم سے روگردان ہو کر مشرکوں سے جا ملے گا وہ ہمارے کس کام کا ہے اس کا جانا ہی اچھا ہے" (مدارج النبوت) ۱۲

اس نے انکار کیا۔ آپ نے حوالہ کر دیا۔ ابو جندل نے کہا مسلمانو! میں مسلمان ہو کر آیا ہوں تم مجھے مشرکوں کے حوالہ کرتے ہو۔ تم جانتے ہو کہ کافروں کے ہاتھ سے مجھے کیا کیا تکلیفیں پہنچیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس روز مجھے ایسا خطرہ آیا جو مسلمان ہونے کے دن سے اُس وقت تک کبھی نہیں آیا تھا۔ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا۔ "کیا آپ نبی برحق نہیں ہیں" فرمایا "بیشک ہوں" میں نے عرض کیا "پھر کیوں ہم یہ ذلت و تحقیر اٹھائیں اور اس طرح صلح کر کے واپس ہو جائیں"، آپ نے فرمایا۔ "اے ابن خطاب! میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور بغیر اس کے حکم کے کچھ نہیں کرتا۔ وہی میرا ناصر و مددگار ہے وہ مجھے خراب نہیں کریگا۔" میں نے عرض کیا "یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تو فرمایا تھا کہ ہم مکہ میں داخل ہوں گے اور خانہ کعبہ کا طواف کریں گے" آپ نے فرمایا "بیشک میں نے کہا تھا لیکن یہ تو نہیں کہا تھا کہ اسی سال کریں گے۔ اے عمر! تم آزردہ نہ ہو تم ضرور مکہ میں جاؤ گے اور یقیناً طواف کرو گے" حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ وہاں سے اٹھکر میں ابوبکر صدیق کے پاس گیا اور اُن سے بھی وہی کہا اونھوں نے بھی وہی جواب دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور فرمایا "وہ اللہ کے رسول ہیں اللہ انھیں خراب نہیں کرتا وہی انکا مددگار ہے تم اُن کے قدم پکڑے رہو اور مر جاؤ واللہ وہ حق پر ہیں۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنی اسی حرکت کے کفارہ میں میں نے

بہت سے نیک اعمال کئے جب صلح نامہ کی تحریر ختم ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا "ہدی کے اونٹوں کو ذبح کرو۔ اپنے سر منڈواؤ اور احرام کھولو" چونکہ وہ لوگ متوحش و ملول تھے اس لئے ان میں سے ایک بھی نہ اٹھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آزردہ خاطر بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ میں تشریف لیگئے اور صحابہ کے توقف کا حال بیان فرمایا۔ ام المومنین نے کہا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپکی یہی خواہش ہے" آپنے فرمایا "ہاں" بی بی نے فرمایا "اگر حضور کا یہی ارادہ ہے کہ اصحاب قربانی کریں اور سر منڈائیں تو مناسب یہ ہے کہ آپ کسی سے کچھ نہ فرمائے۔ اپنے اونٹوں کو ذبح فرما دیجئے۔ اور سر مبارک کے بال کٹوا دیجئے جب وہ لوگ یہ دیکھیں گے تو پھر انھیں سوائے آپ کی اتباع کے کوئی چارہ نہ ہوگا اور سب کے سب وہی کریں گے جو آپ نے کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور سر مبارک کے بال منڈوا دئے صحابہ نے بھی اپنے سر منڈانے شروع کئے لیکن غم واندوہ کے سبب سے انکی حالت سے خوف ہوتا تھا کہ کہیں وہ اپنے آپ کو ہلاک نہ کریں۔ پھر آپ وہاں سے مدینہ کو واپس ہوئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ واپس ہو گئے ابو بصیر مسلمان ہو کر مکہ سے آپ کے پاس آئے کافروں نے ان کیلئے دو شخصوں کو بھیجا اور اطلاع دی کہ جو عہد کیا گیا ہے وہ پورا کیا جائے آپ نے ابو بصیر کو واپس فرما دیا وہ لوگ ابو بصیر کو لیکر مکہ کی طرف روانہ ہوئے جب ذوالحلیفہ پر پہنچے تو وہاں ٹھیر

ساتھ کا توشہ سب ملکر کھانے لگے ابو بصیر نے انمیں سے ایک شخص سے کہا کہ "یہ تمھاری تلوار تو
بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے۔ اس نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور کہا "بیشک یہ ویسی ہی جیسی
تم کہتے ہو میں نے بارہا اسکو آزمایا ہے" ابو بصیر نے کہا "ذرا مجھے تو دیکھنے دو"۔ اس نے وہ
تلوار دی۔ ابو بصیر نے ایک وار ایسا کیا کہ وہ ٹھنڈا ہوگیا۔ دوسرا بھاگ کھڑا ہوا۔ اور مدینہ میں
آکر دم لیا پھر مسجد شریف میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص گھبرایا ہوا
اور بدحواس ہے اس شخص نے نزدیک آکر عرض کیا کہ "میرا دوست قتل کردیا گیا اور میں بھی
اب قتل ہونے کو ہوں"۔ اتنے میں ابو بصیر آگئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ نے اپنا عہد پورا کیا اور مجھے واپس ان کے حوالہ فرمادیا۔ اب اللہ تعالی نے مجھے ان سے
نجات دی ہے" سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابو بصیر خوب لڑنے والا ہے بشرطیکہ اس کے
ساتھ کوئی ہو" جب انھوں نے یہ بات سنی سمجھ گئے کہ حضرت مجھے پھر واپس فرمادیں گے۔ وہاں سے
نکلے اور دریا کے کنارہ آکر ٹھیر گئے۔ پھر ابو جندل بھی ان سے آکر مل گئے۔ پھر تو یہ حالت
ہوی کہ جو مسلمان قریش کے ہاں سے نکلتا ابو بصیر سے آملتا۔ بالآخر مسلمانوں کی ایک
اچھی جماعت ہوگئی۔ کافروں کا جو قافلہ شام کی طرف جاتا یہ ان کا راستہ روکدیتے انھیں
قتل کرتے اور ان کا مال لے لیتے۔ قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں
پیام بھیجا اور خدائے رحیم کی قسم دی کہ ان لوگوں کو آپ اپنے ہاں بلوالیں اور آئندہ جو شخص

ہمارے ہاں کا آپ کے ہاں چلا جائے وہ امن میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

انھیں بلوا لیا۔[1] چونکہ آنحضرتؐ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کا خواب بھی سچا ہوگا اور آپ کو تمام ادیان

پر غلبہ ہوگا جسطرح ارشاد ہے ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی 48

الدِّیۡنِ کُلِّہٖ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًا ؕ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کیساتھ

بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور اللہ کافی گواہ ہے۔ اس آیت میں اوپر کی آیت

کی تاکید ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول کرکے بھیجا ہے تو پھر آپ کا

خواب کیسے سچا نہ ہوگا اور جب آپ نبی برحق اور دوسرے دینوں پر غلبہ پانے کے لئے

ہیں تو پھر بھلا فتح کیوں نہ ہوگی؟ اور مسلمانوں کو تسکین ہے کہ صلح نامہ میں رسول اللہ لکھنے

سے اگر کافروں نے انکار کیا تو رنج کی کیا بات ہے؟ اللہ تو شاہد ہے۔ پھر خود ہی اسم مبارک

صفتِ رسالت کے ساتھ فرماتا ہے اور آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب کے فضائل انکی

شجاعت اخلاق۔ ایمان و تقوےٰ کا ذکر فرماتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ مَعَہٗۤ 48

اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ تَرٰىہُمۡ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضۡوَانًا ۫

[1] آپ نے ایک خط بھی ابو بصیر کو لکھا کہ اپنی جماعت سمیت آجاؤ نامہ فیض شمامہ ایسے وقت میں وہاں پہونچا جبکہ ابو بصیرؓ حالتِ نزع میں تھے خط کو انھوں نے لیا اپنے سر پر رکھا اپنی آنکھوں سے لگایا اور رجان بحق تسلیم ہوئے رضی اللہ عنہ وعن جمیع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابو جندل نے ان کی تجہیز و تکفین کی اور ان کی قبر کے پاس ایک مسجد بنادی۔ پھر اور مسلمانوں کے ساتھ مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے (مدارج النبوۃ) ۱۲

سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚۖۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ

كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ

بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۧ

محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں کے حق میں بڑے سخت (اور

باہم مہربان ہیں (اے مخاطب) تو انھیں دیکھتا ہے کہ رکوع کر رہے ہیں۔ سجدہ کر رہے ہیں

اللہ کا فضل اور خوشنودی طلب کر رہے ہیں انکی علامت ان کے چہروں میں سجدوں کے

نشان ہیں۔ یہ انکی صفت تورات میں ہے۔ اور انکی صفت انجیل میں۔ جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی

سُوئی نکالی پھر اُسے قوی کیا تو وہ موٹی ہوگئی پھر وہ اپنی نال پر برابر (کھڑی) ہوگئی کسانوں کو خوش

سیماھم۔ السیماء والسیمیاء العلامۃ (مفردات)۔ نشانہ (کنز) نفحات میں مذکور ہے کہ جب روحیں قربائی کی برکت سے صاف ہوگئیں تو معرفت کے نور چہروں پر ظاہر ہوجاتے ہیں یعنے حق کی طرف توجہ کرنے سے ان کے چہروں پر نور ظاہر ہو جاتا ہے۔ دیکھو جب ظاہری آفتاب کی طرف منہ کرنے سے اس کا نور چہرہ پر چمک اٹھتا ہے حالانکہ وہ نور عارضی اور زوال پذیر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کیطرف جو نور آسمان و زمین ہے کوئی متوجہ ہو تو کیوں اسکا چہرہ منور و درخشاں نہ ہوگا؟

ذالك۔ یہ اسم اشارہ تعریف مذکورہ (اشداء سے السجود تک) کیطرف ہے اس حالت میں کزرع خبر ہے مبتدأ مقدر مثلھم ہے یا اشارہ مبہمہ ہے جسکی تفسیر کزرع ہے (خفاجی) شطاہ۔ شطء الزرع فروخ الزرع وھو ماخرج منه (مفردات) شطا بالفتح خوشہ و برگ کشت و نہال کشت (منتخب) آزرہ۔ آزرہ اعانه وقواه (مفردات) معازرۃ۔ یاری کردن قوت دادن (کنز) فاستغلظ۔ الغلظۃ ضد الرقۃ واصله ان یستعمل فی الاجسام لکن قد یستعار للمعانی کالکبیر والکثیر۔ واستغلظ تھیأ لذلك وقد یقال اذا غلظ قال تعالیٰ فاستغلظ (مفردات) استغلاظ غلیظ شدن (صراح) غلیظہ موٹا۔ گاڑھا سخت (نصیر اللغات) فاستوی۔ استوی یقال لاعتدال الشیٔ فی ذاته (مفردات) استوا۔ راست شدن و بکمال رسیدہ شدن (کنز) سوق قیل ھو جمع ساق (مفردات) ساق الشجرۃ جذعھا (قاموس) ساق تنہ درخت (صراح)

کرنے لگی۔ تاکہ ان (مسلمانوں کی کثرت اور ترقی) سے غصہ دلائے کافروں کو اور اُن لوگوں سے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اللہ نے معافی اور بڑے اجر کا وعدہ فرما لیا ہے۔

اس آیت کریمہ کا پہلا جزو وہی جملہ ہے جس کو سہیل نے صلح نامہ سے مٹوا کر اس کی بجائے محمدؐ بن عبداللہ لکھوایا تھا اور جس کے متعلق حضرت سیدنا علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جواب دیا تھا کہ میں کبھی وصف رسالت کو نہیں مٹاتا اور کاغذ زمین پر رکھ کر تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا تھا۔

اسی رکوع میں اور بھی دو مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق رسالت ان الفاظ میں فرمائی گئی ہے کہ "لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا" الآیہ۔

"هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ" الآیہ۔

یہ تیسری تصدیق ہے جس کا ایک مقصد مسلمانوں کی دل جوئی اور تسکین ہے کہ خدا جس بات کی تصدیق فرما رہا ہے۔ کافر اگر اس کی تکذیب یا انکار کریں تو یہ اُن کی جہالت اور بدقسمتی ہے جس کا نتیجہ خود اُن ہی کی تباہی ہوگا۔ اس سے مسلمانوں کو دل گیر نہ ہونا چاہئے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ محمد کے معنی سراہا ہوا تعریف کیا ہوا۔ تمام انبیائے کرام اور ساری کائنات میں حق تعالیٰ نے سب سے زیادہ جس کی تعریف فرمائی ہے وہ محمدؐ ہیں

اور تمام انبیاء میں جس نے سب سے زیادہ حق تعالیٰ کی حمد کی ہے وہ احمدؐ ہے اسی لئے بعض عارفین نے کہا ہے کہ حضور اکرمؐ کا اسم مبارک زمین والوں میں محمدؐ ہے اور آسمان والوں میں محمودؐ ہے اور انبیائے کرام حضور کو احمدؐ کہتے ہیں۔ فِي الْاَرْضِ مُحَمَّدٌ وَفِي السَّمَآءِ مَحْمُوْدٌ وَفِي الْاَنْبِيَآءِ اَحْمَدُ اور حضورؐ کی امت کا نام حمادون ہے اور حضور اکرمؐ کے دست مبارک میں جو لواء یوم حشر ہوگا اس کا نام لواء حمد ہے۔

ازروئے لغت محمدؐ کے معنی ہیں الذی کثرت خصاله المحمودة[1] یعنی محمدؐ وہ ہے جس میں بہت ساری قابل ستائش خصلتیں ہوں۔

راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ محمدؐ ھھنا وان کان من وجه اسماله وعلماً ففیه اشارة الٰی وصفه بذالك وتخصیصة معناه یعنی اس جگہ اگرچہ لفظ محمدؐ آپ کا اسم مبارک اور علم واقع ہوا ہے۔ مگر اس میں آپ کے وصف اور معنیٰ کی تخصیص کی طرف بھی اشارہ ہے۔ ازروئے لغت بھی محمد کا مادہ حمد ہے اور حمد کے معنیٰ علامہ تفتازانی مطول میں یہ لکھتے ہیں کہ الحمد هو الثناءُ باللسان علی الجمیل الاختیاری یعنی اختیاری خوبی کی زبانی تعریف کو حمد کہتے ہیں۔ خوبیاں دو قسم کی ہوسکتی ہیں۔ ظاہری اور باطنی۔ اور یہ دونوں قسم کی خوبیاں جس طرح سرکار دوعالم

---

[1] محیط المحیط

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات میں جمع تھیں اُن کی تصویر حسانؓ بن ثابت انصاری نے ان الفاظ میں کھینچی ہے۔

واحسنُ منک لم ترقط عینی ۔۔۔ واجمل منک لم تلد النساءُ
خلقت مبرأً من کل عیب ۔۔۔ کانک قد خلقت کما تشاءُ[1]

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہ مبتدا اور خبر تمام اوصاف کے جامع ہیں یعنی اُسی ذات ستودہ صفات کو جو ظاہری اور باطنی تمام خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کمال خَلقی اور کمال خُلقی کے علاوہ کمالِ روحانیت کے بھی انتہائی مرتبہ پر فائز ہیں اور اب تمام ادیان وملل اور سابقہ شریعتیں منسوخ کر دی گئیں اور خدا تک پہنچنے کے دیگر دروازے بند کر دے گئے۔ اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی آپ ہی کی پیروی کرنی پڑتی اور حضرت عیسیٰؑ بھی آپ ہی کی اتباع کریں گے لہٰذا ہر وہ شخص جس کے دل میں خدا کی محبت ہے اور جو سچے دل سے خدا کا طالب اور نجات کا متلاشی ہے اُس پر فرض ہے کہ وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی پیروی کرے کیونکہ صراط مستقیم یہی اور صرف یہی ایک ہے ومن یبتغ غیر الاسلام دینًا فلن یقبل منہ

---

[1] میری آنکھ نے آپ سے بہتر شخص نہیں دیکھا۔ اور عورتوں نے آپ سے زیادہ خوبصورت بچہ نہیں جنا آپ ہر عیب سے اس طرح مبرا پیدا ہوئے ہیں۔ گویا آپ اپنی مرضی کے موافق پیدا ہوئے ہیں۔

اوصافِ صحابہؓ

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ اس کے بعد صحابۂ کرامؓ کے اخلاق واوصاف کا بیان ہے جس کی تفسیر میں علامہ بغوی نے لکھا ہے کہ غلاظٌ علیھم کالاسد علی فریسۃ لاتاخذ فیھم رافۃً۔ یعنی صحابۂ کرامؓ کافروں پر ایسے سخت تھے جیسے شیر اپنے شکار پر ہوتا ہے۔ مسلمان کی اصل دشمنی کفر کے ساتھ ہے نہ کہ کفار کیساتھ جس طرح ڈاکٹر کی دشمنی کاربنکل کے ساتھ ہے نہ کہ اس مریض کے ساتھ جس کو کاربنکل ہوا ہو۔ ڈاکٹر اس پھوڑے کا جو اپریشن کرتا ہے اس کا مقصد مریض کی صحت ہے نہ کہ اس کی ہلاکت۔ اسی طرح جب تک کہ کفر کافر سے متعلق رہے گا مسلمان کی شدت باقی رہے گی۔ اور جس وقت ازالۂ کفر ہو جائے اور بندہ اپنے معبودِ حقیقی کے قدموں پر گرے تو پھر وہ اس پر شفیق تر ہو جائے گا۔ مسلمان کو کسی سے عداوت ذاتی نہیں ہوتی بلکہ وہ سارے عالم پر شفیق و مہربان ہوتا ہے کیونکہ عبدِ مومن دراصل عبدِ رحمٰن ہے اور رحمۃ للعالمین کا وابستۂ دامن۔

رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کی تفسیر میں علامہ نیشاپوری نے لکھا ہے کہ ان میں باہمی رحم و محبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ایک مومن دوسرے مومن کو دیکھتا تو اس سے مصافحہ و معانقہ کرتا۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ان آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے پہلے یہ

خبر دی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے رسول ہیں جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ کی تعریف فرماتا ہے کہ وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل یعنی مہربان ہیں۔ جیسے دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے کہ فسوف

یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین واعزۃ علی الکفرین

اور مومنین کی صفت یہ ہے کہ ان میں کا ہر شخص کافروں کے مقابلہ میں سخت اور نیکوں (یعنی مومنین) کے مقابلہ میں نرم دل اور مہربان ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ مومنین باہمی محبت اور رحم کی وجہ سے ایک جسم کی طرح ہیں کہ اگر ایک عضو میں بھی کوئی شکایت ہو جائے یعنی دکھ ہو تو باقی اور اعضا بھی اس سے متاثر ہو جائیں اور ان کو بخار آجائے[1]۔

تراھم رکعا سجدا کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے کثرت عمل اور کثرت نماز کو بیان فرمایا ہے کیونکہ نماز بہترین عمل ہے اور اس عمل میں ان کے اخلاص اور خدا کے پاس احتساب اور ثواب جزیل یعنی جنت کی بشارت ہے جو خدا کے فضل یعنی رزق کی کشادگی اور خدا کی رضا پر مشتمل ہے اور یہ دوسری نعمت پہلی نعمت سے بڑی نعمت ہے جس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد

---

[1] ابن کثیر بحوالہ صحیح بخاری

فرماتا ہے کہ ورضوان اللہ اکبر۔

یَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانًا پہلے صحابۂ کرام کے اخلاق کا بیان

ہے کہ ان کی محبت بھی ہے تو اللہ ہی کیلئے اور بغض وعداوت بھی ہے تو اللہ ہی کے لئے

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے ان کے قلوب ایسے پاک وصاف ہیں کہ

ان میں نفسانیت کا شائبہ تک نہیں ہے۔ اس کے بعد ان کے اعمال واخلاص کا بیان

ہے کہ ان کی عبادتیں بھی ریا، تو درکنار دوزخ کے خوف اور جنت کے شوق دونوں سے

بے نیاز اور محض خدا کی رضا اور خوشنودی کی طلب میں ہیں اور یہی اخلاص ہے۔

کیونکہ "حقیقت الاخلاص التبری عن کل مادون اللہ"[1] لہٰذا اخلاص کے

صحیح معنیٰ یہ ہوئے کہ عبادت مخلوق کے لئے نہ ہو بلکہ محض اللہ کے لئے ہو اور جو عبادت

دوزخ کے خوف اور جنت کے شوق سے ہو وہ شرعاً نجات کے لئے کافی سہی مگر

اہل طریقت کی نظر میں ایسی عبادت خالصتہً لوجہ اللہ کہلانے کی مستحق نہیں کیونکہ

جنت اور دوزخ بھی خدا کی مخلوق ہیں لہٰذا ایسی عبادت مؤمنین کو اصحاب الیمین کے

حلقہ تک تو پہنچا سکتی ہے مگر اس سے گذر کر زمرۂ مقربین کے درجہ تک پہنچانے

کے لئے نہ ظاہر ناکافی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

[1] مفردات الراغب ۱۲

سیماھم فی وجوھم کے متعلق حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ السمت الحسن اور مجاہد وغیرہ نے اس کے معنیٰ خشوع اور تواضع کئے ہیں۔ سدی کہتے ہیں کہ **الصلوٰۃ تحسن الوجوہ** یعنی نماز سے چہرہ پر رونق پیدا ہوتی ہے۔ کسی کا قول ہے کہ جو رات کو نماز پڑھے گا دن کو اس کا چہرہ نورانی دکھائی دیگا[1]۔ کسی کا قول ہے کہ نیکی سے دل میں نور چہرہ پر رونق۔ رزق میں کشادگی اور لوگوں میں ہر دل عزیزی پیدا ہوتی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی اپنے اندر کسی چیز کو چھپا رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ اور زبان کی لغزش سے اس کو ظاہر فرما ہی دیتا ہے۔ یعنی جو چیز دل کے اندر پوشیدہ ہوتی ہے وہ چہرہ سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ لہٰذا مومن کا باطن جب خدا کے ساتھ ٹھیک ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی درست کر دیتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے اپنے باطن کو درست کیا اللہ نے اسکے ظاہر کو درست فرما دیا۔

عبداللہ بن محمد النفیلی سے مروی ہے کہ صحابۂ کرامؓ کی نیتوں میں خلوص اور ان کے عمل نیک تھے جو ان کو دیکھتا تو اُسے ان کا ظاہر اور ان کے عمل دونوں اچھے معلوم ہوتے۔ حضرت مالکؒ فرماتے ہیں میں نے سنا ہے کہ نصاریٰ نے جب اُن اصحاب کو

---

[1] تفسیر ابن کثیر

دیکھا جنھوں نے ملک شام کو فتح کیا تھا تو کہا خدا کی قسم یہ لوگ مسیحؑ کے حواریوں سے بہتر ہیں۔

تفسیر خازن میں عطا خراسانی کا قول نقل کیا ہے کہ ہر وہ شخص جو نماز پنجگانہ کی پابندی کرلے وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔

اس کے علاوہ "سیماھم فی وجوھھم" کی اور بھی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں کسی کا قول ہے کہ اس سے مراد وہ آثار و علامات ہیں جو نمازیوں کے چہروں سے اس دنیا ہی میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور کسی کا قول ہے کہ اس سے مراد وہ نور ہے جو بروز قیامت نمازیوں کے چہروں سے ظاہر ہوگا۔

ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں اس کا یہ تصفیہ کرتے ہیں کہ اس کیلئے کسی وقت کی تخصیص نہیں کہ یہ علامتیں کسی وقت پائی جائیں اور کسی وقت نہ پائی جائیں بلکہ یہ سب اوقات میں پائی جاتی ہیں انکے چہروں کی وہ علامتیں جو اس دنیا میں پائی جاتی ہیں وہ اسلام خشوع اور زہد کے آثار ہیں اور آخرت میں چہروں کی روشنی اور وضو کے اثر سے ہاتھ پاؤں کا چمکنا اور سجدہ کے اثر سے چہرہ کا پُررونق معلوم ہوتا ہے یعنی اس سے مراد وہ علامتیں ہیں جن کی بدولت قیامت میں یہ پہچان لئے جائیں گے کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔

ذٰلک مثلھم فی التورٰۃ ومثلھم فی الانجیل ان کی اس صفت کو اس سے پہلے ہم توریت اور انجیل میں بھی بیان کر چکے ہیں۔

کزرع اخرج شطأہ فازرہ فاستغلظ فاستوٰی علٰی سوقہ یعجب الزراع

اس آیت کی تفسیر میں صاحب روح البیان لکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو بجائے بڑے بڑے پھل دار درختوں کے زراعت سے تشبیہ دینے کا بظاہر سبب یہ ہے کہ جیسے زراعت پہلے تھوڑی ظاہر ہوتی اور پھر جلد جلد بڑھنے لگتی ہے اسی طرح ان میں بھی بہت جلد ترقی ہوتی گئی اور جس طرح ان کے اعمال نامی ہیں انہی طرح ان کے اجساد بھی نامی ہیں جس کی بین مثال سیدنا امام حسینؓ ہیں کہ میدان کربلا میں آپ کے خاندان کے سارے افراد شہید کردئے گئے اور صرف سیدنا امام زین العابدینؒ بہ سبب علالت وکمسنی چھوڑ دئے گئے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ہی کی صلب مبارک سے سادات کی یہ کثرت منصۂ شہود پر جلوہ فرما دی۔

ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ اس سے مراد وہ لوگ بھی ہیں جو قیامت تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہوں۔

فقیر بھی اس مثال کا مطلب یہی سمجھتا ہے کہ صحابۂ کرامؓ جن کی تعریف وتوصیف فرمائی جارہی ہے وہ اس کھیتی کی پہلی فصل ہے۔ جیسے کھیتی میں ایک فصل کے بعد دوسری

فصل ہوتی ہے اسی طرح سرکارِ عالم کی امت پر بھی ایک قرن کے بعد دوسرا قرن گذرتا جاتا ہے اور سلسلہ تا قیامت چلتا رہے گا اور یہ کھیتی یوں ہی قائم رہے گی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

کھیتی تیری امت کی تا حشر ہری نکلی جو شاخ شجر پھوٹی پھولوں سے بھری نکلی

جس طرح کسان اپنی کھیتی کی دیکھ بھال کرتا ہے اسی طرح اپنے حبیبؐ پاک کی امت کی حفاظت خود خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس لئے جس نے اس کھیتی کو مٹانا چاہا وہ خود ہی مٹ گیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ تاتاریوں نے اس کو برباد کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی۔ بغداد کی تباہی کے بعد کامل سات برس مسلمانوں پر ایسے بھی گذرے کہ جانور کو ذبح کرنیکی سزا موت تھی۔ مگر نتیجہ کیا ہوا یہی کہ جب مسلمانوں میں سکت نہ رہی تو خود اسلام نے اپنی مخفی طاقت دکھائی اور وہی تاتاری اسلام کے حلقہ بگوش۔ خلافت کے وارث اور دین کے حامی بن گئے۔ اس لئے مسلمانوں کو کسی حال میں بھی خدائے قادر سے ناامید نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ ناامیدی مسلم کے خلاف شان اور صرف کافر کا نشان ہے اگر حالات ناساز اور اسباب ناپید ہیں تب بھی توبہ و استغفار کے بعد نہایت خشوع وخضوع سے پروردگار کی طرف رجوع کرنا چاہئے جو سبب کا محتاج نہیں بلکہ خود مسبب الاسباب ہے اور ساری کائنات کا خالق اور حقیقی مالک ہے۔

ہر چیز مسبب سبب سے مانگو منت سے خوشامد سے ادب سے مانگو

کیوں غیر کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہو بندے ہو اگر رب کے تو رب سے مانگو

کثیف بادل اور کالی گھٹائیں کچھ عرصہ کے لئے فضا کو تاریک تو بنا سکتی ہیں مگر آفتاب کو معدوم نہیں کرسکتیں۔ ان مع العسر یسرًا ۔

لیغیظ بھم الکفار کی تفسیر میں مالکؓ بن انس فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں صحابہؓ سے بغض ہو یہ آیت اس سے متعلق ہو گی۔

وعد اللہ الذین اٰمنو وعملو الصّالحٰت منھم مغفرۃً واجرًا عظیما

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ صحابہؓ کے فضائل اور ان کی لغزشوں پر تنقید کی مخالفت سے متعلق بہت سی احادیث ہیں۔ معترضین کے سمجھنے کے لیئے یہی بہت کافی ہی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی اور وہ ان سے راضی ہوا اور ان کی مغفرت اور اجر عظیم یعنی ان کو ثواب جزیل دینے کا وعدہ فرمایا۔ اور جو شخص بھی صحابہؓ کے اثر کی پیروی کرے اس کا بھی یہی حکم ہے مگر صحابہؓ کو جو فضیلت و سبقت و کمال مراتب حاصل ہے وہ ساری امت میں سے کسی کو بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ ذالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

میرے اصحاب کو گالی نہ دو۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی اُحد کے برابر بھی سونا خرچ کرے (یعنی راہ خدا میں خیرات کرے) تو ان (یعنی صحابہؓ) کے ایک مُد (ایک پیمانہ) بلکہ آدھے مُد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ سے سیدنا ابوبکر صدیقؓ مراد ہیں کیونکہ غار میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ کی معیت کا منکر کافر ہے۔ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ سے سیدنا عمرؓ مراد ہیں کیونکہ اہل مکہ پر آپ بہت سخت تھے اور رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ سے سیدنا عثمانؓ مراد ہیں کیونکہ آپ نہایت رحم دل اور بے انتہا صاحب حیا تھے۔ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا سے سیدنا علی مرتضیٰؓ مراد ہیں [1]

صحابہؓ کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے

ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں عمل صالح سے مراد صحابہؓ کی محبت ہے [2]

حاصل یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ صحابۂ کرام کے صلح حدیبیہ سے جب مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے تو اکثر اصحاب کو یہ ملال تھا کہ کفار مکہ کی بیجا ضد اور نالائقی کی وجہ سے وہ خانۂ کعبہ کا طواف اور زیارت نہ کر سکے اس ملال خاطر کو دور کرنے لئے اللہ تعالیٰ اُن کے اخلاص اور عمل کی تعریف کے

صحابہؓ کے لئے مغفرت و اجر عظیم کا وعدہ

[1] روح البیان۔ [2] روح البیان

بعد اُن سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرماتا ہے کیونکہ تمام طاعتوں اور عبادتوں کا مقصد صرف یہی دو باتیں ہیں۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ تمہارے اخلاص اور اعمال سے راضی اور خوش ہے اور تم سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرماتا ہے۔ تو پھر تمہیں رنج کرنے کی ضرورت نہیں جس فتح کی تم کو بشارت دی گئی ہے وہ تم بہت جلد اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے اور یہ سرکش جو آج تمہارے آگے بڑی بڑی باتیں کر رہے ہیں اور اپنی من مانی شرطوں پر تم سے صلح نامہ لکھوا رہے ہیں تو اس سے تمہیں دل گیر نہ ہونا چاہئے کیونکہ اس میں ہماری یہ بھی ایک حکمت ہے جو کافروں کے لئے اتمام حجت اور مومنوں کے لئے ابتلا ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ خانہ کعبہ ہمارا پہلا گھر اور تم ہمارے خاص بندے اور اس کی خدمت کے مستحق ہو۔ کل[1] تم اسی شہر میں فاتحانہ شان سے داخل ہونگے۔ اِن کے جھوٹے معبود تمہارے قدموں کے پاس پڑے ہونگے اور یہ سرکش تمہارے سامنے دست بستہ کھڑے ہونگے اور ہمارے حبیب سے عرض کریں گے کہ آپ کریم ابن کریم ہیں۔

تفسیر سُورۂ فتح ختم

---

[1] ذیقعدہ ۶ھ میں صلح حدیبیہ ہوی اور ۲۰ رمضان ۸ھ کو مکۂ مکرمہ فتح ہوا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم از صفحہ (۹۵) تا صفحہ (۹۸) و صفحہ (۱۱۶) مطبوعہ مصر ۱۲

2025